﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

سنہ ۱۹۵۹ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ر جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

قرآن مجید میں ناقابلِ تسخیر پاکستان بنانے کا قانون موجود ہے

اس قانون کی دفعات

پہلی

حدود پاکستان میں حکومت نیکیوں کا حکماً رواج دے اور برائیوں کو حکماً بند کرے

(كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴

ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو اُن کے لئے بہتر تھا۔ کچھ ان میں سے ایماندار ہیں۔ اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔

حضور انورؐ کی اُمّت کو

یعنی صحابہ کرامؓ کو سب اُمّتوں میں سے بہتر اُمّت اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ حکماً نیکی کا رواج دیتے تھے۔ اور حکماً بُرائی کو روکتے تھے۔ اور اسی خوبی کی بناء پر اللہ تعالےٰ نے اس وقت میں دُنیا کی دو بڑی سلطنتوں (رومی اور ایرانی) کو شکست دلا کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو ان سلطنتوں پر قبضہ دلا دیا۔ حالانکہ فوجوں کی تعداد ان سلطنتوں کے پاس زیادہ تھی کہ وہ مدتہائے مدیدہ سے چلی آرہی تھیں اور صحابہ کرامؓ کی سلطنت نوزائیدہ تھی اور اسلحہ کے لحاظ سے بھی وہ سلطنتیں صحابہ کرامؓ کی سلطنت سے بہت طاقتور تھیں۔

مگر اللہ تعالیٰ کے ایک قانون

کے لحاظ سے مسلمانوں نے ان کے مقابلہ میں فتح پائی۔ اور وہ قانون (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ)

سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جمائے رکھیگا۔

عبرت

اے پاکستانی مسلمانو۔ اس عبرتناک اعلان کو غور سے پڑھو۔ اب بھی خدا وُہی ہے جو صحابہ کرامؓ کا تھا۔ اور تمہارا دین بھی وُہی (قرآن مجید اور حدیث رسول) ہے جو صحابہ کا تھا۔ اب پھر اسی قاعدے کے مطابق میدانِ جنگ میں دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں آؤ گے۔ تو اللہ تعالےٰ تمہاری حمایت کرنے کے لئے اپنی آسمانی طاقتیں لائیگا۔ پھر یقیناً تمہارا دشمن خائب خاسر ہو کر میدانِ جنگ سے واپس جائیگا۔ اور تم فاتح ہو کر حمد و ثنا کے گیت گاتے ہوئے واپس آؤ گے۔

دوسری دفعہ

ہر مسلمان کو (اسلامی مملکت کی حفاظت کے لئے) مسلح ہونے کا حکم

(وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝)

سورہ الانفال رکوع ۸ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور ان سے لڑنے کے لئے جو کچھ (سپاہیانہ) قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کرسکو۔ سو تیار رکھو۔ کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر جنہیں تم نہیں جانتے۔ اللہ انہیں جانتا ہے۔ ہیبت پڑے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کروگے۔ تمہیں (اس کا ثواب) پُورا ملے گا۔ اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی۔

اس آیت میں اسلحہ اور لڑنے کے لئے گھوڑے

مہیّا کرنے کا حکم مسلمانوں کو دیا گیا ہے کہ ہر مسلمان اپنی توفیق کے مطابق اسلحہ بھی اپنے لئے مہیّا کرے۔ اور سواری کا انتظام بھی خود کرے۔ اسی لئے تو آیت کے آخر میں تسلّی دی گئی ہے۔ کہ "اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کروگے۔ تمہیں (اس کا ثواب) پُورا ملے گا۔ اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی۔" اسی اعلانِ شاہنشاہی کی بناء پر میں

پاکستان بننے کے وقت ہی سے

حکومت سے کہہ رہا ہوں کہ اب ہتھیاروں سے لائسنس ہٹا دیا جائے۔ ہر مسلمان جو ہتھیار چاہے رکھے۔ ریوالور رکھے۔ یا برین گن رکھے۔ یا سٹین گن رکھے یا تھری ناٹ تھری کی بندوق رکھے۔ علاوہ اس کے یہ بھی کہتا آرہا ہوں۔ کہ علماء دین کو اجازت دیجئے۔

کہ وہ مسلمانانِ پاکستان میں جہاد کا جذبہ

پیدا کریں۔ اگر گزشتہ حکومت ہم لوگوں کو اجازت دیتی تو کیا حکومت پاکستان کی تنخواہ دار فوج کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان جذبہ جہاد کے ماتحت میدان جنگ میں نہیں آسکتے تھے۔ اور پھر جب یہ سرفروش اس اسلامی مملکت کو زندہ اور تابندہ

رکھنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا کر کفر کے مقابلہ میں آتے تو کیا پھر خدائی طاقتیں غیب کے خزانہ سے نہ آتیں - میرا ایمان ہے کہ

خدائی طاقتیں یقیناً

میدان جنگ میں آتیں - ابھی تو عرض کر چکا ہوں - (اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ) ترجمہ گزشتہ صفحہ پر دیکھ لو - پھر تم دیکھتے پاکستان کی فوج ظفر موج کس طرح واپسی پر خوشی سے پھولے نہ سماتی -

تیسری دفعہ

ہمیشہ فوجی بھرتی جاری رہے

(یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ)

سورہ الانفال رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ - اے نبی مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو + یہ حکم وقتی نہیں تھا - بلکہ مسلمانوں کی ہر حکومت کو زندہ اور پائندہ رکھنے کے لئے اس حکم کا عملدر آمد ہوتا رہے گا -

پاکستان بننے سے پہلے ان آیات کی اشاعت کیوں نہیں کی جاتی تھی

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے - کہ مولوی صاحبان اب ان آیات کی تشہیر فرما رہے ہیں - کیا انگریز کے وقت میں یہ آیتیں ان کے پیش نظر نہیں تھیں -

اس کا جواب

یہ ہے کہ انگریز کی حکومت کے وقت میں علماء دین اس ملک کو کفرستان کے نام سے تعبیر کیا کرتے تھے - لہٰذا کفرستان کو مضبوط کرنے کے لئے یہ آیتیں کب پیش کی جاسکتی تھیں - اب ماشاء اللہ تعالےٰ ہمارا ملک پاکستان یعنی اسلامستان ہے - اس کی ایسی حفاظت کرنا اور ایسی بنیادوں پر اس کو قائم کرنا - کہ یہ ملک قیامت تک اسلامستان ہی رہے - اس کے لئے اب یہ دفعات پیش کی جا رہی ہیں - اگر ہماری حکومت صحیح اسلامی سانچے میں اس کو ڈھال دے اور ہماری آئندہ نسلیں بھی اسی طریقہ پر حکومت چلاتی رہیں تو میرا یقین ہے - کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ ملک قیامت تک اسلامی نام ہی سے زندہ تابندہ اور پائندہ رہے گا -

چوتھی

جو مسلمان (بوقت ضرورت) جہاد کے لئے نہیں نکلینگے انکے حق میں وعید (یعنی عذاب کی دھمکی)

(اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْہُ شَیْئًا ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝) سورہ التوبہ رکوع ۷ پارہ ۱۰

ترجمہ - اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا - اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کرے گا اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے - اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ اگر کسی دور کے مسلمان دین الٰہی کی حمایت کے لئے میدان جہاد میں نہیں نکلینگے تو نہ نکلنے والے مجرم قرار دے کر دردناک عذاب میں مبتلا کئے جائینگے - اور اللہ تعالےٰ اپنے اسلام کی حفاظت کے لئے کسی اور قوم کو کھڑا کر دیگا - جو لوگ اسلام کی حمایت نہیں کرینگے ، اللہ تعالےٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے - اللّٰھم لا تجعلنا منھم

پانچویں دفعہ

اگر اللہ تعالےٰ کی مدد مسلمانوں کے شامل حال ہو جائے تو پھر انہیں کوئی مغلوب نہیں کر سکتا

اعلان شاہنشاہی

(اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ۚ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِہٖ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ - اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا - تو تم پر کوئی غالب نہ ہو سکے گا - اور اگر اس نے مدد چھوڑ دی - تو پھر ایسا کون ہے - جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے - اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے -

اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کا طریقہ

ہر مسلمان کے لئے بالعموم اور مجاہدین اسلام کے لئے بالخصوص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریقہ ضرور معلوم ہونا چاہیئے - تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ سے مدد لی جائے - اور وہ پنجوقتہ نماز کا التزام ہے -

حدیث شریف کی شہادت

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَھَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَھَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ

رواہ احمد -

ترجمہ - ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) جاڑوں کے موسم میں نکلے - جبکہ درختوں کے پتے گر رہے تھے - پھر آپؐ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں - اور ان شاخوں سے پتے گرنے لگے - ابو ذرؓ نے کہا - پھر آپ نے فرمایا - اے ابو ذر - میں نے عرض کی - میں حاضر ہوں - یا رسول اللہؐ آپ نے فرمایا - جب بندہ مسلمان خالص اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گر جاتے ہیں جس طرح کہ یہ پتے درخت سے جھڑتے ہیں -

اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین

ذریعہ پنجوقتہ نماز کا ادا کرنا ہے - یہ حدیث شریف اسی لئے ذکر کی گئی ہے - کہ پانچویں دفعہ میں مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کی مدد کے حاصل ہونے کا ذکر کیا گیا ہے - یہ یاد رہے اللہ تعالےٰ کی مدد اس فوج کو حاصل ہوگی - جس سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا - اور رضا الٰہی حاصل کرنے کے لئے ہر مسلمان کے لئے روز آنہ پنجوقتہ نماز کی پابندی لازمی ہے - یہاں تک کہ میدان جنگ میں مسلمان فوجیں دشمن کے مقابلہ میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں - اس وقت بھی نماز کا وقت آجائے تو بھی نماز پڑھنی پڑے گی -

میدان جنگ میں نماز پڑھنے کا طریقہ

وَاِذَا کُنْتَ فِیْھِمْ فَاَقَمْتَ لَھُمُ الصَّلٰوۃَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ مَّعَکَ وَلْیَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَھُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَکُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِکُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآئِفَۃٌ اُخْرٰی لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَکَ وَلْیَاْخُذُوْا حِذْرَھُمْ وَاَسْلِحَتَھُمْ ۚ وَدَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِکُمْ وَاَمْتِعَتِکُمْ فَیَمِیْلُوْنَ عَلَیْکُمْ مَّیْلَۃً وَّاحِدَۃً ؕ

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝) سورہ النساء رکوع ۱۵ پارہ ۵

ترجمہ۔ اے نبی جب تُو مسلمانوں میں موجود ہو۔ اور اُنہیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہو۔ تو چاہیئے ان میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو۔ اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لیں پھر جب یہ سجدہ کریں۔ تو تیرے پیچھے سے ہٹ جائیں۔ اور دُوسری جماعت آئے جس نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ تیرے ساتھ نماز پڑھے۔ اور وہ اپنے بچاؤ اور ہتھیار ساتھ رکھیں۔ کافر چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور اسباب سے بے خبر ہو جاؤ۔ تاکہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔ اور اگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو۔ یا ہتھیار رکھ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور (تب بھی) اپنا بچاؤ ساتھ رکھو۔ بیشک اللہ نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

نماز پڑھنے اور باجماعت پڑھنے کی اہمیت

اے مسلمان مرد اور عورتو۔ آپ نے نماز کی اہمیت اور اس کے لازمی ہونے کا اسلام میں ملاحظہ کیا۔ کہ میدانِ جنگ میں اسلامی فوج دشمن کے سامنے آکر کھڑی ہوتی ہے اور بارش بھی ہو رہی ہے پھر بھی مسلمان کو نہ نماز معاف ہو سکتی ہے۔ اور نہ جماعت کے ترک کرنے کی اجازت ہے۔ اس وقت میدان جنگ کی فوج کا کمانڈر فوج کے دو حصّے کر دے گا۔ ایک حصّہ کو امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دے گا۔ اگر فوج اپنے مرکز سے سفر کی مسافت سے دُور لڑ رہی ہے۔ اور اس مقام پر فقط دو رکعت ہی فرض ہیں۔ تو ایک رکعت (یعنی آدھی نماز) فوج کا پہلا حصّہ پڑھ کر امام صاحب کے پیچھے سے ہٹ کر آ جائیگا۔ اور امام صاحب کھڑے رہینگے۔ تا آنکہ فوج کا یہ پہلا حصّہ دشمن کے مقابلہ میں جا کھڑا ہو۔ اور دوسرا حصّہ امام صاحب کے پیچھے آکر کھڑا ہو جائیگا اور ایک رکعت (یعنی آدھی نماز) امام صاحب کے ساتھ پڑھے گا۔ (اس کے بعد دو صورتیں ہیں) ایک یہ ہے کہ یہ فوج کا حصّہ پھر دشمن کے مقابلہ میں جا کر کھڑا ہو جائیگا۔ اور پہلا حصّہ آکر دوسری رکعت ادا کرے گا۔ پھر یہ پہلا حصّہ فوج کا دشمن کے مقابلہ میں جا کر کھڑا ہوگا۔ اور دُوسرا حصّہ فوج کا آکر اپنی آدھی نماز (یعنی دوسری رکعت) پڑھے گا۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے۔ کہ فوج کا دوسرا حصہ اپنی ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھ کر اسی وقت دوسری رکعت بھی پڑھ کر ہی جائے۔ بہرحال میدان جنگ میں جب اسلامی فوج دشمن کے مقابلہ میں کھڑی ہو۔ تب بھی نہ نماز چھوڑی جا سکتی ہے۔ اور نہ جماعت ترک کی جا سکتی ہے۔ ہاں اگر ایسی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے کہ فوج کے دو حصّے کر کے آدھی کو نماز پڑھنے کی مہلت نہیں دی جا سکتی ہے بلکہ ساری فوج دشمن کے مقابلہ میں لڑتے رہنے کی ضرورت ہے تو پھر جہاد مقدم ہوگا۔ اور میدانِ جنگ سے فارغ ہونے تک نماز موخر کی جائے گی۔

چھٹی دفعہ

"اللہ تعالےٰ کی مصلحت کا تقاضا ہے کہ دُنیا میں نیکوں کے مُبارک ہاتھوں سے بدوں کے حملوں کی مدافعت کرائی جائے۔ تاکہ نیکی دُنیا میں موجود اور محفوظ رہے۔ بدی کو نیچا دکھانے کے لئے نیکوں کا میدان میں آنے کا نام ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

(أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝) سورہ الحج رکوع ۷ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ جن سے کافر لڑتے ہیں۔ اُنہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ لوگ جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے صرف اس کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک کو دوسرے سے نہ ہٹاتا تو تکئے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھا دی جاتیں۔ جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے۔ اور اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا۔ جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست غالب ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی اپنی قلت اور بے سروسامانی سے نہ گھبرائیں اللہ تعالےٰ مُٹھی بھر فاقہ مستوں کو دُنیا کی فوجوں اور سلطنتوں پر غالب کر سکتا ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک شاہنشاہانہ طرز میں مسلمانوں کی نصرت و امداد کا وعدہ تھا۔ جیسے دُنیا میں بادشاہ اور بڑے لوگ وعدہ کے موقعہ پر اپنی شان و وقار و استغنا دکھلانے کے لئے کہدیا کرتے ہیں۔ کہ ہاں تمہارا فلاں کام ہم کر سکتے ہیں۔ شاید یہ عنوان اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ مخاطب سمجھ لے کہ ہم ایسا کرنے میں کسی سے مجبور نہیں ہیں۔ جو کچھ کرینگے۔ اپنی قدرت و اختیار سے کریں گے۔ (الا ان یقولوا ربنا اللہ) یعنی مسلمان مہاجرین جو اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں۔ ان کا کوئی جرم نہ تھا۔ نہ ان پر کسی کا کوئی دعوےٰ تھا۔ بجز اس کے کہ وہ اکیلے ایک خُدا کو اپنا رب کیوں کہتے ہیں۔ اینٹ پتھروں کو کیوں نہیں پوجتے۔ گویا ان پر سب سے بڑا اور سنگین الزام اگر لگایا جا سکتا ہے تو یہ ہی کہ ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کے کیوں ہو رہے۔ (ولولا دفع اللہ الناس) یعنی اگر کسی وقت اور کسی حالت میں بھی ایک جماعت کو دوسری سے لڑنے بھڑنے کی اجازت نہ ہو۔ تو یہ اللہ تعالےٰ کے قانونِ فطرت کی سخت خلاف ورزی ہوگی۔ اس نے دُنیا کا نظام ہی ایسا رکھا ہے۔ کہ ہر چیز یا ہر شخص یا ہر جماعت دوسری چیز یا شخص یا جماعت کے مقابلہ میں اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لئے جنگ کرتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ اور نیکی کو اللہ تعالےٰ اپنی حمایت میں لے کر بدی کے مقابلہ میں کھڑا نہ کرتا۔ تو نیکی کا نشان زمین پر باقی نہ رہتا۔ بددین اور شریر لوگ جن کی ہر زمانہ میں کثرت رہی ہے۔ تمام مقدس مقامات اور یادگاریں ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے۔ کوئی عبادتگاہ، تکیہ، خانقاہ، مسجد، مدرسہ محفوظ نہ رہ سکتا۔ بناءً علیہ ضروری ہُوا کہ بدی کی طاقتیں خواہ کتنی ہی مجتمع ہو جائیں۔ قدرت کی طرف سے ایک وقت آئے۔ جب نیکی کے مقدس ہاتھوں سے بدی کے حملوں کی

مدافعت کرائی جائے۔ اور حق تعالےٰ اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی خود مدد فرماکر ان کو دشمنانِ حق و صداقت پر غالب کرے۔ بلا شبہ وہ ایسا قوی اور زبردست ہے۔ کہ اس کی اعانت و امداد کے بعد ضعیف سے ضعیف چیز بڑی بڑی طاقتور ہستیوں کو شکست دے سکتی ہے۔ بہرحال اس وقت مسلمانوں کو ظالم کافروں کے مقابلہ میں جہاد و قتال کی اجازت دینا اسی قانونِ قدرت کے ماتحت تھا۔ اور یہ وہ عام قانون ہے۔ جس کا انکار کوئی عقلمند نہیں کرسکتا۔ اگر مدافعت و حفاظت کا یہ قانون نہ ہوتا تو اپنے اپنے زمانہ میں نہ صومعے (کوٹھڑے) قائم رہتے۔ نہ نصاریٰ کے گرجے۔ نہ یہود کے عبادتخانے نہ مسلمانوں کی وہ مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ سب عبادتگاہیں گرا کر اور ڈھا کر برابر کر دی جاتیں۔ پس اس عام قانون کے ماتحت کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کو ایک وقت مناسب پر اپنے دشمنوں سے لڑنے کی اجازت نہ دی جائے۔"

دربار رسالتؐ کے جہاد سے متعلقہ احکام

برادرانِ اسلام۔ اس سے گزشتہ اوراق میں آپ اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہونگے۔ کہ جہاد کے سوا دُنیا میں اسلام زندہ نہیں رہ سکتا۔ جس کا اصلی دستور العمل قرآن مجید ہے۔ اور جس کا عملی نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ اور سابقہ اوراق میں اکثر قرآن مجید ہی کے حوالوں سے تفصیلی احکام پیش کئے گئے ہیں۔ اب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں جہاد کے موضوع پر جو ارشادات ہیں ان میں سے جو چیزیں آج کے خطبہ کے لئے موزوں ہیں۔ وہ آپ کے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا
جہاد کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ فَعَجِبَ لَہَا اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقَالَ اَعِدْھَا عَلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَعَادَھَا عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ وَ اُخْرٰی یَرْفَعُ اللّٰہُ بِھَا الْعَبْدَ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ مَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالَ وَمَا ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ

اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی سعیدؓ سے روایت ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اللہ سے رب ہونے کے لحاظ سے راضی ہوگیا۔ اور اسلام سے دین ہونے کے لحاظ سے (راضی ہوگیا) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رسول ہونے کے لحاظ سے (راضی ہوگیا) اس کے لئے بہشت لازم ہوچکی (یعنی وہ شخص بہشت میں ضرور جائیگا) اس پر ابوسعید کو تعجب ہُوا۔ پھر اس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ان باتوں کو پھر فرمائیے۔ پھر آپؐ نے اس پر یہی (تین باتیں) دُھرا دیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ ایک دوسری بات بھی ہے جس کے سبب سے اللہ (تعالےٰ) بندے کے سو درجے بہشت میں بلند کر دے گا۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا۔ جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ ابوسعید نے عرض کی یا رسول اللہ۔ وہ کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

میرے خیال میں

اعمال صالحہ میں سے جو فضیلت جہاد . . . کی آپ سُن رہے ہیں۔ یہ فضیلت اور کسی نیک کام کے حصّہ میں نہیں آئی اور اسی اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرنے ہی سے تو اسلام آج تک زندہ ہے۔ اگر خدانخواستہ بفرضِ محال اگر مسلمانوں میں جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ باقی نہ رہتا تو اس کے سوا پھر اور کوئی اور نیک عمل ایسا نہیں تھا جس پر عمل کرنے سے کفار ہر دور میں شکست کھاتے۔ اور اسلام اپنی آن اور شان سے زندہ رہتا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ اسی جہاد ہی کے عقیدہ سے دُنیا کے کئی ممالک پر مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں۔

خُدا کی قدرت جہاد کے نام ہی سے

کُفّار کے اعضاء پر لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ان کے دلوں پر دھڑکن پیدا ہوجاتی ہے

تازہ شہادت

گزشتہ کشمیر کی جنگ جو پاکستان اور بھارت میں کشمیر کی سرحد پر ہوئی ہے۔ اس جنگ میں فوج میں شریک ہونے والے احباب ذکر کرتے ہیں۔ کہ ایک پٹھا
کی ڈوگرہ فوج میں جا گھستا
کی فوج میں شور مچ جاتا ہے
غازی آگیا۔ ڈوگرہ فوج کا سپاہی باوجود بندوق ہاتھ میں ہونے کے غازی پٹھان پر گولی نہیں چلاسکتا۔ اور پٹھان غازی چار چار پانچ پانچ رائفلیں ڈوگروں سے چھین کر صحیح و سلامت واپس آجاتا ہے۔

اے مسلمان

تُو ملک گیری کی نیّت سے نہیں۔ خدا تعالےٰ کے اسلام (جس کا عَلم قرآن مجید ہے۔ اور جس کی عملی شرح حدیثِ رسولؐ ہے) کا سربلند کرنے کے لئے میدان میں آ۔ سوائے اس کے تیرے دل میں اور کوئی جذبہ نہ ہو۔ پھر دیکھ۔ اللہ تعالےٰ کے وعدے کس طرح سچّے ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد جو صحابہ کرامؓ کے لئے آیا کرتی تھی۔ وہ تیرے لئے آتی ہے یا نہیں۔ میرا ایمان ہے۔ اور خُدا تعالےٰ کا فرمان ہے۔ کہ یقیناً وہ مدد آئیگی۔ اس کا اعلان واجب الاذعان (ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ ترجمہ۔ اگر تم اللہ (تعالیٰ) کے دین کی مدد کروگے تو اللہ (تعالےٰ) تمہاری مدد کریگا) قیامت تک کے لئے ہے۔

اور اے موجودہ دور کے مسلمان

اگر تُو نماز نہ پڑھے۔ روزہ نہ رکھے۔ اور شراب پیئے۔ اور ڈانس کھیلے۔ اور روزانہ سینما کے شو دیکھے۔ پھر اگر تیرا نام محمد دین ہو۔ یا الہ دین ہو یا اللہ دتّا ہو یا عبداللہ جان ہو یا عبداللہ خان ہو۔ اللہ تعالےٰ تم سے ناراض ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے ناراض ہونگے۔ روزانہ کے ڈائری نویس (کراماً کاتبین) فرشتے تم سے ناراض ہونگے۔ اللہ تعالےٰ کی ان نافرمانیوں کے ہوتے ہوئے تم خیال کرسکتے ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کی مدد تمہارے شاملِ حال ہوسکتی ہے؟ وما علینا الا البلاغ

دُوسرا
ہر مسلمان کے لئے کم از کم دل میں جہاد کا جذبہ رکھنا ضروری ہے

کہ اگر میری ضرورت ہوئی تو میں بھی میدانِ جہاد میں جاؤں گا۔ ورنہ اُس شخص کی موت خالص مومن کی سی موت نہیں ہوگی۔ بلکہ ایسے شخص کے اندر ایک طرح کا نفاق پایا جائیگا۔

وَلَا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ رواہ مسلم

ترجمہ - ابی رضؓ ہریرہ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو شخص مرا - ایسے حال میں کہ نہ تو (اللہ تعالےٰ کی راہ میں) جہاد کیا - اور اپنے دل میں اس کا ارادہ بھی نہ رکھا تو وہ نفاق کے ایک شعبے (یعنی ایک حصّے) پر مرے گا - (یعنی اس کا ایمان کامل نہیں ہوگا -

حاصل

یہ نکلا کہ ہر مسلمان کے دل میں جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ موجود رہنا چاہیئے - ورنہ ایمان کامل نہیں رہے گا - اور جہاد فی سبیل اللہ کا مطلب یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کے دین کی حفاظت کے لئے میدانِ جنگ میں جاؤں گا - اس کے علاوہ نہ ملک کی خدمت کا جذبہ ہی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں منظور ہے - اے مسلمان

یہ یاد رکھ

دُنیا کی دوسری قومیں قومیت اور وطنیت کے جذبہ کے ماتحت لڑتی ہیں اور مسلمان کو فقط رضا الٰہی حاصل کرنے اور اس کے دین کو زندہ کرنے کے ماتحت لڑنا چاہیئے ورنہ یاد رکھ - اگر تو قومیت یا وطنیت کے جذبہ کے ماتحت لڑتے لڑتے مارا بھی جائیگا تو بھی اللہ تعالےٰ کے دربار میں تیری کوئی عزّت نہ ہوگی - اے مسلمان - میرے اعلان کی شہادت رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سے سُن -

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُهٗ فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ -

ترجمہ - ابی موسیٰ سے روایت ہے - کہا - ایک شخص نبی صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم کے ہاں آیا - پھر اس شخص نے عرض کی - کہ ایک شخص مالِ غنیمت حاصل کرنے کی نیّت سے (مسلمانوں کے میدانِ جنگ میں شامل ہو کر) لڑتا ہے - اور ایک شخص شہرت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے - اور ایک شخص لڑتا ہے - تاکہ اس کی بہادری کا کمال دیکھا جائے - پھر (ان میں سے) کون فی سبیل اللہ ہوگا - آپ نے فرمایا - جو شخص اس نیت سے لڑے کہ اللہ (تعالیٰ) کا کلمہ بلند ہو - (یعنی اس کے دین کو بلندی حاصل ہو

کہ دین الٰہی زندہ اور تابندہ رہے) وُہ فی سبیل اللہ ہوگا -

مجھے یقین ہے

کہ آپ حضور انورؐ کے اس اعلان سے سمجھ گئے ہونگے - کہ قومیت یا وطنیت کے ماتحت لڑنے کی اسلام میں کوئی قیمت نہیں ہے

مسلمان قیامت تک جہاد کرتے رہینگے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ عَلٰی مَنْ نَّاوَاهُمْ حَتّٰی یُقَاتِلَ اٰخِرُهُمُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ رواہ ابو داؤد -

ترجمہ - عمران بن حصین سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میری اُمّت میں سے ایک طائفہ (گروہ) حق (یعنی سچّے دین کی حمایت) پر لڑتا رہے گا - ایسے حال میں کہ وہ لوگ اپنے دشمنوں پر غالب آنے والے ہونگے - یہاں تک کہ ایسے لوگوں میں سے آخری جتھا مسیح دجال سے لڑیگا

حاصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا حاصل یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت اسلام کی حفاظت کے لئے قیامت تک جہاد کرتی رہے گی -

جہاد کی ترغیب اور ایک عجیب واقعہ

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَیْئَةِ فَقَالَ یَا اَبَا مُوْسٰی اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَقْرَأُ عَلَیْکُمُ السَّلَامَ ثُمَّ کَسَرَ جَفْنَ سَیْفِهٖ فَاَلْقٰهُ ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِهٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰی قُتِلَ رواہ مسلم

ترجمہ - ابی رضؓ موسیٰ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بیشک بہشت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں - پھر ایک خستہ حال شخص کھڑا ہوا - پھر اس نے کہا - اے ابا موسےٰ تو نے یہ بات خود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرماتے ہوئے سُنی ہے - ابا موسیٰ نے کہا - ہاں - پھر وہ شخص اپنے دوستوں کے ہاں لوٹ کر آیا - پھر کہا - مَیں تمہیں سلام کرتا ہوں - پھر اپنی تلوار کے نیام کو توڑ کر پھینک دیا - پھر تلوار لے کر دشمن کی طرف

روانہ ہُوا - اس سے لڑا - یہاں تک کہ شہید ہوگیا -

جنگ اُحد کے شہیدوں کا پیغام مجاہدین کے نام

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ اِنَّهٗ لَمَّا اُصِیْبَ اِخْوَانُکُمْ یَوْمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهُمْ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَاْکُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مِنْ ذَهَبٍ مُّعَلَّقَةٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِیْبَ مَاْکَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِیْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ یُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اَنَّنَا اَحْیَاءٌ فِی الْجَنَّةِ لِئَلَّا یَزْهَدُوْا فِی الْجِهَادِ وَلَا یَنْکُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْکُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ اِلٰی آخِرِ الْاٰیَاتِ رواہ ابوداؤد

ترجمہ - ابنِ رضؓ عباس سے روایت ہے - تحقیق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا - جب تمہارے بھائی اُحد کے دن شہید کئے گئے - تو اللہ (تعالےٰ) نے ان کی رُوحوں کو سبز پرندوں کے جسم میں داخل کر دیا - وہ پرندے بہشت کی نہروں پر آتے ہیں - بہشت کے میووں کو کھاتے ہیں - اور سونے کے ان قندیلوں میں آرام حاصل کرتے ہیں - جو اللہ (تعالےٰ) کے عرش کے نیچے معلق ہیں - ان شہیدوں نے جب اپنے کھانے پینے اور آرام کرنے کی مسرتوں کو حاصل کیا - تو کہا - کون ہے - جو ہمارے بھائیوں کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچائے - کہ ہم بہشت میں زندہ ہیں - تاکہ وہ بہشت کو حاصل کرنے میں بے پروائی سے کام نہ لیں - اور لڑائی کے موقعہ پر سُستی سے کام نہ کریں - پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا - کہ مَیں تمہارا پیغام تمہارے بھائیوں تک پہنچا دُونگا - پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی - ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون

فتوحات کے بعد جنگی ہتھیاروں کی مشق جاری رہنی چاہیئے

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَوْمٍ مِّنْ اَسْلَمَ یَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ اِرْمُوْا بَنِیْ اِسْمٰعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاکُمْ کَانَ رَامِیًا

وَّاَنَا مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ لِاَحَدِ الْفَرِیْقَیْنِ فَاَمْسَکُوْا بِاَیْدِیْھِمْ فَقَالَ مَالَکُمْ قَالُوْا وَکَیْفَ نَرْمِیْ وَاَنْتَ مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ قَالَ اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ کُلِّکُمْ رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ سلمہؓ بن اکوع سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی اسلم میں تشریف لے گئے۔ جب کہ وہ لوگ بازار میں تیراندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپؐ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے اسمٰعیل علیہ السلام کے بیٹو۔ تیراندازی کرو۔ تمہارے باپ تیرانداز تھے۔ اور مَیں فلاں فریق کے ساتھ ہوں (یعنی ایک فریق کا نام لے کر فرمایا) پھر دوسرے فریق نے تیراندازی چھوڑ دی۔ (یعنی تیر پھینکنے سے ہاتھ روک لیا) آپ نے پوچھا۔ تمہیں کیا ہوگیا۔ اُنہوں نے عرض کی۔ ہم اس حالت میں کیونکر تیراندازی کر سکتے ہیں جبکہ آپ اس فریق کے ساتھ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم تیراندازی کرو۔ مَیں تم سب کے ساتھ ہوں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے دلوں میں اس جذبۂ جہاد کو قائم رکھے۔ تاکہ ہمیشہ ضرورت کے وقت اسلام کا بول بالا کر سکیں۔ اور کفر کو نیچا دکھا سکیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سامنے اس کے کسی مسلم بھائی کی غیبت اور بدگوئی کی جائے اور وہ اس کی نصرت و حمایت کر سکتا ہو اور کرے (یعنی غیبت و بدگوئی کرنے والے کو س سے روکے یا اس کا کواب دے اور مداخلت کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا، اور اگر قدرت حاصل ہونے کے باوجود وہ اس کی نصرت و حمایت نہ کرے (نہ غیبت کرنے والے کو غیبت سے روکے نہ جوابدہی اور مدافعت کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں س کو تاہی پر پکڑے گا (اور اس کی سزادے گا)۔ شرح السنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے، اور مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے، اس کے ضرر کو اس سے دفع کرتا ہے اور اس کے پیچھے سے اس کی پاسبانی و نگرانی کرتا ہے۔ سنن ابی داؤد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

شاہنشاہِ حقیقی شانہ جل اللہ کے دربار کا بھی وہی قانون ہے جو دُنیا کے اِنصاف پسند بادشاہوں کا ہوتا ہے

کہ مجرم پہلے جرم کرتا ہے پھر اُسے سزا دی جاتی ہے

ہاں

اگر بادشاہ اپنی مہربانی سے معاف کر دے تو اس کا احسان ہے

مجرموں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے سزا دیئے جانے کے متعلق

اعلانات

پہلا

(مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝) سورہ النساء رکوع ۱۸ پارہ ۵

ترجمہ - جو کوئی بُرا کام کرے گا - اس کی سزا دیا جائے گا اور اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں پائیگا -

یہ کیوں

اللہ تعالےٰ کے احکام کی مخالفت کرنے والوں کو سزا کی دھمکی اس لئے دی گئی ہے کہ جو بادشاہ اپنے نافرمانوں کو سزا نہ دیسکے - اس کے ملک میں اس کی حکومت چل ہی نہیں سکتی - حضرت مولانا و مقتدانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی فرماتے ہیں کہ انسانوں میں بعض نفوس سبعیہ والے ہوتے ہیں - یعنی شکل میں تو وہ انسان ہی ہوتے ہیں - مگر ان کے اندر درندوں کی صفت ہوتی ہے - کہ جس کمزور کو دیکھا - اسے دُکھ دینا شروع کر دیا - اور اُس کمزور کی تکلیف اور دُکھ کو وہ درندوں کی طرح ذرا بھی محسوس نہیں کرتے - پھر حاکمِ وقت کا فرض ہوتا ہے - کہ اپنی طاقت سے ان درندہ صفت انسانوں کو عبرتناک سزا دے - تاکہ کمزور اور بے بس انسان بھی اس کی مملکت میں چین سے زندگی بسر کریں - اسی قاعدے کی بناء پر احکم الحاکمین نے بھی اپنی مقدس کتاب (قرآن مجید) میں اعلان فرما دیا ہے - کہ جو شخص بھی کوئی بُرا کام کرے گا - وہ سزا پائے گا -

دُوسرا

(مَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝) سورہ النساء ع ۱۶ پ ۵

ترجمہ - اور جو کوئی گناہ کرے - سو اپنے ہی حق میں کرتا ہے - اور اللہ سب باتوں کا جاننے والا حکمت والا ہے -

یعنی

جو شخص اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرے گا اس کی زد اسی پر پڑے گی - یعنی اس کی سزا بھی اسی کو بھگتنی پڑے گی - یہ نہیں ہوسکتا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی -

تیسرا

(يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ - اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے - جو تمہیں میرے احکام سُناتے تھے - اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے - کہیں گے - ہاں - ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور انہیں دُنیا کی زندگی نے دھوکا دیا ہے - اور اپنے اُوپر گواہی دینگے - کہ وہ کافر تھے -

سُبحان اللہ

اللہ تعالےٰ کی کیا عجیب قدرت ہے - کہ قیامت کے دن مجرم خود اپنے مجرم ہونے کا اعلان کریں گے - مگر اس دن کا اقرار کس کام کا - یہ اقرار تب مفید تھا - کہ عذاب الٰہی دیکھنے سے پہلے انبیاء علیہم السلام یا انبیاء علیہم السلام کی طرف سے آنے والے مبلغوں کی بات کو مان لیتے -

انسان کے جرموں کی نوعیت

اللہ تعالےٰ کے مذکورۃ الصدر اعلانات سے یہ چیز تو صاف ہوگئی - کہ بارگاہ الٰہی سے مجرموں کو سزا ملے گی - اب یہ چیز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انسانوں کے جرموں کی نوعیت کیا ہوگی - ہر انسان کے ذمہ دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں - ایک وہ حقوق جن کا تعلق اللہ تعالےٰ سے ہے - اور دوسرے وہ حقوق جن کا تعلق انسانوں سے ہے - لہٰذا انسان دونوں قسم کے حقوق میں سے جس کی حق تلفی کرے گا - مجرم قرار دیا جائے گا - اور سزا کا مستحق ہوجائیگا -

نمبر اوّل حقوق اللہ کی حق تلفی

حقوق اللہ کی حق تلفی تین صورتوں میں بالکل واضح طور پر ہوتی ہے - شرک کرنے سے - کفر کرنے سے - نفاق اعتقادی اختیار کرنے سے - تینوں کی تفصیل آگے ملاحظہ ہو -

مسئلہ توحید سمجھنے کے لئے قرآن مجید کی آیات ملاحظہ ہوں

دراصل شرک یہ ہے کہ جو تعلق انسان کو اللہ تعالےٰ سے ہی رکھنا چاہئے تھا -

وُہی تعلق اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور سے بھی رکھے ۔ اس کی چند مثالیں

پہلی

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

سورہ الشوریٰ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ ۔ اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں ۔ روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے ۔ بیشک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ۔

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو بھی رزق کی کشادگی یا تنگی کرنے والا سمجھے گا ۔ تو وہ مشرک ہو جائیگا ۔ یہ مجرم اپنے آپ کو مشرک سمجھے یا نہ سمجھے ۔ مگر قرآن مجید کے فیصلہ کے مطابق بارگاہِ الٰہی میں وہ مشرک ہی کہلائے گا ۔ اگر یہ شخص توبہ کرکے مرا ۔ تو بہشت میں جا سکے گا ۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین حضورؐ انورؐ پر ایمان لانے سے پہلے اکثر مشرک ہی تو تھے ۔ مگر ایمان لانے کے بعد ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر صحابی جنّت کا وارث ہے ۔

توبہ کئے بغیر مرا تو اس کے متعلق

قرآن مجید کا یہ اعلان ملاحظہ ہو:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ سورہ النساء رکوع ۷ پارہ ۵

ترجمہ ۔ بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا ۔ جو اس کا شریک کرے ۔ اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے ۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا ۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا ۔

دُوسری

قرآن مجید کا اعلان کہ اولاد فقط اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

ترجمہ ۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے ۔ جو چاہتا ہے ۔ پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے ۔ لڑکیاں عطا کرتا ہے ۔ اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے ۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے ۔ اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے ۔ بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے ۔ سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

اب اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے سوا

کسی اور کو بھی اولاد دینے یا نہ دینے کا اختیار خیال کرے ۔ تو وہ اس معاملہ میں مشرک ہو جائے گا ۔ اگر اس غلط عقیدہ سے توبہ کرکے مریگا تو بہشت میں جا سکیگا ورنہ نہیں ۔

تیسری

خلیل الرحمن حضرت ابراہیمؑ کا اعلان کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی بھی شفا نہیں دے سکتا

(وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ ۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں ۔ تو وُہی مجھے شفا دیتا ہے ۔

اتنے بڑے جلیل القدر پیغمبر کا اعلان کوئی معمولی چیز نہیں ہے ۔ ان کے اس اعلان سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ بیماری سے شفا دینا یہ فقط اللہ تعالےٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے ۔ حتّٰی کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنی بیماری سے شفا پانے کے لئے اللہ تعالےٰ ہی کے محتاج ہیں ۔

واقعہ بھی یہی ہے

کہ بیماری سے شفایابی اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے ۔ اگر دوا میں شفا کی تاثیر بالذات ہوتی تو ہر مرتبہ استعمال کرنے سے شفا ہو جاتی ۔ حالانکہ وہی دوا وہی مریض ایک مرتبہ استعمال کرتا ہے تو شفا ہو جاتی ہے ۔ پھر وہی دوا اسی بیماری کے لئے دوسری مرتبہ استعمال کرتا ہے ۔ تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے ۔ کہ دو مریض ایک ہی بیماری میں مبتلا ہیں ۔ ایک مریض کو ایک دوا سے فائدہ ہو جاتا ہے ۔ اور دوسرے مریض کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔ لہٰذا ہر انسان بالخصوص مسلمان کا فرض ہے ۔ کہ جب بیمار ہو تو شفایابی کی دُعا اللہ تعالےٰ سے کرے ۔ ہاں دوا استعمال کرنا شرعاً کوئی جرم نہیں ہے ۔

اگر کوئی شخص علاج کی بجائے اللہ تعالےٰ پر اعتماد کرکے بیٹھ رہے

تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے بھی ایسے لوگوں کو شفا عطا فرما دیتا ہے ۔ لہٰذا ثابت ہو گیا ۔ کہ شفا علاج پر موقوف نہیں ہے ۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے ۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ایسے

ستّر ہزار مسلمان بلا حساب و کتاب

بہشت میں جائیں گے ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ لِيْ انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

متفق علیہ ۔ ترجمہ ۔ ابنؓ عباسؓ سے روایت ہے کہا ۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک دن نکلے ۔ پھر فرمایا ۔ مجھ پر اُمّتیں پیش کی گئیں ۔ پھر گزرنے شروع ہوئے ۔ ایک نبی گزرا ۔ اور اس کے ساتھ ایک ہی آدمی تھا (جو اس پر ایمان لایا) اور ایک نبی گزرا ۔ جس کے ساتھ دو آدمی تھے ۔ (جو اس پر ایمان لائے تھے) اور ایک نبی گزرا ۔ جس کے ساتھ ایک جماعت تھی ۔ اور ایک نبی گزرا ۔ جس کے ساتھ کوئی آدمی نہیں تھا ۔ (جو اس پر ایمان لایا ہو ۔ پھر مَیں نے ایک بہت بڑی جماعت کو دیکھا ۔ جس نے کنارہ بھرا ہوا تھا ۔ پھر مَیں نے امید کی کہ یہ میری اُمّت ہو گی ۔ پھر کہا گیا ۔ کہ یہ موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم میں ہیں ۔ پھر مجھے کہا گیا ۔ کہ دیکھ پھر مَیں نے بہت بڑی جماعت دیکھی ۔ جس نے آسمان کے کناروں کو بھر دیا تھا ۔ پھر مجھے کہا گیا ۔ اِدھر اور اُدھر دیکھ ۔ پھر مَیں نے بہت بڑی جماعت کو دیکھا ۔ جنہوں نے آسمان کا کنارہ بھرا ہُوا تھا ۔ پھر کہا گیا ۔ کہ یہ تیری اُمّت کے لوگ ہیں ۔ اور ۱۱۰ کے ساتھ ستّر ہزار اُن کے آگے آگے ہیں ۔ جو

بہشت میں حساب دیئے بغیر داخل ہونگے۔ وہ وہ لوگ ہیں۔ جو نہ پرندوں سے فال پکڑتے ہیں۔ اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں۔ اور نہ ہی داغ لگاتے ہیں (جو عرب میں رواج تھا۔ کہ بہت سی بیماریوں کے لئے اور کسی قسم کا علاج کرنے کی بجائے فقط اس جگہ کو داغ دینا کافی سمجھتے تھے) اور (اپنی بیماری سے شفا حاصل کرنے کے لئے) اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔ پھر عکاشہ بن محصن کھڑا ہُوا۔ پھر عرض کی۔ (یا رسول اللہ) اللہ سے دُعا کیجئے۔ کہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ تو اس کو انہیں میں سے کر دے۔ پھر دوسرا شخص کھڑا ہُوا۔ پھر اس نے عرض کی۔ (یا رسول اللہ) اللہ سے دُعا کیجئے۔ کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا اس درجہ پر پہنچنے کے لئے عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔

کفر اور شرک کے مجرموں کی سزا کے متعدد اعلانات

پہلا

(اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خَالِدِیْنَ فِیْھَا ؕ اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ ۔

سورہ البینہ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ اہل کتاب میں سے منکر ہیں اور مشرکین وہ دوزخ کی آگ میں ہونگے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی لوگ بدترین مخلوقات ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ کافروں کو بدترین مخلوقات قرار دیا گیا ہے۔ خواہ وہ لوگ اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرکوں میں سے ہوں اور یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ آسمانی کتاب پر ایمان لانے کے بعد بھی انسان کافر ہو سکتا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

مشرکوں سے اللہ تعالےٰ بیزار ہے

(وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۙ)

سورہ التوبہ رکوع ۱ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کے دن لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور یہ یاد رہے کہ توحید اور شرک میں صحیح اور مکمل طور پر آدمی تب تمیز کر سکتا ہے کہ خود قرآن مجید کا مطلب سمجھنے کی استعداد ہو۔ اور اگر اپنے اندر اتنی استعداد نہیں ہے تو پھر کسی عالم سے قرآن مجید با معنی پڑھے۔ یا کسی عالم قرآن مجید کے درس میں باقاعدہ جائے۔ ورنہ مسلمان بھی کہلائے گا اور شیطان اسے اپنے مکر و فریب کے جال میں پھنسا کر شرک کے دائرہ کے اندر لا کر کھڑا کر دیگا۔

مسلمان سے میری عقیدت

مسلمانوں کے متعلق میرا نظریہ یہ ہے۔ کہ کوئی مسلمان بھی شرک کو شرک سمجھ کر شرک نہیں کرتا یا کفر کو کفر سمجھ کر کفر نہیں کرتا۔ شرک اور کفر کا الزام تو اس پر وہ لوگ لگاتے ہیں۔ جن کے سینہ میں نورِ قرآن ہے۔ ہاں یہ چیز ضروری ہے کہ اگرچہ شرک کو شرک یا کفر کو کفر سمجھ کر نہ کریں۔ مگر قانون الٰہی کی زد میں ضرور آئینگے۔ اور شرک اور کفر کی سزا ضرور پائیں گے۔ مثلاً اگر کوئی شخص زہر کو زہر سمجھ کر نہ کھائے تو بھی زہر اپنا اثر دکھائیگا۔ اور وہ موت کے گھاٹ اُتر جائے گا۔ البتہ بیخبری میں کھانے کے باعث اسے خودکشی کا مجرم تو قرار نہیں دیا جائے گا۔

ایک شبہ کا جواب

اگر کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو۔ کہ جب وہ لوگ شرک کو شرک اور کفر کو کفر سمجھ کر نہیں کرتے۔ تو پھر انہیں دوزخ کی سزا کیوں دی جائے گی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہر کلمہ گو مسلمان کو معلوم ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا نازل کیا ہُوا ہے۔ اور اس میں مذہب اسلام کے متعلق تمام ضروری ہدایات موجود ہیں۔ پھر کیا ان مسلمانوں کا یہ مذہبی فرض نہیں تھا کہ کسی عالم دین کے پاس جاتے اور اس سے جا کر دین سیکھتے۔ ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ کہ ہر چیز سیکھنے سے ہی آتی ہے۔ اسی لئے ہر مسلمان جو کام بھی کرنا چاہتا ہے۔ اسے پہلے اُستاد سے سیکھنا ہے۔ اگر جوتا گانٹھنے کے لئے اُستاد کی ضرورت ہے۔ سر مونڈنے کے لئے حجام سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔ تو کیا خدا تعالےٰ کا نازل کردہ مذہب اسلام کسی عالم سے سیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ تعلیم اسلام سے یہ بے توجہی اور یہ لاپروائی ایک بہت بڑا جرم ہے جو ان لوگوں نے کیا۔

اس کے علاوہ

ان مجرموں پر ایک اور طریقہ سے بھی اتمامِ حجّت ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی شرک اور کفر میں مبتلا رہنے والے مجرم ہو جاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ایسے حضرات علماء کرام ہر جگہ رکھے ہوتے ہیں۔ جو قرآن مجید اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی صحیح آواز مسلمانوں کے کانوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اپنے اس خطّۂ ملک مغربی پاکستان میں آپ کراچی سے لے کر پشاور تک سیر کر کے دیکھ لیجئے۔ کہ بفضلہٖ تعالےٰ ہر بڑے شہر میں بلکہ قصبات اور دیہات میں بھی کتاب و سنۃ کی صحیح تعلیم اور مسلمانوں کے کانوں میں صحیح آواز پہنچانے والے علماء کرام موجود ہیں۔

باوجود اس کے

پھر آپ کراچی سے پشاور تک حقیقت شناس نگاہ سے دیکھیں گے۔ کہ باوجود ان حضرات کی موجودگی کے اکثر مسلمان شرک اور کفر میں مبتلا ہیں۔ بلکہ "اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" والی مثال ہے۔ کہ عام طور پر مسلمانوں کا بے دین طبقہ علماء دین سے متنفر اور بیزار ہے۔ اور بُرائی کے ہر کام میں دلچسپی لیتا ہے۔ روپیہ خرچ کرتا ہے۔ روزانہ وقت صرف کرتا ہے اور ان بیہودہ مجلسوں میں شوق سے جاتا ہے۔

کیا

سینما دیکھنے کے لئے ہر شہر میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے پاس وقت بھی ہے اور روپیہ بھی۔ باقی کتاب و سنۃ کی آواز پہنچانے والے علماء کرام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے ان کے پاس وقت نہیں ہے

ان بے دینوں کا اپنے متعلق فیصلہ

(اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ ۔ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب۔ ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بیشک ظالم ہونگے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخشدے اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اُڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے

دیندار مسلمانوں کو چاہئے

کہ سابقہ آیات کا ترجمہ اپنے بے دین اعزہ و اقارب کو ضرور سُنائیں۔ ممکن ہے ان پیش آنے والے واقعات کو پڑھ کر اپنی اصلاح کرلیں۔ وما علینا الا البلاغ

حقوق اللہ کی حق تلفی کرنیوالا تیسرا جرم نفاق ہے

اس کی پہلی قسم

نفاق کی دو قسمیں ہیں۔ نفاق عملی اور نفاق اعتقادی۔ پہلی قسم کا ذکر مندرجہ ذیل حدیث شریف میں ہے۔

(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)

متفق علیہ۔ ترجمہ۔ عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار خصلتیں ہیں۔ جو . . . . . .

میں یہ ہونگی وہ خالص منافق ہوگا۔ اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ یہاں تک کہ اس سے باز آئے۔ (اور وہ چار خصلتیں یہ ہیں) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ اور جب بات کرے۔ تو جھوٹ بولے۔ اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ اور جب لڑے تو گالیاں دے۔

عملی نفاق والوں کے متعلق جو حدیث لکھی گئی ہے اس کے متعلق حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

ایں سہ خصلت را نشان منافق داشت مجتمع با تنہا تنہا و بر ہر تقدیر صاحب ایں خصال بحقیقت منافق نیست بلکہ مراد آنست کہ ایں صفات لائق منافقان است وسزاوار بحال مسلماناں آنست کہ ازینہا پاک ومبرا باشند چہ دریناہا باطن مخالف ظاہر است۔ چنانکہ منافق را دل باز بان یکے نیست۔ ومسلمان را باید کہ بایں صفات عادت نکنند۔ ومصر بر آں نباشد۔ تا مبادا بداں خو گیرد و رفتہ رفتہ بحقیقت نفاق کشد و بالجملہ وجود علامات نفاق مستلزم وجود نفاق نیست۔ و بحقیقت مراد انذار و تحذیر مومنان است۔ از اتصاف بایں صفات الخ۔ ترجمہ۔ ان تین صفتوں کو منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ ساری اکٹھی ہوں۔ یا علیحدہ علیحدہ ہوں۔ بہر حال ان صفتوں والا منافق نہیں ہے۔ بلکہ اس اعلان سے مراد یہ ہے۔ کہ یہ صفتیں منافقوں کے لئے مناسب ہیں۔ اور مسلمانوں کے مناسب حال یہ ہے۔ کہ ان صفتوں سے پاک اور کنارہ کش ہوں۔ کیونکہ ان صفتوں میں بھی باطن ظاہر کے مخالف تو ہوتا ہی ہے۔ جس طرح منافق کا دل اور زبان نہیں ہوتے (یعنی منافق ظاہر کچھ اور کرتا ہے۔ اور دل میں کچھ اور چیز ہوتی ہے) اور مسلمان کو چاہئے کہ ان صفات کو عادت نہ بنائے۔ اور ان صفتوں پر رہنے کی ضد نہ کرے۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان چیزوں کی عادت پڑ جائے۔ اور ہوتے ہوتے حقیقی نفاق تک جا پہنچے۔ اور حاصل یہ ہے کہ نفاق کی علامتوں کے پائے جانے سے حقیقتاً منافق ہونا لازم نہیں آتا۔ اور در اصل مومنوں کو ان صفات سے متصف ہونے سے ڈرانا ہے۔

نفاق اعتقادی کے منافقین

اس قسم کے منافق بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور مسلمانوں ہی میں ملے جلے رہتے ہیں۔ مگر ان کے دل میں اسلام کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کے دل میں کوئی احترام ہوتا ہے۔ یہ کافروں ہی کی طرح اسلام کے دشمن ہوتے ہیں۔ البتہ کفر کی سزا سے بچنے کے لئے مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ راہ و رسم رکھتے ہیں۔

اعتقادی منافقوں کا اپنا بیان کہ ہم نمائشی مسلمان ہیں

(وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ۔ اور جب ایمانداروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ منافق صاف طور پر اقرار کرتے ہیں کہ ہم تو دشمنان اسلام کے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے مذاق کے طور پر ملتے جلتے ہیں۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رح کا حاشیہ

مذکورۃ الصدر آیت پر تحریر فرماتے ہیں "شیاطین یعنی شریر لوگ مراد ان سے یا تو وہ کفار ہیں جو اپنے کفر کو سب پر ظاہر کرتے تھے۔ یا وہ منافقین مراد ہیں جو ان میں رئیس سمجھے جاتے تھے۔ (انہیں کہتے تھے) اسلام کی مخالفت کے معاملہ میں ہم بالکل تمہارے ساتھ ہیں۔ تم سے کسی حالت میں جدا نہیں ہو سکتے۔ (اور) ظاہری موافقت جو ہم مسلمانوں سے کرتے ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا کہ ہم واقع میں ان کے موافق ہیں۔ ہم تو ان سے تمسخر کرتے ہیں۔ اور ان کی بیوقوفی سب پر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ باوجودیکہ ہمارے

افعال ہمارے اقوال کے مخالف ہیں۔ مگر وہ اپنی بیوقوفی سے صرف ہماری زبانی باتوں پر ہم کو مسلمان سمجھ کر ہمارے مال اور اولاد پر ہاتھ نہیں ڈالتے اور مال غنیمت میں ہم کو شریک کر لیتے ہیں۔" ان منافقین کے حق میں

اللہ تعالےٰ کا فیصلہ

ملاحظہ ہو۔ (صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ)

سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ۔ بہرے ہیں۔ گونگے ہیں۔ اندھے ہیں۔ سو وہ نہیں لوٹینگے۔

شیخ الہند حضرت محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

ملاحظہ ہو۔" یعنی بہرے ہیں۔ جو سچی بات نہیں سنتے۔ گونگے ہیں۔ جو سچی بات نہیں کہتے۔ اندھے ہیں جو اپنے نفع و نقصان کو نہیں دیکھتے۔ سو جو شخص بہرا بھی ہو اور گونگا بھی ہو۔ وہ کس طرح راہ پر آئے۔ صرف اندھا ہو تو کسی کو پکارے۔ یا کسی کی بات سُنے۔ تو اب ان سے ہرگز توقع نہیں کہ گمراہی سے حق کی طرف لوٹیں۔"

حاصل

یہ نکلا۔ کہ نفاق اعتقادی کے منافق بظاہر مسلمانوں سے ملتے ہیں۔ مگر دل میں اسلام کے احکام کے مان لینے کا جذبہ نہیں ہے۔ میرے اس بیان کی شہادت قرآن مجید میں ملاحظہ ہو۔

(اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ۔ بیشک منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں۔ اور وہی ان کو فریب دیگا۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو سُست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

نفاق اعتقادی کے مجرموں کی سزا کے اعلانات

پہلا

(سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝)

سورہ المنافقون رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ برابر ہے۔ خواہ آپ ان کے لئے معافی مانگیں یا نہ مانگیں۔ اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ بیشک اللہ بدکار قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

حضورِ انورؐ سے بڑھ کر اور کون مستجاب الدعوات ہوسکتا ہے

مگر اعتقادی منافقین سے اللہ تعالیٰ اس قدر ناراض ہے۔ کہ صاف طور پر اعلان فرما دیا ہے۔ کہ حضور انورؐ بھی ان کی بخشش کے لئے دُعا فرمائیں گے۔ تو بھی ہرگز نہیں بخشوں گا۔

دُوسرا

اعتقادی منافقوں کے لئے دوزخ میں داخلہ لعنت الٰہی اور دائمی عذاب

(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وُہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

معلوم ہُوا کہ عورتیں بھی نفاقِ اعتقادی کی منافق ہوتی ہیں

چونکہ نفاقِ اعتقادی ایک روحانی بیماری ہے۔ اس روحانی بیماری میں اگر عورتیں مبتلا ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر بھی وہی فرد جرم لگے گا۔ جو مردوں پر لگے گا۔ اور اسی سزا کی مستحق ہوں گی جو منافق مردوں کے لئے ہے۔ اللّٰھم اعذنا منہ

تیسرا

(اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لئے ستّر دفعہ بھی بخشش مانگے گا۔ تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔ اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

اللہ تعالےٰ ان سے اس قدر کیوں ناراض ہے

سابقہ اعلانات جو قرآن مجید کے آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان منافقوں اور کافروں میں بارگاہ الٰہی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ اس فرق نہ کرنے میں حق بجانب ہے۔ ان منافقین کا اپنا بیان سُن لیجئے۔

(اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝)

سورہ الحشر رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکلینگے۔ اور تمہارے معاملہ میں کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے۔ اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ سراسر جھوٹے ہیں۔

منافقین کے اپنے بیان نے ان کا پول کھول دیا

کہ اگرچہ وہ بظاہر مسلمانوں سے میل جول رکھتے ہیں۔ مگر دل میں وہ دشمنانِ اسلام کے ساتھی ہیں۔ کہ اگر مسلمانوں سے کفار لڑیں گے تو وہ اسلام کے دشمنوں کا ساتھ دینگے۔ اسی بناء پر وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے مستحق ہو ہی نہیں سکتے۔

شیخ اسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔" یعنی منافقین کے لئے آپ کتنی ہی مرتبہ استغفار کیجئے۔ ان کے حق میں بالکل بیکار اور بے فائدہ ہے۔ خدا ان بدبخت کافروں اور نافرمانوں کو کبھی معاف نہ کرے گا۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کا انتقال ہُوا۔ آپ نے قمیص مبارک کفن میں دیا۔ لعابِ مبارک اُس کے مُنہ میں ڈالا۔ نمازِ جنازہ پڑھی۔ اور دُعائے مغفرت کی۔ حضرت عمرؓ اس معاملہ میں آڑے آتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ یا رسول اللہ یہ وہی خبیث

تو ہے۔ جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی نالائق حرکات کیں۔ ہمیشہ کفر و نفاق کا علمبردار رہا۔ کیا حق تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ استغفر لھم اولا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر۔ مجھ کو استغفار سے منع نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ آزاد رکھا گیا ہے۔ کہ استغفار کروں یا نہ کروں۔ یہ خدا کا فعل ہے کہ ان کو معاف نہ کرے۔ یعنی ان کے حق میں میرا استغفار نافع نہ ہو۔ سو ان کے حق میں نہ سہی۔ ممکن ہے۔ دوسروں کے حق میں میرا یہ طرز عمل نافع ہو جائے۔ دوسرے لوگ سب سے بڑے موذی دشمن کے حق میں نبی کے اس وسعتِ اخلاق اور وفور رحمت و شفقت کو دیکھ کر اسلام و پیغمبرِ اسلام کے گرویدہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں جانتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں ستر مرتبہ سے زائد استغفار کرتا۔ گویا اس جملہ میں حضورؐ نے متنبہ فرمایا۔ کہ حضرت عمرؓ کی طرح آپؐ بھی اس کے حق میں استغفار کو غیر مفید تصوّر فرما رہے تھے۔ فرق اس قدر ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کی نظر بغض فی اللہ کے جوش میں صرف اسی نقطہ پر مقصور تھی۔ اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم میت کے فائدے سے قطع نظر فرما کر عام پیغمبرانہ شفقت کا اظہار اور احیاء کے فائدہ کا خیال فرما رہے تھے۔ لیکن آخرکار وحی الٰہی ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ نے صریح طور پر منافقین کا جنازہ پڑھنے یا ان کے اہتمام دفن و کفن وغیرہ میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی۔ کیونکہ اس طرز عمل سے منافقین کی ہمّت افزائی اور مومنین کی دل شکستگی کا احتمال تھا۔ اس وقت سے حضورؐ نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

حقوق العباد

آج کے خطبۂ جمعہ میں دو عنوانوں پر کچھ عرض کرنا تھا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد حقوق اللہ کے متعلق بقدر ضرورت عرض کر چکا ہوں۔ اب حقوق العباد کے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں۔ چونکہ پہلا مضمون کچھ طویل ہو گیا ہے۔ اگرچہ اپنی وسعت کے لحاظ سے وہ بھی مختصر ہی تھا۔ اب میں چاہتا ہوں۔ کہ دوسرے مضمون (حقوق العباد) کے متعلق بھی کچھ عرض کر دوں۔ تاکہ خطبہ کے تجویز شدہ عنوان کی تکمیل ہو جائے۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو

(وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصّہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

لوگوں کا مال ناحق کھانے

کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً چوری یا خیانت یا دغابازی یا رشوت یا زبردستی یا جُوا یا بیع کی ان صورتوں سے جو شرعاً جائز نہیں ہیں۔ ان ذریعوں سے مال حاصل کرنا حرام ہے۔

آج کل میرے شہر لاہور

میں بہت بڑی تعداد حرام کھانے والوں کی ہے۔ اگرچہ مجھے یقین ہے۔ کہ کئی اللہ تعالےٰ کے بندے ایسے بھی لاہور میں ہیں جو رزقِ حلال کما کر کھاتے ہیں۔ مگر اکثریت حرام کا مال کھانے والوں کی ہے۔ کیا یہ لاہور میں عام شکایت نہیں ہے کہ ہر چیز میں کھری کے ساتھ کھوٹی۔ اصلی کے ساتھ نقلی۔ اور خالص کہکر ملاوٹ والی چیز گاہکوں کو دیتے ہیں۔ اسی گزشتہ اکتوبر سے جو نئی حکومت قائم ہوئی ہے۔ اس کی گرفت کے پنجے سے بچنے کے لئے مذکورۃ الصدر بد دیانتیوں میں یقیناً کمی ہوتی ہے۔ مگر جب حکومت کا پنجہ ڈھیلا ہو جائیگا۔ تو پھر بد دیانت لوگ وُہی کرینگے جو پہلے کیا کرتے تھے۔ کیا نئی حکومت کے تشدد سے پہلے کہیں خالص دُودھ بھی ملتا تھا۔ اور کیا خالص گھی ملتا تھا۔ مگر دُکاندار سب گاہکوں کو خالص کہہ کر ملاوٹ کی چیز دیتے تھے۔ کیا اس نئی حکومت کے تشدّد سے پہلے لاہور میں یہ بات لوگوں میں مشہور نہیں تھی کہ سرخ مرچوں میں سرخ اینٹیں پیس کر ملائی جاتی ہیں۔ اور پسی ہوئی ہلدی میں زرد رنگ کی اینٹیں پیس کر ملائی جاتی ہیں۔ اور کیا لاہور میں ایسے ڈپو ہولڈر گرفتار نہیں ہوئے تھے۔ جو آٹے میں سفید پتھر پیس کر ملاتے تھے۔ ان کے علاوہ سرکاری ملازموں کو دیکھا جائے تو ان میں سے اکثر رشوت کے ذریعہ حرام کھاتے تھے۔ اب نئی حکومت کی گرفت کے باعث یہ چیز کم ہو گئی ہے۔

حرام خوری کا نتیجہ

برادرانِ اسلام۔ یہ یاد رہے کہ جو شخص بھی حرام کی غذا کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اپنی عبادت کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور میں اکثریت بے دینوں اور بُرے اعمال کرنیوالوں کی ہے۔ اور حرام خوری کا لازمی نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ اولاد شریف۔ دیانتدار اور بھلی مانس نہیں ہوتی۔ حرام کی خوراک کے باعث حرام خوروں کے بچّوں کا بُرے کاموں کی طرف میلانِ طبع زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے زمینداروں، رشوت خوار سرکاری عہدہ داروں، بد دیانت کارخانہ داروں، دغاباز دُکانداروں کی اولاد عموماً بدکار اور عیاش ہوتی ہے۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کی ضرورت نہیں ہوتی

مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ خود بھی اور اولاد کو بھی کچھ عرصہ تک محض حلال کا رزق کھاؤ اور کھلاؤ۔ پھر دیکھو کہ طبیعت بدی سے کس طرح نفرت کرتی ہے اور کس طرح نیکی کی طرف رغبت کرتی ہے۔ اس انقلاب اور تبدیلی کے لئے دوسری دوا اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کی صحبت بھی ہے۔

اس نسخے کے استعمال کرنے کے بعد

دیکھئے گا کہ بے ایمان ایماندار ہو جائینگے۔ بد دیانت دیانتدار ہو جائینگے۔ جو دوزخ کی لائن پر جا رہے تھے بہشت کی طرف چل نکلیں گے۔

دربار رسالت سے حرام خوری کی سزا کا اعلان

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ أَوْلٰى بِهٖ۔ رواہ احمد و دارمی و بیہقی فی شعب الایمان۔ ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وُہ گوشت جو حرام کے مال سے پیدا ہو بہشت میں نہیں جائیگا۔ اور ہر وہ گوشت جو حرام کے مال سے پیدا ہو۔ آگ ان کو اپنے اندر سمیٹنے کی زیادہ مستحق ہے۔

دُعا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حلال کا رزق کھانے اور اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب کا خاتمہ ایمانِ کامل پر فرمائے آمین۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یّشاء الی صراط مستقیم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ر رجب ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۶ر فروری ۱۹۵۹ء

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کارفرمائیوں اور انسانوں کی ذمہ داریوں کی تفصیل

پہلی

تمام چیزوں کو نیست سے ہست میں لانیوالا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے

(بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَنّٰی یَکُوۡنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَکُنۡ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ؕ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ ۚ وَہُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ اللہ آسمانوں اور زمین کو از سر نو پیدا کرنے والا ہے۔ اس کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس کی کوئی بیوی نہیں۔ اور اُس نے ہر چیز کو بنایا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے آسمان، زمین بلکہ ہر چیز کو اپنی قدرت کاملہ سے نیست سے ہست میں لاکر موجود کر دیا ہے۔

لہٰذا معبود بھی فقط وُہی ہونا چاہیئے

(ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاعۡبُدُوۡہُ ۚ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَّکِیۡلٌ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔

دُوسری

خشکی اور تری کے اندھیروں میں تمہاری راہنمائی کے لئے ستاروں کے روشن چراغ اسی کے جلائے ہوئے ہیں

(وَہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ النُّجُوۡمَ لِتَہۡتَدُوۡا بِہَا فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ قَدۡ فَصَّلۡنَا الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۲ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور اسی نے تمہارے لئے ستارے بنائے ہیں۔ تاکہ ان کے ذریعہ سے جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ معلوم کر سکو۔ تحقیق ہم نے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں۔

تیسری

تمام انسانوں کو ایک ماں باپ سے پیدا کرنیوالا بھی وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی تمام انسانوں کو ایک ماں باپ سے پیدا کرنے والا ہے

(یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنۡہَا زَوۡجَہَا وَبَثَّ مِنۡہُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِہٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اس اللہ سے ڈرو۔ جس کا واسطہ دے کر ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو۔ اور رشتہ داری کے تعلقات کو ناتا ڑنے سے بچو۔ بیشک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا نتیجہ

جب ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر وقت میرے ساتھ حاضر باش ہے۔ اور وہ ہر عمل حیات کو دیکھ رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ انسان جلوت اور خلوت میں اس سے ڈرتا رہے۔ جس طرح اگر بچوں کو یقین ہو جائے کہ ہمارا اُستاد ایسی جگہ پر بیٹھا ہے کہ ہماری ہر نقل و حرکت کو دیکھ رہا ہے۔ اگرچہ ہم اُسے نہیں دیکھ سکتے۔ تو پھر مجال ہے کہ اُستاد کی غیر حاضری میں اُچھل کُود کریں۔ یا آپس میں لڑیں۔ مثلاً اُستاد جس کمرے میں بیٹھا ہُوا ہے وہ کمرہ بچوں کے کمرے کے بالکل سامنے ہے۔ اور اس کے دروازے پر ململ کا پردہ پڑا ہُوا ہے۔ اس پردے میں سے اندر کا آدمی تو باہر دیکھ سکتا ہے اور باہر والا اندر والے کو نہیں دیکھ سکتا۔

چوتھی

اے انسانو۔ جو کچھ بھی زمین میں ہے اللہ تعالےٰ نے سب تمہارے لئے بنایا ہے

(ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ۚ ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىہُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَہُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہُوا تو اُنہیں سات آسمان بنایا اور وہ ہر چیز جانتا ہے

ہر انسان کا فطرتی تقاضا ہے

کہ جو اس پر احسان کرے۔ اس کا ممنونِ احسان ہو۔ اور اس کی بات مان لے لہٰذا انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ کے احکام کو دل سے تسلیم کرے۔ اور اپنے شوق سے عملی جامہ پہنائے۔ جو شخص بھی اللہ تعالےٰ کے احکام کو نہیں مانتا۔ وہ در اصل اپنے فطرتی فیصلہ کے لحاظ سے بھی جُرم کا مرتکب ہو رہا ہے اگر غور سے دیکھے تو اس کی فطرت اندر سے اس پر لعنت بھیج رہی ہو گی۔ کہ تُو بہت بُرا کر رہا ہے۔

ایک شاعر کا اسی فطرتی جذبہ کا اظہار

اَفَادَتۡکُمُ النَّعۡمَاءُ مِنِّیۡ ثَلٰثَۃً
یَدِیۡ وَلِسَانِیۡ وَالضَّمِیۡرَ الۡمُحَجَّبَا

ترجمہ۔ اے میرے محسن تیرے احسانوں سے جو تین چیزیں در اصل میری تھیں۔ وہ اب تیری ہو گئی ہیں۔ میرا ہاتھ اور میری زبان اور میرا پوشیدہ دل۔

یعنی

تم نے جو مجھ پر احسان کئے ہیں۔ ان کی بناء پر میرا ہاتھ بھی تیرے [illegible] شکریہ کے

لئے اُٹھتا ہے۔ اور میری زبان بھی تیرا ہی شکریہ ادا کرتی ہے۔ اور میرا دل بھی تیرا ہی ممنونِ احسان ہے۔

پانچویں

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝)

سورہ الذاریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور مَیں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ مَیں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا۔ کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بیشک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

حاصل

انسان کو بنانے والے یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے پیدا ہونے کے بعد اس کی ذمہ داری یہ بیان فرمائی ہے کہ وُہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور عبادت کا نظام الاوقات وُہی ہو سکتا ہے جو اس کا بنانے والا تجویز فرمائے۔ اور سب سے آخری عبدیت کا نظام الاوقات (پروگرام) قرآن مجید ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا عملی طور پر پیش کیا ہُوا نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔

لہٰذا

اللہ تعالےٰ کے ہر فرمانبردار (بالفاظ دیگر مسلمان) بندے کا فرضِ عین ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے پیش کردہ نمونہ کو اپنی اصلاح کے لئے نمونہ بنائے۔

چھٹی

چونکہ تمام چیزوں کو پردۂ عدم سے صفحۂ ہستی پر لانے والا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اس لئے سب چیزوں پر حکومت بھی اسی کی ہونی چاہیئے۔

(تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝) سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ وہ ذات بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔ اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔ جس نے سات آسمان اُوپر تلے بنائے۔ تو رحمٰن کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا۔ تو پھر نگاہ دوڑا۔ کیا تجھے کوئی شگاف دکھائی دیتا ہے۔ پھر دوبارہ نگاہ کر۔ تیری طرف نگاہ ناکام لوٹ آئے گی۔ اور وہ تھکی ہوئی ہوگی۔

عبرت

اے انسان۔ جب اللہ تعالےٰ نے زمین اور آسمان بلکہ سارا جہان تیری ضروریات کے پورا کرنے کے لئے بنایا ہے۔ اب یہ جہان تیرے لئے ایک امتحان گاہ ہے۔ آیا تو اس مالکِ حقیقی سے سب کچھ لے کر اس کی بادشاہت کو تسلیم کرکے اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ یا نہیں۔ دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے سب بھائیوں کو اس امتحان سے کامیاب ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

ساتویں

اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے زندگی کا ایک دستور العمل نازل فرمایا ہے:۔

(وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝) سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمۃ نازل کی ہے۔ اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہ جانتا تھا۔ اور اللہ کا تجھ پر بہت بڑا فضل ہے۔

آپ کی اُمّت میں سے بہت بڑے فضل

سے حصّہ پانے والے وہ اللہ تعالےٰ کے بندے ہونگے۔ جنہیں اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس قرآن مجید کا پیغام حق خلقِ خدا کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ احسان جتایا ہے۔ کہ مَیں نے آپ کو قرآن مجید کے عطا فرمانے میں آپ پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اور اس قرآن مجید کے عطا فرمانے کے بعد آپ کو اس کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے کہ اگر آپ نے اس کی تبلیغ نہ کی تو گویا کہ منصبِ رسالت کا حق ہی ادا نہ ہُوا۔ چنانچہ

ارشادِ الٰہی ملاحظہ ہو

(يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۱۰ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُترا ہے۔ اسے پہنچا دے۔ اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا۔ تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا۔ اور اللہ تعالےٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بیشک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

لہٰذا آپ کی اُمّت میں سے ان لوگوں پر بہت بڑا فضل ہوگا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک پر قرآن مجید کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ یاد رہے

کہ قرآن مجید کی طرف دعوت دینے والے کئی مولوی صاحبان آپ کے سامنے آئینگے۔ مگر ان حضرات میں سے اصلی یا نقلی اور کھرے یا کھوٹے پہچاننے کی ایک کسوٹی ہے۔ ان کی تبلیغ و دعوت کے پیغام کو اس کسوٹی پر گھس کر دیکھیں گے۔ تو آپ کو کھرے اور کھوٹے کی فوراً تمیز ہو جائیگی۔ پھر جو کھرا ہو۔ اس کی صحبت کو اکسیر خیال کیجئے۔ اور جو کھوٹا نکلے اس سے کنارہ کش ہو جائیے۔ اور وہ کسوٹی

مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ

کی ہے۔ حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل میں بہتّر فرقے ہوگئے تھے۔ (اور وہ سب گمراہ تھے) اور آپؐ کی اُمّت میں تہتّر فرقے ہو جائیں گے۔ اور ان میں سے بہتّر فرقے دوزخ میں جائیں گے۔ فقط ایک فرقہ بہشت میں جائیگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ تہتّر میں سے وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ما انا علیہ و اصحابی۔

ترجمہ۔ جس طریقہ پر مَیں اور میرے صحابہؓ ہیں۔

لہٰذا

برادرانِ اسلام۔ اصلی اسلام وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ کے وقت سے چلا آرہا ہے۔ آپ کا یہ فرض اور یہ حق ہے کہ جو عالم آپ کے سامنے آئے اور اسلام کے نام سے تبلیغ کرے۔ آپ اس سے صاف الفاظ سے پوچھئے کہ آیا یہ اسلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

نے صحابہ کرامؓ کو سکھایا تھا۔ اگر وہ عالم وثوق سے کہے کہ ہاں یہ اسلام وہیں سے آیا ہے۔ تو لے لیجئے۔ ورنہ اسے صاف کہہ دیجئے کہ ہمیں اس بعد کے بنائے ہوئے اسلام سے معاف فرمائیے۔

ہاں ایک ضروری گوشہ باقی ہے

کہ اگر کوئی شخص دین کے رنگ میں ایک نئی چیز تجویز کرتا ہے۔ اور وہ خود اس پر عمل کرتا ہے۔ مگر دوسرے کسی مسلمان کو اس چیز پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتا۔ اور نہ اس چیز کو عمل میں نہ لانے والے پر طعن و تشنیع کرتا ہے۔ اور وہ نئی تجویز کردہ چیز حضورؐ انور اور صحابہ کرامؓ کے دین سے ٹکراتی نہیں ہے۔ تو اس قسم کی نئی ایجاد شدہ چیزیں جواز کے دائرے میں آسکتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص روزانہ لا الہ الا اللہ کا ورد پانچہزار مرتبہ کرتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں مبارک اور محبوب ترین ہیں۔ مگر وہ کسی دوسرے مسلمان پر یہ طعن نہیں کرتا۔ کہ تم یہ دونوں ذکر کیوں نہیں کرتے۔ ایسے شخص پر شرعاً کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر وہ ان دونوں ذکر نہ کرنے والوں پر طعن و تشنیع کرنے لگ جائے تو یہ چیز سخت معیوب ہوگی۔

مسلمان پر طعن و تشنیع

کرنے کا حق فقط اس دین الٰہی کے معاملہ میں ہوسکتا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کر آیا ہے۔ ہم اس دین میں سے کسی چیز کے ترک کرنے والے کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام کیا کرتے تھے۔ تو تم کیوں نہیں کرتے۔ اس نبویؐ دین میں سے بھی فرض اور واجب کے ترک پر گرفت کرسکتے ہیں۔ اور اگر آپ نے کوئی کام اُمّت پر فرض یا واجب قرار نہیں دیا بلکہ مستحب کے درجہ پر ہی رکھا ہے تو ایسے کام کے ترک کرنے والے پر بھی ہرگز طعن نہیں کریں گے۔

مثلاً مسواک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے وقت وضو کرنے میں مسواک کو فرض یا واجب قرار نہیں دیا۔ بلکہ یہ فرمایا ہے۔ (لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ متفق علیہ

اگر مجھے میری اُمّت کے تکلیف میں پڑجانے کا خطرہ نہ ہوتا۔ تو میں انہیں عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

لہٰذا وضو کرتے وقت مسواک نہ کرنے والے پر ہم اعتراض نہیں کرسکتے۔

یہ قاعدہ

جو عرض کیا گیا ہے کہ حضورِ انورؐ کے مبارک زمانہ کے بعد کوئی نئی چیز اسلام میں زائد کی گئی ہو۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے اسلام کے مخالف نہ ہو۔ اور وہ ایجاد کنندہ خود کرے۔ مگر دوسرے کسی کو مجبور نہ کرے تو وہ قابلِ قبول ہوسکتی ہے۔ اسی قاعدے کے ماتحت ائمہ اربعہ کی تقلید کا جواز اور صوفیائے کرام کے تجویز کردہ وردِ وظائف آسکتے ہیں۔

مثلاً

ائمہ اربعہ حضرات کے محقق متبعین خود اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں۔ مگر یہ کبھی نہیں کہتے۔ کہ جو میرے امام کا مقلد نہیں ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ اہلِ حق کی تحقیق یہی ہے۔ کہ ائمہ اربعہ اہلِ حق ہیں یا مثلاً صوفیائے کرام کے حق پرست متبعین اصل دینِ الٰہی میں سب سفی ہیں۔ چنانچہ حق پرست علماء کرام کی نظر میں چشتی۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ قادری طریقوں کے مقتدایانِ عظام نے کتاب و سنۃ کی ہرگز ہرگز مخالفت نہیں کی۔ البتہ اپنے اپنے متبعین کی روحانی تربیت کے اذکارِ الٰہیہ کا نصاب علیحدہ علیحدہ تجویز کیا ہوا ہے اور اس اختلاف کے باعث اصلی دینِ الٰہی میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوتا۔ اسی بناء پر چار طریقوں کے حضرات آپس میں نہایت ہی خندہ پیشانی اور محبت سے ملتے رہتے ہیں۔ ہاں ہر فرقہ میں بعض لوگ تشدّد پسند بھی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا وجود محققین کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھائیوں کو بھی شفقت کی نظر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

آٹھویں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کے اتباع کا حکم

(اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ج لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۸

ترجمہ۔ تو اس کی تابعداری کر۔ جو تیرے رب کی طرف سے تجھے وحی کی گئی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے مُنہ پھیر لے۔

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نظام الاوقات بھی یہی قرآن مجید ہی ہے۔ اور یہ بھی حضور انورؐ کو حکم ہوا ہے۔ کہ مشرکین کی کوئی پروا نہ کیجئے۔

علیٰ ہذا القیاس

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن مجید پر عمل کرے۔ اگر ساری برادری بلکہ ساری دُنیا کے باشندے بھی اس پر عمل کرنے کے باعث قطع تعلق کرلیں تو بھی کسی کی پروا نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو یہ جرأتِ ایمانی عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

نویں

باقی تمام انسانوں کو بھی قرآن مجید کے اتباع کا حکم

(اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ط قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اُتری ہے۔ اس کا اتباع کرو۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

اتباع تو فقط قرآن مجید ہی کا ہوگا

البتہ دُنیا میں ایک ضرب المثل مشہور ہے۔ "جائے اُستاد خالی است" لہٰذا قرآن مجید کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی مراد سمجھنے کے لئے انسانوں کو اُستاد کی ضرورت تھی۔ اس کے پُورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کا معلم (استاد) بنا دیا ہے۔ آپ کے حق میں قرآن مجید میں یہ ارشاد ہُوا ہے (وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ) ترجمہ اور وہ (پیغمبر) انسانوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کے الفاظ

میں سے اللہ تعالیٰ کی مراد وہی سمجھی جائیگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائینگے اور مسلمانوں کی اسلامی اصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو حدیث کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا حدیث شریف قرآن مجید کی شرح ہوئی۔ اس لئے قرآن مجید کی طرح

حدیث شریف کا قیامت تک محفوظ

رہنا بھی ضروری ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اُٹھائی تھی۔ ارشاد ہے۔

(اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝)

سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اُتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں + اور قرآن مجید کی طرح حدیث شریف بھی آج تک محدثین حضرات کی برکت سے بلا کم و کاست محفوظ چلی آ رہی ہے۔ کیونکہ اگر حدیث شریف محفوظ نہ رہتے تو قرآن مجید اگرچہ محفوظ رہتا مگر اس سے اللہ تعالےٰ کی مراد کا علم نہ ہوسکتا۔ لہٰذا جو لوگ حدیث شریف کے منکر ہیں وہ بے سمجھ ہیں۔ اور نہ اُنہوں نے کسی محقق محدث سے حدیث شریف کا علم حاصل کیا ہے۔ اس جہالت کا پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیات کے مطلب بیان کرنے میں اپنی ٹانگ ٹوٹیاں مارتے ہیں۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا منکرین حدیث کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو

حجۃ اللہ البالغہ (مصنفہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے باب طبقات کتب الحدیث میں ارشاد فرماتے ہیں "وَمَنْ يُّهَوِّنُ اَمْرَهَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ مُّتَّبِعٌ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ" ترجمہ۔ اور جو شخص ان دونوں (بخاری شریف اور صحیح مسلم۔ جو کہ اہل السنت والجماعۃ کے عقیدہ میں احادیث نبویہ کا بہترین مجموعہ ہیں) کی توہین کرے۔ وہ بدعتی ہے۔ مومنوں کے راستہ کے خلاف دوسرے راستہ پر چلنے والا ہے۔"

آپ خود اندازہ لگائیں۔ بقول حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو مومنوں کے راستہ کے خلاف اور راستہ اختیار کرے گا۔ وہ بارگاہ الٰہی یا دربار نبویؐ میں عزت پا سکتا ہے؟ اور کیا وہ مومنوں کی معیت میں بہشت میں جاسکتا ہے؟

دُعا

مَیں اپنے پنجابی بھائیوں کے لئے اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہُوں۔ کہ انہیں حق و باطل کی سمجھ عطا فرمائے۔ میرے پنجاب میں ہر چیز پنپ سکتی ہے۔ جو تحریک بھی اُٹھے۔ خواہ وہ محض غلط یا باطل ہی کیوں نہ ہو۔ میرے صوبہ کے مُسلمان ہر ایک تحریک پر لبیک کہنے پر فوراً آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کا گزشتہ پڑھا پڑھایا سب کچھ بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ سادہ لوحی بڑی خطرناک ہے۔ وما علینا الا البلاغ

دسویں

احکامِ الٰہی کی تابعداری نہ کرنیوالوں پر پہلے بھی عذابِ الٰہی آتا رہا ہے

(وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دی ہیں جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا یا پھر ان کی یہی پکار تھی۔ کہتے تھے۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔

یہ تذکیر بایام اللہ ہے

امام الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فوز الکبیر میں فرماتے ہیں۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ گزشتہ قوموں کے عذاب کے واقعات سُنا کر موجودہ قوموں کو نصیحت فرماتے ہیں۔ لہٰذا سابقہ سطور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے لئے تذکیر بایام اللہ ہیں۔ کہ اگر قرآن مجید کی تابعداری نہیں کروگے تو پھر تم بھی اپنے آپ کو عذابِ الٰہی کے خطرے سے محفوظ نہ سمجھو۔

گیارھویں

خُدا کی یاد نہ کرنیوالے حیوانات سے بھی بدتر ہیں

(وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹

ترجمہ۔ اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں۔ کہ ان سے سمجھتے نہیں۔ اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سُنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی دل، کان، آنکھ سب کچھ موجود ہیں۔ لیکن نہ دل سے "آیات اللہ" میں غور کرتے ہیں۔ نہ قدرت کے نشانات کا بنظرِ تعمق و اعتبار مطالعہ کرتے ہیں۔ اور نہ خدائی باتوں کو بسمع قبول سُنتے ہیں۔ جس طرح چوپائے جانوروں کے تمام ادراکات صرف کھانے پینے اور بہیمی جذبات کے دائرہ میں محدود ہوتے ہیں۔ یہ ہی حال ان کا ہے۔ کہ دل و دماغ، ہاتھ پاؤں، کان آنکھ غرض خدا کی دی ہُوئی سب قوتیں محض دُنیوی لذائذ اور مادی خواہشات کی تحصیل و تکمیل کے لئے وقف ہیں۔ انسانی کمالات اور ملکوتی خصال کے اکتساب سے کوئی سروکار نہیں۔ بلکہ غور کیا جائے۔ تو ان کا حال ایک طرح چوپائے جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ جانور مالک کے بُلانے پر چلا آتا ہے۔ اس کے ڈانٹنے سے رُک جاتا ہے۔ یہ کبھی مالکِ حقیقی کی آواز پر کان نہیں دھرتے۔ پھر جانور اپنے فطری قویٰ سے وہ ہی کام لیتے ہیں جو قدرت نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ زیادہ کی ان میں استعداد ہی نہیں۔ لیکن ان لوگوں میں روحانی و عرفانی ترقیات کی جو فطری قوت و استعداد ودیعت کی گئی تھی۔ اسے مہلک غفلت اور بے راہ روی سے خود اپنے ہاتھوں ضائع اور معطّل کر دیا گیا۔"

بارھویں

احکام الٰہی کو مان کر تعمیل کرنے والوں کی ہمیشہ نصیب ہونے والی جزاء خیر کا ذکر

(وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝) سورہ النساء رکوع ۸ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اُنہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان کے لئے وہاں ستھری عورتیں ہوں گی۔ اور ہم اُنہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس آخری جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۹ جنوری ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے ذرائع اور انسان کے خلاف اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانیوالے اسباب

برادرانِ اسلام - اسلام کی تعلیم کا خلاصہ مختلف عنوانوں سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ آج اس عنوان سے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کی تعلیم کا حاصل یہ ہے - کہ انسان دُنیا میں زندگی بسر کرنے کا ایسا طریقہ اختیار کرے - جس سے اللہ تعالےٰ اس سے راضی رہے - اور ایسے طرزِ زندگی سے اپنے آپ کو بچائے - جس سے اس کی بد اعمالی کے باعث اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آئے - وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ -

مجوزہ عنوان کے دونوں مضمون ترتیب وار پیش کئے جائیں گے -

پہلا مضمون

رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے ذرائع

پہلا

التزام صدق سے رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل ہونا

(قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۱۶ پارہ ۷

ترجمہ - اللہ فرمائیگا - یہ وہ دن ہے - جس میں سچوں کو اُن کا سچ کام آئے گا - ان کے لئے باغ ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں - ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے - ان سے اللہ راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی بڑی کامیابی ہے -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں -

"جو لوگ اعتقاداً اور قولاً و عملاً (دُنیا میں) سچے رہے ہیں (جیسے حضرت مسیح علیہ السلام) ان کی سچائی کا پھل آج ملیگا - بڑی کامیابی حق تعالےٰ کی رضا ہے - اور جنّت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ محل رضائے الٰہی ہے -"

مذکورۃ الصدر

نتائج ان اللہ تعالےٰ کے بندوں کی دُنیا میں حق پرستی کے بدلے میں نکلے ہیں - اللھم اجعلنا منھم

آج کل

مسلمانوں میں بہت ہی کم ایسے لوگ ہیں - جن کی زندگی کا نصب العین حق و صداقت کی حمایت ہو - خواہ اولاد ناراض ہو جائے - یا برادری روٹھ جائے یا اپنا کوئی مالی نقصان ہو جائے - مگر وہ حق و صداقت کے راستہ سے پیچھے نہ ہٹتے ہوں اور بعض اوقات ایسے لوگوں کو واقعی طرح طرح کے ذاتی نقصان پہنچ جاتے ہیں - مثلاً برادری ناراض ہوگئی اور انہوں نے اس کے گھر نقب زنی کرادی اور وہ بچارا لٹ گیا اب کوئی برادری والا اس کی حمایت نہیں کرتا - بلکہ طعنہ دیتے ہیں کہ اب برادری سے کٹ کر مزے لے لو بالجملہ کاٹے بھینس کی چوری کرادی - بجائے اس کے کہ برادری چوری کے برآمد کرانے میں امداد دے اُلٹا اس حق پرست کو کوستے اور طعنے دیتے ہیں - تم نے دیکھا - کہ برادری سے کٹنے کے باعث کیسی کیسی مصیبتیں آتی ہیں -

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ایسے حق گو اور حق پرستوں کی ہر موقعہ پر امداد فرمائے تاکہ حق کی عزت پر آنچ نہ آئے آمین یا الٰہ العالمین -

دُوسرا

صحابہ کرامؓ کے اتباع کی برکت سے رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل ہوتا ہے

(وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱

ترجمہ - اور جو لوگ قدیم میں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں - اللہ ان سے راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہوئے - ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں - ان میں ہمیشہ رہیں گے - یہ بڑی کامیابی ہے -

اس آیت میں

برادرانِ اسلام اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام (خواہ مہاجرین ہوں یا انصار) کے نقش قدم پر چلنے کو ذریعہ قرار دیا گیا ہے - اور اسلام کا سچا نمونہ پیش کرتے وقت اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ صحابہؓ کرام کو بھی پیش کیا ہے -

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو

(وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝) سورہ النساء رکوع ۱۵ پارہ ۵

ترجمہ - اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے -

تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے - جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اُسے دوزخ میں ڈالینگے۔ اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

اِس اعلانِ شاہنشاہی

سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام ہدایت پہنچنے کے بعد جو شخص صحابہ کرامؓ کے طریقہ کے مطابق اس پر عمل نہیں کریگا - بلکہ باوجود مسلمان کہلانے کے ہر شعبۂ حیات میں صحابہ کرامؓ کے خلاف طرزِ عمل اختیار کرے گا - تو وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں - بلکہ مردود ہوگا - اور ان حضرات کی معیت میں بہشت میں نہیں جائیگا۔ بلکہ اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

اہل السنۃ والجماعۃ کہلانے والے

مسلمان کے لئے غور کرنے کا مقام ہے - اہل السنۃ والجماعۃ کا مطلب یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت یعنی طریقہ کے پابند ہیں - اور اس سُنّت پر عمل کرنے میں ہم صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلے جا رہے ہیں - یعنی صحابہ کرامؓ ہمارے اسلاف تھے - اور ہم ان کے اخلاف یعنی جانشین ہیں - میں اپنے اس دور کے اہل السنۃ والجماعۃ سے عرض کرتا ہوں - کیا ہمیں اس مبارک لقب کے استعمال کرنے کا حق ہے - کیا صحابہ کرامؓ بھی نماز التزام سے نہیں پڑھا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ رمضان مبارک میں روزہ نہیں رکھا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ مال ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں ادا کیا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ شادیوں پر باجے بجوایا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ دولھا کے سر پر سہرا باندھا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ دولھا کو مسکن کے طور پر ضرور ہی گھوڑی پر بٹھا کر لیجایا کرتے تھے - خواہ سسرال کا گھر دس قدم کے فاصلہ پر ہی ہو - کیا صحابہ کرامؓ دولھا کے پیچھے گھوڑی پر سربالا بٹھایا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ بارود کے گولے برات میں ساتھ لے جایا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ دولھا کے ہاتھ مہندی سے رنگا کرتے تھے - اور کیا صحابہ کرامؓ داڑھیاں منڈوایا کرتے تھے - اور کیا صحابہ کرامؓ کاروبار سے فارغ ہوکر رات کو رنڈیوں کے گانے (بالفاظ دیگر سنیما) سُنا کرتے تھے۔

اے موجودہ دور کے اہل السنۃ والجماعۃ

تمہیں شرم آنی چاہیئے - اہل السنۃ والجماعۃ کہلاکر تعلیم قرآن مجید کی مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی مخالفت۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے طرز عمل کی مخالفت - اگر تمہیں اپنے اس طرز عمل میں تبدیلی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی - تو پھر ان نسبتوں کو چھوڑدو مسلمان نہ کہلاؤ - تاکہ دشمنانِ اسلام حضورؐ کی اُمّت کی تو توہین نہ کرسکیں - اہل السنۃ والجماعۃ نہ کہلاؤ - تاکہ صحابہ کرامؓ کی توہین تو نہ ہو - کیونکہ دشمنانِ اسلام یہی خیال کرینگے کہ حضورؐ کے صحابہ کرامؓ بھی ایسے ہی ہونگے۔

اُونچے طبقہ کے شریف زادے

اسی طرح کیا کرتے ہیں - کہ جب اپنے بزرگوں کے طریقہ سے ہٹ جاتے ہیں - تو اپنی بدعملی کے باعث اپنے بزرگوں کی عزّت کو بٹہ نہیں لگوایا کرتے - جب کوئی پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایک بدکردار بدعمل گنہگار انسان ہیں - آپ کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں - تو خاندان کا نام نہیں لیتے ٹال دیتے ہیں - کہ جی آپ خاندان پوچھکر کیا کیجئے گا - اگر کوئی پوچھے - آپ کے والد صاحب کون تھے - تو جواب دینگے کہ آپ کو شجرۂ نسب پوچھنے کی کیا ضرورت ہے - غرضیکہ ان کی چھپی ہوئی شرافت جو دل میں ہے - وہ گوارا نہیں کرتی - کہ اپنی وجہ سے اپنے بزرگوں یا اپنے خاندان کو بدنام کریں -

حضور انورؐ نے بھی صحابہ کرامؓ کا اتباع

نجات حاصل کرنے کے لئے ضروری قرار دیا ہے - ایک حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کے بہتّر فرقے ہوگئے تھے اور میری اُمّت کے تہتّر فرقے ہونگے جن میں سے بہتّر دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ بہشت میں داخل ہوگا - صحابہ کرامؓ نے عرض کی - یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا - آپؐ نے فرمایا - (ما انا علیہ واصحابی) ترجمہ - جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں - اس حدیث شریف میں بہشت میں جانے والوں کے لئے معیار حضور انورؐ اور صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کو قرار دیا گیا ہے - لہٰذا

حدیث شریف

سے بھی یہ بات محقق - واضح اور پختہ ہوگئی - کہ صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کے سوا کوئی شخص بھی بہشت میں نہیں جاسکتا - وما علینا الا البلاغ -

تیسرا

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی کے تعلقات توڑ لینے کے باعث

رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل ہوتا ہے

(لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ)

سورہ المجادلہ رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ - آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور اُن لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں - گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں - یہی وہ لوگ ہیں - جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے - اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے - اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا - جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے - اللہ ان سے راضی ہُوا - اور وہ اس سے راضی ہوئے - یہی اللہ کا گروہ ہے - خبردار بیشک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے -

اس آیت کا مطلب ترجمہ پڑھنے سے بالکل صاف سمجھ میں آجاتا ہے۔

کہ برادری جب خلاف شرع کام کرے - تو ہر سچّے - اصلی - اور کھرے مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے کام میں ہرگز شریک نہ ہو -

اگر برادری شادی کے موقعہ پر خلاف شریعت

پروگرام بنائے۔ تو ہر سچے۔ اصلی اور کھرے مسلمان کا فرض ہے کہ اس پروگرام میں کوئی حصّہ نہ لے۔ مثلاً اگر برات میں باجا ہو۔ تو اس برات میں ہرگز شامل نہ ہو۔ اور صاف طور پر کہہ دے کہ مَیں فقط اس خلافِ شرع رسم کے باعث شرکت کرنے سے من جانب اللہ معذور ہوں۔ اگر آپ باجے نہ بجائیں تو مَیں شرکت کے لئے حاضر ہوں یا مثلاً دُولھا کے سر پر سہرا باندھنا یہ ہندوانہ رسم ہے۔ اگر لڑکے والے سہرا باندھنے پر اصرار کریں تو صاف کہدے کہ اس کفر کی رسم کے باعث مَیں اس برات میں شامل ہونے سے معذور ہوں اگر آپ دُولھا کے سر پہ سہرا نہ باندھیں تو مَیں شریک ہونے کے لئے تیار ہوں۔ یا مثلاً چونکہ آپ آتشبازی برات کے ساتھ لے جائیں گے۔ اس لئے مَیں شرعاً اس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ آتشبازی بند کر دیں تو مَیں برات میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں۔ ایسے لوگ قطع رحمی کے مجرم نہیں ہوں گے۔ بلکہ ایسے لوگوں کو دربارِ رسالت سے کامل ایمان والے ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔

وُہ بشارت ملاحظہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ واعطی لِلّٰہِ وَمَنَعَ اللّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ) ترجمہ۔ جس شخص نے اللہ واسطے دوستی رکھی اور اللہ واسطے ناراض ہُوا۔ اور اللہ واسطے دیا۔ اور اللہ واسطے دینے سے باز رہا۔ تو تحقیق اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا + سیّد المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے اس خوشخبری کا حاصل کرلینا بہتر ہے۔ یا ان بے دینوں کو راضی رکھنا بہتر ہے۔ جو خود بھی خلاف شریعت کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ کے ہاں مجرم ہوگئے ہیں۔ اور اگر اسی حالت میں مرگئے۔ تو خدا جانے ان کو مرنے کے بعد کس کس قسم کا عذاب ہوگا۔

اگر انسان کا ایمان

مضبوط ہو۔ تو پھر ایسے بے دینوں کی ذرہ جتنی بھی پروا نہیں ہوتی۔ مومن کامل تو یہی کہیگا کہ ناراض ہوں تو سو دفعہ ہو جائیں ہمیں تو اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنا ہے

ہاں اگر کمزور ایمان والا ہوگا۔ تو پھر شیطان اس کے مُنہ سے یہ کلمے نکلوائے گا۔ اجی کیا کریں۔ مولوی صاحب تو ٹھیک فرماتے ہیں۔ مگر برادری میں بھی تو ناک رکھنی ہے

فرضِ عین

ہم مسلمانوں کا فرضِ عین ہے۔ کہ بے دین برادری کی کوئی پروا نہ کریں۔ شیطان کمزور ایمان والوں کے دل میں یہ وسواس ڈالتا ہے کہ اگر ہم نے آج برادری کی مخالفت کی۔ تو پھر لڑکیوں کی شادی کہاں کریں گے۔ اور لڑکوں کے لئے رشتے کہاں سے ملیں گے۔ یہ وسواس بھی در اصل شیطان کا دل میں ڈالا ہُوا ہے

بندے بندے پر مہر

مَیں تو دوستوں سے کہا کرتا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ دانے دانے پر مہر لگی ہوتی ہے۔ کہ جو دانہ جس کی قسمت میں لکھا ہُوا ہے وہی کھائے گا۔ دوسرا کھا نہیں سکتا۔ مَیں کہا کرتا ہوں کہ بندے بندے پر بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے مہر لگی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی تقدیر میں جس لڑکے کے لئے جو لڑکی اور جس لڑکی کے لئے جو لڑکا لکھا ہُوا ہے نہ اُس لڑکے کی شادی کسی دوسری لڑکی سے ہوگی۔ اور نہ اس لڑکی کی شادی کسی دوسرے لڑکے سے ہوگی۔ اے مسلمان تیرا تو اللہ تعالےٰ کی تقدیر پر ایمان ہے۔ پھر تمہیں لڑکی اور لڑکے کے نکاح کی کیا فکر ہے۔ اسلام کا فیصلہ تو یہی ہے۔ جو عرض کر چُکا ہوں۔

چوتھا

ایمان اور عمل صالح کے باعث بہترین مخلوقات ہونے اور رضا الٰہی کا تمغہ ملتا ہے

(اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ۝ جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ۝) سورہ البینہ پارہ عمّ

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اللہ ان سے راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہُوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے

کہ فقط ایمان لانے اور اپنے متعلقہ اعمال صالح کے بجا لانے سے بہترین مخلوقات میں شامل فرمانے کے علاوہ اپنی رضا کا تمغہ بھی دے دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ یہ جزاء خیر اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں ہی کو نصیب ہُوا کرتی ہے۔ اسی لئے

یہ عاجز کہا کرتا ہے

کہ انسان کو صحیح معنی میں انسان فقط ایک چیز بناتی ہے۔ اور وہ خوف خدا ہے اگر ایک معمولی درجہ کے صوم و صلوٰۃ کے پابند مسلمان کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے تو وہ اعلےٰ درجہ کا متقی (پرہیزگار) بن جائیگا۔ کیونکہ ایسا شخص ہر اس قول و فعل یا ہر اس مجلس میں بیٹھنے سے بچے گا جس کام کے کرنے اور جس مجلس میں بیٹھنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوتا ہے۔ ایسے شخص کی باگ خوفِ خدا کے ہاتھ میں ہوگی۔ اور بمقابلہ اس کے ایک ایسا شخص فرض کیجئے جو علمی قابلیت میں بہت ہی بلند مرتبہ پر پُہنچا ہُوا ہے۔ مگر اس کے دل میں خوفِ خدا نہیں ہے۔ وہ اپنے طمع اور لالچ اور دنیاوی اغراض کے پُورا کرنے کے لئے ایسے ایسے کام کرے گا کہ شیطان بھی دیکھ کر انگشت بدنداں ہوگا۔ کہ ہائے ایسا ظلم۔ اس مضمون کی وضاحت کے لئے

بطور مثال ایک واقعہ سُنئے

۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک جو جنگِ عظیم ہوئی تھی۔ اس میں ٹرکی بھی شامل تھا۔ مسلمانوں کو یاد ہوگا۔ کہ عراق عرب کے میدان میں ترکی لشکر نے انگریزوں کے لشکر کا محاصرہ کیا ہُوا تھا اور جنرل ٹاؤنشنڈ انگریزوں کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ اس وقت انگریز کو اس چیز کی ضرورت تھی۔ کہ انگریز کی مسلمان فوج کے نوجوانوں کی ہمدردی ٹرکی سے نہ رہے۔ تاکہ مسلمان فوجی پنجے جھاڑ کر ٹرکی کی فوج پر حملہ کرے۔ چونکہ مسلمان کے دل میں الحمدللہ مذہب اسلام کی عزّت ہے۔ اس لئے انگریز ٹرکی سے مسلمانوں کا تعلق توڑنا چاہتا تھا اس کام کے لئے عدالتوں کے جج صاحبان تو کام

نہیں آسکتے تھے۔ البتہ مذہب کے پیشوا علماء ہی آلہ کار بن سکتے تھے۔ چنانچہ اس جنگ کے زمانہ میں میں ایک مرتبہ لاہور آیا۔ اور میں نے لاہور کے بعض مقتدر علماء کا فتویٰ طبع شدہ دیکھا۔ جو انگریز نے ان مقتدر علماء سے لکھوایا تھا۔ اور لاہور ہی میں چھپوایا تھا۔ اور چوری چوری اپنے میدانِ جنگ میں بھیج دیا تھا۔ اس فتویٰ کا حاصل یہ تھا۔ کہ ٹرکی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ ہم اور مُلک کے باشندے ہیں۔ اور وہ اور مُلک کا باشندہ ہے۔ ہماری قوم اور ہے۔ اور اس کی قوم اور ہے۔ اس کے علاوہ ایک دو "اور" اور بھی تھے۔ جو مجھے یاد نہیں رہے۔ فوجی سپاہی بچارا ایک سیدھا سادھا مسلمان ہے۔ وہ اور، اور کی باریکیوں کو کیسے سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ ہمارا فوجی نوجوان ٹرکی کی فوج سے ڈٹ کر لڑا۔ جس کے باعث انگریز کو فتح ہوئی۔ اور ٹرکی شکست کھا گیا۔ اور قسطنطنیہ کے خلیفۃ المسلمین بمع بال بچوں کے قید ہو گئے۔ اور قسطنطنیہ پر انگریزی اور فرانسیسی فوجیں قابض ہوگئیں۔

اس کے بعد پھر اللہ تعالےٰ کا جلال جوش میں آیا

اور بقول غازی رؤف بے (جو ٹرکی کے نمائندہ کی حیثیت سے جنگ ختم ہونے کے بعد لاہور تشریف لائے تھے۔ اور اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں انہوں نے رات کے وقت تقریر فرمائی تھی۔ اس کی روح یہی تھی۔ کہ پھر مذہب اور جہاد کے نام پر باشندگانِ ٹرکی نے کروٹ بدلی اور پھر انگریزی اور فرانسیسی فوجیں قسطنطنیہ سے دُم دبا کر بھاگیں۔

میرے مسلمان بھائیو

یہ یاد رکھو۔ کہ مسلمان کے اندر مذہب اسلام نام پر جو جوش پیدا ہوتا ہے۔ اس میں چونکہ اللہ تعالےٰ کی تائید شامل ہوتی ہے۔ اس کا مقابلہ پھر کوئی مادی طاقت نہیں کر سکتی۔

قابلِ عبرت چیز

گزشتہ تحریر میں قابلِ عبرت تو یہ چیز ہے۔ کہ ایک لاہوری جیّد عالم نے (جس کے دل میں خوف خدا نہیں تھا۔ اور طمع اور لالچ کا شکار ہوکر اس نے وہ) فتویٰ دیا کہ جس سے ایک مملکت کے خدا جانے کتنے نوجوان شہید ہُوئے ہونگے۔ اور بالآخر اسے شکست کھانی پڑی۔ یہ الگ چیز ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پھر ٹرکی کو زندہ کر دیا۔

وہ مولانا فوت ہو چکے ہیں

یہ اطلاع اس لئے دے رہا ہوں۔ کہ کہیں میرے لاہوری بھائی اندازے لگانے نہ لگ جائیں۔ کہ فلاں مولانا ہونگے یا فلاں ہونگے۔

انسان کے خلاف اللہ تعالےٰ کے غضب کو بھڑکانے والے اسباب

برادرانِ اسلام۔ رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے ذرائع تو آپ سُن چکے ہیں۔ اب غضبِ الٰہی کے اسباب بھی ملاحظہ ہوں۔

پہلا

انسان کا منافق یا مشرک ہو جانا

(وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝)

سورہ الفتح رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور تاکہ منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے۔ جو اللہ کے بارے میں بُرا گمان رکھتے ہیں۔ انہیں پر بُری گردش ہے۔ اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا۔ اور ان پر لعنت کی۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ مرض نفاق اور مرض شرک کے مریضوں پر خدا تعالےٰ کا غضب اور لعنت ہے۔ اور آخرت میں وہ دوزخ میں جائینگے اللّٰھُمَّ لا تجعلنا منھم

نفاق اور شرک کی تھوڑی سی تشریح

نفاق یہ ہے کہ انسان بظاہر مسلمان کہلائے اور دل میں بجائے اس کے کہ اسلام کا حامی ہو۔ کفر کی حمایت کرے۔ اور بجائے۔ اس کے کہ اللہ تعالےٰ کی رضاء کا طالب ہو۔ کفار کو راضی رکھنا چاہے۔ اور بجائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلے۔ کافروں کی حمایت کرے۔ بجائے اس کے کہ اسلام کا بول بالا کرنا چاہئے۔ کفر کی سرفرازی اور اس کے بقا کی کوشش کرے۔ اور شرک یہ ہے کہ جو تعلق انسان کو اللہ تعالےٰ ہی سے رکھنا چاہئے بعینہٖ اسی قسم کا تعلق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے رکھے۔ جس کی کافی تفصیل گزشتہ پرچہ میں آچکی ہے۔

دُوسرا

مغضوب علیہم کے ساتھ دوستی رکھنا

(اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے اس قوم سے دوستی کر رکھی ہے۔ جن پر اللہ کا غضب ہے۔ نہ وہ تم میں سے ہیں۔ اور نہ ان میں سے۔ اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بیشک وہ بہت بُرا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "یہ لوگ (دوستی رکھنے والے) منافق ہیں اور وہ (جن سے دوستی رکھتے ہیں) وہ قوم یہود ہے یعنی منافق نہ پوری طرح مسلمانوں میں شامل ہیں کیونکہ دل سے کافر ہیں اور نہ پوری طرح ان میں، شریک کیونکہ بظاہر زبان سے اپنے کو مسلمان کہتے تھے۔ مذبذبین بین ذالک لا الی ھولاء ولا الی ھولاء۔

تیسرا

ایمان لانے کے بعد کفر کرنا

ایمان لانے کے بعد پھر کفر کرنے سے بھی انسان کے خلاف غضبِ الٰہی جوش میں آجاتا ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

(مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝) سورہ النحل رکوع ۱۴ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ جو کوئی ایمان لانے کے بعد اللہ سے منکر ہُوا۔ مگر وہ مجبور کیا گیا ہو۔ اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ اور لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہُوا۔ تو ان پر اللہ کا عذاب ہے۔ اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

اس کی مثال

۔ جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اللہ تعالےٰ پناہ میں رکھے۔ اس قسم کے آدمی ہمارے ملک میں انگریز کی حکومت کے وقت پائے جاتے تھے۔ در اصل دُنیا کی کسی غرض اور کسی طمع کی بناء پر شدھ (یعنی ہندو) یا عیسائی ہو جاتے تھے۔ ممکن ہے۔ کہ پہلے کسی غرض اور طمع کی بنا پر کفار کے مذہب میں داخل ہوتے ہوں مگر بعد میں وہ پکّے کافر ہو جاتے تھے۔ ہندو یا عیسائی بڑی ہوشیار قومیں تھیں۔ وہ ان مرتدین سے اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرایا کرتے تھے۔ مثلاً کبھی وُہ ان سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات کے خلاف لیکچر کرایا کرتے تھے۔ پھر حضور انورؐ پر ایسے ہی حملے کرتے تھے۔ جس طرح ایک پکّا آریہ بے ایمان کیا کرتا تھا۔ ایسی صورت میں پھر وہ پکّے کافر اور اسلام کے دشمن ہو جاتے تھے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

ہاں

اگر کوئی اضطراری حالت میں کلمۂ کفر کہدے۔ تو معافی کے قابل ہے۔ مثلاً ایک مسلمان کفّار کے نرغے میں آجائے۔ وہاں اگر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے تو قتل کر دیا جائے گا۔ ایسے وقت میں جان بچانے کی خاطر کلمۂ کفر مُنہ سے نکالکر اور کافروں کو اپنا کافر ہونا ظاہر کرکے جان بچالے۔ تو وہ شخص کافر نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اس کی مجبوری کے باعث اسے بخش دے گا۔

چوتھا

میدان جنگ سے بھاگ کر آنے سے

انسان پر اللہ تعالےٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ (یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ

اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰىہُ جَھَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝)

سورہ الانفال رکوع ۲ پارہ ۹

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ جب تم کافروں سے میدانِ جنگ میں ملو۔ تو ان سے پیٹھیں نہ پھیرو۔ اور جو کوئی اس دن ان سے پیٹھ پھیریگا۔ مگر یہ کہ لڑائی کا ہُنر کرتا ہو۔ یا فوج میں جا ملتا ہو۔ سو وہ اللہ کا غضب لے کر پھرا۔ اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو شخص میدانِ جنگ (سوائے اس استثنائی صورت کے جو اللہ تعالےٰ نے خود بیان فرما دی ہے) سے پیٹھ پھیر کر بھاگے گا۔ اس پر اللہ تعالےٰ کا غضب نازل ہوگا۔ اور اس غضب الٰہی کا نتیجہ دوزخ میں ٹھکانا ہوگا۔

اللہ تعالےٰ نے سچّے مسلمانوں کی جنگ کا نقشہ

سورہ صف رکوع ۱ پارہ ۲۸ میں پیش کیا ہے۔ (اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا كَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝)

ترجمہ۔ بیشک اللہ تو ان کو پسند کرتا ہے۔ جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے +

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "بندہ کو لاف زنی اور دعوے کی بات سے ڈرنا چاہیئے۔ کہ پیچھے مشکل پڑتی ہے۔ زبان سے ایک بات کہہ دینا آسان ہے۔ لیکن اس کا نباہنا آسان نہیں۔ اللہ تعالےٰ اس شخص سے سخت ناراض اور بیزار ہوتا ہے۔ جو زبان سے کہے بہت کچھ اور کرے کچھ نہیں۔ روایات میں ہے۔ کہ ایک جگہ مسلمان جمع تھے۔ کہنے لگے ہم کو اگر معلوم ہو جائے۔ کہ کونسا کام اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ تو وُہی اختیار کریں۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہُوئیں۔ یعنی دیکھو سنبھل کر کہو۔ لو ہم بتلائے دیتے ہیں کہ اللہ کو سب سے زیادہ ان لوگوں سے محبت ہے۔ جو اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں کے مقابلہ پر ایک آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے ہیں۔ اور میدانِ جنگ میں اس شان سے صف آرائی کرتے ہیں کہ گویا وہ سب مل کر ایک مضبوط دیوار ہیں۔ جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے۔ اور جس میں کسی جگہ کوئی رخنہ نہیں پڑ سکتا۔

اب اس معیار پر اپنے کو پرکھ لو۔ بے شک تم میں بہت ایسے ہیں۔ جو اس معیار پر کامل و اکمل اُتر چکے ہیں۔ مگر بعض مواقع ایسے بھی نکلیں گے۔ جہاں بعضوں کے زبانی دعووں کی ان کے عمل نے تکذیب کی ہے۔ آخر جنگِ اُحد میں وہ بنیان مرصوص کہاں قائم رہی۔ اور جس وقت حکم قتال اُترا۔ تو یقیناً بعض نے یہ بھی کہا۔ (ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب) (سورہ مائدہ) بہرحال زبان سے زیادہ دعوے مت کرو۔ بلکہ خدا کی راہ میں قربانی پیش کرو۔ جس سے اعلیٰ کامیابی نصیب ہو۔ موسےٰؑ کی قوم کو نہیں دیکھتے کہ زبان سے تعلّی و تفاخر کی باتیں بہت بڑھ چڑھ کر بناتے تھے۔ لیکن عمل کے میدان میں صفر تھا۔ جہاں کوئی موقعہ کام کا آیا۔ فوراً پھسل گئے۔ اور نہایت تکلیف دہ باتیں کرنے لگے۔ نتیجہ جو کچھ بُرا اس کو آگے بیان فرماتے ہیں"

اللّٰھم اجعلنا من الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الآیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۳ رجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۵۹ء

انسان کے لئے کونسے کام کرنے ضروری ہیں

اور

کون سے غیر ضروری ہیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ (لاہور)

برادرانِ اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ ہر انسان کے ذمے مختلف قسم کی ذمہ داریاں ہیں۔ بعض کا تعلق اپنی ذات سے ہے مثلاً کھانا۔ پینا۔ سونا۔ روزی کمانے کے لئے دُکان یا دفتر میں جانا۔ اور بعض ذمہ داریوں کا تعلق اعزّہ و اقربا سے ہے۔ مثلاً بیوی بچّوں کی ضروریات کو پورا کرنا۔ بعض کا تعلق ماں باپ سے ہے مثلاً ان کے کھانے پینے اور ان کے آرام کے سامان بہم پہنچانا۔ بعض ذمہ داریوں کا تعلق حکومت وقت کے ساتھ ہوتا ہے۔ کہ اس کے احکام کی تعمیل کی جائے۔ اور بعض کا تعلق پالتو جانوروں سے ہوتا ہے۔ مثلاً گائے۔ بھینس یا گھوڑا رکھا ہُوا ہے تو ان کے چارے پانی کا خیال رکھنا علیٰ ہذا القیاس۔

ہر عقلمند کا فرض ہے

کہ ان تمام ذمہ داریوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے ان کی ترتیب کا ایک نقشہ بنائے اور اس نقشہ کے بنانے میں ضرورت کا لحاظ رکھے گا۔ کہ سب سے زیادہ ضروری کونسی چیز ہے۔ اس کے بعد پھر کس کا نمبر ہے۔ مثلاً خدانخواستہ ایک شخص کا باپ کسی وجہ سے کنوئیں میں گر گیا ہے۔ وہ غوطے کھا رہا ہے۔ اور پکار رہا ہے۔ کہ مجھے جلدی کنوئیں سے نکالو۔ اور ایک گاہک بھی اس کی دُکان پر آیا ہے۔ کہ مجھے سودا دو۔ اب پہلے باپ کو کنوئیں سے نکالے گا۔ پھر سودا دے گا۔ یا مثلاً ایک شخص کو بھوک لگی ہُوئی ہے۔ اور بوڑھے ماں باپ جو کچھ معذور بھی ہیں۔ کھانا مانگ رہے ہیں۔ تو شریف انسان پہلے ماں باپ کو کھانا کھلائے گا۔ پھر خود کھائے گا۔

علیٰ ہذا القیاس

انسان کی بعض ذمہ داریوں۔ ۔ ۔ ۔ کا تعلق دُنیا کی زندگی کے ساتھ ہے۔ جو زندگی باقی رہنے والی نہیں بلکہ فنا ہونے والی ہے۔ اور بعض ذمہ داریوں کا تعلق آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی میں عیش و آرام پانے کا ہے۔

لہٰذا

ہر انسان کو یہاں بھی ضرورتوں کے پُورا کرنے میں ضرور ایک ترتیب دینی پڑے گی۔ عقلمند انسان یہی فیصلہ کرے گا کہ سب سے پہلے ان ضرورتوں کو پورا کرنا میرا اہم ترین فریضہ ہے۔ جو ابدالآباد کی زندگی میں راحت اور آرام دلانے والی ہیں۔

ہاں ایک غیر مآل اندیش

دُنیا کی عارضی زندگی کا لطف اُٹھانے کے لئے عاقبت کی دائمی زندگی کے لطف کو برباد کرلے گا۔ جس طرح چور غیر مآل اندیشی کے باعث حلوائی کی دُکان سے نقب زنی کرکے مٹھائی کے بھرے ہوئے تھال اُٹھا کر لے جاتا ہے۔ اور پھر خوب مزے سے اس کو مع اہل و عیال کے کھاتا ہے۔ اس کے بعد ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی ڈال کر جب پولیس اسے جیل خانہ بھجواتی ہے۔ تب اپنے جرم کی بُرائی کا احساس کرتا ہے۔ لیکن فرد جرم لگنے کے بعد جب جیل خانہ میں جا پہنچا۔ اب اس احساس کا کیا فائدہ۔

حاصل

مذکورۃ الصدر سطور کا حاصل یہ نکلا۔ کہ ہر عقلمند انسان اپنے اعمال میں دُنیا کے نفع اور آرام کی بجائے آخرت کے آرام اور وہاں کی عزّت کو ترجیح دیگا۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ دُنیا کے ہر دور میں

غیر مآل اندیش اور بیوقوف

انسانوں کی کثرت ہی رہی ہے جنہوں نے فانی دُنیا کے عیش و آرام کو آخرت کی دائمی زندگی کے عیش و آرام پر ترجیح دی ایسے لوگ دُنیا میں عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے اور آخرت کو دوزخ میں جائیں گے

ان کی مثالیں ملاحظہ ہوں

پہلی

(لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ مَیں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم مَیں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن مَیں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہُوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ

کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ . . . . .

پھر اُنہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا مقصد یہ تھا

کہ ایک اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرو۔ جس کے قبضہ میں دُنیا اور آخرت کی باگ ہے۔ اگر وہ راضی ہوگیا تو دُنیا میں عزّت پاؤگے۔ اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جاؤگے مگر اس بدنصیب قوم نے اپنے دُنیاوی رواج کو ترجیح دی۔ کہ ان کے باپ دادا جن بتوں کی پرستش کرتے تھے انہیں کی پرستش کرتے رہے۔ جن کے نام ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو ساڑھے نوسو سال اس بُت پرستی سے روکتے رہے۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے بجز ان معدودے چند افراد کے جو نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ باقی سب کو غرق کر دیا۔

ان بُتوں کے متعلق شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ "یہ ان کے بُتوں کے نام ہیں۔ ہر مطلب کا ایک الگ بُت بنا رکھا تھا۔ وُہی بُت پھر عرب میں آئے۔ اور ہندوستان میں بھی اسی قسم کے بت بشنو۔ برہما۔ اندر، رشو اور ہنومان وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں۔ اس کی مفصل تحقیق حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں کی ہے۔ بعض روایات میں ہے۔ کہ پہلے زمانہ میں کچھ بزرگ لوگ تھے۔ ان کی وفات کے بعد شیطان کے اغوا سے قوم نے ان کی تصویریں بطور یادگار بنا کر کھڑی کرلیں۔ پھر ان کی تعظیم ہونے لگی۔ شدہ شدہ پرستش کرنے لگے۔ العیاذ باللہ۔

خلاصہ

حضرت نوح علیہ السلام کے مذکورۃ الصدر واقعات سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ان کی قوم کے بیوقوف اور غیر مآل اندیش لوگوں نے دُنیا کو بمقابلہ آخرت کے ترجیح دی۔ اس بنا پر دُنیا میں عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے اور آخرت میں اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیا۔

دوسری

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد دوسری غیر مآل اندیش اور بیوقوف قوم حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد ہے ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کو توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور پھر قوم جو جواب دیتی ہے وہ ملاحظہ ہو۔

(وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝) سورہ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم مَیں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن مَیں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہُوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور مَیں تمہارا امانتدار خیرخواہ ہوں۔

بیوقوف تو خود ہیں اُلٹا ہود علیہ السلام کو بیوقوف بنا رہے ہیں

پیغمبر خدا (ہود علیہ السلام) کی نافرمانی کے باعث قوم کی عقل میں فتور آگیا ہے۔ کہ عقلمند کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔ اور خیرخواہ کو بدخواہ خیال کر رہے ہیں۔

اس بیوقوفی کا نتیجہ یہ نکلا

(فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝) سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔ اس بیوقوف قوم نے اپنی بیوقوفی کے باعث اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے خیرخواہ پیغمبر کو اپنا بدخواہ خیال کرلیا۔ اور اس کی کوئی بات نہ مانی۔ بالآخر عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر دُنیا سے لعنت کی موت سے مرے۔

حاصل

یہ نکلا کہ پیغمبر وقت کی مخالفت کرنے والے بیوقوفوں کی بربادی کے باعث دنیا کے تختے سے ان کی نسل ہی حرفِ غلط کی طرح مٹ گئی۔

عذاب الٰہی کی تصویر ملاحظہ ہو

(وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِیَةِ ۝ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ ۝) سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہُوا دیکھتا کہ گویا کہ گری ہُوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہُوا نظر آتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی۔ جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا۔ حتّٰی کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مسلّط تھے۔ ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی۔ جو قوم لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتی ہُوئی اُترتی تھی۔ "مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً" ترجمہ۔ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے۔ وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کرسکی۔ اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کھا کر گرے گویا کھجور کے کھوکھلے اور بے جان تنے ہیں۔ جن کا سر اُوپر سے کٹ گیا ہو۔ (پھر کیا) ان قوموں کا بیج بھی باقی رہا۔ اس طرح صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کردی گئیں۔

تیسری

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کے بعد تیسری غیر مآل اندیش اور بیوقوف قوم حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود ہے۔

(وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ

بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں درد ناک عذاب پکڑے گا۔

بیوقوفوں کے نمائندوں کا جواب

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اس قوم کے متکبّر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے ہم اُسے نہیں مانتے۔ پھر اُونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا۔ اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

اس بدنصیب قوم کے متعلق تسبیح الاسلام کا حاشیہ

قوم میں جو بڑے بڑے متکبّر سردار اور معاندین تھے۔ وہ غریب اور کمزور مسلمانوں سے استہزاءً کہتے تھے۔ کہ (کیا بڑے آدمی تو آج تک نہ سمجھے۔ مگر) تمہیں معلوم ہوگیا۔ کہ صالح خدا کا بھیجا ہُوا ہے۔ مسلمانوں نے جواب دیا۔ کہ معلوم ہونا کیا معنی۔ معلوم تو تم کو بھی ہے۔ ہاں ہم دل سے قبول کر کے اس پہ ایمان بھی لا چکے ہیں۔ متکبرین اس حکیمانہ جواب سے کھسیانے ہو کر بولے کہ جس چیز کو تم نے مان لیا ہے۔ ہم ابھی تک اسے نہیں مانتے۔ پھر بھلا تمہارے جیسے چند خستہ حال آدمیوں کا ایمان لے آنا کونسی بڑی کامیابی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ (صالح علیہ السلام کی) اُونٹنی اس قدر عظیم الجثہ اور ڈیل ڈول کی تھی۔ کہ جس جنگل میں چرتی دوسرے مویشی ڈر کر بھاگ جاتے۔ اور اپنی باری کے دن جس کنوئیں سے پانی پیتی۔ کنواں خالی کر دیتی۔ گویا جیسے اس کی پیدائش غیر معمولی طریقہ سے ہُوئی۔ لوازم و آثار حیات بھی غیر معمولی تھے۔ آخر لوگوں نے غیض میں آکر اس کے قتل پر اتفاق کر لیا۔ اور بدبخت قداز نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ بعدہٗ خود حضرت صالح علیہ السلام کے قتل پر بھی تیار ہونے لگے۔ اور اس طرح خدا کے احکام کو جو "صالح" اور "ناقہ" کے متعلق تھے۔ پس پشت ڈال دیا۔ (اُتنا بما تعدنا) ایسے کلمات انسان کی زبان سے اس وقت نکلتے ہیں۔ جب خدا کے قہر و غضب سے بالکل بے خوف ہو جاتا ہے۔

اس بیوقوف اور بدبخت قوم پر

عذاب الٰہی کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ بعض آیتوں میں زلزلہ کا ذکر آیا ہے۔ جس طرح سورۂ اعراف کے رکوع ۱۰ میں ہے۔ اور بعض آیتوں میں "صیحہ" چیخ سے ہلاک ہونے کا ذکر آیا ہے۔ دونوں کی تطبیق یوں دی جا سکتی ہے۔ کہ نیچے سے زلزلہ اور اُوپر سے ہولناک آواز آئی ہو۔"

چوتھی

غیر مآل اندیش اور بیوقوف قوم حضرت شعیب علیہ السلام کا واقعہ عبرت کے لئے ملاحظہ ہو۔ (وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے۔ تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پُورا کرو۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو۔ کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو۔ اور اللہ کی راہ سے روکو۔ اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو۔ جبکہ تم تھوڑے تھے۔ پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا۔ اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہُوا ہے۔

اس بے وقوف قوم کے نمائندوں کا جواب

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۭ) الآیہ سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ اس کی قوم کے متکبّر سرداروں نے کہا۔ اے شعیب ہم تجھے اور انہیں جو تم پر ایمان لاتے ہیں۔ اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ فرمایا۔ کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔ ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں۔ بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے۔ اور ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ جو ہمارا رب ہے۔

شعیبؑ کی قوم کے غیر مآل اندیش بیوقوفوں کا اعلان

(وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ اس کی قوم میں سے جو کا فرسردار تھے۔ انہوں نے کہا۔ اگر تم شعیب کی تابعداری کرو گے تو بے شک نقصان اُٹھاؤ گے۔ پھر انہیں زلزلے نے آپکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

پانچویں

غیر مآل اندیش اور بیوقوف فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ملاحظہ ہو۔

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۙ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝)

سورہ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے امراء دربار کی طرف بھیجا تھا۔ سو اُس نے کہا۔ کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا تو وہ اس کی ہنسی اُڑانے لگے۔ اور ہم ان کو جو کوئی نشانی دکھاتے تھے۔ تو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتی تھی۔ اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا۔ تاکہ وہ باز آجائیں اور اُنہوں نے کہا۔ اے جادو گر اپنے رب سے ہمارے لئے اس عہد سے جو تجھ سے اس نے کیا ہے۔ دُعا کر۔ ہم ضرور راہ پر آجائیں گے۔ پھر جب ہم ان سے عذاب ہٹا لیتے۔ تو اسی وقت عہد کو توڑ دیتے۔

قوم فرعون پر چار قسم کے عذاب آئے تھے

(فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ) الآیہ

سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ۔ پھر ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ سب کھلے کھلے معجزے بھیجے۔ پھر بھی انہوں نے تکبر ہی کیا۔ اور وہ لوگ گنہگار تھے اور جب ان پر کوئی عذاب آتا۔ تو کہتے۔ اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دُعا کر الخ

فرعون اور اس کے بیوقوف ساتھیوں نے

اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ اور اپنے عجز کو بارہا آزما کر بھی دیکھ لیا، کہ فرعون باوجود اپنی خدائی کا دعوےٰ کرنے کے عاجز محض ہے۔ اور اللہ تعالےٰ جس کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہو کر آئے ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ بارہا کی آزمائش کے بعد عہد شکنی کرتا رہا۔ پھر اللہ تعالےٰ کا غضب ان بیوقوفوں بدعہدی کرنے والوں کے خلاف جوش میں آیا۔

(فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر ہم نے انہیں دریا . . . . میں غرق کر دیا۔ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ اور وہ اُن سے غافل تھے۔

عذاب الٰہی آنے پر فرعون بدبخت کو ہوش آگئی

(وَجٰوَزْنَا بِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝) سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا۔ یہانتک کہ جب ڈوبنے لگا۔ کہا۔ میں ایمان لایا۔ کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اللہ تعالےٰ کا عذاب نازل ہو جانے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی

چنانچہ فرعون کے متعلق ارشاد باری تعالےٰ ہوا۔

(آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝)

سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اب یہ کہتا ہے۔ اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا۔ اور مفسدوں میں داخل رہا۔ (لہٰذا اب تیرا ایمان قبول نہیں ہو سکتا۔)

یہ چیز واضح ہو گئی

مذکورۃ الصدر پانچ پیش کردہ مثالوں سے یہ چیز واضح ہو گئی۔ کہ ارحم الراحمین خدائے قدوس وحدہ لاشریک کی طرف سے ہمیشہ انسانوں کی راہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے۔ اور ناعاقبت اندیش ہر دور میں ان مقبولین بارگاہ الٰہی کی مخالفت کے باعث عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر لعنت کی موت سے مرتے رہے۔

ایسے لوگوں کو بے وقوف کے لقب سے کیوں پکارتا آیا ہوں

دراصل بات یہ ہے کہ ہر عقلمند ہمیشہ ہر ایک معاملہ میں پورے غور و خوض کے بعد کسی معاملے کا فیصلہ کرتا ہے۔ وہ انسان بڑا ہی ناعاقبت اندیش اور بیوقوف ہے۔ کہ کسی بات کی تہ تک پہنچنے سے پہلے ہی کوئی قطعی فیصلہ کر لے۔ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے والے بیوقوفوں کو پہلے سوچ لینا چاہیئے تھا۔ کہ یہ حضرات کیا کہہ رہے ہیں۔ کیوں کہہ رہے ہیں۔ اس کہنے میں کیا ان کی کوئی ذاتی غرض یا دنیاوی نفع مطلوب ہے یا محض ہماری خیر خواہی کی بنا پر کہہ رہے ہیں۔ اور آیا ان کے اتباع کرنے میں ہمارا نفع ہے یا نقصان۔ آیا اس قسم کے آدمی پہلے بھی ہوتے آئے ہیں۔ اور ان کی موافقت کرنے والوں کو کیا پھل ملا۔ اور مخالفت کرنے والوں نے کیا نتیجہ بھگتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ لوگ عقلمندی سے کام لیتے تو کبھی ان کی مخالفت نہ کرتے۔ بالخصوص مرنے کے بعد کے حالات حضرات انبیاء علیہم السلام ہی بتلا سکتے تھے۔ اگر مخالفت کرنے والے عقلمند ہوتے تو ان کی قدر کرتے۔ کہ یہ حضرات مرنے کے بعد کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے ہماری راہنمائی فرما رہے ہیں۔ ان کا بڑا ہی احسان ہے۔

انبیاء علیہم السلام اللہ تعالےٰ کے چنے ہوئے انسان ہوتے ہیں

(اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ؕ) الآیہ

سورہ الانعام رکوع ۱۵ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور اللہ (تعالےٰ) بہتر جانتا ہے کہ اپنی پیغمبری کا کام کس سے لے۔

اس شاہنشاہی اعلان کا نتیجہ

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ رسالت کا عہدہ

اس شخص کو عطا فرماتا ہے جو بہترین آدمی ہوتا ہے - اب جو شخص یا جو قوم اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ اور چیدہ انسان پر مذاق اڑائے اور ٹھٹھا کرے - اس سے بڑھ کر بھی کوئی احمق اور بیوقوف ہو سکتا ہے - انبیاء علیہم السلام پر گزشتہ قومیں ہمیشہ مذاق اڑاتی رہیں - اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر لعنت کی موت سے نابود ہوئیں -

انبیاء علیہم السلام پر ٹھٹھا کرنے کا ثبوت

(یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝) سورہ یٰس ع ۲ پ ۲۳

ترجمہ - کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو -

نتیجہ

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ چن چن کر پاکیزہ ترین اخلاق والے - نیک ترین انسان جو شرافت - دیانت - امانت - حیا - خوف خدا اور خلق اللہ پر شفیق ہونے میں اپنی اپنی قوم میں بینظیر تھے - ان کو گمراہوں کی راہنمائی کے لئے مبعوث فرماتا رہا - اس بدبخت اور بیوقوف قوم نے (بجز معدودے چند افراد کے) ان کا مذاق اڑایا - کسی کو کہا - تم جھوٹے ہو - کسی کو کہا تم پاگل ہو - کسی کو کہا - تم جادوگر ہو - پھر ان

ناقدر شناس - ناعاقبت اندیش بیوقوفوں کے خلاف

غضب الٰہی جوش میں آیا - پھر غیظ و غضب الٰہی نے یہ قدم اٹھایا - (فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۖ وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۖ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۖ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝)

سورہ العنکبوت رکوع ۴ پارہ ۲۰

ترجمہ - پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا - پھر کسی پر تو ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا - اور ان میں سے کسی کو کڑک نے آپکڑا - اور کسی کو ان میں سے زمین میں دھنسا دیا - اور کسی کو ان میں سے غرق کر دیا - اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے - لیکن وہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے -

ہلاک ہونے والی قوموں پر اللہ جل شانہٗ کے عمومی دو تبصرے

پہلا

(تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ۝ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۳ پارہ ۹

ترجمہ - یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم تمہیں سناتے ہیں - بیشک ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے تھے - پھر اس بات پر ہرگز ایمان نہ لائے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے - کافروں کے دلوں پر اللہ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے - اور ہم نے ان کے اکثر لوگوں میں عہد کا نباہ نہیں پایا - اور ان میں سے اکثر کو نافرمان پایا -

دوسرا

(وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۲ پارہ ۹

ترجمہ - اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے - تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے اور لیکن انہوں نے جھٹلایا - پھر ہم نے انہیں ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی -

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے دروازے ہر وقت ان پر کھل سکتے تھے لیکن ان لوگوں کی اپنی شامت اعمال (جو انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کی) کے باعث نہ کھلے - بلکہ ان کی بداعمالی کے باعث انہیں عذاب الٰہی میں مبتلا ہونا پڑا

موجودہ دور کے مسلمانوں کی خدمت میں

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے خطبہ میں جو چیزیں پیش کی جا چکی ہیں - ان کا عنوان بطور یاددہانی کے دوبارہ نقل کر دیتا ہوں - تاکہ موجودہ دور کے مسلمان اس آئینہ میں اپنا منہ دیکھ کر اپنے روحانی چہرے کے خال و خط درست کر لیں - تاکہ قیامت کے دن اپنے بچاؤ کے لئے یہ عذر دربار الٰہی میں پیش نہ کر سکیں - کہ اے اللہ ہمیں تو ان چیزوں کا علم ہی نہیں ہوا - ورنہ ہم تیرے پورے فرمانبردار ہو کر دنیا میں زندگی بسر کرتے - بالفاظ دیگر اس عذر کا یہ مطلب ہوتا کہ ہم تو تیری رضا کے سانچے میں ڈھلنے کے لئے تیار بیٹھے تھے - مگر خدا نخواستہ خدانخواستہ خالم ہدمن "قصور تیرا ہے" کہ تو نے ہماری رہنمائی کے لئے کوئی بندہ نہیں بھیجا تھا - چنانچہ اس

عذر لنگ کا ذکر

قرآن مجید میں آیا ہے :-

(وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ۝)

سورہ طٰہٰ رکوع ۸ پارہ ۱۶

ترجمہ - اور اگر ہم انہیں اس سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے - تو کہتے اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا - تاکہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں پر چلتے -

اب پیغمبر کوئی نہیں آئے گا

برادران اسلام - قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر مبنی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول دنیا میں نہیں آئیگا اور نہ کوئی وحی آسمان سے نازل ہوگی - ہاں کتاب و سنت کا پیغام مخلوق خدا کو پہنچانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اللہ تعالےٰ کے بندے آئیں گے جو اس پیغام ربانی کو مخلوق خدا تک پہنچائیں گے -

موجودہ دور میں حق پرست علماء کے ساتھ عموماً وہی سلوک کیا جا رہا ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیا جاتا تھا

گزشتہ امتوں کے غیر مآل اندیش اور بیوقوفوں کی طرح اس دور کے غیر مآل اندیش بھی اسی راستے پر جا رہے ہیں - یہ غیر مآل اندیش لوگ دو قسم کی ناعاقبت اندیشیوں میں مبتلا ہیں -

پہلی

اس دور کے اکثر ناعاقبت اندیش ایک

ہی زندگی کو پیش نظر رکھ کر اسی ایک زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے دن اور رات کوششیں کر رہے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی زمیندار ہے تو اس کی خواہش یہ ہے کہ میں سب سے بڑا زمیندار بن جاؤں اور اگر تجارت پیشہ ہے۔ تو دل میں یہ شوق دامنگیر ہے۔ کہ سب سے بڑا تاجر بن جاؤں۔ اور اگر سرکاری عہدہ دار ہے تو ہر وقت یہی چیز پیش نظر ہے۔ کہ ترقی ہو جائے۔ تاکہ گریڈ بڑھ جائے۔ اور تنخواہ زیادہ وصول ہو۔ غرضیکہ ہر دُنیا دار غیر مآل اندیش کے دماغ میں ترقی کی دُھن لگی ہوئی ہے۔ یہ لوگ فانی زندگی کی کامیابی کے لئے دن رات تگ و دو کر رہے ہیں اور اصلی اور غیر فانی زندگی کو نظر انداز کئے ہوئے ہیں۔ اب ایسے لوگوں کو خدا پرست لوگ بیوقوف نہ کہیں تو اور کیا کہیں

دوسری

ان کی دوسری ناعاقبت اندیشی اور کم عقلی یہ ہے کہ ان کو دوست اور دشمن، خیر خواہ اور بدخواہ میں تمیز نہیں ہے۔ حالانکہ سب سے بڑا خیر خواہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے کہ انسان کو منی کے قطرہ سے ماں کے پیٹ میں بنایا۔ ماں کے پیٹ میں انسان کا ڈھانچہ مکمل کرنے کے بعد آنکھوں میں بینائی۔ کانوں میں شنوائی زبان میں گویائی اور دماغ میں عقل کی استعداد رکھنے کے ساتھ ہی پاؤں میں چلنے اور ہاتھوں میں پکڑنے کی طاقت رکھی۔ علیٰ ہذالقیاس ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے بے انتہا نعمتیں اس کو نصیب ہوتی رہیں۔ پھر یہ ناعاقبت اندیش، انسان جو اپنے آپ کو بڑا سمجھدار بڑا قابل بڑا ترقی یافتہ سمجھتا ہے۔ مخالفت کرتا ہے۔ تو اس خدا تعالےٰ کی جس کی نعمتوں کا مختصر خاکہ ابھی پیش کر چکا ہوں۔ اے خدا کے نافرمان انسان اگر بیٹا ماں باپ سے باغی ہو جائے تو تُو اسے بد ترین انسان شمار کرتا ہے۔ اور اگر ایک ظالم اور بے انصاف خدا تعالےٰ کا باغی ہو جائے تو کیا وہ شخص شریف انسان کہلانے کا حقدار ہے؟ اور کیا وہ بھلا مانس آدمی کہلانے کا مستحق ہے؟ اور کیا ان بے دین مسلمانوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا نازل کردہ انسان کا دستور العمل ہے۔

اور اے بے دین مسلمان

تمہیں معلوم نہیں ہے کہ بادشاہ کے قانون کی عزّت کرنے والا اس کا وفادار سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کی مملکت میں مجوزہ قانون شاہی کی مخالفت کرنے والا بادشاہ کا باغی سمجھا جاتا ہے۔ پھر تمہیں معلوم نہیں ہے؟ کہ بادشاہ کے قانون کی مخالفت کرنے والوں کے لئے پھانسی کا پھندا ہی ہوتا ہے۔ اور اے بے دین مسلمان تمہیں معلوم نہیں ہے کہ آج سطح دُنیا پر اللہ تعالےٰ کا نازل کردہ قانون فقط قرآن مجید ہے۔ اور اے دُنیا کے ساز و سامان اور عیش و عشرت میں مست ہونے والے قرآن مجید کے علم سے ناواقف اور عمل میں قاصر ہو کر پھر تو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ حالانکہ مسلم کی معنی فرمانبرداری کرنے والا ہے۔ جب تمہارے دل میں قرآن کی تعلیم اور عمل کرنے کا جذبہ نہیں ہے۔ تو کیا پھر تمہیں دھوکے باز نہیں سمجھا جائے گا۔ جس طرح ایک ضرب المثل مشہور ہے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اے بے دین مسلمان۔ جب تو اطاعت الٰہی جیسی اہم اور ضروری چیز کو ضروری نہیں سمجھتا تو پھر میں تمہیں ناعاقبت اندیش اور بیوقوف نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔

دوسرے نمبر پر سب سے بڑے خیر خواہ

سردار دو جہاں فخر الاولین والآخرین حضور انور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا اعلان ملاحظہ ہو

(وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝)

سورہ الانبیاء رکوع ۷ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ ہم نے تو تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ہر کلمہ گو کو رحمۃ للعالمین کے نقش قدم پر

چلنے کی تلقین ملاحظہ ہو۔ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ (کے اقوال اور اعمال اور طرزِ معاشرت) میں بہترین نمونہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے۔ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہے۔ اب جو شخص

اس فرمان الٰہی کی مخالفت

کر رہا ہو۔ حالانکہ وہ مسلمان بھی کہلائے۔ اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی پڑھے (ترجمہ۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں)۔ اب میں اس کو بیوقوف نہ کہوں۔ تو عقلمند کہوں۔ اب

ہر منصف مزاج انسان

کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لے کر بتلائے۔ کہ آیا گزشتہ ہلاک شدہ قوموں کی طرح کیا موجودہ وقت کے مسلمانوں میں اکثریت اللہ تعالےٰ کے باغیوں اور سید المرسلین خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرنے والوں کی ہے یا نہیں۔

برادرانِ اسلام

آپ میں سے بہت سے لوگوں کو میری یہ صاف گوئی بُری معلوم ہوگی۔ لیکن میں اس صاف گوئی میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو آپ کے اعتراضوں سے بری کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی نافرمانیوں کا یہ عذر پیش نہ کر سکیں۔ کہ اے اللہ تیرے بندوں میں سے کسی تیرے بندے نے اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دروازے کے کسی غلام نے آپ کا یہ پیغام پہنچایا ہی نہیں تھا۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

دُعا

اے اللہ تُو محض اپنے فضل و کرم سے میرے ہمعصر مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ان ذمہ داریوں کے مراتب بھی انہیں سمجھا۔ تاکہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے کر تیری بارگاہ میں سرخرو ہو کر حاضر ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین

خدام الدین لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۶ رجب ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۵۹ء
(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اِنسان کی بُری عادتوں میں سے ایک عادت

ظلم ہے

انسان جب بدقسمتی سے ظلم پر کمربستہ ہو جائے تو پھر اُس کے دل سے اللہ تعالیٰ کا خوف بھی نکل جاتا ہے

پھر تب ہوش آتی ہے جب عذابِ الٰہی سر پر آجاتا ہے۔ مگر اُس وقت پھر کیا ہو سکتا ہے

ظلم سے مراد بے انصافی ہے۔ یعنی جس سے انصاف کے نقطہ نگاہ سے جو تعلق رکھنا چاہئے تھا اس کے خلاف برتاؤ کرنے کا نام ظلم ہے

ظالم انسان اللہ تعالےٰ پر ظلم کرنے سے بھی نہیں شرماتا

انسان کا پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝) سورہ السجدہ رکوع ۱ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ وہی چھپی اور کھلی بات کا جاننے والا زبردست مہربان ہے۔ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی۔ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی۔ پھر اس کی اولاد بڑھائی حقیر پانی سے بنائی۔ پھر اس کے اعضا درست کئے۔ اور اس میں اپنی رُوح پھونکی۔ اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنایا تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو۔

اس معاملہ میں انسان کا ظلم

مذکورۃ الصدر آیات سے ثابت ہو گیا۔ کہ انسان کا بنانے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر انسان ایسا ظالم ہے کہ اس ایک اللہ تعالےٰ کے سوا اوروں کو بھی خدائی کا رتبہ دے دیتا ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَۨا ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

سورہ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ وہ بڑی برکت والا ہے۔ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا۔ تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔ وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے۔ اور اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا۔ اور اُنہوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ اور وہ اپنی ذات کے لئے نقصان اور نفع کے مالک نہیں۔ اور موت اور زندگی اور دوبارہ اُٹھنے کے بھی مالک نہیں۔

آپ نے انسان کا ظلم دیکھا

کہ ایک اللہ تعالےٰ جو انسان کے بنانے میں وحدہٗ لاشریک لہٗ تھا۔ ظالم انسان نے ایسے انسانوں کو بھی خدا کی خدائی میں شامل کر لیا۔ جو خود اللہ تعالےٰ کے بنائے ہُوئے تھے۔ اور وہ بھی ایسے ہی بے بس تھے۔ جس طرح یہ تھا۔ اے ظالم انسان تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس بے مثل بے نظیر خدا کے ساتھ اس کی مخلوق کو بھی خدائی کا درجہ دے دیتا ہے۔ اے ظالم انسان اگر تیری حاصل کردہ چیز (جو تم نے محنت اور مشقت کر کے حاصل کی ہو۔ مثلاً مکان بنایا ہو یا کوئی زرعی زمین خرید کی ہو) اس میں اگر کوئی دوسرا شخص دعویدار بن بیٹھے۔ تو تم برداشت کر سکتے ہو۔ کہ ہاں بھائی اگرچہ تمہارا دعوےٰ تو غلط ہے۔ مگر تمہارے کہنے سے میں وہ اپنی ساری جائداد یا اس کا کچھ حصہ طیب خاطر سے تمہیں تمہارے دعویٰ کی بناء پر دیدیتا ہوں۔ اے ظالم انسان اپنی مملوکہ جائداد میں تو تم سر دھڑ کی بازی لگا دو گے اور اس ظالم کو ایک انچ زمین کا نہیں دو گے۔ تو کیا پھر تم۔ خدا کی خدائی کے حصے بخرے کرنے میں کوئی جواز کی صورت بتلا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں بتلا سکتے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کا حق جو تم پر ہے اس حق میں غیر کو کیوں شریک کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہو۔ اے ظالم انسان یاد رکھ۔ اور خوب یاد رکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے اللہ تعالےٰ اپنی ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ اے ظالم انسان جب تم نہیں چاہتے۔ کہ تمہاری بیوی غیر کے پاس جا کر اپنی حاجتوں کا اظہار کرے یا اس سے مانگے تو کیا اللہ تعالےٰ کی غیرت گوارا کر سکتی ہے۔ کہ تو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پڑھے اور اپنی حاجتوں کے لئے دوسروں کے دروازوں پر جائے۔ اور مُنہ بنا کر یا رو کر اُنہیں دکھائے۔ اے ظالم انسان ہوش میں آ۔ اور محض اپنے خالق اور مالک اور قادرِ مطلق کا بندہ بن کر رہ۔ جو تیری شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ظالم انسان کا دوسرا ظلم

ملاحظہ ہو۔ کہ شاہنشاہِ حقیقی عزّ اسمہٗ و جل مجدہٗ، تو قرآن مجید کو مندرجہ ذیل القاب سے یاد فرمائے۔

۱

(وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ الآیہ سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بنا دیتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں۔ کیا عجمی کتاب اور عربی رسول؟ کہدو یہ ایمانداروں کے لئے راہ نما اور شفا ہے۔ راہنما اس لئے ہے کہ اللہ تعالےٰ کے دروازہ تک پہنچنے کے لئے سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔ یہ عاجز کہا کرتا ہے۔ کہ راہ رو (یعنی جانے والا) ہے مسلمان۔ اور راہ نما (راستہ دکھانے والا) ہے۔ قرآن۔ اور اس راہ رو کی منزل مقصود ہے۔ دربارِ رحمٰن۔ ہاں اس راہ نما کی راہنمائی کا کوئی نمونہ دیکھنا چاہیں تو وہ سیدالمرسلین خاتم النّبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ اللھم اجعلنا من اتباعہ۔ آمین ثم آمین۔

۲

(اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ) سورہ بنی اسرائیل ع ۱ پ ۱۵

ترجمہ۔ بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے۔ جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

آپ خود اندازہ

لگالیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں قرآن مجید کی کتنی تعریف فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو قرآن مجید کی یہ عظمت اپنے دل پر لکھ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اگر سب مسلمانوں کے دل میں

قرآن مجید (جو ایک علمی کتاب ہے) کی یہ عظمت ہوتی۔ تو کیا سب کو اس کے پڑھنے اور سمجھنے کا اشتیاق نہ ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس کے کمال کو فقط وہی لوگ سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اس کے پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

ایک حیرت انگیز واقعہ

جب یہ عاجز ۱۹۱۷ء کی ابتدا میں لاہور آیا تھا تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اسی لائن والی مسجد (جہاں آج کل درس قرآن مجید ہو رہا ہے) میں مجھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے توفیق دی۔ کہ میں نے قرآن مجید کے دو درس صبح اور شام کو شروع کر دیئے۔ صبح کا درس عام احباب کا ہوتا تھا۔ جس میں ہر قسم کے مسلمان (تجارت پیشہ۔ زراعت پیشہ۔ ملازمت پیشہ) شریک ہوتے تھے۔ اور نمازِ مغرب کے بعد کے درس میں فقط تعلیم یافتہ طبقہ (گریجوایٹ اور انڈر گریجوایٹ) شامل ہوتے تھے۔ یہ واقعہ تقریباً ۱۹۱۶-۱۹۱۷ء کا ہے۔ ان دنوں دہلی دروازہ کے باہر کوتوالی میں ایک کوتوال صاحب متعین تھے ماشاءاللہ وہ بڑے ہی پکّے دیندار اور متشرع مزاج آدمی تھے۔ وہ روزانہ صبح کے درس میں بھی شامل ہوتے تھے اور شام کے درس میں بھی اگر آج کل زندہ ہیں تو ان کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دُنیا کی ہر تکلیف سے بچائے اور ہر طرح کی برکتیں عطا فرمائے اور اگر وفات پاگئے ہیں تو اللہ تعالےٰ میری طرف سے اُن کے حق میں یہ دُعا قبول فرمائے۔ کہ ان کی قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے۔ وہ صبح کی نماز مسجد لائن والی میں آکر پڑھتے تھے۔ اور درس کے انتظار میں بیٹھے رہتے تھے۔ درس سے فارغ ہوکر کوتوالی میں جاتے تھے۔ وہ مجھے فرماتے تھے۔ کہ مولوی صاحب قرآن مجید کی یہ برکت ہے۔ کہ درسِ قرآن سے فارغ ہوکر جب میں کوتوالی جاتا ہوں اس کے بعد ہی سپرنٹنڈنٹ صاحب آتے ہیں (ان دنوں سپرنٹنڈنٹ انگریز تھا) یہ کبھی نہیں ہُوا۔ کہ میری غیر حاضری میں وہ آئے ہوں۔

ایک دن فرمانے لگے

کہ میں رات کو بازار میں جا رہا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ لائن والی مسجد میں کس غرض سے جایا کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ قرآن مجید کا درس سُننے کے لئے جاتا ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ قرآن مجید میں سوائے قصّوں کے اور رکھا ہی کیا ہے۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب آئندہ میں آپ کو مولوی صاحب کہکر نہیں پکاروں گا۔ (ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ قرآن مجید کے متعلق اتنی ناواقفیت اور پھر مولوی صاحب یعنی دین کے عالم کہلائیں۔

اصل بات یہ ہے

کہ چونکہ اکثر مولوی صاحبان قرآن مجید میں غور و تدبّر نہیں کرتے۔ اس لئے وہ ان کتابوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور پڑھانا چاہیں تو پڑھا بھی سکتے ہیں جنہیں غور سے پڑھتے ہیں۔ مگر قرآن مجید کو نہ اچھی طرح سے خود سمجھتے ہیں۔ نہ پڑھا سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے

کہ تقریباً چونتیس پینتیس سال سے مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل علماء کرام رمضان شریف میں میرے پاس قرآن شریف پڑھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ چونکہ یہ حضرات تمام علوم متداولہ سے فارغ شدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے عاقل را اشارہ کافی است۔ تین ماہ کے اندر قرآن مجید کے مضامین کو بیان کرنے کی وہ صلاحیت ان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ بآسانی انسان کے ہر شعبۂ حیات میں قرآن شریف کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

ظالم انسان کا تیسرا ظلم

حضرات انبیاء علیہم السلام کی

توہین

واقعہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام حضرات اپنی اپنی قوم کے تمام افراد میں سے سب سے بڑھ کر شریف۔ سب سے بڑھ کر دیندار۔ سب سے بڑھ کر دیانتدار۔ سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ سے ڈرنے والے۔ سب سے بڑھ کر خدا کو یاد کرنے والے۔ سب سے بڑھ کر بارگاہ الٰہی میں مقبول۔ سب سے بڑھ کر بارگاہِ الٰہی میں محبوب۔ سب سے بڑھ کر انسانوں کے خیرخواہ ہوتے تھے۔ ان تمام صفات مذکورہ میں اپنی قوم میں آپ ہی نظیر ہوتے تھے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود ہر قوم اور ہر دور کے ظالم انسانوں نے ان حضرات کو ستایا۔ اور ایسا ستایا کہ کسی انسان کو ایسا نہیں ستایا گیا ہوگا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَشَدُّ الْبَلَاءِ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ

ترجمہ۔ سب سے زیادہ مصیبتیں انبیاء علیہم السلام پر آتی رہیں۔ پھر جوں جوں کوئی شخص للہیت اور صلاحیت میں ان کے مشابہ ہوتا رہا۔ اسی قدر اس پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی توہین

(کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا + اگرچہ ان لوگوں نے ایک پیغمبر کو جھٹلایا تھا۔ چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ادیان اصولاً متحد ہیں۔ اس لئے ایک پیغمبر کا جھٹلانا گویا سب کا جھٹلانا ہے۔

سزا کی دھمکی

(قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹ ترجمہ

کہنے لگے اے نوحؑ اگر تو باز نہ آیا۔ تو ضرور سنگسار کیا جائے گا۔

پیغمبر کی توہین کے باعث عذاب الٰہی

میں مبتلا کرکے سب کو غرق کر دیا گیا۔

(فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے۔ بچا لیا۔ پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (آدم علیہ السلام کے بعد) نوح علیہ السلام پہلے اولوالعزم اور مشہور رسول ہیں۔ جو زمین والوں کی طرف مشرکین کے مقابلہ میں بھیجے گئے۔ گو باعتبار اپنی خاص شریعت کے ان کی بعثت خاص اپنی قوم کی طرف مانی جائے۔ تاہم ان اساسی اصول کے اعتبار سے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم میں مشترک ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ تمام انسان ہر نبی کے مخاطب ہوتے ہیں۔ مثلاً توحید اور اقرار معاد کی تعلیم پر سارے پیغمبر متفق اللسان ہیں۔ تو ایسی چیزوں کی تکذیب کرنا فی الحقیقت تمام انبیاء کی تکذیب کرنا ہے۔ بہر حال نوح علیہ السلام نے توحید وغیرہ کی عام دعوت دی۔ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے بعد دس قرن ایسے گزرے۔ کہ ساری اولاد آدم، کلمۂ توحید پر قائم تھی۔ بت پرستی کی ابتدا ابن عباس کے بیان کے موافق یہ ہوئی کہ بعض صالحین کا انتقال ہو گیا۔ جن کے نام ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر تھے جو سورہ نوح میں مذکور ہیں۔ لوگوں نے ان کی تصویریں بنالیں۔ تاکہ ان کے احوال و عبادات کی یاد تازہ رہے۔ کچھ مدت کے بعد ان صورتوں کے موافق مجسمے تیار کر لئے۔ حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد ان کی عبادت ہونے لگی۔ اور یہ بت انہیں بزرگوں کے نام سے موسوم کئے گئے۔ جب بت پرستی کی وبا پھیل گئی۔ تو حق تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو بھیجا۔ انہوں نے طوفان سے پہلے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس تک توحید و تقویٰ کی طرف بلایا۔ اور دنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔ مگر لوگوں نے ان کی تضلیل و تجہیل کی۔ اور کوئی بات نہ سنی۔ آخر طوفان کے عذاب نے سب کو گھیر لیا۔ اور جیسا کہ نوحؑ نے دعا کی تھی۔ "ربّ لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیارا۔" کوئی کافر عذاب الٰہی سے نہ بچا۔ بستانی نے دائرۃ المعارف میں یورپین محققین کے اقوال طوفان اور عموم طوفان کے متعلق نقل کئے ہیں۔"

ہود علیہ السلام کی توہین

(کَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۷ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا۔ کہ تم کیوں نہیں ڈرتے۔ البتہ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

قوم کا جواب

(قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ۝ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۷ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کہنے لگے تو نصیحت کر یا نہ کر۔ ہمارے لئے سب برابر ہے۔ یہ تو بس پہلے لوگوں کی ایک عادت ہے۔ اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔ پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا۔ تب ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی توہین

(كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝) سورہ الشعراء رکوع ۸ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی صالحؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

قوم کا جواب

(قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ۝ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝) الآیہ سورہ الشعراء رکوع ۸ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کہنے لگے تم پر تو کسی نے جادو کیا ہے۔ تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ صالح علیہ السلام کی قوم نے ان کی تکذیب کی۔ پھر ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ اور سب کے سب جھٹلانے والے ہلاک ہو گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی توہین

(كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۹ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ لوطؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب انہیں ان کے بھائی لوطؑ نے کہا۔ کہ تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

قوم کا جواب

(قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۹ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کہنے لگے اے لوط اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو ضرور نکال دیا جائیگا۔ تمہیں اپنی بستی سے دیس بدر کر دینگے

نتیجہ۔ پیغمبر وقت کا کہا نہ ماننے اور اپنی ہٹ پر قائم رہنے کا یہ نتیجہ نکلا۔

(فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝) سورہ الشعراء رکوع ۹ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے

کنبے کو بچا لیا۔ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہ گئی تھی۔ پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا۔ پھر ڈرائے ہوؤں پر بُرا مینہ برسا۔

بالآخر

سوائے معدودے چند افراد کے جو لوط علیہ السلام پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ باقی سب کے سب صفحہ ہستی سے ذلّت کی موت سے ہلاک کر دیئے گئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام پر ظلم

(کَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَیْکَۃِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۱۰ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ بن والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے شعیبؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ مَیں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

قوم کا ظالمانہ جواب

(قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝) سورہ الشعراء رکوع ۱۰ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ (قوم کے لوگ) کہنے لگے تم پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے۔ اور تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے۔ اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے۔ سو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے اگر تو سچّا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اس بدبخت قوم کا مطالبہ منظور فرما لیا

(فَکَذَّبُوْہُ فَاَخَذَھُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّۃِ اِنَّہٗ کَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۱۰ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ پھر اُسے جھٹلایا۔ پھر انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا۔ بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس قوم کے حق میں تحریر فرماتے ہیں۔ "متعدد آیات کے جمع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان پر ظُلّہ صیحہ۔ رجفہ۔ تین طرح کے عذاب آئے۔ یعنی اول بادل نے سایہ کر لیا جس میں آگ کے شعلے اور چنگاریاں تھیں۔ پھر آسمان سے سخت ہولناک اور جگر پاش آواز ہوئی اور نیچے سے زلزلہ آیا۔ ابن کثیر"۔

سیّد المرسلین خاتم النّبیّین پر ظلم

(مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ۝) سورہ القلم رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ آپ اللہ کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں۔ اور آپ کے لئے تو بے شمار اجر ہے۔ اور بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں۔ پھر عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے۔ اور وہ بھی دیکھ لینگے۔ کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔ بیشک آپ کا رب ہی خوب...

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "مشرکین مکہ حضورؐ کو (العیاذ باللہ) دیوانہ کہتے تھے۔ کوئی کہتا کہ شیطان کا اثر ہے۔ جو یک بیک قوم سے الگ ہو کر ایسی باتیں کرنے لگے ہیں۔ جن کو کوئی نہیں مان سکتا۔ حق تعالےٰ نے اس خیال باطل کی تردید اور آپؐ کی تسلّی فرمائی۔ یعنی جس پر اللہ تعالےٰ کے ایسے ایسے فضل و انعام ہوں۔ جن کو ہر آنکھ والا مشاہدہ کر رہا ہے۔ مثلاً اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور حکمت و دانائی کی باتیں مخالف موافق کے دل میں اس قدر قوی تاثیر اور اتنے بلند اور پاکیزہ اخلاق کیا اسے دیوانہ کہنا خود اپنی دیوانگی کی دلیل نہیں۔ دُنیا میں بہت دیوانے ہوتے ہیں اور کتنے عظیم الشان مصلح گزرے ہیں جن کو ابتداءً قوم نے دیوانہ کہکر پکارا ہے۔ مگر قلم نے تاریخی معاملات کا جو ذخیرہ بطون اوراق میں جمع کیا ہے۔ وہ ببانگ دہل شہادت دیتا ہے کہ واقعی دیوانوں اور ان دیوانہ کہلانے والوں کے حالات میں کس قدر زمین آسمان کا تفاوت ہے۔ آج آپ کو (العیاذ باللہ) مجنون کے لقب سے یاد کرنا بالکل وہی رنگ رکھتا ہے جس رنگ میں دُنیا کے تمام جلیل القدر اور اولوالعزم مصلحین کو ہر زمانے کے شریروں اور بے عقلوں نے یاد کیا ہے۔ لیکن جس طرح تاریخ نے ان مصلحین کے اعلیٰ کارناموں پر بقاء دوام کی مہر ثبت کی اور ان مجنون کہنے والوں کا نام و نشان باقی نہ چھوڑا۔ قریب ہے کہ قلم اور اس کے ذریعہ سے لکھی ہوئی تحریریں آپؐ کے ذکر خیر اور آپؐ کے بیمثال کارناموں اور علوم و معارف کو ہمیشہ کے لئے روشن رکھے گی۔ اور آپ کو دیوانہ بتلانے والوں کا وجود صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ کر رہے گا۔ اور وقت آئیگا جب ساری دُنیا آپؐ کی حکمت و دانائی کی داد دے گی۔ اور آپؐ کے کامل ترین انسان ہونے کو بطور ایک اجماعی عقیدہ کے تسلیم کرے گی۔ بھلا خداوند قدوس جس کی فضیلت و برتری کو ازل الازال میں اپنے قلم نور سے لوح محفوظ کی تختی پر نقش کر چکا۔ کسی کی طاقت ہے کہ محض مجنون و مفتون کی پھبتیوں کس کر اس کے ایک شوشہ کو مٹا سکے؟ جو ایسا خیال رکھتا ہو۔ پرلے درجہ کا مجنون یا جاہل ہے"۔

آخری دُعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ اللہ جل شانہٗ اور قرآن مجید اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا صحیح معنی میں احترام کریں تاکہ بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور اس قبولیت کی برکت سے ہماری دُنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم

پہلا

(وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا) الآیہ سورہ النساء رکوع ۴ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔

دوسرا

(وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسٰنًا ط) الآیہ

سورہ الاحقاف رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم

پہلا

(عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ میری عمدہ خدمت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے عرض کی پھر (کون مستحق ہے) آپ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ اس نے (تیسری مرتبہ) عرض کی۔ پھر کون مستحق ہے۔ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر (چوتھی مرتبہ عرض کی) پھر کون۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ پھر (آپ نے فرمایا) اس کے بعد جو تیرا سب سے زیادہ قریبی ہو۔ زیادہ قریبی رشتہ دار ہو۔

دُوسرا

(عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَیْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ اس شخص کی ناک مٹی میں رگڑی جائے۔ اُس شخص کی ناک مٹی میں رگڑی جائے (یہ بددُعا کا کلمہ ہے) اس شخص کی ناک مٹی میں رگڑی جائے۔ عرض کی گئی۔ کس کی یا رسول اللہؐ۔ آپ نے فرمایا۔ جس نے دونوں ماں باپ کو یا ایک کو ان میں سے بُڑھاپے میں پایا۔ پھر بہشت میں داخل نہیں ہُوا۔

مثلاً

والدین کی خدمت کر کے ان سے دُعا نہیں لی۔ یا خدانخواستہ ان کو ناراض کر کے اُٹھا ان کے دل سے اس کے حق میں بددُعا نکلتی رہی۔

ماں باپ پر ظلم

کرنے والے آج کل تو اکثر ایسے ہی ناعاقبت اندیش پائے جاتے ہیں۔ ان کو مذہبی تعلیم تو دی نہیں جاتی۔ کیونکہ سکولوں اور کالجوں میں انگریز نے مذہبی تعلیم بالکل اُڑا دی تھی۔ اس لئے عموماً موجودہ نسل کے دلوں میں ماں باپ کی خدمت کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ حالانکہ ماں باپ کی رضا طلبی اسی طرح فرض عین ہے جس طرح اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے پنجوقتہ نماز فرض عین ہے۔ اور ماں باپ کی حق تلفی اسی طرح گناہ کبیرہ ہے جس طرح نماز نہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور جس طرح تارک نماز کی سزا دوزخ ہے۔ اسی طرح ماں باپ کی دل آزاری کرنے والے کی سزا دوزخ ہے۔

ایک استثناء

ماں باپ کی فرمانبرداری میں فقط ایک شرط ہے کہ اگر وہ اللہ تعالےٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی مخالفت کرنے کے لئے مجبور کریں تو ایسے معاملہ میں ان کی مخالفت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے وقت میں ان کی بات کو ہرگز نہ مانے۔

اولاد پر ظلم

برادرانِ اسلام! اولاد کے متعلق ماں باپ پر فقط اتنا ہی فرض نہیں ہے۔ کہ ان کو کھلائیں پلائیں۔ تا آنکہ وہ خود کما کر کھانے پینے کے قابل ہو جائیں۔ اولاد کے متعلق اتنی خدمت تو پرندے۔ چرندے بلکہ درندے بھی کرتے ہیں۔ کیا کُتّی اپنے بچّوں کو دُودھ نہیں پلاتی اور کیا بھیڑیے کی مادہ اور شیر کی مادہ اپنے بچّوں کو دودھ نہیں پلاتی جب تک کہ بچّے خود شکار کر کے نہ کھا سکیں۔

ماں باپ کا خصوصی فرض

یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو جس کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ اپنی اولاد کو وہ کام بھی سکھائیں اور وہ کام اللہ تعالےٰ کی بندگی ہے۔ جس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ مَا اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝)

سورہ الذاریات رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں۔ کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بیشک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا ہے۔ زبردست طاقت والا ہے۔

صاف طور پر ثابت ہُوا

مذکورۃ الصدر آیات سے صاف طور پر ثابت ہوگیا ہے۔ کہ مسلمان ماں باپ کا فرض ہے۔ کہ اپنی اولاد کو دین کی تعلیم ضرور دلائیں۔ ورنہ قیامت کے دن اسی جرم کے سبب سے بھی یہ لوگ مجرم ہو جائیں گے۔ اور یہی اولاد بجائے اس کے کہ ان کے حق میں صدقہ جاریہ بن کر نجات کا باعث بنتی (اگر اولاد کو دین کی تعلیم دی جاتی۔ تو اولاد کی نیکیوں کا اجر ماں باپ کو بھی ملتا) اب یہی اولاد ماں باپ پر لعنت ڈالنے کی اللہ تعالےٰ سے درخواست کرے گی۔

لعنت کا مطالبہ

(یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا ۝) سورہ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ جس دن ان کے مُنہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش ہمنے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

شیخ الاسلام نے دُنیاوی نقطہ نگاہ سے بزرگوں (مثلاً ماں باپ) اور مذہبی غلط راہ نماؤں کو دائرہ لعنت میں داخل کر دیا

ان کا ارشاد ملاحظہ ہو

مذکورۃ الصدر آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "اس وقت حسرت کرینگے۔ کہ کاش ہم دُنیا میں اللہ اور رسول کے کہنے پر چلتے۔ تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ یہ شدّت غیض سے کہیں گے۔ کہ ہمارے ان دُنیوی سرداروں اور مذہبی پیشواؤں نے دھوکے دے کر اور جھوٹ فریب کہکر اس مصیبت میں پھنسوایا۔ ان ہی کے اغوا پر ہم راہِ حق سے بھٹکے رہے۔ اگر ہمیں سزا دی جاتی ہے تو ان کو دوگنی سزا دیجئے۔ اور جو پھٹکار ہم پر ہے اس سے بڑی پھٹکار ان بڑوں پر پڑنی چاہیئے۔ گویا ان کو دُگنی سزا دلوا کر اپنا دل ٹھنڈا کرنا چاہیں گے۔"

مَیں کہا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم سے واقفیّت کرانے والی مذہبی تعلیم تو لڑکوں اور لڑکیوں کو دلوانی ماں باپ کا فرض عین ہے۔ تاکہ اولاد کی عاقبت والی زندگی جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے۔ وہ تو

سنور جائے۔ اس کے بعد اگر کوئی ذریعہ معاش بھی اولاد کو سکھا دیں۔ جس کے باعث عزت سے روٹی کما کر کھا سکیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض روٹی کما کر کھلانے کی تعلیم نہ بھی دے سکیں۔ تو جب بیٹے کو بھوک ستائے گی۔ بیوی بچوں کے اخراجات کا بوجھ پڑیگا تو کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش ضرور تجویز کرلیں گے۔ اور اگر دین کی تعلیم نہ دی تو اغلب یہ ہے کہ مرتے دم تک انہیں دینی تعلیم کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی۔ پھر اس کی ضرورت کا احساس قبر ہی میں جا کر ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

بیوی پر ظلم

قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے (وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝) سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں۔ تو ممکن ہے۔ کہ تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مردوں کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے زندگی بسر کرو۔ اکثر انسان میں بعض کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ تو اگر عورت میں کوئی کمزوری بھی ہو تو حتی الوسع اس کو نظر انداز کرو۔ اور ان سے اچھا نباہ کرو۔ کوئی بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اسی عورت میں تمہارے لئے دُنیا اور آخرت کی بہتری اور بھلائی لکھی ہو

مگر اللہ تعالیٰ کی اس نصیحت

کے باوجود بکثرت ہر جگہ آپ کو ایسے واقعات نظر آئیں گے کہ خاوند بیویوں پر ظلم کرتے ہیں۔ کوئی تو باوجود وسعت کے بیویوں کی ضرورتیں پوری کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ کئی ایسے ناعاقبت اندیش ہوتے ہیں۔ کہ بیوی گھر میں ہے۔ اور لین دین کا تعلق کسی اور جگہ رکھا ہُوا ہے۔ کئی ایسے بھی بدبخت ہوتے ہیں کہ بیویوں کو اُن کے ماں باپ کے ہاں بٹھا رکھا ہے۔ نہ آباد کرتے ہیں اور نہ طلاق دیتے ہیں۔

کوتاہ اندیشوں

اس قسم کے کوتاہ اندیشوں سے کہتا ہوں۔ کہ یاد رکھو۔ کہ اگر ناجائز طور پر بیویوں کو ستاؤ گے۔ تو یہ مت سمجھو۔ کہ ان کا والی وارث کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ ان مظلوموں دل آزاری کرنے کے باعث ایک ایک منٹ کا تم سے حساب لیں گے۔ اور تمہیں اس ظلم کی سزا دیں گے۔

اے ظالم خاوند تو اپنے ظلم کا اندازہ لگالے

مثلاً جب تم نے اپنی بیوی کو ماں باپ کے گھر بٹھا رکھا ہے۔ نہ تو آباد کرتا ہے۔ اور نہ طلاق دیتا ہے۔ تو اس مظلومہ کا دل تو دُکھتا ہے۔ اس کی ماں کا دل دُکھی ہے۔ کہ میری بیٹی غیر آباد ہے۔ اس کے باپ کا دل دُکھتا ہے۔ کہ میری بیٹی غیر آباد ہے۔ اس کی بہن کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری بہن غیر آباد ہے۔ اس کے بھائی کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری بہن غیر آباد ہے۔ اس کے دادا کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری پوتی غیر آباد ہے۔ اس کی دادی کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری پوتی غیر آباد ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اے ظالم خاوند تو سوچ لے۔ کہ کتنے مظلوموں کی آہیں تیرے خلاف لحظہ بہ لحظہ بارگاہِ الٰہی میں جا رہی ہیں۔ پھر تُو خود ہی سوچ لے۔ کہ قیامت کے دن تیرا ٹھکانا بہشت میں ہوگا یا دوزخ میں۔

سیدھا راستہ

ایسے موقعوں پر صاف اور سیدھا راستہ یہ ہے۔ کہ اگر بیوی رکھنی ہے۔ تو خوش اسلوبی سے رکھو۔ اور اگر رکھنا نہیں چاہتے تو طلاق دیدو۔

اے ظالم خاوند اللہ تعالیٰ کا حکم سُن

(وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ) الآیہ

سورہ البقرہ رکوع ۲۹ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور انہیں (عورتوں کو) تکلیف دینے کے لئے نہ روکو۔ تاکہ تم سختی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا۔ وہ اپنے اُوپر ظلم کریگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

اگر ظالم توبہ کی تین شرائط کو مدِّنظر رکھ کر توبہ کرے تو اللہ تعالےٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اس کا ثبوت

(فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۶ پارہ ۶

ترجمہ۔ پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کی۔ اور اصلاح کرلی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔

تین شرطیں

توبہ کی قبولیت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ پہلی گزشتہ گناہ پر نادم ہونا۔ دوسری اس گناہ سے فوری دستبرداری۔ تیسری آئندہ اس گناہ کے نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی نافرمانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

بقیہ ثقافت صفحہ ۳ سے آگے

ان افسروں کے لئے ہم بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ اے اللہ! جب آپ نے ان کو مسلمان ماں باپ کے گھر پیدا فرمایا ہے تو ان کو ایمان اور اسلام کی دولت سے بھی مالا مال فرمادے تاکہ ان کا وجود اسلام کے لئے باعث ننگ و عار نہ ہو۔ بلکہ وہ اسلام کی صحیح معنوں میں خدمت کرکے اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ رجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۶ر فروری ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دراصل دُنیا کا جہان ایماندار انسانوں کے لئے بنایا گیا ہے

اور بے ایمان ان کے صدقے میں فائدہ اُٹھا رہے ہیں

اِن ایمانداروں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے نقشے ملاحظہ ہوں

نمبر اوّل کا ثبوت

(قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ قُلۡ ہِیَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا خَالِصَۃً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۴ پارہ ۸

ترجمہ۔ کہدو۔ اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے۔ جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے۔ اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں حرام کیں۔ کہدو۔ دُنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں۔ قیامت کے دن خالص ان ہی کے لئے ہو جائیں گی۔ اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں۔ ان کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں + ارشادِ الٰہی سے واضح طور پر

یہ چیز ثابت ہو گئی

کہ اس جہانِ دُنیا کی سب نعمتیں دراصل اللہ تعالےٰ کے ایماندار انسانوں ہی کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اور اس جہان میں بے ایمان انسان ان کے صدقے میں فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اور قیامت آنے کے بعد تو کوئی کسی کے صدقے میں فائدہ نہیں اُٹھائے گا۔ بلکہ وہاں تو ہر انسان اپنے دنیوی اعمال کے نتائج بھگت رہا ہو گا۔ اگر دُنیا میں نیکیاں کی تھیں۔ تو ہر طرح کے عیش و آرام میں ہو گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور مخلوقِ خُدا کو دُکھ دینے والا تھا۔ تو چاروں طرف سے عذابِ الٰہی کے نرغے میں آیا ہُوا ہو گا۔

اس دن بے ایمانوں کی یہ تمنّا ہو گی

(وَاَنۡذِرِ النَّاسَ یَوۡمَ یَاۡتِیۡہِمُ الۡعَذَابُ فَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا رَبَّنَاۤ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ نُّجِبۡ دَعۡوَتَکَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمۡ تَکُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَکُمۡ مِّنۡ زَوَالٍ ۝ وَّسَکَنۡتُمۡ فِیۡ مَسٰکِنِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ وَتَبَیَّنَ لَکُمۡ کَیۡفَ فَعَلۡنَا بِہِمۡ وَضَرَبۡنَا لَکُمُ الۡاَمۡثَالَ ۝)

سورہ ابراہیم رکوع ۶ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور لوگوں کو اس دن سے ڈرا دے کہ ان پر عذاب آئے گا۔ تب ظالم کہیں گے۔ اے رب ہمارے ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت دے۔ کہ ہم تیرا بُلانا قبول کر لیں۔ اور رسولوں کی پیروی کریں۔ کیا تم نے پہلے قسم نہیں کھائی تھی۔ کہ تمہیں کہیں جانا ہی نہیں ہے۔ اور تم ان ہی لوگوں کی بستیوں میں آباد تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔ اور تمہیں معلوم ہو چکا تھا۔ کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا اور ہم نے تمہیں سب قصّے بتلائے تھے۔

بے ایمانوں کی تمنّا رد کر دی جائیگی

(وَقَالَ الَّذِیۡنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَۃِ جَہَنَّمَ ادۡعُوۡا رَبَّکُمۡ یُخَفِّفۡ عَنَّا یَوۡمًا مِّنَ الۡعَذَابِ ۝ قَالُوۡۤا اَوَلَمۡ تَکُ تَاۡتِیۡکُمۡ رُسُلُکُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ قَالُوۡا بَلٰی ؕ قَالُوۡا فَادۡعُوۡا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الۡکٰفِرِیۡنَ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ ۝)

سورہ المؤمن رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور دوزخی جہنّم کے داروغہ سے کہینگے۔ کہ تم اپنے رب سے عرض کرو۔ کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے۔ وہ کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہ آئے تھے۔ کہیں گے۔ ہاں (آئے تھے) کہیں گے۔ پس پکارو۔ اور کافروں کا پکارنا محض بے سود ہو گا۔

کافروں سے مُراد

پنجابی مسلمانوں کی اصطلاح کے مطابق فقط گنگا رام اور خوشحال سنگھ ہی نہیں ہیں بلکہ وہ نام کے مسلمان کہلانے والے بدنصیب بھی آئیں گے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ان علماء کرام کو جو خالص قرآن مجید اور سُنّتِ نبوی کا پیغام انہیں پہنچاتے ہیں۔ اور یہ بد نصیب بجائے اس کے کہ اپنی بے دینی پر شرمندہ ہوں اور اللہ تعالےٰ کے فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن مجید کی طرف اپنا رُخ پھیریں۔ اُلٹا ان حق گو۔ حق پرست علماء کرام کی توہین کرتے ہیں۔ مثلاً یہ مولوی جانتے ہی کیا ہیں یا "ان مولویوں کو آتا ہی کیا ہے" یا "یہ داڑھیوں والے بڑے بے ایمان ہیں"

اے پیغامِ حق پہنچانے والے علماء کرام

پر طعن زنی کرنے والے مسلمان۔ یاد رکھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دُنیا میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب تو ان حق پرست علماء کرام (جن کی زندگی کا نصب العین خلق خدا کو پیغام کتاب و سنۃ پہنچانا ہے) کی تبلیغ کے باعث ہی تم پر الزام قائم کیا جائے گا۔ کہ تمہارے پاس ایسے اللہ تعالےٰ کے بندے نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچاتے تھے۔ اور تم ان کی توہین کیا کرتے تھے۔

اے طعن زنی کرنے والے بے دین مسلمان

اللہ تعالےٰ کے وہ بندے جو خلقِ خُدا کو پیغام حق پہنچانے کے لئے میدانِ دُنیا میں آتے ہیں۔ وہ تمہاری طرح مزاج کے چھچھورے نہیں ہوتے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تمہارے سامنے آتے ہیں۔ جب تم جیسے بے لگام مسلمان ان کی توہین کرتے ہیں۔ وہ صبر کر جاتے ہیں۔ اور دل میں یہ کہتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہم تو تجھے راضی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہماری توہین بھی ہو جائے۔ مگر تیرا دامن ان کے اعتراضوں سے پاک ہو جائے۔ تو یہ بڑا ہی سستا سودا ہے۔

اے اللہ تیرا بڑا ہی شکر ہے۔ کہ تُو نے اپنی عزّت بچانے کے لئے ہمیں ان بے دینوں کے سامنے ڈھال بنا لیا ہے۔ ہم تو تیرے اس انعام کا شکر ساری عمر ادا نہیں کر سکتے۔ اللّٰھم اجعلنی منھم آمین

مضمون دوم

ایمانداروں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے نقشے

پہلا

ان کی زندگی کا نصب العین

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ کہدو۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور مَیں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

دراصل ان آیتوں میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی کا نصب العین

بیان کیا گیا ہے۔ مگر حضور انورؐ کی ساری اُمّت کو ہر معاملہ میں آپ ہی کی تابعداری کا حکم دیا گیا ہے (لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

لہٰذا

خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر سچّے تابعدار یعنی ایماندار کا یہی نصب العین ہوگا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

دوسرا

وہ ایماندار لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہوتے

اس کا ثبوت

(اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ بیشک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تُو نے دوزخ میں داخل کیا۔ سو تُو نے اُسے رُسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا +

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی کسی حال میں خُدا سے غافل نہیں ہوتے۔ اس کی یاد ہمہ وقت ان کے دل میں اور زبان پر جاری رہتی ہے۔ جیسے حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کان یذکر اللہ علی کل احیانہ۔ نماز بھی خُدا کی بہت بڑی یاد ہے اسی لئے آپ نے فرمایا کہ جو کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے۔ بیٹھ کر اور جو بیٹھ نہ سکے لیٹ کر پڑھ لے۔ بعض روایات میں ہے کہ جس رات میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے۔ ہر حالت میں اللہ کو یاد کرکے روتے رہے۔

حاشیہ نمبر دوم

مذکورۃ الصدر آیات پر حضرت شیخ الاسلام کا حاشیہ نمبر دوم ملاحظہ ہو۔ "یعنی ذکر و فکر کے بعد کہتے ہیں۔ کہ خداوند [illegible] کارخانہ آپ نے بیکار پیدا نہیں کیا۔ جس کا کوئی مقصد نہ ہو۔ یقیناً ان عجیب و غریب حکیمانہ انتظامات کا سلسلہ کسی عظیم و جلیل نتیجہ پر منتہی ہونا چاہیئے۔ گویا یہاں سے ان کا ذہن تصوّر آخرت کی طرف منتقل ہوگیا۔ جو فی الحقیقت دُنیا کی موجودہ زندگی کا آخری نتیجہ ہے۔ اسی لئے آگے دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنے کی دُعا کی۔ اور درمیان میں خدا تعالےٰ کی تسبیح و تنزیہہ بیان کرکے اشارہ کر دیا۔ کہ جو احمق قدرت کے ایسے صاف و صریح نشان دیکھتے ہوئے تجھ کو نہ پہچانیں یا تیری شان کو گھٹائیں یا کارخانۂ عالم کو محض عبث و لعب سمجھیں۔ تیری بارگاہ ان سب کی ہزلیات و خرافات سے پاک ہے۔ اس آیت سے معلوم ہُوا۔ کہ آسمان و زمین اور دیگر مصنوعات الٰہیہ میں غور و فکر کرنا وہ ہی محمود ہوسکتا ہے۔ جس کا نتیجہ خُدا کی یاد اور آخرت کی طرف توجہ ہو۔ باقی جو مادہ پرست ان مصنوعات کے تاروں میں اُلجھ کر رہ جائیں۔ اور صانع کی صحیح معرفت تک نہ پہنچ سکیں۔ خواہ دُنیا انہیں بڑا محقق اور سائنسدان کہا کرے۔ مگر قرآن کی زبان میں وہ اولوالالباب نہیں ہوسکتے۔ بلکہ پرلے درجے کے جاہل و احمق ہیں۔

تیسرا

وہ ایماندار لوگ ایمان لانے کی دعوت کو فوراً قبول کر لیتے ہیں

کیونکہ انسان کا اللہ تعالےٰ سے تعلق ایک فطری چیز ہے۔ اور انسان کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ جب اسے فطرت کے تقاضا کی طرف دعوت دی جائے تو فوراً قبول کر لیتا ہے۔ مثلاً بچّہ ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے تھوڑی دیر ہی بعد جب اس کے مُنہ میں پستان دیتی ہے تو فوراً چوسنے لگ جاتا ہے۔ اور مثلاً سال چھ مہینے کی عمر کے اندر ماں کی گود میں یا بستر پر کروٹیں بدلتے بدلتے جب تھک جاتا ہے تو رونے لگتا ہے۔ ماں سمجھ جاتی ہے کہ بچّہ تھک گیا ہے۔ اب سونا چاہتا ہے۔ بستر پر لٹا کر تھپکیاں دینا شروع کر دیتی ہے۔ تو بچّہ چُپ ہو کر آرام سے سو جاتا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس

ہر انسان کے دل میں اپنے خالق اور مالک کے ساتھ ایک فطرتی اور مادر زاد تعلق ہے۔ چنانچہ آپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسنے والے انسانوں یا لق و دق جنگلوں میں رہنے والے انسانوں میں بھی ایک ایسا جذبہ پائینگے کہ وہ ایسی ہستی کو ماننے ضرور ہیں۔ جس کو نہ اُنھوں نے کبھی دیکھا۔ نہ ان کے باپ دادا نے کبھی دیکھا۔ مگر اس ان دیکھی ذات کے ساتھ ان کو عقیدت اور محبت ضرور ہے۔ وہ اس ذات کو راضی رکھنے کے بھی متمنی

ہونگے۔ اور اس سے ڈرتے بھی ضرور ہونگے۔ یہی در اصل انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کا تصوّر اور عقیدہ ہے۔ جب کوئی ہادی آتا ہے۔ اور اس کی طرف دعوت دیتا ہے

تو وہ فطرت سلیمہ والے انسان

اس ہادی کی آواز پر فوراً لبیک کہتے ہیں اور اسے بن دیکھے ہی مان جاتے ہیں۔ اور اس کے احکام کے ماننے کے لئے گردن جھکا دیتے ہیں۔ اسی چیز کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے (رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ) سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا۔ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اب

فطرت سلیمہ کی راہ نمائی ملاحظہ ہو

ہادی کی طرف سے تو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب ہی ماننے کی دعوت ملی ہے۔ اب دیکھئے کہ ان کی فطرت انہیں ایمان لانے کے بعد کہاں تک آگے لے گئی ہے۔ عرض کرتے ہیں (فاغفرلنا) ترجمہ۔ ہمارے گناہ بخش دے۔ (وکفر عنا سیاتنا) ترجمہ۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے (وتوفنا مع الابرار) اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اور آگے سُنیئے (ربنا واٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک) ترجمہ اے رب ہمارے اور ہمیں دے۔ جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے۔ (ولا تخزنا یوم القیٰمۃ) ترجمہ۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر + البتہ جن لوگوں کے مسلسل بُرائیوں میں مبتلا ہونے کے باعث ان کی فطرۃ سلیمہ کا نور بجھ جائے۔ جس طرح کہ ایک بچّہ مادر زاد تو بینا تھا پھر دُنیا میں آکر اُسے ایسی بیماری لاحق ہُوئی کہ نور بینائی بجھ جانے کے باعث وہ اندھا ہوگیا۔ اب وہ کسی چیز کو دیکھ کر کوئی لطف نہیں اُٹھا سکتا۔

بعینہٖ

وہ لوگ ہادی کی آواز پر ہرگز لبّیک نہیں کہینگے۔ ہادی ہزار مرتبہ سمجھائے۔ ہزاروں معجزے دکھائے۔ مگر وہ اسی اندھے کی طرح کسی چیز سے متاثر نہیں ہونگے۔ بلکہ ہادی کی طرف سے جس قدر اصرار زیادہ ہوگا۔ اسی قدر ان بدقسمتوں کا انکار اور زیادہ بڑھتا جائے گا۔

چوتھا (نقشہ)

ایماندار لوگوں کا چوتھا نقشہ جس میں اللہ تعالےٰ نے بارہ خوشنما رنگ بھرے ہوئے ہیں

پہلا رنگ

ان کی رفتار میں تواضع اور سنجیدگی پائی جاتی ہے

(وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں +

یعنی ان کی چال ڈھال سے تواضع، متانت، خاکساری اور بے تکلفی ٹپکتی ہے۔

دُوسرا رنگ

بیہودہ مزاج لوگوں کی بیہودگی کا متانت سے جواب دیتے ہیں

(وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝)

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں۔ تو کہتے ہیں۔ سلام ہے + یعنی بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفو یعنی درگزر کرنے سے دیتے ہیں۔

تیسرا رنگ

رات کے وقت حضور الٰہی میں کبھی کھڑے اور کبھی سربسجود ہوتے ہیں

(وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝)

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوکر رات گزارتے ہیں + یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لُوٹتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے روبرو کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں۔

چوتھا رنگ

دربارِ الٰہی میں دوزخ کے عذاب سے بچنے کی درخواست کرتے ہیں۔

(وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا کَانَ غَرَامًا ۝)

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دُور کر دے۔ بیشک اس کا عذاب پُوری تباہی ہے + یعنی اتنی عبادت پر اتنا خوف بھی ہے۔ یہ نہیں کہ تہجد پڑھ کر خُدا تعالےٰ کے غضب اور قہر سے بے فکر ہو گئے۔

پانچواں رنگ

نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں

بلکہ ہمیشہ میانہ روی پر چلتے ہیں

(وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ۝)

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں۔ تو فضول خرچی نہیں کرتے۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ اور ان کا خرچ دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

چھٹا رنگ

فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا معبود سمجھتے ہیں

(وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ)

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے + یعنی اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتے۔

ساتواں رنگ

کسی شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے

(وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ)

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے۔ جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے + کسی کو حق کے طور پر قتل کرنے کی یہ صورتیں ہوسکتی ہیں مثلاً قتل عمد کے بدلہ قتل کرنا۔ یا شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا۔ یا مرتد کو قتل کرنا۔

یہ سب صورتیں قتل بالحق میں شامل ہیں مگر اس قسم کے قتل اسلامی حکومت کے حکام ہی کے ہاتھوں سے ہونگے۔

آٹھواں رنگ

ان کا دامن زنا سے پاک ہوتا ہے

(وَلَا یَزْنُوْنَ) سورہ الفرقان رکوع ۷ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور زنا نہیں کرتے +

نواں رنگ

بیہودہ باتوں یا بیہودہ مجلسوں میں شامل نہیں ہوتے

(وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا ۝) سورہ الفرقان رکوع ۷ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گزریں - تو شریفانہ طور پر سے گزرتے ہیں۔

بیہودہ باتوں کی مثالیں

مثلاً باجے[1] بج رہے ہوں - بازاری[2] عورتیں گا رہی ہوں - ناچ ہو رہا ہو - جیسا کہ آج کل یہ نقشہ سنیما گھروں میں نظر آتا ہے۔ ایسی بیہودہ اور ایمان سوز مجالس میں وہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے کبھی شامل نہیں ہو سکتے - جنہیں ان صفات حمیدہ کی بناء پر جنّت کے بالا خانوں میں ٹھہرانے کا اعلان خداوندی ابھی دو چار سطروں کے بعد اسی رکوع میں آ رہا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ نے بہشت

انہیں آوارہ مزاج عورتوں اور مردوں کے لئے بنایا ہوا ہے - جو دن کو کاروبار دُنیا میں مصروف رہیں - اور رات کو اکٹھے ہو کر ایسی ناشائستہ حرکتیں کریں - جن سے صحیح المزاج اور فطرت سلیمہ والے انسان کی شرافت کو عار آئے - اور صحیح المزاج شریف انسان ان بیہودہ اور ناشائستہ حرکات والے مقامات میں داخل ہونے کو اپنی کسرِ شان اور توہین خیال کرے۔

سنیما بینی کے شیدائی مسلمان

گوشِ ہوش سے سُن لیں - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث میں بالکل صاف طور پر یہ اعلان آچکا ہے کہ آپ کی اُمّت میں تہتّر فرقے ہونگے - ان میں سے بہتّر دوزخ میں جائینگے - اور فقط ایک جماعت بہشت میں جائے گی - صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ وہ بہشت میں جانے والا کونسا فرقہ ہوگا - آپؐ نے فرمایا - "ما انا علیہ واصحابی" ترجمہ - جس طریقہ پر مَیں اور میرے صحابہ کرام ہیں -

سنیما کے شیدائیوں سے ایک سوال

یا تو صاف طور پر اپنے متعلق فیصلہ کر لیجئے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے - خواہ ہم دوزخ میں جائیں - مگر دُنیا میں ہم اپنی من مانی چال ہی چلیں گے - قرآن مجید اور حدیثِ نبویؐ والا اسلام اس کی تائید کرے یا مخالفت کرے ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں ہے - اور اگر آپ مسلمانوں کی فہرست میں بھی شامل رہنا چاہتے ہیں - اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مُنہ دکھانا چاہتے ہیں - اور حضورِ انورؐ کی شفاعت کے بھی امیدوار بننا چاہتے ہیں - تو پھر شریعت اسلامی کی مخالفت چھوڑ دو - ورنہ اس دھوکے میں نہ رہنا - کہ تم لوگ شریعت اسلامی کی کھلم کھلا توہین کرنے والے - اور دُنیا کے عیش و عشرت اور رنگ رلیاں منانے والے - اور وُہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے جنہوں نے شریعت اسلامی کی رسّی اپنے گلوں میں ڈالی ہُوئی ہے - قیامت کے دن دونوں برابر ہونگے - میرے بھائی کہیں اس غلط فہمی میں نہ رہنا - ذرا کان کھول کر -

دونوں جہان کے شاہنشاہ حقیقی عزاسمہ وجل مجدہ کا اعلان سُن لو

(اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝)

سورہ الجاثیہ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ - کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے - کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دینگے - ان کا جینا اور مرنا برابر ہے - وہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں -

دسواں رنگ

اللہ تعالےٰ کی آیتوں کو توجہ سے سنتے ہیں اور ان کے معانی اور مطالب سے اثر پذیر ہوتے ہیں

(وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ۝) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور جب اُنہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں - "بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سُنیں - اور سُن کر متاثر ہوں - مشرکین کی طرح پتھر کی مورتیں نہ بن جائیں"

گیارھواں رنگ

بارگاہِ الٰہی میں بیویوں اور اولاد کے نیک تر بننے کی استدعا کرنیوالے ہونے کی

(وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ) الآیہ سورہ الفرقان رکوع ۷ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما -

یعنی

وہ حضرات بارگاہ الٰہی میں یہ استدعا کر رہے ہیں - کہ ہمیں بیویاں اور اولاد ایسی عطا فرما - جو ہمارے لئے دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہو - مثلاً ہمارے گھر والے سب کے سب اعلیٰ درجہ کے شریف نیکوکار - خدا پرست مرنجان مرنج ہوں تاکہ ہمارے دلوں کو ان کے باعث کوئی صدمہ نہ پہنچے -

بارھواں رنگ

بارگاہِ الٰہی میں پرہیزگاروں کا امام بننے کی آرزو

(وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝)

سورہ الفرقان رکوع ۷ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا -

انسان کا فطرتی تقاضا

انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ زندگی کے جس شعبے اور جس لائن میں قدم رکھتا ہے چاہتا ہے کہ مجھے اس فن میں انتہائی کمال حاصل ہو جائے - مثلاً تجارت - زراعت - ملازمت یا کسی بھی دستکاری کی طرف رُخ کرے - اگر تجارت میں قدم رکھا ہے تو یہ چاہتا ہے - تو

یہ چاہتا ہے کہ تجارت کے اس شعبے میں میرا مقام سب سے بلند ہو - میرے درجے کا اور کوئی سیٹھ نہ ہو - اگر زراعت کی طرف قدم رکھے تو چاہتا ہے کہ میں اتنا بڑا زمیندار بن جاؤں کہ میرے درجے کا اور کوئی زمیندار نہ ہو - اور اگر ملازمت کی طرف رُخ کرے تو پھر اس کھاتے کے اعلیٰ عہدہ پر پہنچنے کی آرزو کرتا ہے - علیٰ ہذا القیاس اسی فطرتی تقاضا کی بناء پر جو خوش نصیب انسان پرہیزگاری اور قرب الی اللہ کو زندگی کا نصب العین بناتے ہیں - ان کی تمنّا پھر یہ ہوتی ہے کہ قرب الٰہی میں سب سے اعلیٰ اور بلند مقام ہمیں نصیب ہو اسی فطرتی تقاضا کے باعث متقی حضرات یہ آرزو کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے - اور یہ ایک نہایت ہی پاکیزہ جذبہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کا فقط قرب یعنی اس کی رضا کا سب سے اعلیٰ مقام چاہتے ہیں - اس جذبے میں کوئی دُنیاوی خواہشات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - کیا متقیوں کا امام بننے سے تنخواہ زیادہ ملے گی - یا اللہ تعالےٰ عالیشان محل دُنیا میں رہنے کے لئے بنوا دے گا - یا کوئی بہت بڑی جاگیر عطا ہوگی ہرگز نہیں -

بارگاہِ الٰہی سے متقیوں کے انعام کا ذکر

(قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳

ترجمہ - کہدے - کیا میں تمہیں اس (یعنی دُنیا کے ساز و سامان) سے بہتر چیز بتاؤں - پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں - ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاک عورتیں ہیں - اور اللہ کی رضامندی ہے - اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے -

یعنی

وہ عالم الغیب والشہادہ ہونے کے لحاظ سے خوب جانتا ہے - کہ ان نعمتوں کے مستحق کون کون حضرات ہیں -

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

برادرانِ اسلام - اس خطبے کے پہلے صفحہ پر میں نے بطور خلاصہ یہ چیز عرض کی تھی -

"دراصل یہ دُنیا کا جہان ایماندار انسانوں کے لئے بنایا گیا ہے - اور بے ایمان ان کے صدقے میں فائدہ اُٹھا رہے ہیں - اس کے بعد میں نے ایمانداروں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے نقشے پیش کئے ہیں - اور تمام پہلو قرآن مجید ہی سے نکال کر آپ کے سامنے رکھے ہیں -

لہٰذا

آپ کی خیرخواہی کے طور پر عرض کرتا ہوں - کہ ایماندار انسانوں کے تمام پہلوؤں کے آئینہ میں اپنا آپ دیکھ کر خود فیصلہ کریں - کہ ایمانداروں کی لائن پر جا رہے ہیں - یا بے ایمانوں کی لائن پر - یہ بھی یاد رہے - کہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں تمہارے کہنے پر کوئی فیصلہ نہیں ہوگا - کیونکہ اپنے مُنہ سے تو ہر شخص میاں مٹھو بنتا ہے - اور یہ دعویٰ کرتا ہے - کہ میں ایماندار ہوں - اللہ تعالےٰ تو اپنے اعلانات کے نقطۂ نگاہ سے دیکھے گا - جو اُس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمائے ہیں - میرے بھائیو - دُنیا کی زندگی میں اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھال لو - جس میں اللہ تعالےٰ تمہیں ڈھالنا چاہتا ہے - ورنہ قیامت کے دن دُنیا میں دوبارہ آنے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ سانچے میں ڈھالنے کی درخواست کی جائیگی - لیکن اللہ تعالےٰ بے ایمانوں کی یہ درخواست ہرگز قبول نہیں فرمائینگے

درخواست ملاحظہ ہو

(وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝) سورہ السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ - اور کبھی تو دیکھے - جس وقت منکر اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہونگے - اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا - اور سُن لیا - اب ہمیں پھر بھیج دے - کہ اچھے کام کریں - ہمیں یقین آگیا ہے -

اللہ تعالےٰ کا جواب ملاحظہ ہو

(فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ - تو اب اس کا مزا چکھو - کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھول گئے تھے - ہم نے تمہیں بھلا دیا - اور اپنے کئے کے بدلہ میں ہمیشہ کا عذاب چکھو -

قرآن مجید کی آواز سُن کر اُلٹا سُنانیوالوں کی توہین کرنیوالے بیدین غور سے سُنیں

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - اور جن کا پلّہ (نیکیوں کا) ہلکا ہوگا - تو وُہی یہ لوگ ہوں گے - جنہوں نے اپنا نقصان کیا - ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہوں گے - ان کے مونہوں کو آگ جُھلس دے گی - اور وہ اس میں بد شکل والے ہوں گے - (اللہ تعالےٰ انہیں فرمائے گا) کیا تمہیں ہماری آیتیں (دُنیا میں) نہیں سنائی جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے - کہینگے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی - اور ہم لوگ گمراہ تھے - اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے - اگر پھر کریں - تو بے شک ظالم ہوں گے - فرمائے گا - اس میں پھٹکارے ہُوئے پڑے رہو - اور مجھ سے نہ بولو - میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا - جو کہتے تھے - اے ہمارے رب ہم ایمان لائے - تُو ہمیں بخش دے - اور ہم پر رحم کر - اور تو بہت رحم کرنے والا ہے - سو تم نے ان کی ہنسی اُڑائی - یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی - اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے - آج میں نے انہیں ان کے ...

خُدّام الدین کے ہر پڑھنے والے سے

یہ عرض کرتا ہوں کہ مذکورۃ الصدر سطریں ضرور اپنے گھر کے ان بے دینوں کو سُنا دیں - جو قرآن مجید کے پیش کردہ اسلام کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے - اور اس قرآن مجید پر عمل کرنے کی بھی ان کی نظر میں کوئی اہمیّت نہیں ہے - ممکن ہے کہ ان آیات اور ان کا ترجمہ سُننے سے ان کے دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف پیدا ہو جائے - اور اپنی اصلاح کر لیں - وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ -

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ رجب ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۱۳ فروری ۱۹۵۹ء

اَلۡحَمۡدُ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

فہرست مضامین

(۱) سارے جہان کا خالق ایک اللہ تعالےٰ ہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے اس جہان میں دو لائنیں چلائی ہوئی ہیں ایک خیر کی لائن اور دوسری شر کی لائن۔

(۳) خالق الخلق عزّ اسمہٗ انسان کو ہر شعبۂ حیات میں خیر کی لائن پر چلانا چاہتا ہے۔ اور شر کی لائن سے روکتا ہے اور یہی انسان کا امتحان ہے۔

(۴) امتحان میں کامیاب ہونے والوں کے لئے رضاء الٰہی کا تمغہ اور جنّت انکی قیام گاہ

(۵) فیل ہونے والوں کے لئے غضب الٰہی کی پھٹکار۔ اور جہنّم ان کا ٹھکانا ہوگا۔

پہلا مضمون

سارے جہان کا خالق فقط اللہ تعالیٰ ہے قرآن مجید سے اس کے متعدد ثبوت

پہلا

(بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَنّٰی یَکُوۡنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَکُنۡ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ؕ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ ۚ وَہُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاعۡبُدُوۡہُ ۚ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَّکِیۡلٌ ۝ لَا تُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ ۫ وَہُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصَارَ ۚ وَہُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کو از سر نو پیدا کرنیوالا ہے۔ اس کا بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے۔ حالانکہ اُس کی کوئی بیوی نہیں اور اس نے ہر چیز کو بنایا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ بس اسی کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔

حاصل

ان آیات سے مندرجہ ذیل چیزیں ثابت ہوئیں

(۱) اللہ تعالےٰ نے سارے جہان کو نیست (کچھ نہ ہونا) سے ہست (موجود ہونا) بنا دیا ہے (۲) اس کا نہ کوئی بیٹا ہے۔ اور نہ بیٹی ہے (۳) اور وہ سارے جہان کی سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔ (۴) تمام مخلوق کو پالنے والا فقط وہی ہے (۵) معبود بھی فقط وہی ہے (۶) تمام انسانوں کو اُس کی بندگی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۷) اُس کو ہر کام کے کرنے کی توفیق ہے۔

لہٰذا

ہر انسان کا فرض ہے کہ عبادت کرے تو فقط اللہ تعالےٰ کی۔ حاجت روا سمجھے تو فقط اسی کو۔

دوسرا

(تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا ۙ الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا ۝)

سورہ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ وہ بڑی برکت والا ہے۔ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا۔ تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔ وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے۔ اور اُس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کرکے اندازہ پر قائم کردیا۔

حاصل

ان آیات سے مندرجہ ذیل چیزیں برآمد ہوئیں

(۱) اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر نازل فرمایا ہے (۲) یہ قرآن مجید ہر معاملہ میں حق اور باطل۔ صحیح اور غلط کے درمیان تمیز کرنے والا ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی اس کو عقیدت سے غور کرکے پڑھے گا اس کو ہر معاملہ میں حق اور باطل کے درمیان تمیز ہو جائے گی۔ (۳) اگر عقیدت اور غور سے پڑھا جائے تو انسان کے دل میں اللہ تعالےٰ کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کی برکت سے اس کے احکام کی تعمیل بآسانی ہوسکے گی (۴) اس جہان میں حقیقی بادشاہ فقط اللہ تعالےٰ ہے۔ باقی سب کی بادشاہیاں عارضی اور فانی ہیں (۵) اس کا کوئی بیٹا یا بیٹی نہیں ہے (۶) اس جہان کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے (۷) اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا ہوا ہے۔ مثلاً ہر شخص کی عمر کا۔ ہر شخص کے رزق کا۔ ہر شخص کی صحت اور بیماری کا وغیرہ وغیرہ

تیسرا

(وَہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ وَیَوۡمَ یَقُوۡلُ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۝ قَوۡلُہُ الۡحَقُّ ؕ وَلَہُ الۡمُلۡکُ یَوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ ؕ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ ؕ وَہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ۝) سورہ الانعام رکوع ۹ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے جس دن وہ کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا۔ اس کی بات سچّی ہے۔ جس دن صور میں پھونکا جائے گا۔ تو اسی کی بادشاہی ہوگی۔ چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔

حاصل

اس آیت سے مندرجہ ذیل چیزیں ثابت ہوئیں

(۱) تمام آسمان اور زمین اللہ تعالےٰ ہی نے بنائی ہے۔ (۲) حشر کا حکم دے گا۔ تو فوراً ہو جائے گا (۳) قیامت کے دن اسی کی بادشاہی ہوگی (۴) ظاہر اور پوشیدہ سب چیزوں کا جاننے والا ہے (مثلاً ہر شخص کی نیت سے پورے طور پر واقف ہے) (۵) حکمت

ہے (دوسروں کو اس چیز کا جتنا حصہ اپنے فضل سے چاہے۔عطا فرماتا ہے) (۶) اور وہ تمام چیزوں کے حالات سے ہر وقت باخبر رہتا ہے۔

چوتھا

(اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْۗءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاۗءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝)

سورہ النمل رکوع ۷ پارہ ۲۰

ترجمہ - بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا - پھر ہم نے اس سے رونق والے باغ اُگائے - تمہارا کام نہ تھا کہ ان کے درخت اُگاتے - کیا اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے - بلکہ یہ لوگ کجروی کر رہے ہیں بھلا زمین کو ٹھہرنے کی جگہ کس نے بنایا - اور اس میں ندیاں جاری کیں - اور زمین کے لنگر بنائے اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا - کیا اللہ کے ساتھ اور بھی کوئی معبود ہے - بلکہ اکثر ان میں بے سمجھ ہیں - بھلا کون ہے جو بے قرار کی دُعا قبول کرتا ہے - اور بُرائی کو دُور کرتا ہے - اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے - کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے - تم بہت ہی کم سمجھتے ہو - بھلا کون ہے جو تمہیں جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے - اور اپنی رحمت سے پہلے کون خوشخبری کی ہوائیں چلاتا ہے - کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے - اللہ ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے - بھلا کون ہے جو از سر نو خلقت کو پیدا کرتا ہے - پھر اسے دوبارہ بنائے گا - اور کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے - کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے - کہدے اپنی دلیل لاؤ - اگر تم سچے ہو - کہدے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

دُوسرا مضمون

اللہ تعالیٰ کے اس جہان میں دو لائنیں چل رہی ہیں ایک خیر کی اور دُوسری شر کی۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں سے خیر کی لائن پر چلنے والوں کی

مثالیں

پہلی

(لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۲ پارہ ۶

ترجمہ - لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں - اور مسلمان ہیں - سو مانتے ہیں - اس کو جو تجھ پر نازل ہُوا - اور جو تجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے - اور نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے - اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم بڑا ثواب عطا فرمائیں گے -

ان اجر عظیم پانے والوں کی صفات

(۱) اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ علم میں بڑے پختہ ہیں - (یعنی کوئی ہزار شک ڈالے - مگر وہ لوگ ایسے پکّے ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں کسی ارشادِ الٰہی میں ذرہ جتنا شک پیدا نہیں ہوتا) (۲) اللہ تعالےٰ کا جو ارشاد حضورؐ انور کے پاس آئے - اس کو فوراً دل سے مان جانے والے - بلکہ حضورؐ انور سے پہلے بھی جو کچھ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہُوا ہے سب کو بلا کم و کاست ماننے والے (۳) اور بڑے پکّے نمازی (کیا مجال ہے - کہ کبھی ایک نماز بھی قضا ہو) (۴) اور اپنے مال میں اللہ تعالےٰ کا حق (یعنی زکوٰۃ) پورا ادا کرنے والے (۵) اور اللہ تعالےٰ کو اس کی تمام صفات حمیدہ سے متصف ماننے والے (۶) اور قیامت کے دن پر یقین کامل رکھنے والے اللّٰھم اجعلنا منھم

دُوسری

(وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱

ترجمہ - اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے - اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں - اللہ ان سے راضی ہوا - اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں - ان میں ہمیشہ رہیں گے - یہ بڑی کامیابی ہے -

بڑی کامیابی حاصل کرنے والوں کی صفات

(۱) اللہ تعالےٰ کے دین (اسلام) کی حمایت کرنے کے باعث سب سے پہلے اپنے وطن دیار کو خیرباد کہنے والے (۲) اور ان وطن سے بیوطن ہونے والے مہاجرین کی ہر خدمت کے لئے محض رضاء الٰہی کی خاطر کمربستہ ہونے والے (یعنی انصار) (۳) اس کے بعد ان مہاجرین اور انصار کے نقش قدم پر چلنے والے

نتیجہ

مذکورۃ الصدر صفاتِ حمیدہ سے متصف ہونے والے حضرات کو یہ جزائے خیر ملی - کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنی رضا کا تمغہ عطا فرمایا - واقعہ یہ ہے کہ مقربین الٰہی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی اعلیٰ مقام نہیں ہے - اللّٰھم اجعلنا منھم اور وہ حضرات اللہ تعالےٰ سے راضی ہوگئے - اللھم اجعلنا منھم - اور اللہ تعالےٰ نے اپنے ان مقبول بندوں کے قیام کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی - اور وہ حضرات ان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مقیم ہوں گے - اللّٰھم اجعلنا منھم

تیسری

(اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝)

سورہ یونس رکوع ۱ پارہ ۱۱

ترجمہ - بیشک جو لوگ ایمان لائے - اور اُنہوں نے نیک کام کئے - انہیں ان کا رب ان کے ایمان کے سبب سے ہدایت کریگا - ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہتی ہونگی - اس جگہ ان کی دُعا یہ ہوگی - کہ اے اللہ تیری ذات پاک ہے - اور وہاں ان کا باہمی تحفہ سلام ہوگا - اور ان کی دُعا کا خاتمہ اس پر ہوگا - کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے - جو سارے جہان کا پالنے والا ہے -

مذکورۃ الصدر دو آیتوں پر شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں آیتوں پر یہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی ایمان کی بدولت اور اس کی روشنی میں حق تعالےٰ مومنین کو مقصدِ اعلےٰ "جنّت" تک پہنچائے گا۔ جنتی جنّت کی نعمتوں اور خدا کے فضل و احسان کو دیکھ کر "سبحان اللہ" پکاریں گے۔ اور جب خدا سے کچھ مانگنے کی خواہش ہوگی۔ مثلاً کوئی پرندہ یا پھل دیکھا۔ اور ادھر رغبت ہوئی تو سبحانک اللھم کہیں گے۔ اتنا سُنتے ہی فرشتے وہ چیز فوراً حاضر کر دینگے۔ گویا یہی ایک لفظ تمام دُعاؤں کے قائمقام ہوگا۔ دُنیا میں بھی بڑے آدمیوں کے یہاں دستور ہے کہ مہمان اگر کسی چیز کو پسند کرکے صرف تعریف کردے تو غیور میزبان کوشش کرتا ہے کہ وہ چیز مہمان کے لئے مہیّا کرے۔ (اور) جنتی ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرینگے۔ جیسے دُنیا میں مسلمانوں کا دستور ہے۔ نیز فرشتوں کا جنّتیوں کو سلام کرنا۔ بلکہ خود خداوند رب العزّت کی طرف سے تحفۂ سلام کا آنا قرآن میں منصوص ہے۔ "سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ" (یٰسٓ رکوع ۷ پارہ ۲۳) (وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ") رعد رکوع ۳ پارہ ۱۳ (اور) جنت میں پہنچ کر جب دنیوی تفکرات و کدورات کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور محض سبحانک اللھم کہنے پر ہر چیز حسب خواہش ملتی رہیگی تو ان کی ہر دُعا کا خاتمہ "الحمد للہ رب العالمین" پر ہوگا۔ اور طبعاً ایسا ہی ہونا چاہئے۔

چوتھی

(اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝) سورہ مریم رکوع ۶ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ بیشک جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ عنقریب رحمٰن ان کے لئے محبت پیدا کرے گا۔

نتیجہ

اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کو دل سے ماننے والوں اور اسے عملی جامہ پہنانے والوں کے حق میں جو نتیجہ نکلے گا۔ وہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ملاحظہ ہو۔ "یعنی ان سے محبت کریگا۔ یا ان کے دل میں اپنی محبت پیدا کرے گا۔ یا خلق کے دل میں ان کی محبت (پیدا کر دے گا)

پانچویں

(وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور یہ کتاب جسے ہم نے اُتارا ہے برکت والی ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے۔ جو اس سے پہلے تھیں اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اُس کے آس پاس والوں کو ڈرائے۔ اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وُہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اس قرآن مجید کو دل سے وہی لوگ مانتے ہیں جن کو یہ یقین ہے۔ کہ مرنے کے بعد ہم نے ایک دوسرے جہان میں جانا ہے۔ اور اس جہان میں جانے کے بعد ہمارے دُنیا کے اعمال کے نتائج ہمارے سامنے یقیناً آنے والے ہیں۔ اگر ہم نے اس قرآن مجید پر عمل کیا تو اس جہان میں جاکر راحت نصیب ہوگی۔ اور چین پائینگے ورنہ وہاں نہ عذاب سے نجات ملے گی اور نہ موت ہی آئے گی۔ جن کے دل میں آخرت کا ڈر ہے۔ وہ لوگ دُنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی عبادت سے غافل نہیں ہوتے یعنی عبادت کا جو نظام الاوقات اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں تجویز فرمایا ہے اُسے باقاعدہ نباہتے ہیں۔ اور وہ پنجوقتہ نماز ہے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

بشر کی لائن پر چلنے والوں کی مثالیں

پہلی

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷

ترجمہ۔ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور اندھیرا اور اُجالا بنایا۔ پھر بھی یہ کافر اوروں کو اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "مجوس دُنیا کے لئے دو خالق مانتے ہیں۔ یزدان جو خالق خیر ہے۔ اور اہرمن جو خالق شر ہے۔ اور دونوں کو نور و ظلمت سے ملقب کرتے ہیں۔ ہندوستان کے مشرک تینتیس کروڑ دیوتاؤں کے قائل ہیں۔ آریہ سماج باوجود ادعائے توحید مادہ اور رُوح کو خُدا کی طرح غیر مخلوق اور انادی کہتے ہیں۔ اور خُدا اپنی صفت تکوین و تخلیق وغیرہ میں ان دونوں کا محتاج بتلاتے ہیں۔ عیسائیوں کو باپ بیٹے کا توازن و تناسب قائم رکھنے کے لئے آخر تین ایک اور ایک تین کا مشہور عقیدہ اختیار کرنا پڑا ہے۔ یہودیوں نے خدا تعالےٰ کے لئے وہ صفات تجویز کیں کہ ایک معمولی انسان بھی نہ صرف اس کا ہمسر بلکہ اس سے برتر ہو سکتا ہے۔ عرب کے مشرکین نے تو خُدائی کی تقسیم میں یہاں تک سخاوت دکھلائی۔ کہ شاید ان کے نزدیک پہاڑ کا ہر پتھر نوع انسانی کا معبود بننے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ غرض آگ۔ پانی۔ سُورج۔ ستارے۔ درخت۔ پتھر۔ حیوان کوئی چیز لوگوں نے نہ چھوڑی۔ جسے خُدائی کا کچھ حصّہ نہ دیا۔ اور عبادت و استعانت وغیرہ کے وقت اسے خُدا کی برابر نہ بٹھایا ہو۔ حالانکہ وہ ذات پاک جو تمام صفات کمال کی جامع اور ہر قسم کی خوبیوں کا منبع ہونے کی وجہ سے سب تعریفوں اور ہر طرح کی حمد و ثنا کی بلا شرکت غیرے مستحق ہے۔ جس نے آسمان و زمین یعنی کل علویات و سفلیات کو پیدا کیا۔ اور رات دن۔ اندھیرا۔ اُجالا۔ علم و جہل۔ ہدایت و ضلالت۔ موت و حیات غرض متقابل کیفیات اور متضاد احوال ظاہر فرمائے۔ اسے اپنے افعال میں نہ کسی حصّہ دار یا مددگار کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ نہ بیوی اور اولاد کی نہ اس کی معبودیت اور الوہیت میں کوئی شریک ہو سکتا ہے نہ ربوبیت میں۔ نہ اس کے ارادہ پر کوئی غالب آسکتا ہے اور نہ اس پر کسی کا دباؤ اور زور چل سکتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ ان حقائق کو سمجھنے کے بعد بھی کس طرح لوگ کسی چیز کو خُدائی کا مرتبہ دیدیتے ہیں۔"

دُوسری

(فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَکَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ ؕ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ قَالَ فَاھْبِطْ مِنْھَا فَمَا یَکُوْنُ لَکَ اَنْ تَتَکَبَّرَ فِیْھَا فَاخْرُجْ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲ پارہ ۸

ترجمہ - پھر سوائے ابلیس کے سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا - وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا - فرمایا - تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا ہے - جبکہ مَیں نے تمہیں حکم دیا - کہا - مَیں اس سے بہتر ہوں - تُو نے مجھے آگ سے بنایا - اور اسے مٹی سے بنایا ہے - کہا - تو یہاں سے اُتر جا - تجھے یہ لائق نہیں کہ یہاں تکبّر کرے - پس نکل جا - بیشک تو ذلیلوں میں سے ہے - کہا - مجھے اس دن تک مہلت دے - جس دن لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے - فرمایا - تجھے مہلت دی گئی ہے - کہا - جیسا تُو نے مجھے گمراہ کیا ہے - مَیں بھی ضرور ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا - پھر ان کے پاس ان کے آگے ان کے پیچھے ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے آؤں گا - اور تو اکثر کو ان میں سے شکرگزار نہیں پائے گا - فرمایا - یہاں سے ذلیل و خوار ہوکر نکل جا - جو شخص ان میں سے تیرا کہا مانے گا - مَیں تم سب کو دوزخ میں بھر دُونگا -

اس واقعہ میں عبرتیں

پہلی

اللہ تعالیٰ جو حکم دے - اس کی تعمیل کرنے کی کوشش کی جائے - نہ کہ حیلے بہانے بناکر تعمیلِ حکم الٰہی سے جی چرایا جائے مثلاً عورتیں نماز نہ پڑھنے کا یہ بہانہ بناتی ہیں کہ گود میں بچّہ ہے - اور وہ گھڑی گھڑی پیشاب کر دیتا ہے - اس لئے نماز کیسے پڑھوں - یا مثلاً بعض ملازمت پیشہ نوجوان یہ بہانہ بناتے ہیں - کہ افسر بڑا تلخ مزاج ہے - اگر نماز پڑھنے کے لئے جائیں گے تو وہ ناراض ہوگا - علیٰ ہذا القیاس اور بھی کئی بہانے ہو سکتے ہیں - لہٰذا یاد رکھو - کہ ابلیس کی طرح بہانے بناکر احکام الٰہی کی تعمیل نہیں کروگے تو پھر شیطان کی طرح آخرت میں (نعوذ باللہ) ٹھکانا دوزخ ہی ہوگا - اگر انسان خود دیانتداری سے کام لے تو کوئی افسر نہیں روک سکتا - ہاں اگر نماز کا بہانہ بناکر کوئی ملازم دفتر سے باہر جاکر ٹہلتا پھرے یا سگرٹ پینا شروع کردے حالانکہ نماز کا نام لے کر دفتر سے چھٹّی لے کر آیا تھا ایسی صورت میں نماز نہ پڑھنے کی رخصت نہ دینے میں افسر مجرم نہیں ہونگے - بلکہ یہ بہانے کرنے والے مجرم ہوں گے - وما علینا الا البلاغ -

دُوسری

شیطان کو تکبّر نے ذلیل کیا تھا - اپنے آپ کو عالی مرتبہ والا خیال کرکے اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل نہ کی - سجدہ آدم علیہ السلام کو تھوڑا ہی کرنا تھا - سجدہ کرتے ہیں - در اصل حکم الٰہی کی تعمیل پیش نظر رکھنی چاہیئے تھی - چنانچہ ملائکہ عظام نے اللہ تعالےٰ کا حکم سمجھ کر آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا - چنانچہ ہم مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے - اِس لئے ہم سب مسلمان خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھتے ہیں - اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہم خانہ کعبہ کو خُدا سمجھ کر سجدہ کرتے ہیں - وُہ تو ایک پتھر کی عمارت ہے - ہم تو اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں -

حدیث شریف میں تکبّر کی برائی ملاحظہ ہو

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ رواہ مسلم -

ترجمہ - ابن رضؓ مسعود سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص کے دل میں ذرّہ جتنا بھی تکبّر ہوگا - وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا - پھر ایک شخص نے عرض کی - بیشک آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو - اور اس کا جوتا اچھا ہو - آپ نے فرمایا - بیشک اللہ تعالےٰ حسین ہے (اور) حُسن کو پسند کرتا ہے - تکبّر سچّی بات کے ماننے سے انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے

تیسری

(اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ - بیشک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اُن کے مقابلہ میں تکبّر کیا - ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے - اور نہ وہ جنّت میں داخل ہونگے - یہاں تک کہ اُونٹ سُوئی کے ناکے میں گھُس جائے - اور ہم گنہگاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں - ان کے لئے دوزخ کا بچھونا اور اُوپر سے اوڑھنا ہے - اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں -

مردودِ بارگاہ الٰہی ہونے کے اسباب

پہلا

(۱) اللہ تعالےٰ کی کلام پاک جو پیغمبر کی معرفت اُنہیں پہنچی - اسے جھٹلایا - مثلاً پیغمبرِ خدا نے یہ پیغام پہنچایا -

(وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا)

سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ - اور اللہ کی بندگی کرو - اور کسی کو اُس کا شریک نہ کرو -

ان بدنصیبوں نے اسے جھٹلایا

اور یہ کہا - (اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝) سورہ ص رکوع ۱ پارہ ۲۳

ترجمہ - کیا اس نے کئی معبودوں کو صرف ایک معبود بنا دیا - بیشک یہ بڑی عجیب بات ہے - اور ان میں سے سردار یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو - بیشک اس میں کچھ غرض ہے - ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سُنی - یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے -

دُوسرا

تکبّر سے اللہ تعالےٰ کا حکم نہ ماننا - یعنی اللہ تعالےٰ کا حکم ماننے کو اپنی ذلّت خیال کیا - تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالےٰ کا حکم معلوم ہونے پر وہ کیا روش اختیار کرتے ہیں -

(اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۖ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝)

سورہ السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ - پس ہماری آیتوں پر تو وہ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُنہیں وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں - تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں - اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں - اور وہ تکبر نہیں کرتے - اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں - اور ہمارے دیئے ہُوئے میں سے کچھ خرچ بھی

کرتے ہیں - اللّٰھم اجعلنا منھم -

تیسرا مضمون

جو ابتدا میں ذکر کیا گیا تھا - وہ یہ ہے " خالق الخلق عز اسمہٗ انسان کو ہر شعبۂ حیات میں خیر کی لائن پر چلانا چاہتا ہے - اور شر کی لائن سے روکتا ہے - اور یہی انسان کا امتحان ہے - اس کی **مثالیں**

پہلی

خاوندوں کو اپنی بیویوں کو اچھا سلوک کرنے کا حکم

(وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا ۝) سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ - اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو - اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں - تو ممکن ہے - کہ تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے - مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو -

اور بیویوں کو خاوندوں کے ساتھ اچھا نباہ کرنے کا حکم دیتا ہے

(فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ ط) الآیہ سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ - پھر جو عورتیں نیک ہیں - وہ تابعدار ہیں مردوں کی پیٹھ پیچھے اللہ کی نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں - " یعنی جو عورتیں نیک ہیں - وہ مردوں کی تابعداری کرتی ہیں - اور اللہ کے حکم کے موافق خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں - اپنے نفس اور مال زوج میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتیں - "

دوسری

بیوی کو خرچ دینے کا فیصلہ الٰہی -

(لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَۃٍ مِّنْ سَعَتِہٖ ط وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىہُ اللّٰہُ ط لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىھَا ط سَیَجْعَلُ اللّٰہُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا ۝) سورہ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ - مقدور والا اپنے مقدور کے موافق خرچ کرے - اور تنگدست ہو - تو جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرے اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا - مگر اسی قدر جو اُسے دے رکھا ہے -

عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی کر دے گا -

تیسری

کاروباری زندگی میں اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی

(وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ - اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ - اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ - تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ - حالانکہ تم جانتے ہو -

کسی کا مال ناحق کھانے کی ممانعت

ارشاد مذکور الصدر میں کسی کا مال ناحق کھانے کی ممانعت کر دی گئی ہے - ناحق مال مال کھانے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں - اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹے سے فقرہ میں تمام ناجائز صورتوں کو حرام قرار دیدیا ہے اور یہ چیز بھی صاف کر دی کہ حکام کے پاس لے جا کر اپنے حق میں غلط فیصلہ کرا کر بھی مت کھاؤ - یہ یاد رہے کہ اگر کسی حکومت کی پچاس عدالتیں بھی غلطی سے ناحق کسی کا مال کسی کو دلاتی جائیں گی تو بھی وہ مال حرام کا حرام ہی رہے گا - اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو مان جائے - تو موجودہ زمانے کے دُنیا داروں کی طرح کبھی کسی عدالت میں اپنے حق میں غلط فیصلہ کرانے کے لئے ہرگز نہیں جائے گا -

وما علینا الا البلاغ -

چوتھی

عدالتوں کو انصاف کرنے کا حکم

(اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا لا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ط اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝) سورہ النساء رکوع ۸ پارہ ۵

ترجمہ - بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے - کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو - اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو - بے شک اللہ تمہیں نہایت اچھی نصیحت کرتا ہے - بیشک اللہ سُننے والا دیکھنے والا ہے -

ججوں کو انصاف کرنے کی تلقین اور اخیر میں دھمکی

اس آیت میں پہلے تو اللہ تعالیٰ نے ججوں کو انصاف کرنے کا حکم دیا ہے - آیت کے اخیر میں یہ دھمکی دے دی ہے - کہ اللہ تعالیٰ ہر بات کا سُننے والا ہے - لہٰذا تمہارے فیصلے بھی وُہ سُنتا ہے اور تم اس کو نہیں دیکھتے - مگر وہ تمہیں دیکھتا ہے - لہٰذا اگر غلط فیصلہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی سزا دے گا -

پانچویں

گواہوں کو صحیح گواہی دینے کا حکم

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا ق ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ز وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ المائدۃ رکوع ۲ پارہ ۶

ترجمہ - اے ایمان والو - اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ - اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو -

انسداد جرائم کے متعلق بطور نمونہ احکام الٰہی ملاحظہ ہوں

چوری کے متعلق

(وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَھُمَا جَزَآءً بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۶ پارہ ۶

ترجمہ - اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو - یہ ان کی کمائی کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے - اور اللہ غالب حکمت والا ہے -

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر خلق اللہ پر کوئی مہربان نہیں ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی عقلمند نہیں ہے

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جو سزا چوری کی تجویز کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کمتر اور کوئی سزا اس جرم کی ہو ہی نہیں سکتی - دُنیا کے حکمرانوں سے اس سے کمتر سزا قید تجویز کی ہوئی ہے - پھر تجربہ سے ثابت بلکہ یقین ہو جاتا ہے - کہ چور کو چوری سے روکنے کے لئے یہ سزا بالکل بے معنی ہے - لاہور سنٹرل جیل میں جا کر دیکھ لیجئے - کہ چوری کے ملزم دوبارہ والے - سہ بارہ والے - چہار بارہ والے جیل میں موجود ہونگے - جیل خانہ کی قیدان کے اخلاق کی اصلاح کر ہی نہیں سکتی - اور اگر

اللہ تعالےٰ کی تجویز کردہ سزا چور کو دی جائے۔ تو روزانہ کم از کم دو مرتبہ کھانا کھانے کے وقت خود ملامت کریگا۔ بلکہ ہر لقمہ جو اُٹھائیگا۔ چوری کی سزا کے باعث دایاں ہاتھ جب کٹا ہُوا ہوگا تو نفس کو ملامت کریگا کہ اے نفس اگر تو چوری نہ کرتا۔ تو نہ تیرا دایاں ہاتھ کٹتا۔ اور نہ تو بائیں ہاتھ سے کھاتا۔ اور اس ملامت کا احساس ہر لقمہ پر ہوگا۔ اور پھر نفس کو ملامت کرے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں دو ہاتھ دیئے تھے۔ دایاں کھانے وغیرہ اچھے کاموں کے لئے۔ اور بایاں ناک صاف کرنے یا استنجا کرنے کے لئے۔ اب تو اپنی شامتِ اعمال کے باعث اسی ہاتھ سے کھاتا ہے اور اسی سے ناک صاف کرتا ہے۔ اور اسی سے استنجا کرتا ہے۔

ایک اور سزا

چور کو ہر روز بلکہ دن کے ہر حصّہ میں سینکڑوں کیا بلکہ ہزاروں مرتبہ یہ سزا ملے گی۔ کہ جو شخص اس کا دایاں ہاتھ کٹا ہُوا دیکھے گا۔ اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آئے گا۔ کہ یہ شخص چور ہے۔ اگر کسی بازار سے گزرے گا۔ تو جس آدمی کی اس پر نگاہ پڑے گی وہ نگاہ پڑتے ہی اس کو ذلیل خیال کرے گا۔

اور ذلّت سُنئے

کہ چوری کے باعث جب دایاں ہاتھ کٹا ہُوا ہوگا۔ تو کوئی شخص نہ اس کو اپنے پاس بٹھانا پسند کرے گا اور نہ اپنے مکان میں ٹھہرانا پسند کرے گا۔ اور نہ اس پر کسی معاملہ میں اعتماد ہی کرے گا۔ اور نہ اس کو بدمعاش سمجھ کر کوئی شریف آدمی اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دے گا۔

انشاء اللہ تعالےٰ

جب ایک چور کے ہاتھ کٹنے کے باعث اتنی ذلّتیں اس پر سوار ہو جائیں گی۔ تو سب کے کان کھڑے ہو جائیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ چوری مفقود ہو جائیگی۔

ہاتھ کاٹنے کی سزا کا اور فائدہ ملاحظہ ہو

موجودہ حکمران چوروں کو قید کی سزا دیتے ہیں۔ جیلخانہ میں چوروں کو کھانا۔ بستر۔ دوائی بلکہ ڈاکٹر صاحب مشورہ دیں تو دودھ اور مکھن بھی ملتا ہے۔ یہ ساری سہولتیں گورنمنٹ اس روپے سے پُوری کرتی ہے۔ جو امن پسند اور شریف انسانوں سے بذریعہ ٹیکسوں کے وصول کرتی ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ ایک طرف تو چوروں نے امن پسند شہریوں کو لوٹ کھایا۔ اور پھر حکومت نے شہریوں سے روپیہ وصول کرکے ان بدمعاشوں کی ہر ضرورتِ انسانی کو پورا کیا۔ ماشاء اللہ کیا عجیب انصاف ہے۔

حکمران طبقہ ہو یا دوسرے مسلمان

میرے بھائیو۔ یہ یاد رکھو۔ اللہ تعالےٰ کے احکام میں جو حکمتیں ہوتی ہیں۔ اگر آپ ان کو سمجھ لیں تو بھی غنیمت ہے۔ چہ جائیکہ آپ اس سے بہتر قانون بنا سکیں لہٰذا اگر صحیح معنی میں امن قائم کرنا چاہتے ہو۔ اور بدچلن انسانوں کو نیک چلن بنانا چاہتے ہو۔ تو اس کی فقط ایک ہی صورت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نازل کئے ہوئے قانون کو مان لو۔ اور وہ قرآنِ مجید ہے۔

یاد رکھو

سوائے قرآن مجید کے اور کوئی آسمانی کتاب دُنیا میں موجود نہیں ہے۔ اے انسان تیری تو فطرت میں یہ چیز داخل داخل ہے کہ تو عمدہ سے عمدہ چیز کا متلاشی رہتا ہے۔ تو پھر اپنے اخلاق کو سنوارنے یا دُنیا میں امن قائم کرنے کے لئے بہتر سے بہتر جو دُنیا میں راہ نما موجود ہے۔ اس کو کیوں اپنا دستورالعمل نہیں بناتا۔

چوتھا مضمون

امتحان میں کامیاب ہونے والوں کے لئے رضاء الٰہی کا تمغہ اور جنّت ان کی قیامگاہ

(لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝)

سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے۔ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وُہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔ اور ان کو فیض سے قوّت دی ہے۔ اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہُوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی اللہ کا گروہ ہے۔ خبردار بے شک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔

پانچواں مضمون

فیل ہونے والوں کے لئے غضب الٰہی کی پھٹکار اور جہنّم اُن کا ٹھکانا ہوگا۔

اِس اعلان کا ایک نمونہ بطور مثال ملاحظہ ہو

(وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝)

سورہ الفتح رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور تاکہ منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے۔ جو اللہ کے بارے میں بُرا گمان رکھتے ہیں۔ انہیں پر بُری گردش ہے۔ اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا۔ اور ان پر لعنت کی۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

خدام الدین لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۱ر شعبان ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۲۰ر فروری ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

خوفِ خدا کے نتائج

برادرانِ اسلام - انسان جتنے کام کرتا ہے - ان کے دو ہی سبب ہوتے ہیں - شوق یا خوف - اسی قاعدہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے والے انسانوں کی بھی دو قسمیں ہیں -

پہلی قسم

اپنے شوق سے احکام الٰہی کی تعمیل کرنے والے

اس قسم میں تمام حضرات انبیاء علیہم السلام بلا استثناء داخل ہیں - ان کے بعد ان کے متبعین میں سے ان کے اتباع کی برکت سے جن کو اللہ تعالےٰ چاہے یہ نعمت نصیب فرماتا ہے - وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اللھم اجعلنا منھم - اس قسم کے حضرات احکام الٰہی کی تعمیل اپنے طبعی شوق سے بعینہٖ اسی طرح کرتے ہیں - جس طرح پیاس لگی تو پانی پی لیا - اور طبیعت میں چین آگیا - بھوک لگی - تو طبعی کشش سے کھانا کھایا - اور طبیعت میں فرحت اور سکون حاصل ہوگیا - حتّٰی کہ ان کا سر بھی اللہ تعالےٰ کی رضا میں کٹ جائے تو خوش ہو کر کٹواتے ہیں - جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی خُبیب بن الارث کو جب مکّہ معظمہ کے کافر پھانسی دینے لگے ہیں تو اُنہوں نے اس وقت یہ دو شعر فرمائے ہیں -

لَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ فِیْ اللّٰهِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاءْ
یُبَارِكْ فِیْ اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٍ

جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو پھر مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں ہے کہ میں قتل ہونے کے بعد کس پہلو پر گرتا ہوں -

اور میرا یہ قتل ہونا اللہ تعالےٰ کے لئے - اور اگر وہ چاہے تو بوسیدہ ہڈیوں میں برکت ڈال دے -

دوسری قسم

اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کے احکام کی تعمیل کرنے والے

اور اس درجہ کے مقربین الٰہی بہت ہی کم ہوتے ہیں -

میرا مشاہدہ تو یہی ہے - آپ حضرات بھی غالباً اس کی تصدیق فرمائیں گے - حق گو اور حق پرست علماء کرام جو مسلمانوں کو قبر کے عذاب کے حالات سُناتے رہتے ہیں اور دوزخ سے متعلقہ حالات جو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں آئے ہیں - وہ سُناتے رہتے ہیں - ان خطرناک عذابوں کو سُن کر (انسان کے دل میں ایمان ہو - تو) یقین آجاتا ہے - اور یہاں تک نورِ ایمان کی برکت سے یقین آجاتا ہے - گویا کہ آنکھوں سے نظر آرہے ہیں - ان خطرناک حالات کو سُن کر مسلمان ان احکام الٰہی کی تعمیل کرنے لگ جاتا ہے - جن کا اسے حکم دیا جاتا ہے - مسلمانوں میں اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے - اگر یہ درجہ بھی حاصل نہ ہو تو پھر انسان یا منافق ہوگا یا کافر - اور اگر خدا نخواستہ موت بھی انہیں قسموں میں شامل رہتے ہوئے آگئی تو ایسے بدنصیبوں کے لئے نہ پیغمبر کی شفاعت ہوگی اور نہ نجات ہوگی - اور ایسے بدقسمت لوگ ابدالآباد کے لئے دوزخ میں رہیں گے - اللّٰھم لا تجعلنا منھم

قرآن مجید میں خوفِ خدا والوں کا متعدد مقامات پر ذکر آیا ہے - ان میں سے چند بطور نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں

پہلا

قرآن مجید کی نصیحتوں سے فقط وہ لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرتے ہیں

اس کا ثبوت

(نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ)

سورہ ق رکوع ۳ پارہ ۲۶

ترجمہ - ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں - اور آپ ان پر کچھ زبردستی کرنے والے نہیں - پھر آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجئے - جو میرے عذاب سے ڈرتا ہو -

دوسرا

قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے حضور میں کھڑے ہو کر حساب و کتاب دینے سے جو لوگ ڈرتے ہیں - اور اسی بناء پر وہ اپنی خواہشات نفسانی کا اتباع نہیں کرتے ان لوگوں کا ٹھکانا بہشت ہوگا - اللھم اجعلنا منھم

اس کا ثبوت

(وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ۝)

سورہ النّٰزعٰت رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ - اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکا - تو بیشک اس کا ٹھکانا بہشت ہی ہے -

آج کل کی تہذیبِ جدید میں نفس کی خواہش سے خوفِ خدا کے باعث رکنے کی مثال

آج کل چونکہ یورپ مذہب سے آزاد ہو چکا ہے اس لئے خوفِ خدا کی تعلیم وہاں دی ہی نہیں جاتی - اس لئے خواہشاتِ نفسانی کے پورا کرنے کے لئے وہ لوگ وہ وہ حرکتیں کرتے ہیں - اور روزانہ کرتے ہیں - جنہیں خدا تعالےٰ بھی بھی اور ایک منٹ کے لئے گوارا نہیں کرتا ان بُری حرکتوں میں سے ایک حرکت ہے -

ڈانس کی تصویر

یہ ہے کہ ایک مرد کسی عورت (اس میں شرط یہ ہے کہ اپنی بیوی نہ ہو۔ اگر اپنی بیوی کے ساتھ ڈانس کرے تو وہ یورپین اصطلاح میں تہذیب کے خلاف ہے) کے ساتھ بغلگیر ہو کر ناچے۔ خواہش نفسانی کے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو نفس تو یہ چاہتا ہے۔ کہ ہر رات ایک نئی عورت سے بغلگیر ہو کر ناچے۔ تاکہ ہر رات نفس کو ایک نیا لطف آئے۔ علیٰ ہذا القیاس عورت کا دل بھی یہ چاہتا ہے کہ ہر رات وہ ایک نئے مرد کی آغوش میں جا کر لطف اُٹھائے۔ اب جن مردوں اور عورتوں کے دل میں خوفِ خُدا ہوگا۔ وہ ہرگز اس حرکت کے قریب بھی نہیں جائیں گے۔ اور جو لوگ خوفِ خدا سے بے بہرہ ہیں۔ وہ اس حرکت کو روزانہ کرتے ہیں۔ حالانکہ

ڈانس شرافت انسانی کے خلاف ہے

برادرانِ اسلام۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کے اندر کچھ خصوصیات رکھی ہیں جو دوسرے حیوانات میں نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک غیرت ہے۔ اسی خصوصیت کے باعث انسانوں میں نکاح کی رسم چلی آ رہی ہے۔ نکاح کا مطلب ہی یہ ہے۔ کہ ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ خاص کر دیا جائے۔ تاکہ پھر کوئی دوسرا مرد اس عورت سے ازدواجی تعلق قائم کرنے کا خیال ہی نہ کرے۔ اور اس مرد اور عورت کے تعلق ازدواجی کا اعلان بھی کر دیا جائے۔ چنانچہ آج تک مسلمانوں میں یہ رسم چلی آ رہی ہے کہ لڑکی والوں کے گھر لڑکے والے ایک مجمع کثیر لے کر جاتے ہیں۔ جسے برات کہا جاتا ہے۔ اس رسم سے لڑکی کے محلہ میں اعلان ہو جاتا ہے کہ فلاں لڑکی فلاں مرد کے ساتھ مخصوص کر دی گئی ہے۔ تاکہ اس محلہ کا کوئی مرد اس لڑکی کو اپنے ساتھ وابستہ کرنے کا خیال ہی نہ کرے۔ اور پھر لڑکے والوں کے ہاں دعوتِ ولیمہ ہوتی ہے۔ تاکہ لڑکے والے محلہ میں بھی اس چیز کی تشہیر ہو جائے کہ اس محلہ میں جو فلاں لڑکی آئی ہے وہ فلاں کی بیوی ہے تاکہ لڑکے والے محلے کا کوئی مرد اس لڑکی سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنے کا دل میں خیال ہی نہ لائے۔

لہٰذا

ثابت ہو گیا۔ کہ ڈانس فطرت انسانی کے ایک خصوصی جذبہ کے بالکل خلاف ہے۔ جس جذبہ کا نام غیرت ہے۔ اس غیر فطری حرکت کا آگے چل کر دوسرا اخلاق سوز نتیجہ جو نکلتا ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔ کہ جن لوگوں نے یورپ کی اس خلاف فطرت رسم کو اپنا لیا ہے۔ انہوں نے ایک دوسری (خلاف شرع اسلامی) رسم کو بھی اپنایا ہُوا ہے۔ اور وہ شراب خوری ہے۔ (حالانکہ قرآن مجید نے صراحۃً شراب کو پلیدی اور عمل الشیطٰن سے تعبیر کیا ہے) آج کل شریعت اسلامی کہئے یا خوفِ خدا سے جن کے دل بے بہرہ ہو چکے ہیں بعض اوقات ان کی

بیویوں کا آپس میں تبادلہ

بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً تفریحی اجتماعات میں پہلے کھانا کھایا۔ پھر خوب شراب پی۔ پھر بیویوں کے تبادلے کر کے ناچنے (ڈانس کرنے) لگ گئے۔ پھر اس شراب کے نشے میں رُخصت ہوتے وقت کوئی کسی کی بیوی کو لے گیا۔ اور کوئی کسی کی بیوی کو لے گیا۔ اور اپنے اپنے گھروں میں جا کر شب باشی کی۔ جب صبح کو نشہ اُترا۔ پھر عورتیں اپنے اپنے گھروں میں واپس آ گئیں۔

اے مسلمان زادو

اور اے اسلام کا نام لینے والو۔ جب تمہارا نشہ اُتر جاتا ہے۔ پھر ہوش میں آ کر سب کام صحیح کرنے لگ جاتے ہو۔ کبھی یہ بھی سوچا کرو۔ کہ جس خدا کے نام کا کلمہ پڑھتے ہو۔ وہ ان خلاف فطرت حرکتوں کو پسند کر سکتا ہے؟ اور جس رسولؐ کے نام کا کلمہ پڑھتے ہو۔ کیا وہ ان حرکتوں کو پسند کر سکتا ہے؟ اور کیا جس قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا اقرار کرتے ہو اس کی تعلیم تمہاری ان حرکتوں کے جواز کی تعلیم دیتی ہے؟ اور کیا جن بزرگوں کی اولاد کہلاتے ہو۔ کیا تمہارے باپ دادا ان ناشائستہ حرکتوں کے مرتکب ہوتے تھے؟

ذہنی طور پر یورپ کے غلام ہو

اے مسلمانو۔ جب تمہاری ان حرکتوں کا ثبوت نہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں ہے۔ نہ قرآن مجید کی یہ تلقین ہے۔ نہ تمہارے اسلاف کی یہ روش تھی کہ پھر سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ تم ذہنی طور پر یورپینوں کے غلام ہو چکے ہو۔ جن میں نہ خوف خدا ہے نہ کسی پیغمبر کے وہ پیرو ہیں۔

اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ بری الذمہ ہو رہے ہیں

اے یُورپ کے عشق میں مست ہونے والے مسلمانو۔ یاد رکھو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی روشنی میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں۔ آپ میری ان معروضات کو مانیں یا نہ مانیں۔ ان معروضات کا ایک فائدہ ضرور ہوگا۔ کہ قیامت کے دن آپ بارگاہِ الٰہی میں یہ عذر نہیں کر سکیں گے کہ یا رسول اللہؐ آپ کے دروازے کے کسی غلام نے ہمیں تو آپ کی سُنّت کا پیغام ہی نہیں دیا تھا۔

مُبلّغ دین الٰہی ہر حالت میں کامیاب ہے

برادرانِ اسلام۔ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین خلق خدا کے گوش گزار کرنے والا مبلغ ہر حالت میں کامیاب ہے۔ اگر آپ مان جائیں تو مبلغ کی کامیابی اور بالفرض نہ مانیں تو بھی کامیاب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود تو ان کے اعتراضوں سے بری الذمہ ہو گئے۔

تیسرا

دُنیا میں رہتے ہُوئے جو لوگ اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ قیامت کے دن ہمیں اللہ تعالےٰ کے روبرو کھڑے ہو کر حساب دینا ہے۔ ان کی جزاء خیر کا ذکر

(وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُدْهَآمَّتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝)

سورہ الرحمٰن رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور اس کے لئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔ دو باغ ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جن میں بہت سی شاخیں ہونگی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں دو چشمے جاری ہونگے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں ہر میوہ کی دو قسمیں ہوں گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔ کہ جن کا استر مخملی ہوگا۔ اور دونوں باغوں کا میوہ جھک رہا ہوگا۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہونگی۔ نہ تو انہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہوگا۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دونوں کے علاوہ اور دو باغ ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ دونوں بہت ہی سبز ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں دو چشمے اُبلتے ہوئے ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیک خوبصورت عورتیں ہونگی پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ حوریں جو خیموں میں بند ہوں گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نہ انہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہوگا۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے قالینوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہونگے۔ جو سبز اور نہایت قیمتی نفیس ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

چوتھا

اس قرآن مجید کے ذریعہ سے وہ لوگ ڈرتے ہیں۔ جن کا قیامت کے دن پر یقین ہے اور انہیں یقین ہے کہ اُس دن سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی کام نہیں آئے گا۔

(وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور اس قرآن کے ذریعہ سے ان لوگوں کو ڈرا۔ جنہیں اس کا ڈر ہے۔ کہ وہ اپنے رب کے سامنے جمع کئے جائیں گے۔ اس طرح پر کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔

پانچواں

خوفِ خدا ہو تو انسان اپنا سرکٹوا لیتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتا۔

(وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۵ پارہ ۶

ترجمہ۔ تو اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سُنا دے۔ جب ان دونوں نے قربانی کی۔ ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی۔ اس نے کہا۔ میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے جواب دیا اللہ پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اُٹھائے گا۔ تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

چھٹا

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے معصوم ہیں۔ علاوہ اس کے مغفور مرحوم ہیں۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔

(قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝) سورہ الانعام رکوع ۲ پارہ ۷

ترجمہ۔ کہدو۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

قربِ الٰہی میں اتنے مراتب عالیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہِ الٰہی میں وہ مراتب عالیہ حاصل ہیں جو کسی پیغمبر کو حاصل نہیں ہیں۔ ان کا چند احادیث میں مختصر سا نمونہ ملاحظہ ہو۔

پہلی

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں قیامت کے دن آدمؑ کی ساری اولاد کا سردار ہونگا۔ اور میں پہلا وہ شخص ہونگا۔ جس سے (قیامت کے دن) قبر کھلے گی۔ اور وہ پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ اور پہلا ہی شفاعت قبول کیا جانے والا ہونگا۔

دُوسری

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رواہ مسلم

ترجمہ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں سب انبیاء میں سے تابعداروں کے لحاظ سے زیادہ ہونگا۔ (یعنی میری اُمّت کی تعداد سب پیغمبروں کی اُمّتوں سے زیادہ ہوگی) اور میں پہلا وہ شخص ہونگا جو بہشت کے دروازے کو (کھلوانے کے لئے) کھٹکھٹائے گا۔

تیسری

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رواہ مسلم

ترجمہ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں بہشت کے دروازہ پر آؤں گا۔ پھر (دروازہ) کھولنے کے لئے کہوں گا۔ پھر دربان کہے گا۔ آپ کون ہیں۔ پھر میں کہونگا۔ محمدؐ۔ پھر کہے گا۔ آپ کے متعلق مجھے حکم دیا گیا تھا۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

چوتھی

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْيَانُهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِيَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ. متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری مثال اور (دوسرے) انبیاء کی مثال ایک محل کی سی ہے۔ جس کی تعمیر بہت اچھی کی گئی ہے۔ اس کی تعمیر میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔ سیاح آکر دیکھتے ہیں اس کی تعمیر کی عمدگی سے تعجب کرتے ہیں۔ سوائے اس اینٹ کی جگہ کے پھر میں نے اس اینٹ کی جگہ پوری کردی ہے۔ میرے ذریعہ تعمیر مکمل ہوگئی ہے۔ اور میرے

ذریعہ انبیاء ختم کر دیئے گئے ہیں - (یعنی ان کی آمد بند ہو گئی ہے)

پانچویں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ رواہ الترمذی

ترجمہ- ابی سعید سے روایت ہے - کہا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قیامت کے دن آدمؑ کی اولاد کا میں سردار ہونگا- اور یہ فخر سے نہیں (کہہ رہا) اور میرے ہاتھ میں (اللہ تعالےٰ کی) حمد کا جھنڈا ہوگا - اور یہ فخر سے نہیں (کہہ رہا) اور اس دن کوئی نبی نہیں ہوگا - آدمؑ اور اس کے سوا مگر میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے - اور میں پہلا وہ شخص ہونگا- جس سے زمین پھٹے گی (اور قبر سے نکل کر باہر آؤنگا) اور یہ فخر . نہیں (کہہ رہا)

مشتے نمونہ از خروار

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بے شمار ہیں - ان میں مشتے نمونہ از خروار کی طرح چند پیش کئے گئے ہیں - بایں ہمہ بفرضِ محال اللہ تعالےٰ کی ذرا سی نافرمانی ہونے پر اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں، - تو پھر اندازہ لگا لیجئے - کہ دوسرے لوگ جو واقعی گنہگار ہیں - انہیں کس قدر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے - اور اس کی نافرمانی سے بچنا چاہیئے - اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ

ساتواں

حضورِ انورؐ کا اعلان کہ میں بھی قرآن مجید کی تابعداری سے اِدھر اُدھر نہیں ہٹ سکتا

(وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ھٰذَآ اَوْ بَدِّلْہُ قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَہٗ مِنْ تِلْقَآیِٔ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ) سورہ یونس رکوع ۲ پارہ ۱۱

اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں - وہ لوگ کہتے ہیں - جنہیں ہم سے ملاقات کی امید نہیں کہ اس کے سوا کوئی قرآن لے آیا اسے بدل دے - تو کہدے - میرا کام نہیں - کہ اپنی طرف سے اسے بدل دوں - میں اسی کی تابعداری کرتا ہوں- جو میری طرف وحی کی جائے - اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں - تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں - فاعتبروا یا اولی الابصار

تنبیہ

کیا حضورِ انورؐ کے بعد اور کسی شخص کو یہ مجال ہے کہ قرآن مجید کے احکام کی تعمیل سے ہٹ سکے - لہٰذا کوئی مسلمان بھی جو قرآن مجید کے احکام کی خلاف ورزی کرے - خواہ وہ جاہل ہو یا عالم - مرید ہو یا پیر - غریب ہو یا امیر سب گمراہ ہونگے - ایسے لوگوں کی بارگاہِ الٰہی میں کوئی عزت نہیں ہوگی - خواہ دُنیا ان کو سر پر اُٹھائے پھرے

نواں

اللہ تعالےٰ سے ڈر کر شیطان کا میدانِ جنگ سے بھاگ جانا - لہٰذا معلوم ہوا اللہ تعالےٰ کا خوف ایسی چیز ہے کہ اس ضدی اور ہٹ دھرم کو بھی اس کے باعث جھکنا پڑتا ہے -

(وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ وَاِذْ زَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَکَصَ عَلٰی عَقِبَیْہِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ) سورہ الانفال رکوع ۶ پارہ ۹

ترجمہ - اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو - اور آپس میں نہ جھگڑو - ورنہ بزدل ہو جاؤ گے - اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی - اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے - اور ان لوگوں جیسا نہ ہونا - جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے - اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے - اور جو کچھ یہ کرتے ہیں - اللہ اس پر احاطہ کرنے والا ہے - اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوشنما کر دیا - اور کہا - کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا - اور میں تمہارا حمایتی ہوں - پھر جب دونوں فوجیں (میدان جنگ بدر میں) سامنے ہوئیں (یعنی ایک دوسرے کے مقابلے میں آگئیں) تو وہ اپنی ایڑیوں پر اُلٹا پھرا - اور کہا - میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں - میں ایسی چیز دیکھتا ہوں - جو تم نہیں دیکھتے - میں اللہ سے ڈرتا ہوں - اور اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے -

دسواں

اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ یہ کافر جو آپ کو اپنے مُلک سے نکال دینے کی دھمکیاں دے رہے ہیں ہم انہیں ہلاک کر دینگے - اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان کو ان کافروں کے ملک پر قابض کر دینگے - (وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِھِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰٓی اِلَیْھِمْ رَبُّھُمْ لَنُھْلِکَنَّ الظّٰلِمِیْنَ وَلَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِھِمْ ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ) سورہ ابراہیم رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا - . . . . . ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دینگے - یا ہمارے دین میں لوٹ آؤ - تب انہیں ان کے رب نے حکم بھیجا کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دینگے - اور ان کے بعد اس زمین میں تمہیں آباد کر دینگے - یہ اس لئے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا - اور جس نے میرے عذاب سے خوف کھایا -

اس وعدے کی تصدیق

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدے کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو کفار کے ممالک پر فتح عطا فرمائی تھی - اس وقت دُنیا میں ہی بڑی بادشاہیاں تھیں - مشرقی ممالک میں کسریٰ کی - اور مغربی ممالک میں قیصر کی - اللہ تعالےٰ نے دونوں بادشاہیوں پر صحابہ کرامؓ کو قابض کر دیا تھا - اب بھی یہی سماں مسلمانوں کو نظر آسکتا ہے - بشرطیکہ ذاتی تفوق کو نظر انداز کر کے قرآن مجید کی تعلیم کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھال لیں - قرآن مجید اور حدیث شریف کا یہ فیصلہ ٹھیک ہے - کہ حضورِ انورؐ کے بعد دُنیا میں نبی کوئی نہیں آئے گا - مگر اسلامی فوج کی حمایت کے لئے ملائکہ عظام کے آسمان سے نازل ہونے کا امکان اب بھی ہے - بشرطیکہ ہماری فوج اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسی ہی مقبول ہو جیسے صحابہ کرامؓ تھے - کہ ان حضرات کے جذبات اور اعمال سب رضاء الٰہی کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے - جیتے تھے - تو اسلام کی سرفرازی کے لئے - اور مرتے تھے تو اسلام کی سرفرازی کے لئے - وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

اللّٰھم اجعلنا منھم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۸ شعبان ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۵۹ء

گلدستہ مضامین قرآن مجید

کے چند پھول

جس کے ہر پھول سے ایماندار کے دل کو سرور (یعنی نورِ ہدایت) حاصل ہوتا ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

پہلا

قرآن مجید کسی اور کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے

(وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝) سورہ یونس رکوع ۴ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا اسے کوئی اپنی طرف سے بنا لائے۔ اور لیکن اپنے سے پہلے کلام کی تصدیق کرتا ہے۔ اور ان چیزوں کو بیان کرتا ہے۔ جو تم پر لکھی گئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ رب العلمین کی طرف سے ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ اس نے اسے خود بنایا ہے۔ کہدو۔ تم ایک ہی ایسی سورت لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا جسے بُلا سکو۔ بُلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔

حاصل

ان آیات سے یہ چیزیں حاصل ہوئیں۔ (۱) کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کا بنایا ہُوا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کا نازل کیا ہُوا ہے۔ (۲) اس قرآن مجید کے خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہونے کی ایک یہ دلیل بھی ہے۔ کہ یہ تمام پہلی اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ کتابوں سے مطابقت تامہ رکھتا ہے۔ اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ یہ بھی اسی خدا تعالےٰ کا نازل کیا ہُوا ہے۔ جس نے اس سے پہلی آسمانی کتابیں نازل فرمائی تھیں (۳) اگر اسے خود ساختہ کہتے ہو تو اس جیسی پُر مصالح اور پُر حکم ایک سورت ہی بنا کر لا کر دکھا دو۔ اور اس سورت کے بنانے میں اللہ تعالےٰ کے سوا دوسرے سب حمایتیوں کو جمع کر لو۔ مگر اس ایک سورۃ کے بنانے کے چیلنج کو بھی منظور نہیں کیا۔ انہیں یقین تھا۔ کہ ہم قرآن مجید کی ایک سورت جیسی سورت تو بنا نہیں سکیں گے۔ پھر بیحد ذلّت ہوگی۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ چُپ رہیں۔

مُسلمان کے لئے نتیجہ

اے مسلمان۔ اس سابقہ چیلنج کا مخالفین کو دیا جانا اور ان کا میدان مقابلہ میں نہ آنا اس چیز کا بیّن ثبوت ہوگیا کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ ہی نے انسان کے لئے مکمل دستور العمل بنا کر نازل فرمایا ہے۔ لہٰذا اے مسلمان تیری بہتری اور نجات اسی میں ہے کہ تُو اس پر عمل کرنے کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا۔ تاکہ تم اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ سکو۔

دُوسرا

مقصدِ نزولِ قرآن یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو رہتی دُنیا تک اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لایا جائے

(كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝)

سورہ ابراہیم رکوع ۱ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ یہ ایک کتاب ہے۔ ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے۔ تاکہ تُو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف غالب تعریف کئے ہُوئے کے راستہ کی طرف نکالے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی اس کتاب کی عظمت شان کا اندازہ اس بات سے کرنا چاہیئے۔ کہ ہم اس کے اُتارنے والے اور آپ جیسی رفیع الشان شخصیت اس کی اٹھانے والی ہے۔ اور مقصد بھی اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے۔ جس سے بلند تر کوئی مقصد نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ کہ خُدا کے حکم و توفیق سے تمام دُنیا کے لوگوں کو خواہ عرب ہوں یا عجم، کالے ہوں یا گورے، مزدور ہوں یا سرمایہ دار۔ بادشاہ ہوں یا رعایا۔ سب کو جہالت و اوہام کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں سے نکال کر معرفت و بصیرت اور ایمان و ایقان کی روشنی میں کھڑا کرنے کی کوشش کی جائے یعنی صحیح معرفت کی روشنی میں اس راستہ پر چل پڑیں۔ جو زبردست و غالب، ستودہ صفات شہنشاہِ مطلق اور مالک الکل خدا کا بنایا ہُوا اور اس کے مقام رضا تک پہنچانے والا ہے۔"

انسانیت کا مقام حیوانیت سے بالاتر ہے

برادران اسلام۔ چند چیزیں آپ کے غور کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوقات کی بڑی بڑی پانچ قسمیں ہیں۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ انسان۔ ملائکہ عظام۔ دوسری چیز یہ ہے۔ کہ ان پانچوں چیزوں میں سے ہر ایک چیز کی ترقی یہ ہے کہ نچلے طبقے سے نکل کر اُوپر والے طبقہ میں آکر داخل ہو جائے۔ مثلاً مٹی معدنیات کی طرح ایک بے جان چیز ہے۔ اب اس مٹی کی ترقی یہ ہے۔ کہ نباتات میں آکر شامل ہو جائے۔ جتنے نباتات آپ کھاتے ہیں۔ وہ سب کے سب دراصل اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ سے مٹی ہی سے بنتے ہیں۔ وہی چیز مٹی کی شکل میں تھی۔ تو اس کا کھانا حرام تھا۔ جب ترقی کر کے آم کی شکل میں منتقل ہوگئی۔ اب وہ حلال طیب ہوگئی وُہی مٹی جب مٹی کی شکل میں تھی۔ تو اس کا کھانا حرام تھا۔ اور مٹی کی شکل ترقی کر کے سیب کی شکل میں آگئی۔ اب وہ حلال طیب ہوگئی۔ نباتات کی ترقی یہ ہے۔ کہ وہ حیوان کی شکل میں منتقل ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کی قدرت کا یہ نظارہ سارے جہان میں نظر آرہا ہے۔

کہ حیوانات نباتات کھاتے ہیں۔ نباتات جو غذا کی شکل میں حیوان کے پیٹ میں داخل ہوتے ہیں۔ اسی غذا سے اللہ تعالےٰ کی قدرت سے لہو بنتا ہے۔ جس طرح دودھ کے بلونے سے مکھن نکلتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت سے لہو سے منی بنتی ہے۔ اور وہ منی مادہ کے پیٹ میں مختلف صورتوں میں بدلتے بدلتے حیوان بن کر ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے۔ تو گویا کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو نباتات ترقی کرتے کرتے حیوان بن گئے۔

علیٰ ہذا القیاس

اب دیکھئے۔ حیوان ترقی کر کے انسان بنتا ہے۔ مثلاً چونکہ انسان سبزی خور بھی ہے۔ اور گوشت خور بھی ہے۔ اگر آپ ایک انسان کو روزانہ گوشت کھلاتے ہیں اب وہ گوشت انسان کے پیٹ میں جا کر ہضم ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ سے اس غذا میں سے لہو بھی بنے گا۔ اور اس لہو سے منی برآمد ہوگی۔ اور اس منی سے پھر ماں کے پیٹ میں انسان کا وجود بنے گا۔ پھر ایک ننھا سا انسان بن کر ماں کے پیٹ سے باہر آئے گا۔ اب وہی حیوانات جو حیوانی کام کرتے تھے۔ اب وہی گویا کہ تبدیل ہو کر انسان ہو گئے ہیں۔ اب انسانی کام کر رہے ہیں۔ اب اگر

انسان ترقی کرنا چاہے

تو جو مدارج مخلوق الٰہیہ کے پہلے عرض کر چکا ہوں۔ کہ انسان کے اوپر اللہ تعالےٰ کی ایک اور مخلوق ہے۔ جسے فرشتوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا انسان کی ترقی یہ ہے کہ وہ فرشتوں کی صفات اپنے اندر پیدا کرے۔ ان کی صفات کی تفصیل اللہ تعالےٰ ہی سے دریافت کی جا سکتی ہے چنانچہ

قرآن مجید میں فرشتوں کی صفات کے ذکر کے چند مقامات

پہلا

پہلے مقام میں جو صفات بیان کی گئی ہیں۔ ان کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

(وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ) الآیہ سورہ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھیں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ عرش کے گرد حلقہ باندھنے والے فرشتے تسبیح (مثلاً سبحان اللہ) اور حمد (مثلاً الحمدللہ) کے ذکر الٰہی میں شاغل رہتے ہیں۔

دوسرا

(وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ)

سورہ الانبیاء رکوع ۳ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو اس کے ہاں ہیں۔ (یعنی فرشتے) اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے۔ اور نہ تھکتے ہیں)

حاصل

یہ نکلا کہ فرشتے نہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے سرکشی کرتے ہیں کہ عبادت نہ کریں۔ اور نہ تھکتے ہیں۔ بلکہ مسلسل عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

تیسرا

(وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ)

سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ۔ جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا۔ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا۔ کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے۔ جو فساد پھیلائے۔ اور خون بہائے۔ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا میں جو کچھ جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

حاصل

یہ نکلا کہ فرشتے اللہ تعالےٰ کی تسبیح۔ تحمید اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔

انسانوں کو بھی اپنے اندر ملائکہ عظام کی صفات پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے شواہد ملاحظہ ہوں

پہلا

(اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا) سورہ الفتح رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ بیشک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی مدد کرو۔ اور عزت کرو۔ اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح (یعنی ہر عیب سے پاک جاننے) کا حکم دیا گیا ہے۔ جس طرح فرشتے تسبیح کرتے ہیں۔ تو گویا کہ انسانوں کو اپنے اندر فرشتوں کی سی صفت پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی انسان کی در اصل ترقی ہے۔ حالانکہ انسان ایک مہذب حیوان تھا۔ اب وہ تسبیح کرتے کرتے اگرچہ صورت میں انسان ہی ہوگا مگر اس کے دل میں ملائکہ عظام کی طرح تسبیح الٰہی کا نور ہوگا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

دوسرا

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا) سورہ الاحزاب رکوع ۵ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ اور اس کی صبح و شام پاکی بیان کرو۔

حاصل

یہ ہے کہ فرشتے تو اپنی فطرت کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تحمید میں ہر وقت شاغل رہتے ہیں۔ نہ انہیں کھانے پینے کی ضرورت اور نہ بیوی بچوں کی ضروریات کا فکر اور نہ سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے مکان کی ضرورت۔ بخلاف اس کے اگرچہ انسان ان تمام ضروریات میں گھرا ہوا ہے۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ اسے حکم دیتے ہیں کہ فقط دنیا کی زندگی کے دھندوں ہی میں نہ پھنسے رہا کرو۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کو بھی بہت یاد کیا کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح (مثلاً سبحان اللہ) بھی کیا کرو۔ تو گویا کہ انسان کو اپنے اندر ملائکہ عظام کی سی صفتوں کے پیدا کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور یہی انسان کی ترقی ہے۔

تیسرا

زکریا علیہ السلام پیغمبر خدا کو بھی شام

اور صبح کو تسبیح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔
(قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُّرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝) سورہ ال عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ۔ اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر۔ فرمایا۔ تیرے لئے نشانی یہ ہے۔ کہ تو لوگوں سے تین دن سوائے اشارہ کے بات نہ کر سکے گا۔ اور اپنے رب کو بہت یاد کر اور شام اور صبح تسبیح کر۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی شام اور صبح کو تسبیح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

چوتھا

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دن اور رات میں تسبیح پڑھنے کا حکم

(فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۚ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝) سورہ ق رکوع ۳ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ پس ان باتوں پر صبر کر۔ جو وہ کہتے ہیں اور اپنے رب کی پاکیزگی بیان کر۔ تعریف کے ساتھ دن نکلنے سے پہلے اور دن چھپنے سے پہلے اور کچھ رات میں بھی اس کی تسبیح کر اور نماز کے بعد بھی۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس طرح ملائکہ عظام اللہ تعالےٰ کی تسبیح میں شاغل رہتے ہیں اسی طرح رسول اللہ علیہ وسلم کو بھی تسبیح میں شاغل رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تمام مسلمانوں پر تسبیح کا لازم ہونا

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔
(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝)
سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر کلمہ گو مسلمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری لازمی ہونے کے باعث اللہ تعالےٰ کی تسبیح لازم ہوگئی۔ اور اس چیز کا التزام ہی انسان کے لئے ترقی کا مقام ہے۔ کہ جو چیز ملائکہ عظام اور انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ سیرت کی لازمی چیز تھی۔ وہی تمام مسلمانوں پر لازم کر دی گئی۔ تو گویا کہ ہر مسلمان ملائکہ عظام اور انبیاء علیہم السلام کی سیرت میں رنگا گیا۔ اور یہی انسان کی ترقی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو ملائکہ عظام سے مشابہت پیدا کر کے ترقی کرنیکی تلقین

اس کے متعدد ثبوت

پہلا

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَاْتَ رواہ مسلم

ترجمہ۔ سمرہ بن جندب سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بہترین کلام چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ لا الہ الا اللہ۔ اللہ اکبر اور ایک روایت میں ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں سب سے پیاری کلام چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ لا الہ الا اللہ۔ اللہ اکبر۔ ان چاروں میں سے جس کو تو پہلے شروع کر دے۔ اس میں تجھے نقصان نہیں ہوگا۔

دوسرا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ یہ کہ میں کہوں سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ لا الہ الا اللہ۔ اللہ اکبر یہ مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ پیارا ہے۔ جن پر کہ سورج طلوع کرتا ہے (یعنی ساری دنیا سے زیادہ پیارا ہے)

تیسرا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا۔ اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔

چوتھا

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَاْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص صبح کو بھی کہے اور شام ہونے کے وقت بھی کہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ کوئی شخص قیامت کے دن اس سے بہتر نہیں لائے گا۔ مگر وہ شخص جس نے اس جیسا ہی کہا۔ یا اس سے زیادہ مرتبہ کہا۔

پانچواں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو کلمے ہیں۔ جو زبان پر بڑے ہلکے ہیں۔ میزان (قیامت کے دن کی میزان) پر بھاری ہونگے۔ رحمٰن کو بڑے پیارے ہیں۔ (وہ کلمے یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

چھٹا

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَاَلَهٗ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهٖ كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ اَوْ يُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ رواہ مسلم

ترجمہ۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے۔ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھے پھر آپ نے فرمایا کیا تم میں سے ایک اس بات سے بھی عاجز ہے۔ کہ روزانہ ہزار نیکیاں کمالے۔

پھر آپ کے مجلسیوں میں سے ایک شخص نے آپؐ سے سوال کیا ہم میں سے ایک آدمی کس طرح ہزار نیکیاں حاصل کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا سو مرتبہ تسبیح کرے۔ (یعنی سو مرتبہ مثلاً سبحان اللہ کہے) پھر اس کے لئے ہزار نیکی لکھی جائے گی۔ یا اسے ہزار گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

ساتواں

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْکَلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَی اللّٰہُ لِمَلٰٓئِکَتِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ سب سے بہتر کلام کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ نے جو اپنے فرشتوں کے لئے چُن لی ہے۔ سبحان اللہ

گلدستہ مضامین قرآن کا تیسرا پھول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقط یہ ذمہ داری ہے کہ قرآن مجید کا پیغام مخلوقِ خدا کو پہنچا دیں

اس کے دو شواہد

پہلا

(وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ ۝)

سورہ رعد رکوع ۶ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور اگر ہم تجھے کوئی وعدہ دکھا دیں۔ جو ہم نے ان سے کیا ہے یا تجھے اُٹھا لیں سو تیرے ذمہ تو پہنچا دینا ہے۔ اور ہمارے ذمہ حساب لینا ہے۔

حاصل

یہی نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ فقط یہی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں تک اس کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ یعنی آپ ان احکام پر عمل کرانے کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

دوسرا

(فَذَکِّرْ قف اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ ط لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ ۝) سورہ الغاشیہ رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پس آپ نصیحت کیجئے۔ بیشک آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں۔

حاصل پھر وہی ہے

کہ حضور انورؐ کا کام بندوں تک پہنچا دینا ہے۔ آپ اس بات کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بندے اس کو اپنا دستور کیوں نہیں مانتے۔

ہاں انسانوں سے باز پرس ضرور ہوگی

کہ تم لوگوں نے میرے لئے دُنیا میں کیا کیا تھا۔ اس وقت بدعمل لوگ یہ عذر نہیں کر سکیں گے۔ کہ اے اللہ تیری طرف سے کسی ہادی نے ہمیں پیغام حق پہنچایا نہیں تھا۔

اس کی شہادت

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ ج تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ صلے فَاتَّخَذْتُمُوْھُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْھُمْ تَضْحَکُوْنَ ۝ اِنِّیْ جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا لا اَنَّھُمْ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝) سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جن کا (نیکیوں کا) پلہ ہلکا ہوگا تو وُہی یہ لوگ ہونگے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہونگے۔ ان کے مونہوں کو آگ جُھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہینگے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا اس میں پھٹکاڑے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اُڑائی۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے تمہیں میری یاد بھی بُھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج مَیں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا۔ کہ وُہی کامیاب ہوئے۔

عبرت

آج کل کے دور کا وہ بے دین مسلمان جو پابند شریعت اسلامی کے لوگوں کی صورتوں اور ان کے شریعت اسلامی کے مطابق لباسوں اور ان کی نمازوں پر مذاق اُڑاتا ہے۔ اور ان سچّے اور کھرے اور اصلی مسلمانوں پر طرح طرح کے توہین آمیز فقرے کستا ہے کہ یہ لوگ دقیانوسی ہیں۔ غیر مہذب ہیں۔ زمانہ کے ساتھ چلنا نہیں جانتے وغیرہ وغیرہ ایسے لوگوں کو میری گزشتہ سطور آنکھیں کھول کر پڑھنی چاہئیں۔ اور عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اور یقین کر لینا چاہئے۔ کہ یہ بیان شدہ منظر سامنے آنے والا ہے۔

اے موجودہ دور کے مسلمانو یاد رکھو

حق پرست علماء کرام رحمۃ للعالمین کی طرف سے نیابۃً تبلیغ حق کا فریضہ انجام دے رہے ہیں

حق پرست علماء کرام کا لفظ استعمال کرنے کی حکمت

مَیں نے جو عنوان سابق میں حق پرست علماء کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہونا ظاہر کیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کی دو قسمیں فرمائی ہیں۔ آپؐ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنِ الشَّرِّ وَسَلُوْنِیْ عَنِ الْخَیْرِ یَقُوْلُھَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شَرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ) رواہ الدارمی

ترجمہ۔ احوص بن حکیم سے روایت ہے۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کے متعلق سوال کیا۔ تب آپ نے فرمایا۔ مجھ سے شر کے متعلق مت پوچھو۔ اور مجھ سے خیر کے متعلق پوچھو۔ پھر فرمایا۔ خبردار شروں میں سے شر شریر علماء ہیں۔ اور تحقیق خیر میں سے خیر برگزیدہ علماء ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ علماء میں سے بعض شریر ہوتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ان شریر علماء کے دامن کے ساتھ کسی کی وابستگی ہوگئی تو قیامت کے دن جہاں وہ جائیں گے ان کے دامن سے وابستگان بھی وہیں جائیں گے۔ اور اگر کسی بارگاہِ الٰہی کے چیدہ اور برگزیدہ عالم کے دامن کے ساتھ وابستگی ہوگئی تو اسی قاعدے کے مطابق قیامت کے دن جہاں وہ جائیں گے ان کے دامن سے وابستگان بھی وہیں پہنچا دیئے

جائیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

شرار العلماء اور خیار العلماء کے پہچاننے کی کسوٹی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَأْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت پر بھی ویسا دور آئیگا۔ جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جس طرح جوتی کا ایک پاؤں دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری اُمّت میں بھی ایسا ہوگا۔ جو یہ کام کرے گا۔ اور تحقیق بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمّت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔ سوائے ایک فرقہ کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ جس طریقہ پر میں (ہوں) اور میرے صحابہ (کرام) ہیں۔

عوام اور علماء کرام کے لئے عبرت

مسلمانوں کے عوام اور ان کے علماء کرام کے لئے اس حدیث شریف میں عبرت ہے۔ مسند علماء کرام پر بیٹھنے والے حضرات کا یہ فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو ما انا علیہ واصحابی والا دین سکھائیں۔ اور اس دین کے دو حصّے ہیں۔ پہلا قرآن مجید اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام کا طریق کار۔ اور دوسرے مسلمانوں کا بھی یہ فرض ہے۔ کہ علماء کرام کو اس کسوٹی پر پرکھنے کے بعد ان کے سامنے زانوئے ادب تہ کریں۔ عوام کو اپنے علماء کرام سے یہ پوچھنے کا حق ہے۔ کہ حضرت جو دین آپ ہمیں سکھا رہے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو یہی دین سکھایا تھا۔ اس سوال کے جواب میں اصلی اور نقلی۔ کھرے اور کھوٹے دین میں ذرا عوام کو بھی تمیز حاصل ہو جائیگی۔ کیونکہ اس سوال کے جواب میں علماء کرام کو صحیح جواب خواہ مخواہ دینا پڑیگا۔

اور اگر انہوں نے غلط جواب دیا

کہ جو دین رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں تھا۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کہہ کر پیش کیا۔ تو وہ خود مجرم ہوکر دوزخ میں جائیں گے۔ اس فیصلے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ؟

ترجمہ۔ جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا۔ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔

انشاء اللہ تعالےٰ اس وعید کے ہوتے ہوئے کوئی عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح جھوٹ نہیں بولے گا۔

گلدستۂ مضامین میں قرآن کا چوتھا پھول اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے لوگ ہی قرآن مجید سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں

(نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَا اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِجَبَّارٍ فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۝)

سورہ ق رکوع ۳ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ ہم جانتے ہیں۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ اور آپ ان پر کچھ زبردستی کرنے والے نہیں۔ پھر آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجئے۔ جو میرے عذاب سے ڈرتا ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جن لوگوں کے دل میں اللہ تعالےٰ کا ڈر ہے۔ وہ اس قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنائیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم

فطرتِ انسانی

کا اصلی تقاضا تو یہ ہے کہ جو اس کے دل میں آئے وہی کرے۔ اور کسی غیر کا محکوم نہ ہونے پائے۔ تاکہ فطری آزادی میں خلل نہ آئے۔ مگر چونکہ اللہ تعالےٰ اس کا بنانے والا ہے۔ اس لئے اسے اس کی فطرت کا پورا اندازہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں ایک کمزوری کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا

(خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ط)

سورہ الانبیاء رکوع ۳ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ آدمی جلد باز بنایا گیا ہے۔

اور جلد باز آدمی غیر مآل اندیش ہوتا ہے۔ جلد بازی میں بے سوچے سمجھے وہ کام کر بیٹھتا ہے جو آگے چل کر اس کے لئے تباہی کا باعث بن جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی راہنمائی کا ذمہ خود اُٹھا لیا ہے۔ چنانچہ سورۃ اللیل پارہ ۳۰ میں ارشاد ہے۔

(اِنَّ عَلَیْنَا لَلْھُدٰی ۝)

ترجمہ۔ بیشک ہمارے ذمہ راہ دکھانا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی کا مکمل دستور

قرآن مجید ہی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

(اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ) الآیہ

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔

اب وہ لوگ اس قرآن مجید کو اپنا لازمی دستور العمل بنائیں گے۔ جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم

گلدستۂ مضامین قرآن کا پانچواں پھول قرآن مجید کو اپنا دستور العمل نہ بنانے والوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں شکایت

(وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ۝) سورہ الفرقان رکوع ۳ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور رسول کہے گا۔ اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اس قرآن مجید کو ہر طرح سے دستور العمل بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ قیامت کے دن خدانخواستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے خلاف عدالت الٰہیہ میں دعویٰ دائر نہ کرنے پائیں۔

گلدستۂ مضامین قرآن کا چھٹا پھول قرآن مجید میں امراضِ روحانی سے شفا ہے اور قرآن مجید خدا تعالےٰ کی رحمت کو کھینچ کر لانے والا ہے

(وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ لا وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں اور ظالموں کو اس سے اور زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔

نتیجہ بالکل واضح ہے

کہ قرآن مجید میں امراضِ روحانی کے لئے شفا ہے۔ جو شخص اسے غور سے پڑھے۔ اس کے دل میں نہ شرک رہے گا اور نہ کفر۔ اور نہ نفاق اعتقادی رہیگا۔ غرضیکہ اس کی برکت سے انسان روحانی امراض سے شفا پاتا جائیگا۔ حتیٰ کہ بالکل ہی روحانی امراض سے شفایاب ہوجائے گا۔ اللھم اجعلنا منھم۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یّشاء الیٰ صراط المستقیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۵ر شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ مطابق ۶ر مارچ ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برکتوں والے مبارک مہینے کی آمد

جس میں قرآن مجید نازل ہوا تھا

(شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۚ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ - رمضان کا وہ مہینہ ہے - جس میں قرآن اُتارا گیا - جو لوگوں کے واسطے راہنما ہے - اور ہدایت کی روشن دلیلیں - اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے - سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے - تو اس کے روزے رکھے - اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو - تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے - اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے - اور تم پر تنگی نہیں چاہتا - اور تاکہ تم گنتی پوری کرلو - اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو - اس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت دی - اور تاکہ تم شکر کرو -

خصوصی شرف

سال کے بارہ مہینے شمار کئے جاتے ہیں - ان بارہ مہینوں کے عربی میں یہ نام محرم - صفر - ربیع الاوّل - ربیع الثانی - جمادی الاوّل - جمادی الثانی - رجب - شعبان - رمضان - شوال - ذیقعد - ذی الحجہ - ان بارہ مہینوں میں سے اللہ تعالےٰ نے رمضان المبارک کو بہت سی خوبیاں عطا فرمائی ہیں - جن میں سے ایک یہ ہے - کہ اس مہینہ میں قرآن مجید نازل ہُوا ہے -

نزول قرآن مجید سے کیا مراد ہے

حاشیہ شیخ الاسلام

"حدیث میں آیا ہے کہ صحف ابراہیمی اور تورات اور انجیل سب کا نزول رمضان ہی میں ہُوا ہے - اور قرآن شریف بھی رمضان کی چوبیسویں رات میں لوح محفوظ سے اول آسمان پر سب ایک ساتھ بھیجا گیا - پھر تھوڑا تھوڑا کرکے مناسب احوال آپ پر نازل ہوتا رہا - اور ہر رمضان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن مجید کے ساتھ اس کی مناسبت اور خصوصیت خوب ظاہر ہوگئی - اس لئے اس مہینے میں تراویح مقرر ہُوئی - پس قرآن کی خدمت اسی مہینے میں خوب اہتمام سے کرنی چاہیئے - کہ اسی واسطے مقرر اور معین ہُوا ہے -"

دُوسری ہُدًی للناس

ترجمہ - جو لوگوں کے لئے راہ نما ہے - مَیں احباب کرام سے عرض کیا کرتا ہوں کہ جب قرآن مجید راہنما یعنی راستہ دکھانے والا ہے تو اس کے معنی سمجھنے کے بعد انسان کے دل میں خود بخود یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کسی راہرو یعنی راستہ چلتے مسافر کے لئے ہی راہنما ہوگا - پھر غور کرنے سے یہی فیصلہ عقل میں آتا ہے کہ راہرو کلمہ گو مسلمان ہے - پھر یہ خیال بھی فوراً ہر عقلمند کے دل میں آئے گا - کہ راہنما تو ہُوا قرآن اور راہرو ہوا مسلمان - اس راہ رو (مسلمان) کی منزل مقصود کون سی ہے - جہاں یہ مسافر پہنچنا چاہتا ہے - وہ منزل مقصود ہے دربار رحمٰن - اللّٰھم اجعلنا منھم اس تفصیل کے معلوم ہونے کے بعد

ہر مسلمان کا فرض

ہے کہ اس راہنما کو ہر وقت اپنے پیش نظر رکھے - اور زندگی کا ہر لمحہ اس کی راہنمائی میں بسر کرے - تا آنکہ پیغام موت آئے - اگر بالفرض اپنے اندر اتنی استعداد نہیں ہے - کہ ہر وقت اور ہر معاملہ میں قرآن مجید سے استصواب رائے کرسکے - تو پھر ایسے عالم سے وابستہ ہو جائے - جو خود قرآن شریف کی روشنی میں چلتا نظر آئے - اور دوسرے احباب کو بھی اسی کی روشنی میں چلانے کی صلاحیت رکھتا ہو انشاء اللہ تعالےٰ اس طریقہ پر زندگی بسر کرنے سے اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے یقین کامل ہے - کہ اس شخص کا خاتمہ ایمان کامل پر ہوگا - اور مرنے کے بعد قبر بہشت کا باغ بن جائیگی اللّٰھم اجعلنا منھم

تیسری بیّنٰت من الھدیٰ

اور (قرآن مجید میں ہدایت کی) روشن دلیلیں ہیں - مذکورۃ الصدر آیت میں قرآن مجید کی دوسری صفت بیان کی گئی ہے - ترجمہ میں "روشن دلیلیں" کا لفظ ذکر کیا گیا ہے - روشنی کے مقابلہ میں دُنیا کی اصطلاح میں اندھیرے کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے - اور قاعدہ یہ ہے - کہ راستہ میں اگر مکمل روشنی ہو تو انسان بآسانی صحیح راستہ پر چلتا جائے گا - اور بھٹک نہیں سکے گا - اگر راستہ میں روشنی نہ ہوتی - تو مسافر کے بھٹک جانے کا منٹ منٹ میں خطرہ تھا - لہٰذا قرآن مجید کی اس صفت کا حاصل یہ نکلا - کہ جو شخص بھی اپنی زندگی میں اس کو راہنما بنالے گا - وہ کبھی گمراہ نہیں ہوسکتا - اور سیدھا دربار الٰہی میں پہنچ جائے گا - اللّٰھم اجعلنا منھم

چوتھی "والفرقان"

اس آیت میں قرآن مجید کی تیسری صفت "فرقان" بیان کی گئی ہے - جس کا ترجمہ "حق و باطل میں فرق کرنیوالا ہے" حق اور باطل کا مطلب یہ ہے - کہ جو چیز اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق ہے - وہ حق ہے - اور جو چیز اللہ تعالیٰ کی

مرضی کے خلاف ہے

وہ باطل ہے - اب اللہ تعالےٰ کی مرضی یا نامرضی بتلانے والا آسمان سے نازل شدہ اس وقت سطح دُنیا پر فقط قرآن مجید ہی

ہے۔ اب جو شخص قرآن مجید کی راہنمائی کے مطابق حق پر چلے گا وہ حق پرست کہلائے گا۔ ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد دنیا میں بھی شامل حال ہوگی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رضاء الٰہی کے باعث اس کے دل میں اطمینان اور سکون ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کے ساتھ جو سلوک بھی ہوگا اس میں محبوب کی رضا سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے راضی رہے گا انشاء اللہ تعالےٰ ایسے شخص کا خاتمہ ایمان کامل پر ہوگا۔ اور اس کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔ بخلاف اس کے جو شخص قرآن مجید کی راہنمائی کے باوجود اس کی مخالفت کرے گا۔ وہ باطل پرست کہلائے گا۔ ایسے شخص کو دنیا کی زندگی میں بھی دل کا چین ہرگز نصیب نہیں ہوگا۔ خواہ دولت کے لحاظ سے کروڑ پتی کیوں نہ ہو۔ اور زمینداری کے لحاظ سے نواب صاحب کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں صاف اعلان ہے (وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا)

سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر (قرآن) سے منہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ یعنی باوجود مال اور اولاد کی بہتات کے چین نصیب نہیں ہوگا۔

قرآن مجید میں اس کی شہادت

(قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۷ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور ان کے خرچ کے قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے۔ اور نمازیں سست ہو کر آتے ہیں۔ اور ناخوش ہو کر خرچ کرتے ہیں۔ سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے۔ اور کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکلیں۔

پانچویں مبارک

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی پانچویں صفت اس کا مبارک ہونا بیان فرمائی ہے۔ اس کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱۵ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے۔ جو اس سے پہلے تھیں۔ اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس آیت کی مختصر تفسیر

اس آیت مبارکہ میں پہلی چیز یہ فرمائی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو نازل فرمایا ہے۔ آج سطح دنیا پر کسی قوم کے ہاتھ میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے۔ جس میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ اعلان ہو کہ میں نے اس کو نازل فرمایا ہے۔ امت محمدیہ کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ اس کے پاس اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ آسمانی کتاب موجود ہے۔ دوسری چیز یہ ہے۔ کہ اس مقدس صحیفے کو بابرکت فرمایا گیا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ انسان کو دو قسم کی برکتوں کی ضرورت ہے۔ نمبر اول دنیاوی حاجتوں میں برکت کا محتاج ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ میں یقین سے کہتا ہوں۔ کہ اس مقدس قرآن کی بھی بڑی برکتیں ہیں۔ مثلاً ایک شخص کسی مسجد میں بیٹھ کر محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دنیا کے تمام وسائل سے قطع تعلق کر کے بیٹھ جائے۔ اور مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں کو فقط ناظرہ قرآن مجید پڑھانا شروع کر دے۔ اور نہ کسی سے طمع رکھے۔ اور نہ کسی سے مانگے۔ یہ ممکن ہے کہ ابتداءً آزمائش کے طور پر فاقوں تک بھی نوبت آئے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس امتحان میں کامیاب ہوگیا۔ تو پھر خدا تعالےٰ کے فضل سے وسعت رزق کے دروازے کھل جائینگے۔ اور بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی اس شخص کی خدمت کے لئے ملائک سائل مامور کر دیئے جائیں گے۔ کیونکہ وہ پاک ہستیاں اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہیں۔ اس لئے ان سے پردہ بھی نہیں ہے۔ اس لئے وہ اس اللہ تعالےٰ کے بندے کے گھر میں پتہ بھی لگا سکتے ہیں۔ کہ آج اس شخص کے گھر میں کس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ پھر جس شخص کو اس کی خدمت کا اہل سمجھیں گے۔ اس کے دل میں جا کر یہ خیال ڈالیں گے۔ کہ چلو فلاں شخص کے گھر میں فلاں چیز جا کر دے آؤ۔ اسی طرح پر خدا تعالےٰ پر بھروسہ کر کے اللہ تعالےٰ کے قرآن پاک کی خدمت کرنے والوں کی ضروریتیں تا دم زیست پوری ہوتی رہیں گی۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ بشرطیکہ آدمی ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر سارا دن سویا نہ رہے۔ بلکہ خدا داد قوتوں کو اللہ تعالےٰ کی کتاب پاک کی اشاعت میں صرف کر دے۔ پھر اللہ تعالےٰ اس کو رزق پہنچانے کا خود ذمہ لے لیتا ہے۔ اسی چیز کا

اعلان

قرآن مجید میں موجود ہے۔ ارشاد ملاحظہ ہو۔

(وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ) الآیہ سورہ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے۔ اور اسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ سو وہی اس کو کافی ہے۔

یہ نعمت اولیائے کرام کے دروازہ سے ملتی ہے

برادران اسلام۔ یقین کیجئے کہ یہ نعمت جو اوپر عرض کر چکا ہوں۔ کہ ظاہری وسائل رزق سے قطع تعلق کر کے فقط اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کر کے قرآن مجید کی اشاعت کرے میں دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ اولیائے کرام کے دروازے سے یہ موتی ملا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اولیائے کرام کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اور جو زندہ ہیں۔ ان کے نفوس قدسیہ کو تا دیر سلامت رکھے۔ تاکہ اپنی توجہ کی برکت سے مخلوق خدا کو

ماسوٰی اللہ سے توڑ کر ان کا عبدیت کا رشتہ خدا تعالےٰ سے جوڑتے ہیں۔ اللھم اجعلنا من اتباعھم۔

برادرانِ اسلام

یاد رکھئے۔ علماء کرام تو دین پڑھاتے ہیں اور اولیائے کرام اسی دین الٰہی کی روشنی میں خلق خدا کو ماسوٰی اللہ سے توڑتے ہیں۔ اور ایک خدا تعالےٰ سے جا جوڑتے ہیں۔ یہ دونوں مقدس گروہ اپنے اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں۔ بقول شخصے ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل آں را در دلے انداختند

ہاں ایک اور چیز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے بعض حضرات کو اللہ تعالےٰ جامعیت کا شرف بھی عطا فرماتا ہے۔ کہ وہ حضرات اپنی علمی قابلیت کے لحاظ سے اپنے متعلقین کو کتاب و سُنّت کا علمی پیغام بھی پہنچاتے اور ذہن نشین کراتے ہیں۔ اور اپنے متعلقین کی باطن کی اصلاح بھی فرماتے ہیں۔ اسی قسم کے جامع حضرات ہر دَور میں اللہ تعالےٰ پیدا کرتا رہتا ہے۔ اسی مقدس گروہ کے ایک فرد کامل ہمارے اس دَور میں امام الصالحین والمجاہدین والمحدثین حضرت مولانا و مقتدانا حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ خوش نصیب ہیں وہ انسان جو حضرت مولانا مرحوم سے دونوں قسم کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ ان کے خدام میں سے جو درجۂ کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔ انہیں حضرت مولانا مرحوم کا صحیح معنی میں خلف الرشید بنائے۔ اور حضرت ممدوح کے فیوض کو آئندہ آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

چھٹی

(اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔ اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

حاصل۔ اس آیت سے دو چیزیں ثابت ہوئیں پہلی یہ کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کے دربار تک پہنچنے کے لئے سب سے سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔ لہٰذا جس شخص کے دل میں یہ یقین ہو کہ میں نے دربارِ الٰہی میں حاضر ہونا ہے۔ تو اس کے لئے قرآن کی تابعداری کے سوا چارۂ کار نہیں ہے۔ اللھم اجعلنا منھم دوسری یہ کہ اس راستہ پر چلنے والوں کے لئے خوشخبری دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں سے انہیں بہت بڑا اجر ملے گا۔ جس اجر کو اللہ تعالےٰ بھی اجر کبیر فرما رہا ہے۔ انسان اس اجر کا دُنیا میں رہتے ہوئے اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔

ساتویں

(وَمَا تَسْئَلُھُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ ط اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ ۝) سورہ یوسف رکوع ۱۱ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور آپ اس پر ان سے کوئی مزدوری بھی تو نہیں مانگتے۔ یہ تو صرف تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید تمام جہان والوں کی نصیحت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ نصیحت کے معنی خیر خواہی کے ہیں۔ لہٰذا جو شخص اس چیز کو نہ مانے۔ جو رب العالمین نے اس کی خیر خواہی کے لئے لوح محفوظ سے اُٹھا کر بھیجی ہے اُس شخص سے بڑھ کر بھی دُنیا میں کوئی بد نصیب ہو سکتا ہے اللھم لا تجعلنا منھم۔

آٹھویں اور نویں

(قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید کو اس آیت میں دو لقبوں سے ملقب فرمایا ہے۔ ایک نور اور دوسرا مبین۔ لہٰذا فیصلہ یہ ہے کہ جس انسان نے اللہ تعالےٰ سے بندگی کا معاملہ درست کرنا ہو تو وہ قرآن مجید کی روشنی میں درست کر سکتا ہے۔ اور جس شخص کو ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو۔ جو بالکل واضح اور عام فہم ہو۔ جس کی تعلیم میں کوئی پیچیدگی نہ ہو۔ اور معمولی سے معمولی استعداد والا انسان بھی اگر عربی دان ہے تو اس کی عبارت ہی سُن کر اور اگر غیر عربی دان ہے۔ تو اس کا ترجمہ سُن کر ہی اللہ تعالےٰ کی مراد کو سمجھ سکتا ہے۔ تو ایسی کتاب دُنیا کی سطح پر فقط قرآن مجید ہے۔ ایسی عام فہم کتاب کے ہوتے ہوئے بھی جو انسان اس کی تابعداری نہ کرے۔ اور جو کہ اس بات کی ذمہ دار ہو کہ اپنی توفیق کے مطابق اس پر عمل کرے۔ تو دوزخ سے بچ جائے۔ اور رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل کر کے ابدالآباد کے لئے بہشت میں جا پہنچے۔ اور پھر کہلائے بھی مسلمان میرا خیال تو یہ ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی بد نصیب آدمی نہیں ہوگا۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دسویں گیارھویں بارھویں

(یَھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ اور (اس قرآن کے ذریعہ سے) سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو۔ اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

حاصل

اس آیت میں قرآن مجید کی تین خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی۔ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذوق رکھنے والوں کو سلامتی کے راستے سجھاتا ہے۔ اور اخلاقی۔ معاشرتی۔ تمدنی۔ اقتصادی۔ سیاسی غرضیکہ ہر شعبۂ حیات میں ایسی راہ نمائی کرتا ہے۔ جس سے انسان کو ہر موقعہ پر سلامتی ہی سلامتی نصیب ہو۔ دوسری۔ ہر شعبۂ حیات میں خواہ اخلاقی ہو یا معاشرتی۔ اقتصادی ہو یا سیاسی۔ ناکامی اور نامرادی کے گڑھے میں گرنے سے بچا لیتا ہے۔ تیسری۔ ہر شعبۂ حیات میں کج فہمی اور کج روی سے بچا کر سیدھے راستہ پر اپنے متبع کو لے جاتا ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

بدنصیب انسان

ہیں۔ وہ انسان جو ان بارہ خوبیوں والی کتاب پر ایمان نہ لائیں۔ یا ایمان لانے

کے بعد اس کی راہنمائی سے فائدہ نہ اٹھائیں - اور ہلاکت کے مندرجہ ذیل گڑھے میں جا گریں -

اس دعویٰ کی تائید

میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ملاحظہ ہو -

(وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ - اور جو میرے ذکر (یعنی قرآن مجید) سے مُنہ پھیرے گا - تو اس کی (دُنیا کی) زندگی بھی تنگ ہوگی - اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اُٹھائیں گے - کہیگا - اے میرے تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا - حالانکہ میں (دُنیا میں) بینا تھا - فرمائے گا - اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں - پھر تو نے انہیں بُھلا دیا تھا - اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے -

مذکورۃ الصدر آیات کی تصویر کا دُوسرا رُخ ملاحظہ ہو

خوش نصیب انسان

سیّد المرسلین خاتم النبیّین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد خوش نصیب وہ انسان ہونگے جو قرآن مجید کی طرف اس طرح متوجہ ہوں - جس طرح شدّت پر مکھیاں فریفتہ ہو کر آتی ہیں - اس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ اللہ تعالےٰ کی مدد اُنکے شامل حال ہوگی - اور ان کی دُنیا کی زندگی خوشگوار گزرے گی - جن کی خوشگواری کا اندازہ ایک مردودِ بارگاہ الٰہی ہونے والا انسان لگا ہی نہیں سکتا - اور یہ لوگ قیامت کے دن اندھے ہو کر نہیں اُٹھیں گے بلکہ ان کی بینائی بالکل سالم ہوگی اور قیامت کے تمام مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے - ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے محروم نہیں کرے گا - اللّٰھم اجعلنا منھم

پھر نہ کہنا

اے قرآن مجید سے روگردانی کرنے والے مسلمانو - پھر نہ کہنا - کہ ہمیں دُنیا کی زندگی میں ان قیامت کے دن پیش آنے والے حالات سے اطلاع نہیں دی گئی تھی - وما علینا الا البلاغ -

دُنیا کی زندگی میں قرآن مجید کو نظر انداز کرنے والوں کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا دعوےٰ

(وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۗ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝)

سورہ الفرقان رکوع ۳ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا - کہے گا - اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا - ہائے میری شامت میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا - اسی نے تو نصیحت کے آنے کے بعد مجھے بہکا دیا - اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہی ہے - اور رسول کہے گا - اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا -

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کی تعلیم سے روگردانی کرنے والے ظالموں کی قیامت کے دن آنکھ کھلے گی - اس دن حسرت کر کے یہ کہے گا - کاش میں دُنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ساتھی ہو جاتا - اور فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بناتا - کیونکہ اسی نے تو مجھے گمراہ کر دیا تھا - حالانکہ میرے پاس اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیغام حق (یعنی قرآن) آچکا تھا - اور وہ شیطان جو دُنیا میں ان لوگوں کا یار غار تھا - وہ اپنے دوستوں کو چھوڑ کر الگ ہو جائیگا اپنے اندر قرآن مجید کی مخالفت کرنے کا احساس ہونے کے علاوہ اس کے ایسے لوگوں کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالےٰ کی عدالت میں دعوےٰ دائر کر دیں گے - کہ اے اللہ ان لوگوں نے دُنیا کی زندگی میں قرآن مجید کو اپنی ضروریاتِ زندگی میں سے بالکل نظر انداز کر دیا تھا

اب ایسے بدنصیبوں کی حالت کا اندازہ لگائیے

کہ جن کی شفاعت پر عذاب الٰہی سے بچنے کی کچھ امید تھی - وہ بھی ان بدنصیبوں کے دشمن ہو گئے - شفاعت تو بجائے خود رہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم خود ان کو سزا دلوانے کے لئے دعوےٰ دائر کر رہے ہیں

قرآن مجید کی مخالفت کرنے والوں کو قیامت کے دن خود بھی احساس ہوگا

اس کا ثبوت

(وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ ۝) سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا - تو کہے گا - اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا - اور میں نہ جانتا - کہ میرا حساب کیا ہے کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی - میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا - مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی (اللہ تعالےٰ کا حکم ہوگا) اسے پکڑو پھر اسے طوق پہنا دو - پھر اسے دوزخ میں ڈال دو - پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستّر گز ہے اسے جکڑ دو - بیشک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا - جو بڑا عظمت والا ہے - اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا - سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے - مگر زخموں کا دھوون - اسے سوائے گنہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا -

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے

جن آیات کا ترجمہ آپ سُن چکے ہیں - یہ سورۃ الحاقۃ کی ہیں - ان کے آگے چل کر قریب ہی یہ آیتیں آتی ہیں (اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝)

سورہ الحاقۃ رکوع ۲ پارہ ۲۹

ترجمہ - کہ بیشک یہ (قرآن) رسول کریم کی زبان سے نکلا ہے - اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں - (مگر) تم بہت ہی کم یقین کرتے ہو - اور نہ ہی کسی جادوگر کا قول ہے - تم بہت ہی کم غور کرتے ہو - وہ پروردگار کا نازل کیا ہوا ہے -

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو قرآن مجید کی پیش کردہ برکتوں سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کی برکت سے دُنیا کی زندگی خوشگوار گزر جائے۔ اور آخرت میں اس کی برکت سے جنّت الفردوس کا داخلہ نصیب ہو جائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

رمضان شریف کے مبارک مہینہ کے متعلق

ارشاداتِ نبویہ ملاحظہ ہوں

پہلا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جب رمضان (کا مہینہ) داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین بند کر دیئے جاتے ہیں ۳

دوسرا

عَنْ سھل بن سعد قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِنْھَا بَابٌ یُسَمّٰی الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ سہل بن سعد سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ریان ہے۔ اس میں سے فقط روزہ رکھنے والے داخل ہونگے۔

تیسرا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے۔ ایمان سے (یعنی سچ جانتا ہو شریعت کو اور رمضان کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہو) اور واسطے طلب ثواب کے (یعنی نہ لوگوں کے ڈر سے اور نہ سُنانے دکھانے کے لئے رکھا) اس کے پہلے گناہ سب بخش دیئے جائینگے۔ اور جو شخص لیلۃ القدر کو کھڑا ہُوا۔ ایمان سے اور واسطے طلب کرنے ثواب کے اس کے بھی پہلے گناہ سب معاف کر دیئے جائینگے۔

مجھے یقین کامل ہے کہ کوئی کھرا۔ سچا اور اصلی مسلمان

تو مغفرت کے ان اعلانات کو سُن کر غافل نہیں رہ سکتا۔ بلکہ ضرور ہی اتنی معمولی سی کوشش کی برکت سے اللہ تعالیٰ سے گزشتہ سب گناہ معاف کرانے کے لئے یقیناً کوشش کرے گا۔

وہ مسلمان بڑا ہی بدنصیب اور بدقسمت

ہوگا کہ شاہنشاہ حقیقی کے ان اعلانات کے ہوتے ہُوئے مغفرت کا ٹکٹ حاصل نہ کرے۔ اور جہنّم میں جانا منظور کرے۔ جس جہنّم کی آگ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا ہوا ہے۔ کہ دُنیا کی آگ تو ایک نمبرا گرم ہے۔ اور دوزخ کی آگ اس آگ سے انہتر ۶۹ حصّے زیادہ گرم ہے۔ تو گویا کہ دُنیا کی آگ کی تیزی ایک درجہ اور دوزخ کی آگ کی تیزی ستّر حصّہ ہو گئی۔

چوتھا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کے ہاں سے انسان کے ہر نیک عمل کا کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے۔ ہر نیکی کم از کم دس درجے پاتی ہے اور سات سو درجوں تک بھی اللہ تعالےٰ عمل کا اجر بڑھا کر دیتے ہیں (غرضیکہ ہر عمل کا اخلاص و للّٰہیّت اور اس کے منافع اور نتائج کے لحاظ سے اجر ملتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرا ہے اور مَیں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (بروایت دیگر مَیں ہی اس کا بدلہ ہوں) روزہ دار اپنی خواہشات نفسانی اور کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت حاصل ہوگی اور روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالےٰ کے ہاں مشک سے بھی بہتر ہے۔ اور روزہ شیطان کا وار روکنے کے لئے) ڈھال ہے۔ جس دن کسی کو روزہ ہو۔ عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے۔ اور بیہودہ شور و غل نہ مچائے۔ اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی کرے تو کہدے کہ مَیں روزہ دار ہوں (لیکن لڑائی نہ کرے) انتہیٰ

حکمت اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

ہر عمل صالح کی ایک جزائے خیر ہے۔ اور روزے کی جزاء ذات حق جلّ و علےٰ خود دیتا ہے (یا بنتا ہے) کیونکہ جب روزہ دار نے ان چیزوں کو رضاء الٰہی کے لئے چھوڑ دیا۔ جن پر اس کی زندگی کا دارومدار تھا۔ تو گویا اُس نے زندگی کو خیرباد کہہ کر خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا وصال پسند کیا۔ بارگاہِ الٰہی میں ہر عمل کی جزا اس کے مناسب حال ہُوا کرتی ہے۔ ایسے متوکل علی اللہ محب خدا کی جزا یہی ہو سکتی ہے کہ خدائے قدوس اسے تشفی دیں کہ جب تو میرا ہے تو مَیں تیرا ہوں۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن انسان کے لئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا۔ اے میرے رب! مَیں نے اسے دن کو کھانے اور خواہشات نفسانی سے روکا تھا۔ لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمائیے۔ اور قرآن کہے گا۔ مَیں نے اسے رات کو سونے سے روکا تھا۔ لہٰذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ پھر دونوں کی سفارش قبول کی جائیگی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

تعلق باللہ کے لحاظ سے انسانوں کی چند قسمیں پیش کرنا چاہتا ہوں - اُن میں سے بعض اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی ہیں - اور بعض مردودوں کی - مَیں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب پاک (قرآن مجید) کی روشنی میں ہمیں بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونے والوں کی فہرست میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے - اور جو کمزوریاں انسان کو دروازۂ الٰہی سے دُور ہٹاتی ہیں اللہ تعالےٰ اُن سے تائب ہونے کی توفیق عطا فرمائے - مثلاً فسق - نفاق - اعتقادی ہو یا عملی - شرک - کفر - اب ان امراض کی تشخیص قرآن شریف کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں - کہ مجھے اور میرے سب مسلمان بھائی بہنوں کو اُن گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے - جو دروازہ الٰہی سے ہٹانے والے ہیں - اور غضب الٰہی کو ہمارے خلاف بھڑکانے والے ہیں - آمین یا الٰہ العالمین -

امراضِ رُوحانی

شرک - کفر - نفاق - فسق مسلمانوں میں بے سمجھی کی بناء پر یہ امراض پائی جاتی ہیں اللہ تبارک تعالےٰ ان امراض روحانی پر قرآن شریف میں کافی تبصرہ فرماتا ہے اور ان امراض کے مہلکہ نتائج سے بھی آگاہ فرماتا ہے - مگر چونکہ مسلمان عام طور پر قرآن مجید کی تعلیم سے بے بہرہ ہے - اس لئے باوجود ان امراض میں مبتلا ہونے کے اپنے دل میں یہ خیال رکھتا ہے - کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے راضی ہے - اور مَیں اُس کے مقبول بندوں کی فہرست میں شامل ہوں - اللہ تعالےٰ کے ہاں انسان کے خیالات پر نجات کا مدار نہیں ہے - اُن کا تو جو اپنا ضابطہ ہے اُس نے تو انسان کے اعمال کو اپنے ضابطہ کے لحاظ سے پرکھنا ہے - چنانچہ

یہی بیماری یہود و نصاریٰ میں بھی تھی اس کا ثبوت

(وَقَالَتِ الْیَہُوْدُ وَالنَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ ط قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ط لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا ز وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ - اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں - کہدو پھر تمہارے گناہوں کے باعث وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے - بلکہ تم بھی اور مخلوقات کی طرح ایک آدمی ہو - جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے - اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے - اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے -

مطلب یہ ہے

کہ جس طرح یہود و نصاریٰ باوجود اللہ تعالےٰ کی شدید نافرمانیاں کرنے کے اپنے آپ کو مغفور مرحوم ہی سمجھتے تھے - اللہ تعالےٰ نے اُن کی اس غلط فہمی کو دُور کیا ہے - کہ اللہ کے قبضہ میں سب فیصلے ہیں - یہ ضروری نہیں ہے کہ تم اپنے آپ کو جو رُتبہ قربِ الٰہی کا دیدو - اللہ تعالےٰ کے ہاں بھی وُہی ہو

بعینہٖ

اسی قسم کی غلط فہمیاں مسلمانوں میں بھی موجود ہیں - کہ شرک جیسی بیماری میں جہالت کے باعث مبتلا ہونے کے باوجود اپنے متعلق خیال بھی کرتے ہیں - کہ ہم بارگاہ الٰہی میں مغفور و مرحوم ہیں -

اُن غلط فہمیوں میں سے ایک غلط فہمی اُن میں یہ بھی ہے کہ مصیبت کے وقت میں اللہ تعالےٰ کے سوا اُس کی مخلوقات میں سے کسی کو پکارتے ہیں - حالانکہ یہ چیز اللہ تعالےٰ کے ہاں سخت معیوب اور قابلِ گرفت ہے -

فقط اللہ تعالیٰ کو پکارنے کی تلقین

(وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ۝) سورہ المومن رکوع ۶ پارہ ۲۴

ترجمہ - اور تمہارے رب نے فرمایا ہے - مجھے پکارو - مَیں تمہاری دُعا قبول کرونگا - بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں - عنقریب وہ ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہونگے -

حاصل

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے - کہ اپنی حاجت روائی کے لئے جب اسباب تمہیں جواب دے دیں - تو فقط مجھے ہی پکارا کرو -

تاکید مزید

(وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۝)

سورہ الجن رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو -

باوجود

اس شدید مخالفت کے جہالت کے باعث مسلمانوں میں یہ چیز پائی جاتی ہے - کہ مصیبت کے وقت جب عاجز آجاتے ہیں تو غیر اللہ کو اپنی مصیبت دُور کرنے کے لئے پکارتے ہیں - اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں - کہ میرے تمام کلمہ گو بھائیوں کو ماسوٰی اللہ سے ہٹ کر ایک اللہ جل شانہٗ ہی کو اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنے کی توفیق عطا فرمائے - اور سب کی مشکلیں آسان فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین

میرے مسلمان بھائیوں کو اس بشارت کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے -

(اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ج فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ ۝)

سورہ یٰسٓ رکوع ۱ پارہ ۲۲

ترجمہ بے شک آپ اُسی کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے - اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے - پس خوشخبری دے - اُس کو بخشش اور اجر کی جو عزت والا ہے -

میری دلی آرزو

مَیں تہ دل سے بارگاہ الٰہی میں بسد عجز و نیاز

یہ آرزو پیش کرتا ہوں کہ اے اللہ میں تیری کتاب پاک اور تیرے رحمۃ للعالمین کے ارشادات میں سے جو چیز مسلمانوں کی خدمت میں پیش کروں۔ تو تُو انہیں ان ارشادات کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما آمین یا الٰہ العالمین۔

کفر کا ارتکاب

بعض اوقات مسلمان بے سمجھی کی بنا پر کفر کا ارتکاب بھی کر لیتا ہے۔ اور کفر کو کفر نہیں سمجھتا۔ حالانکہ قرآن مجید کی اصطلاح میں وہ کفر ہی ہوتا ہے۔ مثلاً تقسیم جائداد میں شرعی نقطۂ نگاہ سے جس شخص کو یا جس کے متعلقین کو کم حصّہ ملتا ہے۔ اور انگریز کے وقت میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے سے زیادہ حصّہ مل سکتا تھا۔ تو مجھے معلوم ہے کہ بعض مسلمان شریعتِ اسلامی کا صاف انکار کر رہے تھے۔ اور کہتے یہ تھے کہ ہم شریعت سے نہیں بلکہ عدالت سے فیصلہ کرائیں گے۔ حالانکہ یہ شریعت سے انکار کرنا صریح کفر تھا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہمیشہ شریعت کو رواج پر ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ نفاق اور فسق کے متعلق آئندہ کا نی تفصیل آ رہی ہے۔

بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونے والوں کے متعلق شہادتیں ملاحظہ ہوں

پہلی

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝) سورہ الانفال رکوع ۴ پارہ ۹

ترجمہ۔ ایمان والے وُہی ہیں۔ جب اللہ کا نام آئے تو اُن کے دل ڈر جائیں ۲ تو اُن کا ایمان زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچّے ایمان والے ہیں۔ اُن کے رب کے ہاں اُن کے لئے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے۔ اور عزّت کا رزق ہے۔

ایمان اور اسلام کے معنی

برادرانِ اسلام۔ قرآن مجید میں جب ایمان کا لفظ آتا ہے تو اُس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو دل سے مان جانا ہے۔ اور اسلام سے یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ احکامِ الٰہی کو عملی جامہ پہنانا

اس لحاظ سے

بعض اوقات آپ کو انسانوں میں ایسے نمونے ملیں گے جو مومن کہلانے کے حقدار تو ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو دل سے مانتے ہیں۔ مگر چونکہ اُن احکامِ الٰہی کو عملی جامہ نہیں پہناتے اس لئے انہیں مسلم نہیں کہا جا سکتا۔ ایسے لوگوں کو مومن تو کہا جاتا ہے اصطلاحِ شرع میں مسلم نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ ان کے حق میں مومن فاسق کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی احکامِ الٰہی کو دل سے ماننے والے اور عمل میں نہ لانے والے اور مذکورۃ الصدر آیات میں

مومن اور مسلم

کی جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔ پہلی جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آئے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔ دُوسری۔ جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں اُن پر پڑھی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ یعنی اُن آیات کو سُن کر ارادہ ہو جاتا ہے۔ کہ ان آیات پر بھی ہم ضرور عمل کریں گے۔ تیسری۔ ہر کام میں اگرچہ وہ کوشش تو خود کرتے ہیں مگر اُس کام میں کامیابی کی اُمید اللہ تعالیٰ کے فضل پر سمجھتے ہیں۔ چوتھی۔ جو باقاعدہ پنجوقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔ پانچویں۔ اللہ نے جو کچھ اُنہیں رزق دیا ہے اس میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ بارگاہِ الٰہی میں اصلی۔ کھرے اور سچّے مومن اور مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں کیونکہ ان کا باطن بھی رضا الٰہی کے تابع ہے۔ اور ظاہر بھی رضا الٰہی کے تابع ہے اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ نے ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (ترجمہ۔ یہی لوگ سچّے مسلمان ہیں) کا لقب عطا فرمایا ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔ اور انہی حضرات کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں درجے عطا فرمانے کا اعلان فرمایا ہے۔ اور مغفرت۔ اور عزت کا رزق دینے کا اعلان فرمایا ہے۔

دُوسری

(وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝) سورہ الانفال رکوع ۸ پارہ ۹

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور اپنے گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے۔ اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی۔ اور اُن کی مدد کی۔ وُہی سچّے مسلمان ہیں۔ اُن کے لئے بخشش اور عزّت کی روزی ہے۔

حاصل

اصلی۔ کھرے اور سچّے مومنوں کی مندرجہ ذیل صفتیں اس آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی جو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو دل سے مانتے ہیں۔ دوسری محض اللہ تعالیٰ کے دین کی تابعداری کے لحاظ سے اپنے وطن کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں آگئے ہیں تیسری۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں بھی جاتے ہیں۔ اُن کے علاوہ وہ لوگ جنہوں نے ان مہاجرین کو اپنے ہاں رہنے سہنے کے لئے جگہ عطا فرمائی ہے۔ یہ لوگ اصلی۔ کھرے اور سچّے مومن اور مسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورۃ الصدر صفاتِ حمیدہ کے باعث ان لوگوں کو مغفرت اور عزّت کا رزق دینے کا اعلان فرمایا ہے۔

تیسری

(قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ بے شک ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور

جو بیہودہ باتوں سے مُنہ موڑنے والے ہیں ۲ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر - اس لئے کہ اُن میں کوئی الزام نہیں - پس جو شخص اس کے علاوہ طلبگار ہو - تو وُہی حد سے نکلنے والے ہیں - اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں - اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں - وہی وارث ہیں - جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے - اور اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے -

ان آیات میں اصلی کھرے اور سچّے مومنوں کی صفات :-

پہلی - اللہ تعالےٰ ان کے ایمان کی خود بخود شہادت دے رہے ہیں - اور اُن کا ایمان کامل ہونے کی وجہ سے اُن کے عذابِ الٰہی سے رہائی کا اعلان فرما رہے ہیں -

دوسری - وہ لوگ اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہوتے ہیں - وہ یہ نہیں کرتے کہ ؎

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

تیسری - وہ تمام بیہودہ کاموں سے مُنہ موڑنے والے ہوتے ہیں - یعنی ایسے کام جن کے کرنے سے دُنیا میں بھی نقصان ہو - اور اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہو جائے -

چوتھی - اور وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض شدہ زکوٰۃ کو باقاعدہ ادا کرنے والے ہیں -

پانچویں - اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں - سوائے اپنی بیویوں کے اور لونڈیوں کے اور کسی عورت سے راہ و رسم نہیں رکھتے -

چھٹی - جو لوگ امانتوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں -

ساتویں - اپنے وعدے کا لحاظ رکھنے والے ہیں -

آٹھویں - پانچوں نمازیں باقاعدہ وقت پر ادا کرتے ہیں -

ان صفات سے متصف ہونے والے جنّت الفردوس کے وارث ہوں گے - اللّٰھم اجعلنا منھم -

اصلی اور کھرے منافق نفاق اعتقادی والے اور اس کے نتائج

وَبَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ۝) سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

ترجمہ - منافقوں کو تو خوشخبری سُنا دے - کہ اُن کے واسطے دردناک عذاب ہے - وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں - کیا ان کے ہاں عزت چاہتے ہیں - سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے - اور اللہ نے تم پر قرآن میں حکم فرمایا ہے - کہ جب اللہ کی آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا ہو - تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھو - یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوں - ورنہ تم بھی اُنہی جیسے ہو جاؤ گے اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے -

منافقین کے امراض

جن امراض روحانی کی بناء پر اللہ تعالےٰ اُن سے ناراض ہے - وہ یہ ہیں پہلی - کہ مومنوں کی بجائے کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں -

دوسری - کافروں سے دوستانہ راہ و رسم رکھ کر اُن سے عزّت حاصل کرنا چاہتے ہیں - ان منافقوں کی سزا یہ ہوگی - کہ قیامت کے دن یہ کفار کے ساتھ دوزخ میں اکٹھے ہو جائیں گے - اللّٰھم لاتجعلنا منھم

منافقین کی غلط پالیسی

(اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۣ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ - منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں - اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں - تو سُست بن کر کھڑے ہوتے ہیں - لوگوں کو دکھاتے ہیں - اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں - کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں - نہ پورے اس طرف ہیں - اور نہ پورے اس طرف - اور جسے اللہ گمراہ کردے - تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہیں پائیگا -

غلط پالیسی کی تشریح

۱ - منافقین اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں - اور دوستانہ تعلقات اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے رکھتے ہیں - اس لحاظ سے بظاہر وہ مسلمانوں سے ملے جُلے رہتے ہیں - اور دل میں کفار کی حمایت کا جذبہ رکھتے ہیں - اپنے زعمِ باطل میں اس غلط پالیسی سے خُدا تعالےٰ کو دھوکہ دے رہے ہیں -

۲ - چونکہ وہ دل سے مومن نہیں ہیں - اس لئے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرنے کے لئے نماز پڑھتے ہیں - چونکہ نماز میں رضاالٰہی مطلوب نہیں ہے - اس لئے ان کو نہ توجہ الی اللہ حاصل ہوتی ہے اور نہ کوئی نماز میں لطف آتا ہے - بلکہ بدن پر سُستی طاری ہوتی ہے - اور لوگوں کو دکھلانے کے لئے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں - اور چونکہ محض مسلمانوں کو دکھلانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں - اس لئے نماز میں بہت کم اللہ تعالےٰ کا نام لیتے ہیں - جو لوگ اپنی کمزوری کے باعث نہ مسلمانوں کی طرف پکے ہیں - نہ دشمنانِ اسلام کی طرف پکے ہیں - کیونکہ ظاہر اُن کا مسلمانوں کے ساتھ ہے - اور باطن دشمنانِ اسلام کے ساتھ ہے - اگر اُنہوں نے اپنے آپ کو اس گڑھے سے مرتے دم تک نہ نکالا تو ان کا یہی حال رہے گا - کبھی مسلمانوں کی طرف آ گئے - اور کبھی کسی لالچ کی بنا پر کفار کی طرف چلے گئے -

اس قسم کے بدنصیبوں کی سزا کا ذکر

(اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ - بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے - اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا -

حاصل

ان بدنصیب منافقوں کی سزا یہ ہے کہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ان کو رکھا جائے گا - اور انہیں کوئی مددگار نہیں ملنے پائے گا -

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ ان کی سزا کا حکم

(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ

۲ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْٓا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی اُنہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے اُن پر لعنت کی ہے۔ اور اُن کے لئے دائمی عذاب ہے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے طاقت میں زیادہ تھے۔ اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے حصّہ سے فائدہ اُٹھا گئے۔ اور تم بھی اُنہیں کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔ اور وُہی نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

حاصل

منافقین کی سزا جو مذکورۃ الصدر آیات میں بیان کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے۔

۱۔ کہ دوزخ میں داخل کئے جائینگے۔ ۲۔ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں ہی رہیں گے۔ ۳۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر لعنت کی ہے۔ ۴۔ اور ان کے متعلق دائمی عذاب کا فیصلہ کیا ہے۔ ۵۔ ان کے اعمال کی بارگاہِ الٰہی میں کوئی قیمت نہیں ہے۔ اور نہ آخرت میں کوئی قیمت ہو گی۔ ۶۔ یہ لوگ دُنیا میں آکر خسارے ہی میں رہے۔

مومن فاسق کا ذکر

ایمان لانے والوں کی بھی بارگاہ الٰہی میں دو قسمیں ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ لوگ اللہ تعالےٰ اور اُس کے ہر حکم کو دل سے مانتے ہیں اور جو حکم ملے اُس کی عملاً حسبِ توفیق تعمیل بھی کرتے ہیں۔ دُوسری قسم مومنوں کی وُہ ہے جس کا بیان آگے آتا ہے۔ ایمان لانے کے وقت تو سب کچھ مان جاتے ہیں۔ لیکن عمل کرنے کے وقت اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ انہی لوگوں کو مومن فاسق کہا جاتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَاۗءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۚ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۚ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۙ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

سورہ المائدہ رکوع ۱۴ پارہ ۶

ترجمہ۔ اور جب موسےٰؑ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اُوپر یاد کرو۔ جبکہ تم میں نبی پیدا کئے۔ اور تمہیں بادشاہ بنایا۔ اور تمہیں وہ دیا۔ جو جہان میں کسی کو نہ دیا تھا۔ اے میری قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ۔ جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دی ہے۔ اور پیچھے نہ ہٹو۔ ورنہ نقصان میں جا پڑو گے۔ انہوں نے کہا۔ اے موسےٰؑ بے شک وہاں ایک زبردست قوم ہے۔ اور ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ پھر اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہونگے۔ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے دو مردوں نے کہا جن پر اللہ کا فضل تھا۔ کہ اُن پر حملہ کر کے دروازہ میں گھس جاؤ۔ پھر جب تم اس میں گھس جاؤ گے۔ تو تم ہی غالب ہو گے۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اگر تم ایماندار ہو۔ کہا۔ اے موسےٰ۔ ہم کبھی بھی وہاں داخل نہیں ہونگے۔ جب تک کہ وہ اس میں ہیں۔ سو تو اور تیرا رب جائے۔ اور تم دونوں لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ موسےٰؑ نے کہا۔ کہ اے میرے رب میرے اختیار میں تو سوائے میری جان اور میرے بھائی کے اور کوئی نہیں۔ سو ہمارے درمیان اور اس نافرمان قوم کے درمیان جُدائی ڈال دے۔

حاصل

حضرت موسےٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم میں سے جو فاسق لوگ تھے۔ اُن کا واقعہ جس میں مسلمانوں کے لئے عبرت ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ پہلی قوموں کے واقعات آپؐ کی اُمّت کو عبرت حاصل کرنے کے لئے سُنائے جاتے ہیں۔

تذکیر بآلاءِ اللہ کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا ایک ارشاد

حضرت موسےٰؑ اپنی قوم کو پہلے اللہ تعالےٰ کے بعض احسانات جتلاتے ہیں۔ جو ان کی قوم پر تھے۔ اُس کے اور بحیثیت پیغمبر خدا ہونے کے اُن کو ایک حکم دیتے ہیں۔ جس حکم کی تعمیل نہ کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کو فاسق کا لقب دیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اپنی اُمّت سے فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا وہ احسان یاد کرو۔ کہ تمہاری قوم ہی میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض اکابر کو عہدہ جلیلہ نبوت عطا فرمایا تھا۔ جو قرب الی اللہ کا انسان کے لئے ایک انتہائی مقام ہے۔ اور تمہارے ہی بعض اکابر کو بادشاہ بھی بنایا تھا۔ جو دُنیاداری کے لحاظ سے انتہائی اعزاز کا مقام ہے۔ اور اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے تمہارے اکابر پر اور بھی احسانات ہیں۔ جو جہان والوں میں سے کسی پر نہیں ہوئے تھے۔ لہٰذا ایسے محسن حقیقی اور پھر معبود حقیقی جو اللہ جلّ شانہٗ ہے۔ اُس کی طرف سے جو حکم اس کا پیغمبر ہونے کے لحاظ سے تمہیں دے۔ تم اسے مان جاؤ۔ اور وہ حکم یہ تھا۔ کہ جو سرزمین شام تمہارے اسلاف کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے بود و باش کے لئے عطا فرمائی تھی۔ جس پر آج کل قوم عمالقہ مسلط ہے۔ اُس پر حملہ کر کے غاصب قوم کو وہاں سے نکال دو۔ اور خود اپنی آبائی جائداد پر قابض ہو جاؤ۔ اور بُزدلی کر کے مصر واپس جانے کا خیال چھوڑ دو۔ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ موسےٰ علیہ السلام کی اس ہمّت افزائی کے باوجود اُنہوں نے قوم عمالقہ کے ساتھ جہاد کرنے سے جی چُرایا۔ اور عذر یہ پیش کیا۔ کہ وہ قوم بڑی ہی زبردست ہے۔ ہم اُس کے مقابلے میں ہرگز جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ خود بخود مُلک چھوڑ کر نکل جائیں۔ تو ہم اس سرزمین شام میں داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔

یہی حکم عدولی اُن کا فسق تھا۔ جس پر اللہ تعالےٰ نے فاسق کا لقب دیا ہے۔ فاسق پیغمبر کی نبوّت کا انکار نہیں کرتا۔ البتہ اس کے حکم کی تعمیل کرنے سے جی چراتا ہے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ میرے مسلمان بھائیوں کو فسق کی رُوحانی بیماری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

ہم نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصّہ سے فائدہ اُٹھا گئے اور تم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۵۹ء

(از جناب حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

تمہید

انسان کی انسانیت کیلئے روزہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے

پہلے کتاب و سنت کی روشنی میں انسان کا فطری تقاضا سمجھ لیا جائے پھر روزہ کا اکسیر ہونا سمجھ میں آسکتا ہے

قرآن مجید

(زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝) سورہ آل عمران ع ۲ پ ۳

ترجمہ۔ لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔" یعنی جب ان میں پھنس کر آدمی خدا سے غافل ہو جائے اسی لئے حدیث میں فرمایا۔ مَا تَرَكْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ (میرے بعد مردوں کے لئے کوئی ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں۔ ہاں اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرت اولاد ہو تو وہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب و مندوب ہے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے۔ کہ اگر اس کی طرف دیکھے۔ تو خوش ہو۔ حکم دے تو فرمانبردار پائے۔ کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کے معاملہ میں اس کی حفاظت کرے۔ اسی طرح جتنی چیزیں آگے متاع دنیا کے سلسلہ میں بیان ہوئیں سب کا محمود و مذموم ہونا نیت اور طریق کار کے تفاوت سے متفاوت ہوتا رہے گا۔ مگر چونکہ دنیا میں کثرت ایسے افراد کی ہے جو عیش و عشرت کے سامانوں میں پھنس کر خدا تعالےٰ کو اور اپنے انجام کو بھول جاتے ہیں۔ اس لئے زُیِّنَ لِلنَّاسِ میں سطح کلام کی عام رکھی گئی ہے۔"

حاصل

یہ ہے۔ کہ عام طور پر انسان دنیاوی خواہشات میں پھنس کر خدا تعالےٰ کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں۔

اس کی تائید میں ایک حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرَئِیْلَ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِاَهْلِهَا فِیْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا یَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ لَّا یَدْخُلَهَا اَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا یَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَیَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ لَّا یَبْقٰی اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا

رواہ الترمذی وابو داؤد والنسائی۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب اللہ نے بہشت کو پیدا کیا۔ تو جبرئیلؑ سے فرمایا۔ جا۔ پھر بہشت کو دیکھ آ۔ پھر گئے۔ پھر اسے دیکھا۔ اور جو کچھ اللہ نے اس میں بہشتیوں کے لئے تیار کیا ہے۔ پھر آئے۔ پھر عرض کی۔ اے میرے رب۔ تیری عزت کی قسم ہے۔ کوئی شخص بھی اس (بہشت) کو نہیں سنے گا۔ مگر اسی میں داخل ہو گا۔ پھر اللہ نے اس بہشت کو ناپسندیدہ طبع چیزوں (یعنی ان احکام شرعیہ کا جو انسانی طبائع کے لئے ناپسندیدہ ہیں) کا گھیرا ڈال دیا۔ پھر فرمایا۔ اے جبرئیل جا۔ پھر اسے (بہشت کو) دیکھ آ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر گیا۔ پھر اسے دیکھا۔ پھر آیا۔ پھر عرض کی۔ اے میرے رب تیری عزت کی قسم ہے۔ البتہ تحقیق میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس میں کوئی بھی نہیں جائیگا۔ آپ نے فرمایا۔ پھر جب اللہ نے دوزخ کو پیدا کیا۔ فرمایا۔ اے جبرئیل۔ جا۔ اسے دیکھ آ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر گئے۔ پھر اسے دیکھا۔ پھر آئے۔ پھر عرض کی۔ اے میرے رب تیری عزت کی قسم ہے۔ ایسا کوئی نہیں ہوگا۔ جو اس کو سنے۔ پھر اس میں داخل ہو۔ پھر اللہ نے دوزخ کے گرداگرد خواہشات کا گھیرا ڈال دیا۔ پھر فرمایا۔ اے جبرئیل جا۔ پھر اسے دیکھ آ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر (جبرئیل) گئے۔ پھر اسے دیکھا۔ پھر عرض کی۔ اے میرے رب تیری عزت کی قسم ہے۔ البتہ تحقیق میں اس بات سے ڈر گیا ہوں۔ کہ کوئی بھی نہیں بچیگا۔ مگر اسی میں داخل ہو گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ دنیا میں رہتے ہوئے انسان کو خواہشات (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے) نفسانی اتنی محبوب اور پیاری ہونگی کہ خواہ آگے چل کر دوزخ میں داخل ہو مگر دنیا میں رہتے ہوئے انہیں کے دام میں پھنسا رہیگا۔

روزہ انسانیت کے لئے کیوں اکسیر ہے

اس لئے۔ کہ ہر مسلمان کو خواہشات نفسانی

ہی سے روکنے کے لئے تو روزہ رکھوایا جاتا ہے۔ اور پھر ایک دو دن کا روزہ نہیں بلکہ مسلسل سارا مہینہ روزے رکھوائے جاتے ہیں۔ تاکہ اس بات کا عادی ہو جائے کہ باوجودیکہ خواہشاتِ نفسانی کے پورا کرنے کے لئے ہر قسم کے اسباب مہیا ہیں۔ پھر

. . . . . .

. . . . . .

بھی اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ان چیزوں کو ہرگز نہیں چھوتا۔ جب ایک پورا مہینہ مسلمان سے اس چیز کی مشق کرائی جائے گی۔ تو رمضان شریف کے گزرنے کے بعد اسی مشق کی بناء پر انشاء اللہ تعالےٰ اپنے نفس پر قابو پائیگا۔ تاکہ اللہ تعالےٰ راضی رہے۔ نفس کی خواہش پوری ہو۔ یا نہ۔ روزہ کی برکت سے اسی جذبہ کے پیدا ہو جانے کے باعث مَیں نے روزہ کو انسانیت کے لئے اکسیر کہا ہے۔

اس کا نتیجہ

اس اکسیر کے استعمال کرنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دُنیا میں بھی انسان صحیح معنی میں انسان بن کر رہے گا۔ کہ یہ شخص نفس کا بندہ نہیں ہوگا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کا بندہ ہوگا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد اس شخص کی قبر بہشت کا باغ بنے گی۔ اور اسی کی برکت سے قیامت کے دن انشاء اللہ تعالےٰ دوزخ سے بچ کر جنّت میں جا پہنچے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

اس جذبہ کی تجدید

اللہ تعالےٰ کی قدرت کا کمال ہے کہ جب دیکھا کہ ایک طرف تو انسان کمزور واقع ہوا ہے۔ اور دوسری طرف اس کے دل میں خواہشات کی طرف کشش ایک فطری چیز ہے۔ اس لئے ہر سال میں ایک مہینہ کے روزے اس سے رکھوائے جاتے ہیں۔ تاکہ ہر سال خواہشات نفسانی پر رضاء الٰہی حاصل کرنے کے جذبہ کو تقویت پہنچتی رہے۔

رمضان مبارک کے بقیہ فضائل

کیونکہ

گزشتہ اشاعت میں کچھ عرض کئے جا چکے ہیں

مقصد

ان فضائل کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکے کہ یا رسول اللہ ہمیں تو ان فضائل سے کسی نے آگاہ ہی نہیں کیا تھا۔ اِس لئے ہم ان برکات کے حاصل کرنے سے محروم رہے۔

احادیثِ نبویہ

پہلی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَۃُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْھَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْھَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰہِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَۃٍ رواہ الترمذی و ابن ماجۃ ورواہ احمد

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ماہ رمضان کی جب پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سخت شریر جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ اے نیکی کے طلب کرنے والے۔ آ اور اے بُرائی کرنے والے رُک جا۔ اور اللہ کی طرف سے بہت سے دوزخ سے آزاد ہونے والے ہیں۔ (پھر شاید تو بھی ان میں داخل کر لیا جائے۔) اور یہ اعلان ہر رات ہوتا ہے۔

خوش نصیب ہیں

وُہ لوگ جو رمضان مبارک کی راتوں میں بخشے جانے والوں کی فہرست میں شامل کر لئے جائیں۔ اللھم اجعلنا منھم اور

بدنصیب ہیں

وہ لوگ جو سارے مہینے کی راتوں میں سے اپنی بدعملی اور بدبختی کے باعث کسی رات کے بھی بخشے جانے والوں کی فہرست میں شامل نہ ہونے پائیں۔ اللھم لاتجعلنا منھم

جب بدکار اور بدمعاش

انسان اپنی بدکاریوں اور بدمعاشیوں میں رمضان مبارک کی آمد سے پہلے کی طرح ہی سرشار رہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کس طرح ان کے شاملِ حال ہو۔ بلکہ ایسے لوگ اپنے گناہوں کے اللہ تعالےٰ کے عذاب کو پکار رہے ہیں۔ جس طرح کہ چور چوری کرتے وقت گویا کہ حکومتِ وقت کو ٹیلیفون دے رہا ہے کہ اے حکومت تو آ۔ اور میری بدمعاشی کے باعث مجھے گرفتار کر کے لے جا۔ اور جیلخانہ میں پہنچا۔ کیونکہ میرا شتر بے مہار نفس تیرے حکم کی حکم عدولی کر رہا ہے۔ اور تیری امن پسند رعایا پر ظلم کر رہا ہے۔ کیونکہ چور کی فطرت خود اسے ملامت کر رہی ہے۔ اسی ملامت ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ رات کے اندھیرے میں چوری کرنے جاتا ہے۔ اور پھر جب حکومت اس چور بدمعاش کو گرفتار کرتی ہے۔ تو پھر اس کی فطرت اس کو اندر سے ملامت کر رہی ہوتی ہے۔ اسی فطرت کی ملامت ہی کے باعث اپنے جرم سے انکار کر رہا ہے کہ مَیں نے تو چوری نہیں کی۔ اگر اچھا کام سمجھ کر چوری کرتا۔ پھر تو علی الاعلان جُرأت سے کہتا۔ کہ واقعی مَیں نے چوری کی ہے بعینہٖ اسی طرح

حکومت الٰہیہ کے چور

دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور مسلمان کو رمضان مبارک میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہے کہ دن کو روزہ رکھیں۔ اور ہم نہیں رکھتے۔ اس لئے ہم دراصل مجرم ہیں۔ مثلاً ایک امیر کبیر رمضان مبارک میں دن کو کھانا کھا رہا ہے اور نوکر سے پانی مانگ کر پی رہا ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ نوکر روزہ دار ہے۔ اگر اس امیر کی مادر زاد فطرت مسخ نہیں ہوگئی تو اس کے دل میں ضرور یہ خیال آئے گا۔ کہ میرا نوکر دیندار ہے اور میں بے دین ہوں۔ اس لئے مَیں خدا تعالیٰ کا مجرم ہوں۔

دوسری

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَاکُمْ رَمَضَانُ شَھْرٌ مُبَارَکٌ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ صِیَامَہٗ تُفْتَحُ فِیْہِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِیْہِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَ

تُغَلُّ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ لِلّٰهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ۔
رواہ احمد والنسائی

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم پر رمضان آگیا ہے۔ یہ مبارک مہینہ ہے۔ اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں میں سے زیادہ شریروں کے گلے میں طوق ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس میں ایک ایسی رات ہے۔ جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ جو اس رات کی بھلائی (کے حاصل کرنے) سے محروم رکھا گیا۔ پس تحقیق وہ محروم (ہی) رکھا گیا۔

یعنی

جو اپنی بد اعمالی کے باعث اس رات کی بھلائی حاصل کرنے سے محروم رہا۔ وہ بڑا ہی بد نصیب ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

قرآن مجید میں لیلۃ القدر کا ذکر

خود قرآن مجید لیلۃ القدر میں

نازل ہوا

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝

سورہ الدخان رکوع ۱ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ روشن کتاب کی قسم ہے۔ ہم نے اسے (قرآن مجید کو) مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بیشک ہمیں ڈرانا مقصود تھا۔ سارے کام جو حکمت پر مبنی ہیں۔ اسی رات ہمارے خاص حکم سے تصفیہ پاتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں رسول بھیجنا مقصود تھا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح تحریر فرماتے ہیں۔ "برکت کی رات شبقدر ہے کما قال تعالیٰ (اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝)

سورہ قدر رکوع ۱ پارہ ۳۰)

جو رمضان میں واقع ہے۔ لقولہ تعالیٰ (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ) اس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے سماء دنیا پر اتارا گیا۔ پھر بتدریج تیئس سال میں پیغمبر پر اترا۔ نیز اسی شب میں پیغمبر پر اس کے نزول کی ابتدا ہوئی + یعنی سنانا ہمارا دستور رہا۔ اسی کے موافق یہ قرآن اترا۔ سال بھر کے متعلق قضا و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں "لوح محفوظ" سے نقل کرکے ان فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں۔ جو شعبہ ہائے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ جسے شب برات کہتے ہیں۔ ممکن ہے۔ وہاں سے اس کام کی ابتدا اور شب قدر پر انتہا ہوتی ہو۔ واللہ اعلم۔"

لیلۃ القدر کے متعلق احادیث

پہلی

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ عائشہ رض سے روایت ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری دہاکے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

نتیجہ

اس فرمان نبویؐ سے یہ معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر رمضان مبارک کے آخری دھاکہ ہی میں ہو گی۔

دوسری

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ رض قَالَ سَاَلْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاكَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ مَنْ يَّقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنْ لَّا يَتَّكِلَ النَّاسُ اَمَا اِنَّهُ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِيْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِيْ اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ اَوْ بِالْاٰيَةِ الَّتِيْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَّا شُعَاعَ لَهَا رواہ مسلم

ترجمہ۔ زر بن حبیش رض سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے ابی بن کعب سے سوال کیا۔ پھر میں نے ان سے کہا۔ کہ تیرا بھائی ابن مسعود کہتا ہے۔ جو شخص سارا سال (رات کو) قیام کرے۔ تو لیلۃ القدر کو پالیتا ہے۔ پھر اس نے کہا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ اس نے یہ سوچا ہے کہ لوگ بھروسہ کرکے نہ بیٹھ جائیں۔ کہ رمضان کے آخری عشرہ میں جاگ کر لیلۃ القدر کو پا ہی لیں گے) خبردار تحقیق وہ (ابن مسعود) جانتا ہے۔ کہ تحقیق وہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے۔ اور تحقیق وہ آخری دھاکے میں ہے۔ اور تحقیق وہ ستائیسویں رات ہے۔ پھر اس (ابی بن کعب) نے قسم کھائی۔ اور انشاء اللہ بھی نہیں کہا۔ (یعنی یقین کی بنا پر کہا) کہ وہ لیلۃ القدر (رمضان کی) ستائیسویں رات ہے۔ پھر میں نے ابی بن کعب سے کہا۔ آپ کس سبب سے اے ابا المنذر (بات وثوق سے) کہہ رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ ایک علامت سے یا کہا ایک نشانی سے جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطلاع دی ہوئی ہے۔ کہ سورج اس دن (کی صبح کو) طلوع کرتا ہے اور اس میں شعاع نہیں ہوتی۔ (جو ہمیشہ ہوا کرتی ہے)

اصل بات یہ ہے

کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ لیلۃ القدر رمضان شریف کے آخری دھاکے ہی میں ہوتی ہے البتہ سب روایات کو یکجا جمع کیا جائے۔ تو نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ لیلۃ القدر کا ستائیسویں رات کا ہونا ضروری نہیں ہے اس آخری عشرہ میں کبھی کسی تاریخ کو ہوتی ہے۔ اور کبھی کسی تاریخ کو ہوتی ہے۔

تیسری

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ رواہ مسلم

ترجمہ۔ عائشہ رض سے روایت ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رمضان کے آخری عشرہ میں) اتنی کوشش کرتے تھے کہ دوسرے عشروں میں اتنی کوشش نہیں کرتے تھے۔

اندازہ

اس آخری عشرہ میں اس قدر زیادہ عبادت میں کوشش کرنے سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں یہ چیز بلا شبہ متحقق تھی کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔

چوتھی

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَہٗ وَاَحْیٰی لَیْلَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ متفق علیہ ۔ ترجمہ ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے ۔ فرمایا ۔ جب (رمضان کا آخری) عشرہ آتا تھا ۔ تو اپنے تہبند کو مضبوط کرکے باندھ لیتے تھے ۔ (یعنی بہت زیادہ عبادت کرتے تھے ۔ جس طرح ایک آدمی تہبند کو مضبوط باندھ کر کسی کام کو شروع کرتا ہے) اور رات کو عبادت میں مصروف رہتے تھے ۔ اور اپنے اہل کو (بھی عبادت کے لئے جگاتے تھے ۔

اہمیّت

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عملدرآمد سے یہ چیز واضح ہوتی ہے ۔ کہ رمضان مبارک کے آخری عشرہ کی عبادت کی بہت بڑی اہمیّت ہے ۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ذہن مبارک میں جو اور چیزیں ہوں گی ان کا تو ہمیں علم نہیں ہے ۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ لیلۃ القدر اسی عشرہ کی راتوں میں ہے ۔

اس رات میں دُعا کونسی مانگی جائے

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیُّ لَیْلَۃٍ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِیْھَا قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ رواہ احمد وابن ماجۃ والترمذی ۔ ترجمہ ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے ۔ کہتی ہیں ۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ یہ بتلایئے ۔ اگر میں جان لوں ۔ کہ کونسی رات لیلۃ القدر ہے ۔ تو اس رات میں کیا پڑھوں ۔ آپ نے فرمایا (اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ) پڑھ ۔ ترجمہ اے اللہ تو بڑا ہی عفو کرنے والا ہے ۔ عفو کرنے کو تو پسند کرتا ہے ۔ پس مجھے بھی معاف کر دے ۔

منشاءِ الٰہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر کی تعیین کا علم نہ ہونے پائے

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیُخْبِرَنَا بِلَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَکُمْ بِلَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرًا لَّکُمْ فَالْتَمِسُوْھَا فِی التَّاسِعَۃِ وَالسَّابِعَۃِ وَالْخَامِسَۃِ رواہ البخاری

ترجمہ ۔ عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہا ۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نکلے ۔ تاکہ ہمیں لیلۃ القدر کے متعلق اطلاع دیں ۔ پھر مسلمانوں میں سے دو آدمی جھگڑ رہے تھے ۔ پھر آپ نے فرمایا ۔ مَیں نکلا تو اس لئے تھا کہ تمہیں لیلۃ القدر کی اطلاع دوں ۔ (کہ کس رات ہوتی ہے) پھر دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے ۔ پھر اس کی اطلاع اُٹھا لی گئی ۔ اور ممکن ہے کہ یہ (اُٹھایا جانا) تمہارے لئے بہتر ہو ۔ پھر اسے نویں اور ساتویں اور پانچویں (جو رمضان مبارک کی آخری راتیں ہیں ۔ ان) میں تلاش کرو ۔

لیلۃ القدر میں جبرائیل علیہ السلام کا فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہونا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ لَیْلَۃٍ مِّنَ الْمَلٰئِکَۃِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِھِمْ لِرَبِّھِمْ یَوْمَ فِطْرِھِمْ بَاھٰی بِھِمْ مَلٰئِکَتَہٗ فَقَالَ یَا مَلٰئِکَتِیْ مَا جَزَاءُ اَجِیْرٍ وَفّٰی عَمَلَہٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَاءُہٗ اَنْ یُّوَفّٰی اَجْرَہٗ قَالَ مَلٰئِکَتِیْ عَبِیْدِیْ وَاِمَائِیْ قَضَوْا فَرِیْضَتِیْ عَلَیْھِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا یَعِجُّوْنَ اِلَی الدُّعَاءِ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکَرَمِیْ وَعُلُوِّیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَاُجِیْبَنَّھُمْ فَیَقُوْلُ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ وَبَدَّلْتُ سَیِّئَاتِکُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَیَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّھُمْ رواہ البیھقی فی شعب الایمان ۔ ترجمہ ۔ انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے ۔ تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت سمیت نازل ہوتے ہیں ۔ ہر اس اللہ کے بندے کے لئے دُعا کرتے ہیں ۔ خواہ کھڑا ہونے والا ہو یا بیٹھنے والا ہو ۔ جو اللہ عزّ وجلّ کا ذکر کر رہا ہو پھر جس وقت ان کی عید کا دن ہوتا ہے ۔ یعنی روزہ کے افطار کا دن ان آدمیوں کے باعث (جو رمضان میں خدا تعالےٰ کو یاد کرنے والے تھے) اپنے فرشتوں کے رو برو فخر کرتا ہے ۔ پھر کہتا ہے ۔ اے میرے فرشتو اس مزدور کا کیا بدلہ ہو ۔ جس نے اپنا کام پورا کر دیا ہو ۔ وہ عرض کرتے ہیں ۔ اے ہمارے رب اس کی جزا یہ ہے کہ اس کی مزدوری ادا کر دی جائے ۔ اللہ فرماتا ہے ۔ اے میرے فرشتو ۔ میرے بندوں اور میری لونڈیوں نے وہ فرض پورا کر دیا ہے ۔ جو میری طرف سے ان پر تھا ۔ پھر نکلے ہیں ۔ اپنی آوازوں کو دُعا میں بلند کر رہے ہیں ۔ اور مجھے اپنی عزّت اور اپنی عظمت اور اپنی سخاوت اور اپنی شان کی بلندی اور اپنے مقام کی بلندی کی قسم ہے ۔ البتہ ضرور ضرور ان کی دُعا قبول کروں گا ۔ پھر فرماتا ہے ۔ لوٹ جاؤ ۔ میں نے تمہیں بخش دیا ۔ اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ پھر (لوگ) لوٹ کر آتے ہیں ۔ ایسے حال میں کہ سب بخشے ہوئے ہوتے ہیں ۔ اللّٰھم اجعلنا منھم ۔

ہمارا فرض

جو لوگ دین الٰہی کے خدام کہلاتے ہیں ۔ ان کا فرضِ منصبی ہے کہ شاہنشاہِ حقیقی عزّ اسمہٗ وجل مجدہٗ کا پیغام اس کے بندوں تک علی الاعلان اور اس زبان میں ترجمہ کرکے پہنچائیں جس کو وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں ۔ یاد رکھئے ۔ کہ یہ پیغام پہنچانا معمولی چیز نہیں ہے ۔ اس کے نتائج یہ ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے جو لوگ تبلیغِ دین کا فرض اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں ۔ وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں گے ۔ اور دین سے آزادی حاصل کرنے والا طبقہ قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکے گا ۔ کہ اے اللہ تو نے اپنا پیغام ہمیں پہنچایا کب تھا ۔ کہ آج ہم سے حکم عدولی کی باز پرس کر رہا ہے ۔

اتمامِ حجّت

برادرانِ اسلام ۔ اسی پیغام رسانی کو اتمام حجّت کہا جاتا ہے ۔ اتمام حجت کے بعد مبلّغ دین بری الذمہ کہا جاتا ہے ۔ اور انکار کرنے والے لوگ مجرم ہو جاتے ہیں ۔

حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہر رات میں جبرئیل علیہ السلام کو قرآن مجید سنانا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَکَانَ اَجْوَدَ مَا یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ کَانَ جِبْرِیْلُ یَلْقَاہُ کُلَّ لَیْلَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ یُعْرِضُ عَلَیْہِ النَّبِیُّ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ایمان کا افضل درجہ کیا ہے؟ (یعنی ایمان والے اعمال و اخلاق میں وہ کون سے ہیں جن کو فضیلت کا اعلیٰ درجہ حاصل ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تمھاری محبت و مودت اور تمھاری نفرت و عداوت بس اللہ کے واسطے ہو، اور تمھاری زبان اللہ کے ذکر میں استعمال ہو۔ معاذ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اس کے علاوہ اور کیا یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور یہ کہ تم سب لوگوں کے وہی چاہو اور وہی پسند کرو جو اپنے لئے چاہتے اور پسند کرتے ہو اور اس چیز اور اس حالت کو سب لوگوں کے لئے ناپسند کرو جس کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ مسند احمد

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر اللہ کی رحمت نہ ہوگی، جو (س کے پیدا کئے ہوئے) انسانوں پر رحم نہ کھائے گا، اور ان کے ساتھ ترحم کا معاملہ نہ کرے گا۔ صحیح بخاری

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهُ جِبْرَئِيْلُ كَانَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابن عباس سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ نیکی کے کاموں میں سخی تھے۔ اور رمضان میں تو اور بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ جبرئیلؑ رمضان کی ہر رات میں آپؐ سے ملا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان پر قرآن پیش کیا کرتے تھے (یعنی انہیں سنایا کرتے تھے) پھر جب جبرئیل آپ سے ملتے تھے تو آپؐ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

رمضان مبارک میں اعتکاف میں بیٹھنا

رمضان شریف میں اعتکاف میں بیٹھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے (عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخر عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھتے تھے (آپ کا یہی دستور رہا) یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی۔ پھر آپ کے بعد آپؐ کی ازواج (مطہرات) اعتکاف میں بیٹھتی رہیں۔

سنت مستمرہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف میں اعتکاف میں بیٹھنا آخر عمر تک آپ کا معمول رہا

اعتکاف کے متعلق ہدایات

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتِ السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ اَنْ لَّا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَّلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ الْمَرْاَةَ وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ اِلَّا بِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ رواہ ابوداؤد۔ ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ کہ اعتکاف والے کے لئے سنت یہ ہے کہ بیمار کی بیمار پرسی کے لئے نہ جائے۔ اور نہ جنازے میں شریک ہو۔ اور نہ بیوی کو ہاتھ لگائے۔ اور نہ اس سے مباشرت کرے۔ اور اعتکاف کی جگہ سے کسی کام کے لئے نہ نکلے سوائے ان حاجتوں کے جن کے سوا چارہ ہی نہیں (مثلاً بول و براز) اور روزے کے سوا اعتکاف نہیں اور جامع مسجد کے سوا اعتکاف میں نہ بیٹھے۔

ہاں اگر بیٹھے

یعنی بالفرض اگر ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھے۔ جہاں نماز جمعہ نہیں ہوتی۔ تو نماز جمعہ کے وقت دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے چلا جائے وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۵۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

برادرانِ اسلام - آج کے جمعہ میں ہمارے ہاں اتنا بڑا مجمع ہے کہ جمعۃ الوداع کے سوا اور کسی جمعہ میں اتنا مجمع نہیں ہوتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہزارہا مسلمانوں کا یہ اجتماع کس کے حکم سے ہوا ہے - اللہ تعالےٰ جو دوسرے دنوں کی طرح جمعہ کے دن کا بھی خالق ہے - اس نے پیدائشی طور پر اس دن کو وہ فضیلت بخشی ہے جو ہفتہ کے دوسرے دنوں میں سے کسی کو نہیں بخشی - چونکہ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے اس جہان میں ترجمان سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں - لہٰذا ان کی زبانِ مبارک سے اس دن کے فضائل ملاحظہ ہوں -

پہلی حدیث

جمعہ کا دن افضل الایام ہے

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ -

رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ والدارمی والبیہقی فی الدعوات الکبیر - ترجمہ - اوسؓ بن اوس سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بیشک تمہارے دنوں میں سے سب سے بہتر دن جمعہ کا دن ہے - اسی میں آدمؑ پیدا کئے گئے تھے - اور اسی میں وفات پائی تھی اور اسی میں دوبارہ (قیامت کے دن) اٹھنا ہے - اور اسی میں پہلی مرتبہ سب لوگوں کی موت واقع ہوگی - (یعنی اس دن جتنے آدمی دنیا میں ہونگے ایک آواز سے سب مرجائیں گے) پھر اس (جمعہ کے) دن میں مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرو - پس تحقیق تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے - انہوں نے عرض کی - یا رسول اللہ ہمارا درود شریف کس طرح پیش کیا جاتا ہے - حالانکہ تحقیق انسانوں کی طرح آپ بھی مٹی ہوچکے ہونگے) آپ نے فرمایا - بیشک اللہ نے زمین پر انبیاء (علیہم السلام) کے وجود کو حرام کیا ہے - (یعنی ان کے وجود کو نہیں کھاتی - بلکہ وہ بالکل صحیح سلامت رہتے ہیں)

دوسری حدیث

جمعہ کا دن سید الایام ہے اور اعظم الایام ہے

عَنْ اَبِیْ لُبَابَۃَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ وَھُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْہِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ وَاَھْبَطَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْہِ تَوَفَّی اللّٰہُ اٰدَمَ وَفِیْہِ سَاعَۃٌ لَا یَسْاَلُ الْعَبْدُ فِیْھَا شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ مَا لَمْ یَسْاَلْ حَرَامًا وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ مَا مِنْ مَلَکٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا اَرْضٍ وَلَا رِیَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا ھُوَ مُشْفِقٌ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ -

رواہ ابن ماجۃ وروی احمد عن سعد بن معاذ ان رجلاً من الانصار اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اخبرنا عن یوم الجمعۃ ماذا فیہ من الخیر قال فیہ خمس خلال و ساق الی اٰخر الحدیث -

ترجمہ - ابی لبابہ بن عبدالمنذر سے روایت ہے - کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بیشک جمعہ کا دن سید الایام (سب دنوں کا سردار) اور عظمت میں اللہ کے ہاں سب دنوں سے بڑا ہے - اور وہ اللہ کے ہاں اضحیٰ اور فطر کے دن سے (بھی رتبے کے لحاظ سے) بڑا ہے - اس میں پانچ خصلتیں ہیں - اسی میں اللہ نے آدمؑ کو پیدا کیا - اور اسی میں اللہ نے آدمؑ کو زمین کی طرف اتارا اور اسی میں آدمؑ نے وفات پائی ہے اور اسی میں ایک گھڑی ایسی ہے - کہ بندہ جو اس گھڑی میں (اللہ سے) مانگے تو اللہ دے دیتا ہے - جب تک کہ حرام کا مطالبہ نہ کرے - اور اسی (دن) میں قیامت قائم ہوگی - کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی آسمان اور نہ زمین اور نہ ہوا اور نہ پہاڑ اور نہ سمندر مگر سب جمعہ کے دن ڈرنے والے ہوتے ہیں - اور احمد نے سعد بن معاذ سے روایت کی ہے - کہ تحقیق انصار میں سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا - پھر عرض کی ہمیں جمعہ کے دن کے متعلق خبر دیجئے - کہ اس میں کونسا خیر ہوتا ہے - آپ نے فرمایا - اس میں پانچ خصلتیں ہیں - (وہی جو اوپر ذکر کی جاچکی ہیں)

تیسری حدیث

نماز جمعہ کے لئے چل کر آنے میں ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی راتوں کے قیام کا ثواب

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاغْتَسَلَ وَبَکَّرَ وَابْتَکَرَ وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغُ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عَمَلُ سَنَۃٍ اَجْرُ صِیَامِھَا وَقِیَامِھَا -

رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ -

ترجمہ - اوسؓ بن اوس سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے (اپنی بیوی کو) نہلایا اور خود بھی غسل کیا اور سویرے مسجد کو روانہ ہوگیا اور پیدل چلا - اور سوار نہ ہوا - اور امام کے قریب بیٹھا اور خطبہ سنا - اور کوئی بیہودہ بات نہ کی تو اس کو ہر اس قدم کے بدلے - جو وہ مسجد کی طرف چلا ایک سال کے روزوں اور رات کو عبادت کرنے کا ثواب ملے گا -

چوتھی حدیث

جمعہ کے دن بکثرت درود شریف پڑھنے کا حکم

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ رواہ ابن ماجۃ

ترجمہ - ابی الدرداء سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو - کیونکہ وہ حاضر کیا ہوا ہے - (یعنی) اس پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں - اور جب کبھی کوئی مجھ پر درود پڑھتا

ہے تو مجھ پر اس کا درود شریف پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس درود پڑھنے سے فارغ ہو۔ (یعنی پڑھنے والا پڑھتا ہے اور مجھ پر پیش کیا جاتا رہتا ہے) پوچھنے والا کہتا ہے۔ میں نے عرض کی۔ اور موت کے بعد (بھی پیش کیا جاتا ہے) آپ نے فرمایا بیشک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء (علیہم السلام) کے وجود کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ اسے (اللہ تعالےٰ کی طرف سے) رزق دیا جاتا ہے۔

پانچویں حدیث

جو لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے نہ آئیں اُن کے گھروں کو جلا دینے کا خیال

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰی رِجَالٍ یَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ بُیُوْتَھُمْ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ (نماز) جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں (یعنی جمعہ میں شامل نہیں ہوتے) البتہ تحقیق میں نے ارادہ کیا۔ کہ ایک شخص کو حکم کروں۔ کہ وہ لوگوں کو (جمعہ کی) نماز پڑھائے۔ پھر میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جمعہ پڑھنے سے پیچھے رہ گئے ہیں۔

چھٹی حدیث

بلا ضرورت جمعہ ترک کرنے والا منافق ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَۃٍ کُتِبَ مُنَافِقًا فِیْ کِتَابٍ لَّا یُمْحٰی وَلَا یُبَدَّلُ وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ ثَلٰثًا۔ رواہ الشافعی۔

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جمعہ کی نماز کسی مجبوری کے سوا نہ پڑھی تو اسے اس کتاب میں منافق لکھا جائے گا۔ جو نہ مٹائی جائے گی۔ اور نہ تبدیل کی جائیگی اور بعض روایتوں میں ہے۔ کہ جس نے تین جمعے ترک کئے۔

خلاصہ

مسلمان کہلانے والے اور نمازِ جمعہ نہ پڑھنے والے اس حدیث شریف کو آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ اور کان کھولکر سُنیں۔ آیا نماز جمعہ ترک کرنے والے مسلمان رہ سکتے ہیں؟ وما علینا الا البلاغ۔

اتنی بڑی اہمیت والی نماز جمعہ

برادران اسلام۔ اتنی بڑی اہمیت والی نماز جمعہ کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہم سب لوگوں کو اس میدان میں جمع کیا۔ جس میں آپ اس وقت تشریف فرما ہیں۔ اور فقط مرد ہی نہیں۔ بلکہ عبادتِ الٰہی کا شوق رکھنے والی عورتیں بھی بہت زیادہ تعداد میں آکر اس میدان میں پس پردہ بیٹھی ہوئی ہیں۔ تو کیا فقط دو رکعت نماز پڑھنے اور عربی زبان کا خطبہ ہی تبرکاً سُننے کے لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو جمع کیا ہے۔ اور خطبہ بھی وہ جس کو آپ میں سے اکثر عربی زبان نہ جاننے کے سبب سے سمجھ ہی نہیں سکتے کہ خطیب کیا کہہ رہا ہے۔

جمعہ کے اجتماع میں پند و نصائح کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے

پہلا ثبوت

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ یَجْلِسُ بَیْنَھُمَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَیُذَکِّرُ النَّاسَ فَکَانَتْ صَلٰوتُہٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُہٗ قَصْدًا رواہ مسلم

ترجمہ۔ جابرؓ بن سمرۃ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے ہوتے تھے۔ ان دونوں کے درمیان بیٹھتے تھے (خطبوں میں) قرآن پڑھتے تھے۔ اور لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے۔ پھر آپ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی (یعنی نہ بہت لمبی اور نہ بہت مختصر) اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا (یعنی نہ بہت لمبا اور نہ بہت چھوٹا)

دوسرا ثبوت

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَیْنَاہُ وَعَلَا صَوْتُہٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُہٗ حَتّٰی کَاَنَّہٗ مُنْذِرُ جَیْشٍ یَّقُوْلُ صَبَّحَکُمْ وَمَسَّاکُمْ وَیَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ وَیَقْرُنُ بَیْنَ اِصْبَعَیْہِ السَّبَّابَۃِ وَالْوُسْطٰی رواہ مسلم

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تھے۔ آپؐ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔ اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی تھی۔ اور آپ کا غصّہ تیز ہو جاتا تھا یہاں تک گویا کہ آپ (حملہ آور ہونے والے) لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔ جو یہ کہتا ہے کہ صبح کو آ پہنچے گا یا شام کو آ پہنچے گا۔ اور (فرماتے تھے) میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔ اور تشہد والی اور درمیانی انگلی کو ملا دیتے تھے + (یعنی جس طرح یہ دونوں انگلیاں قریب قریب ہیں۔ اسی طرح میرے بعد قیامت جلدی آنے والی ہے)

اب میں حضور انورؐ کی پند و نصائح والی سُنّت ادا کرنا چاہتا ہوں

اور اس سلسلہ میں چند ضروری چیزیں احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جو اصلاحی ہیں۔ اور جن کا

اتباع ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے

پہلی

ایمان کیا چیز ہے۔ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے۔ اگر ان چیزوں میں سے کسی ایک چیز کے تسلیم کرنے سے انکار کیا تو ایمان کامل نہیں رہے گا۔ اور ناقص ایمان اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی ایسے شخص کو جنّت کا ٹکٹ مل سکے گا۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔

دُوسری۔ اسلام کیا چیز ہے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے جو حکم ملے۔ اس کی تعمیل کرنے کا نام اسلام ہے۔ اگر تعمیل کرنے سے گریز کرتا ہے تو اسے مسلمان نہیں کہا جائیگا۔ بلکہ اسے فاسق کہا جاتا ہے۔

تیسری۔ کافر۔ حکمِ الٰہی کے ماننے سے انکار کرنے والے کا نام کافر ہے + اگرچہ وہ شخص اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے مگر بارگاہ الٰہی میں وہ مسلمانوں کی فہرست سے خارج ہوگا۔ مثلاً باپ کی جائداد میں سے بیٹیوں کو حصہ دینے سے انکار کرنا کفر ہے۔

چوتھی۔ منافق۔ جو شخص بظاہر تو مسلمان کہلائے۔ مگر اس کے دل میں اللہ تعالےٰ کے بعض احکام پر اعتراض ہو کہ یہ حکم

غلط ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے۔ کہ سود حرام نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس کے سوا قومیں ترقی نہیں کرسکتیں یا کہے۔ کہ اگرچہ اسلام میں پردے کا حکم ہے۔ مگر یہ حکم غلط ہے۔ پردہ نہیں ہونا چاہئے۔

پانچویں۔ فاسق - یہ شخص اسلامی احکام کو دل سے تو مانتا ہے۔ مگر عمل کرنے میں سستی کرتا ہے۔ مثلاً نماز کا انکار نہ کرنا۔ مگر نماز نہ پڑھنا۔ یا روزہ کو شرعی حکم مانتا ہے۔ مگر روزہ رکھتا نہیں ہے۔ ایسا شخص اپنی بد اعمالیوں کے باعث دوزخ میں جائے گا۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل آئے گا۔

ان تمام خرابیوں میں عملی طور پر اصلاح کا طریقہ

یہ ہے کہ کسی ایسے عالم کتاب وسنّت کی صحبت اختیار کرے۔ جو کتاب وسنۃ کی روشنی میں لوگوں کو تبلیغ دین کرتا ہو۔ مثلاً روزانہ قرآن مجید کا درس دیتا ہو۔ انشاء اللہ تعالےٰ ایسے عالم کی صحبت میں رہنے سے علمی طور پر انسان کے خیالات کی یقیناً اصلاح ہو جائے گی۔

اور عملی طور پر اصلاح

کا طریقہ یہ ہے۔ کہ کتاب وسنۃ کے عامل کی صحبت میں نشست و برخاست رکھی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ (وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا)

سورہ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضا مندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔ اور اُس شخص کا کہنا نہ مان۔ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے۔ اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

اس آیت کا حاصل

صبح اور شام کو خدا تعالےٰ کی یاد میں شاغل رہنے والوں کی صحبت میں رہ (کسب معاش کے لئے جہاں تو چاہے جا) مگر فراغت کے وقت میں کسی اور مجلس میں نہ جا۔ فقط ان اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھا کر۔ اور اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل ہونے والوں اور اپنی خواہشات نفسانی کے پیچھے دوڑ بھاگ کرنے والوں کی تابعداری نہ کر۔ کیونکہ جب وہ لوگ گمراہ ہیں۔ تو تمہیں کب ایسا راستہ بتلاسکتے ہیں۔ جس پر چلنے سے اللہ تعالےٰ بھی راضی رہے۔ اور دُنیا کا کام بھی سنور جائے۔

چھٹی اصلاحی چیز

حلال رزق کا کھانا ورنہ عبادت بھی قبول نہیں ہوگی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَقَالَ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ

رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابُوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ پاک ہے۔ اور سوائے پاک کے کوئی چیز قبول نہیں کرتا (یعنی اگر کوئی شخص خیرات کرے۔ مال حلال کا ہوگا تو قبول فرمائے گا۔ اور اجر عطا فرمائیگا ورنہ نہیں) اور بیشک اللہ نے مومنوں کو اسی چیز کا حکم فرمایا۔ جو پیغمبروں کو حکم فرمایا تھا۔ اُنہیں فرمایا تھا، اے پیغمبروں کی جماعت پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور نیک کام کرو۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اے ایمان والو۔ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے۔ اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ پھر آپ نے ایک شخص کا ذکر کیا۔ جو لمبا سفر کر رہا ہے اس کے بال پراگندہ ہیں۔ پاؤں (سفر کے باعث) غبار آلودہ ہیں۔ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے ہوئے ہے۔ (اور دُعا مانگ رہا ہے) اے میرے رب۔ اے میرے رب۔ حالانکہ اس کا کھانا حرام کا ہے۔ اور اس کا لباس حرام (کے مال) سے بنا ہُوا ہے۔ اور حرام کے مال کی اسے غذا کھلائی گئی ہے۔ پھر اس کی دُعا کیسے قبول کی جاسکتی ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر خوراک اور پوشاک حرام کے مال سے ہے۔ تو ایسے شخص کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ اور اسی پر قیاس کر لیجئے۔ کہ اگر حرام کے مال کا کھانا کھا کر عبادت کرے گا تو کیا عبادت قبول ہوگی؟ اور اگر حرام کے مال سے کپڑا بنوا کر پہن کر دربارِ الٰہی میں حاضر ہوگا تو کیا اس کی عبادت قبول ہوگی؟

جس طرح ہم چاہتے ہیں

کہ جس برتن میں کھائیں پئیں اس کا ظاہر بھی صاف اور ستھرا ہو۔ اور اندر بھی میل کچیل سے صاف ہو۔ جس طرح انسان کو میل کچیل سے نفرت ہے بعینہٖ اسی طرح اللہ تعالےٰ کو حرام کی چیز سے نفرت ہے۔ اس لئے اگر بدن پر حرام کا کپڑا زیبِ تن کئے ہوئے ہو۔ اللہ تعالےٰ کو اس سے سخت نفرت ہوتی ہے اور اگر پیٹ میں حرام کی غذا کھائی ہوئی ہو۔ تو اللہ تعالےٰ کو اس کے اندر سے نفرت ہوتی ہے۔

ساتویں

حرام کے مال سے جو گوشت بدن میں پیدا ہوگا وہ بہشت میں نہیں جاسکیگا

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں وہ گوشت نہیں جائے گا جو حرام (کے مال) سے پیدا شدہ ہے۔ اور ہر وہ گوشت جو حرام کے مال سے پیدا شدہ ہے (دوزخ

کی) آگ اس کے لئے زیادہ مناسب ہے

آٹھویں
حلال کا کسب تلاش کرنا دوسرے عینی فرائض کے بعد یہ بھی فرض ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ رواہ البیہقی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبداللہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حلال کے کسب کا تلاش کرنا دوسرے فرائض عینیہ کے بعد یہ بھی فرض ہے۔

نویں
سب سے پاکیزہ رزق اپنے ہاتھ سے کمایا ہوا ہوتا ہے

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ رواہ احمد۔

ترجمہ۔ رافع بن خدیج سے روایت ہے۔ کہا۔ عرض کی گئی۔ یا رسول اللہ سب سے پاکیزہ کسب کونسا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اپنے ہاتھ سے کام کیا ہوا۔ اور ہر وہ بیع جو خیانت سے پاک ہو۔

دسویں
تجارت پیشہ لوگوں کی راہنمائی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْحَلْفُ مُنْفِقَۃٌ لِلسِّلْعَۃِ مُمْحِقَۃٌ لِلْبَرَکَۃِ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ قسم سامان (تجارت کو تو) بکوانے والی ہے۔ (یعنی قسم خواہ غلط ہو۔ گاہک قسم پر اعتماد کرکے مال تو لے ہی جائیگا) برکت کو فنا کرنے والی ہے۔

گیارھویں
بہت زیادہ سچ بولنے والا تاجر انبیاء علیہم السلام۔ صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ رواہ الترمذی والدارمی والدارقطنی۔

ترجمہ۔ ابی سعید سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت زیادہ سچ بولنے والا۔ امانتدار تاجر انبیاء۔ صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا

بارھویں
سود لینے والے دینے والے دستاویز لکھنے والے اور اس معاملہ پر گواہ بننے والے پر لعنت

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ رواہ مسلم

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا سود کھانے والے۔ سود کھلانے والے۔ اور اس کے لکھنے والے اور اس کے دو گواہ بننے والے سب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

انسان کی ذمہ داریاں

برادران اسلام۔ پیدائشی طور پر اگرچہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ مگر نتیجہ کے لحاظ سے تب ہی اشرف المخلوقات رہ سکتا ہے۔ جب انسانی ذمہ داریوں کو پورا کردے۔ اور اگر بالفرض انسانی ذمہ داریوں کو پورا نہ کیا تو پھر ارذل المخلوقات ہو جائے گا۔ پھر سؤر اور کتے سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ جو ارذل المخلوقات سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ سؤر اور کتے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نہیں پڑتی۔ اور اس نافرمان شناس انسان پر لعنت پڑے گی۔ اور سؤر اور کتے مرنے کے بعد جس گڑھے میں دفن کئے جائیں گے وہ گڑھا جہنم کا گڑھا نہیں ہوگا۔ اور قیامت کے دن سؤر اور کتے دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ مگر یہ نافرمان شناس انسان دوزخ میں جائے گا۔ اللھم لا تجعلنا منھم

ذمہ داریوں کی دو قسمیں

پہلی قسم کی وہ ذمہ داریاں ہیں۔ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ دوسری قسم کی وہ ذمہ داریاں ہیں۔ جن کا تعلق مخلوق سے ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی ذمہ داریوں کی بھی دو قسمیں ہیں

جنہیں عبادات بدنیہ اور مالیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً نماز اور روزہ عبادات بدنیہ میں سے ہیں

اور زکوٰۃ عبادات مالیہ میں سے ہے اور حج میں دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں۔ مال بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اور بدن کو بھی اپنے وطن سے اٹھا کر خانہ کعبہ کے دروازہ پر پہنچانا پڑتا ہے۔

بدنی عبادت (نماز) اور مالی عبادت (زکوٰۃ) ادا کرنے والے قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچ جائینگے

پہلا ثبوت

(وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ) سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں۔ اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگوں ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

حاصل
اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ پانے والوں کے اوصاف

ایمان لانے والے۔ نیکی کا حکم کرنے والے۔ برائی سے روکنے والے۔ باقاعدہ نماز پڑھنے والے اور باقاعدہ زکوٰۃ دینے والے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابعداری کرنے والے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تابعداری کرنے والے۔

مذکورۃ الصدر صفتوں کے باعث ان پر اللہ تعالیٰ کا انعام ملاحظہ

(وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

دوسرا ثبوت

(تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝) سورہ لقمٰن رکوع ۱ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں۔ جو نیک بختوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ وہ جو نماز ادا کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں۔ اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

ہدایت پر ہونے اور نجات پانے کے تمغوں کا باعث تو یہی بنا۔ کہ نماز پابندی سے پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔

تیسرا ثبوت

(قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝) سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ بیشک ایمان والے کامیاب ہوگئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات میں عذاب الٰہی سے نجات پانے والوں کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں۔ ایماندار ہونا۔ نمازوں میں عاجزی کرنا۔ فضول کاموں سے بچنا۔ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرنا۔ اپنی شرمگاہوں کو بے موقعہ استعمال نہ کرنا۔ برادران اسلام آپ نے محسوس کیا۔ کہ قرآن مجید سے تین حوالے جو دیئے گئے ہیں۔ جن میں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنے والوں کی صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان تینوں میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر بار بار آیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ مسلمان کے لئے ان کی پابندی کس قدر لازمی ہے۔ بخلاف اس کے عام طور پر آپ مسلمانوں کو بے نماز پائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی سزا ملاحظہ ہو

(وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۵ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں درد ناک عذاب کی خوشخبری سنا دے۔ جس دن وہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائیگا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ سو اس کا مزہ چکھو۔ جو تم جمع کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی ذمہ داری جو انسان پر عائد ہوتی ہے

(وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ۫ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹

ترجمہ۔ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امّی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور برے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔ اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے۔ جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ ... اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے۔ جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

رحمت الٰہی کے حاصل ہونے کے شرائط

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمّت کے لئے جو دعائیں کی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی قبولیت کے لئے جو شرطیں لگائی تھیں۔ ان میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری بھی تھی۔ لہٰذا یہ چیز ثابت ہوئی۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی اُمّت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر معاملہ میں تابعداری ضروری اور فرض عین ہے۔ اور اس کے سوا ان انبیاء علیہم السلام کی اُمّتوں کو عذاب الٰہی سے نجات حاصل نہیں ہوگی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے لئے تو بطریق اولیٰ ہر معاملہ میں آپ کی تابعداری فرض عین ہوگی۔ اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس آئینے میں اپنا منہ دیکھ لے۔ وما علینا الا البلاغ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کی سزا

(وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت

کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہے۔ اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اُسے دوزخ میں ڈالیں گے۔ اور وُہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

تابعداری

برادرانِ اسلام۔ یاد رکھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تابعداری کا مطلب یہ ہے کہ جو دین آپ نے اپنی اُمّت کو سکھلایا ہے۔ جس کا منبع قرآن مجید ہے۔ اور جس کی علمی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے۔ اور جس کا عملی نمونہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ جسے سنّت نبویؐ کہا جاتا ہے۔ اس دین کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ اور اگر اس مذکور الصدر مسلک سے ہٹ کر اپنی طرف سے کچھ چیزیں ایجاد کریں۔ اور ان کی پابندی کریں۔ اور اس طریق کار کو خیال کریں۔ کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حق ادا کر دیا۔ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضور انورؐ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقوق العباد کی فہرست میں والدین۔ بھائی بہنیں۔ بیوی بچّے اور دوسرے مسلمان بھی داخل ہیں

ان سب کے حقوق اگر کتاب و سنّت کی روشنی میں بالتفصیل بیان کئے جائیں تو خطبہ بہت لمبا ہو جائے گا۔ اس لئے ایک اجمالی خاکہ عرض کئے دیتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس پر عمل کرنے سے نجات ہو جائیگی۔ اور ان کے حقوق اس سے پہلے "خدام الدین" میں وقتاً فوقتاً بیان ہوتے بھی رہے ہیں۔ اجمالی طور پر مختصر سا خاکہ اب بھی عرض کئے دیتا ہوں۔ مذکور الصدر حقداروں میں سے سب سے زیادہ حقدار ماں باپ ہیں۔ ان کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا سب سے مقدم ہے۔ اسی لئے اگر خدانخواستہ ہماری بیوی اور ماں میں اس قدر عداوت اور ضد پیدا ہو جائے کہ لازمی طور پر ایک کو رکھنا اور دوسری کو نظرانداز کرنا پڑے تو ماں کو رکھا جائے اور بیوی کو صاف کہہ دیا جائے کہ اگر میرے گھر میں رہنا ہے۔ تو میری ماں کے ساتھ رہ سکتی ہے۔ ورنہ تمہیں چھوڑ سکتا ہوں ماں کو نہیں چھوڑوں گا۔ کیونکہ ماں اور نہیں مل سکتی۔ اور بیویاں کئی مل سکتی ہیں۔

ایک خطرناک غلطی

خطرناک غلطی سے میری مراد ماں باپ کی ایک خطرناک غلطی ہے۔ ماں باپ کے ذمہ اولاد کی جسمانی تربیت کے علاوہ بحیثیت مسلمان ہونے کے اولاد کو مذہب اسلام کی بقدر ضرورت تعلیم دلانا بھی فرائض عینیہ میں سے ہے جس سے بچّہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے احکام سے اتنا واقف ہو جائے کہ دُنیا میں رہتے ہوئے اپنے ایمان اور اسلام کو محفوظ رکھے۔ اور مرنے کے بعد عذاب قبر اور عذاب جہنم سے اپنے آپ کو بچا سکے۔ اتنی تعلیم خود دیں۔ یا کسی عالمِ ربّانی سے دلائیں۔ میرے موجودہ دور کے مسلمانوں میں سے اوسطاً سو فیصدی میں سے ایک مسلمان کو بھی اس فرض منصبی کا احساس نہیں ہے۔ یہ تو سب چاہتے ہیں کہ بیٹا کوئی نہ کوئی کمال حاصل کر لے۔ تاکہ اس کی دُنیا کی زندگی عزّت اور آبرو سے گزرے۔ مگر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے دین کی تعلیم دلانے کا عموماً خیال تک بھی دل میں نہیں گزرتا۔

قیامت کے دن اولاد کا ماں باپ پر لعنتیں بھیجنا

(یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا ۝) سورہ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ جس دن ان کے مُنہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

قیامت کے دن لعنتوں سے بچنے کا طریقہ

فقط یہ ہے۔ کہ ماں باپ اولاد کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے اتنا ضرور روشناس کرائیں جس سے وہ اپنا ایمان بچا سکیں۔ اور دُنیا میں ایسا طرز زندگی اختیار کریں۔ جس سے قبر کے عذاب اور دوزخ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔ مثلاً انہیں توحید اور شرک میں تمیز ہو جائے۔ ایمان اور کفر میں تمیز ہو جائے۔ فرائض عینیہ کو سمجھ جائیں۔ کہ ہمیں دُنیا میں رہتے ہُوئے کیا کیا کرنا چاہئے۔ اور محرمات کا علم ہو جائے کہ فلاں فلاں کام حرام ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

خدام الدین لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

شرعت کتابۃ ھذہ الخطبۃ یوم الاحد ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۸ء
فی المسجد النبوی بعد الفراغ من صلاۃ الصبح

اعمال انسانی میں ذاتی تاثیر ہے

اس کے شواہد

قاعدہ

یہ ہے کہ مدعی اپنے دعویٰ کے اثبات کیلئے جتنے زیادہ گواہ پیش کرے اسی قدر اس کا دعوے مضبوط تر ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے عنوان سابق پر متعدد شواہد پیش کئے جائیں گے۔

پہلا

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ سورہ النمل پ ۲۰ آیت ۹۰

ترجمہ:۔ جو نیکی لائیگا سو اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا۔ اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہونگے اور جو برائی لائیگا جو انکے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے۔ تمہیں وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ نیکی کرنے والے انسان اپنی نیکیوں کے باعث قیامت کے دن کی پریشانیوں سے محفوظ رہیں گے اور احکام الٰہی کی مخالفت کرنے والے اپنے گناہوں کے باعث دوزخ میں ڈالے جائینگے اور انہیں یہ کہدیا جائے گا کہ دوزخ کا داخلہ تمہاری بد اعمالی کا نتیجہ ہے۔ جو دنیا میں کرکے آئے ہو۔ اس اعلان شاہنشاہی سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ انسان کے اعمال میں ذاتی تاثیر ہے۔

دوسرا

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ سورۃ النحل رکوع ۱۴ پ ۱۴

ترجمہ:۔ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ پھر انہیں ان کے بد اعمال کے نتیجے مل کر رہے اور جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ وہی ان پر نازل ہوا۔

حاصل

یہ نکلا کہ گزشتہ عذاب الٰہی سے ہلاک ہونے والی قوموں پر اللہ تعالےٰ نے ظلم نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس عذاب کے نازل ہونے کا سبب خود ان کا اپنا ظلم تھا۔ جو وہ کیا کرتے تھے۔ ان کی بد اعمالیوں کے جو نتائج نکلنے چاہئے تھے۔ وہی نکلے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی کی بیٹی نکاح کئے بغیر اغوا کرکے لے جائے۔ اور اسے اپنے گھر میں ڈال لے۔ اس کی اس بد اعمالی کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ لڑکی کا باپ موقعہ پا کر اس بدمعاش کو قتل کر دے اور وہ قاتل اس بدمعاش کے قتل کرنے میں حق بجانب ہوگا۔ قاتل پر یہ الزام عائد نہیں کیا جائیگا کہ دیکھئے صاحب اسے ظالم نے اسے بے خبری میں سوتے ہوئے مار ڈالا۔ اسی مضمون کو کسی شخص نے اس شعر میں بیان کیا ہے

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

یعنی

اے انسان تمہارے اعمال کے نتائج اسی طرح نکلیں گے۔ جس طرح اگر گندم کا دانہ بویا جائے گا۔ تب گندم پیدا ہوگی اور اگر جو کا دانہ بویا گیا تو گندم پیدا نہیں ہوگی۔ بلکہ جو ہی پیدا ہوں گے۔

اسی پر اپنے اعمال کا قیاس کیجئے

یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ انسان گناہ کرے اور نتیجہ خدا تعالیٰ کی رحمت نکلے۔

تیسرا

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ سورۃ النحل رکوع ۵ پ ۱۴

ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔ پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوئی۔ پھر ملک میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک امت میں پیغمبر بھجوایا تھا۔ ہر پیغمبر نے اپنی امت کو یہ پیغام پہنچا دیا تھا کہ فقط ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا باقی سب چیزوں کی پرستش چھوڑ دو۔ پیغمبر کی رہنمائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں سے بعض تو راہ راست پر آ گئے۔ اور اللہ تعالےٰ کے سوا باقی سب کی پرستش چھوڑ دی۔ نہ کسی کو حاجت روا سمجھا اور نہ کسی سے اپنی حاجت روائی کی استدعا کی اور بعض اپنی گزشتہ گمراہی پر اڑے رہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ دنیا میں سیر کرکے دیکھو کہ ان گمراہوں کا انجام کیا ہوا۔ بعض قوموں کو پانی کے سیلاب سے غرق کیا۔ جنکی مثال نوحؑ کی قوم ہے اور بعض کو آندھی سے تباہ کیا۔ جنکی مثال ہود علیہ السلام کی قوم عاد ہے اور بعض کو زلزلہ سے ہلاک کیا۔ جس کی مثال قوم صالحؑ قوم عاد دوم ہے اور بعض کو دریا میں ڈبویا جن کی مثال فرعون کا مع لشکر کے بحر قلزم میں غرق ہونا ہے۔

چوتھا

قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ سورۃ النحل رکوع ۳ پ ۱۴

ترجمہ جنہیں علم دیا گیا تھا وہ کہینگے کہ بے شک آج کا فروں کے لیے رسوائی اور برائی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ فرشتوں نے اُن کی ایسی حالت میں روح نکالی تھی کہ وہ اپنے آپ پر پھر وہ صلح کا پیغام بھیجیں گے کہ ہم تو کوئی برا کام نہ کرتے تھے۔ کیوں نہیں۔ بے شک اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے۔ سو دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں ہمیشہ رہو۔ پس متکبرین کا کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے تسلیم کرنے سے انکار کرنے والے ظالم دوزخ کے دروازوں سے داخل کیے جائیں گے۔ اور ان کے تکبر کے باعث انہیں دوزخ کا داخلہ نصیب ہوا ہے۔

آج کل بھی

کتنے ایسے بد نصیب انسان آپ دیکھینگے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے کو اپنے لئے کسر شان (توہین) سمجھتے ہیں۔ مثلاً مسجد میں جا کر ایسے امام کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھنا جو میٹرک پاس بھی نہیں ہے۔ اور وہ انگریزی تعلیمیافتہ نہ ہونے کے باعث بیرونی دنیا کے حالات سے بالکل بے خبر ہے بالخصوص جبکہ اس شخص کی آمدنی کا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ نہ تنخواہ نہ جائداد نہ زمینداری۔ اگرچہ وہ امام صاحب کتاب و سنہ ہی بیان کرے۔ جس کے مقابلہ میں تعلیمیافتہ طبقہ (جو دین سے نا آشنا ہے) طفل مکتب ہے۔ جبکہ ایسے لوگ خود دین سے واقف نہیں اور جو دین سے واقف نہیں وہ ان کی نظر میں جچتے نہیں۔ اس لئے اگر خدانخواستہ یہ لوگ یہی ذہنیت رکھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے تو انہیں متکبرین کی فہرست میں شمار کیا جائے گا۔

دنیاوی حاجتوں میں یہ قانون کیوں استعمال نہیں کیا جاتا۔

مذکور الصدر متکبرین سے سوال کرتا ہوں کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے میں آپ اس قانون کو کیوں استعمال نہیں کرتے کہ چونکہ قصاب میٹرک فیل بھی نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس کی دکان پر آپ یا اپنا وکیل (نوکر) کیوں بھیجیں کہ وہ جا کر قصاب سے ہماری درخواست پیش کرے کہ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ مہربانی کرکے ذرا عمدہ اور ستھرا گوشت دینا۔ یا سبزی فروش جو میٹرک فیل بھی نہیں ہے۔ اس کی دکان پر ہم کیوں جائیں۔ یا اپنا قائمقام (یعنی نوکر) کو کیوں بھجوائیں جو جا کر ہماری درخواست سبزی فروش کے حضور میں پیش کرے۔ کہ فلاں میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ ذرا سبزی تازہ دیں۔ باسی نہ ہو۔

اصل بات یہ ہے

کہ آدمی کو ایک چیز کی ضرورت ہو اور وہ اپنے پاس نہ ہو تو جس کسی کے پاس وہ چیز ہو۔ اس سے مانگ لیتا ہے اور اس مانگنے کو کسر شان نہیں سمجھتا۔

تو یہی قاعدہ

مساجد کے آئمہ کرام کے ساتھ کیوں نہیں برتا جاتا کہ جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات (علم حدیث) کا حامل ہے۔ تو جو شخص اس نعمت سے سراسر محروم ہے۔ خواہ وہ بڑا سیٹھ ہو یا بڑا سرکاری عہدہ دار ہو۔ یا بڑا زمیندار ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اپنے آپ کو دوزخ سے بچانے کی تدبیر پوچھنے کے لئے عالم دین ہی کے پاس جانا چاہیئے۔ اور اگر خدانخواستہ اسی تکبر کے مرض میں مبتلا رہے اور عالمانِ دین کی خدمت میں نہ پہنچے، تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور اس کے وزیر ہامان اور بہت بڑے دولتمند قارون کا نقشہ سامنے رکھ لیا جائے۔ یہی بات تو فرعون کہتا تھا کہ میں ملک مصر کا بادشاہ ہوں۔ بڑے بڑے دریا میری مملکت میں بہتے ہیں۔ میں اس ذلیل (نعوذ باللہ من ذالک یعنی موسےٰ علیہ السلام کا تابعدار کیوں بنوں۔ پھر معلوم ہے اس متکبر کا حشر کیسا ہوا۔ قرآن شریف کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝ سورۃ الزخرف رکوع ۴ پ ۲۵

ترجمہ: پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے انسے بدلہ لیا۔ پس ہمنے ان سب کو غرق کر دیا۔ پھر ہمنے انہیں گئے گزرے اور پیچھے آنیوالوں کیلئے کہاوت بنا دیا۔

پانچواں

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ سورۃ النحل رکوع ۳ پ ۱۴

ترجمہ اور پرہیزگاروں سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے۔ تو کہتے ہیں اچھی چیز۔ جنہوں نے نیکی کی ہے (ان کے لئے) اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے زندگی کا ہر لمحہ بسر کرتے ہیں۔ کہ کہیں کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہو جائے۔ ان کی دنیا کی زندگی بھی عمدہ بسر ہوگی اور ان کے لئے آخرت میں بھی بہتری کا اعلان فرما دیا گیا ہے۔

چھٹا

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورۃ المومنون۔ رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ: پھر جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن ان میں نہ رشتہ داریاں رہیں گی اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔ پھر جن کا پلہ بھاری ہوا۔ تو وہی فلاح پائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا ثقل (بوجھ ہوگا) وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانیوالے ہوں گے۔ نجات کا باعث دراصل وہی رضائے الٰہی ہے جو انہوں نے اپنے اعمال میں اپنی مرضی سے پیش نظر رکھی تھی۔ اللھم اجعلنا منھم

ساتواں

وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ سورۃ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ: اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بد شکل ہونے والے ہونگے۔ کیا تمہیں ہماری آئتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔

حاصل

یہ نکلا ان بد نصیب دوزخ میں جانے والوں کا اصل سبب ان کی اپنی بداعمالیاں ہیں۔ چنانچہ ان کی فہرست ملاحظہ ہو۔ (۱) جب انہیں اللہ تعالیٰ کی آئتیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو ان کو جھٹلاتے تھے (۲) اور جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اپنے ایمان کا اظہار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے رحم کی درخواست کیا کرتے تھے تو یہ بد نصیب لوگ ان اللہ والوں پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے اور ان پر ہنستے تھے، اپنی انہی بد اعمالیوں کے باعث آج انہیں دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

آٹھواں

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹۔

ترجمہ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہیگا لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان خوش نصیبوں کو قیامت کے دن دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملنے کا سبب (جو بہشتیوں کی علامت ہے)۔ یہ ہے کہ وہ اقرار کر رہے ہیں کہ ہمیں دنیا میں بھی اس بات کا یقین تھا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے ہر عمل حیات کا حساب دینا ہے (اس لئے ہم نے دنیا ہی کی زندگی میں اپنے تمام اعمال میں اس بات کا خیال رکھا تھا۔ کہ کہیں قیامت کے دن کسی بد عملی کے باعث سرخ یاب نہ ہو جائیں ان کی اپنی دنیا کی زندگی میں نگہداشت کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ آج وہ بہشت میں نہایت آرام سے اپنی زندگی بسر کرنے کے اہل بنا دیئے گئے ہیں۔ اور انہیں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلع کر دیا گیا ہے کہ یہ تمام راحتیں تمہارے دنیا کے اعمال صالح کے باعث تمہیں عطا کی گئی ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔

نواں

اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّ لَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ۝ سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹

ترجمہ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا جو بڑا عظمت والا ہے اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھوون۔ اسے سوائے گناہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس بد نصیب دوزخ میں جانے والے کا اصلی سبب اس کی اپنی بد اعمالیاں ہیں (۱) اللہ جل شانہٗ پر یہ ایمان نہیں لایا کرتا تھا (گویا کہ اس لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی تھا۔ اور کسی بھوکے مسکین کو خود کھانا کھلانا تو بجائے خود رہا۔ کسی دوسرے کو بھی یہ ترغیب نہیں دیا کرتا تھا۔ چونکہ یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا باغی تھا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے متعلق اس کے دل میں کوئی رحم نہیں تھا۔ اس لئے اس کی اپنی بد اعمالیاں اس کو دوزخ میں داخل کرا رہی ہیں۔

دسواں

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے میدان محشر میں یہ اعلان ہوگا۔ انما ھی اعمالکم احصی علیکم فمن وجد خیرا فل یحمد اللہ ومن وجد غیر ذالک فلا یلو من الا نفسہ؟

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ یہ تمہارے ہی اعمال ہیں (جو اعمال ناموں کی شکل میں کسی کو دائیں ہاتھ اور کسی کو بائیں ہاتھ میں دیئے گئے ہیں۔ جن کو دائیں ہاتھ میں دیئے گئے ہیں۔ وہ بہشت میں داخل ہونے والے ہیں۔ اور جن کو بائیں ہاتھ میں دیئے گئے ہیں۔ وہ دوزخ میں جانے والے ہیں) اور یہ تمہارے اعمال ہی کسی کو بہشت میں پہنچا رہے ہیں۔ اور کسی کو دوزخ میں لے جا رہے ہیں۔

دسواں شواہد

کا حاصل وہی نکلا جو اس خطبہ کی ابتدا میں بصورت عنوان عرض کیا گیا تھا۔ کہ

باقی صفحہ ۹ کالم ۱ پر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ کی مخلوق پر) رحم کھانے والوں اور (ان کے ساتھ) ترحم کا معاملہ کرنے والوں پر خداوند رحمن کی خاص رحمت ہوگی۔ تم زمین والی مخلوق کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو، آسمان والا تم پر رحمت فرمائے گا۔ سنن ابی داؤد

حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ساری مخلوق اللہ کی عیال (گویا اس کا کنبہ) ہے اس لئے اللہ کو زیادہ محبوب اپنی مخلوق میں وہ آدمی ہے جو اللہ کی عیال (یعنی اس کی مخلوق) کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرے۔ شعب الایمان للبیہقی

جانوروں کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا سبب ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک گدھے پر پڑی جس کے چہرے پر داغ دے کر نشان بنایا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص خدا کی رحمت سے محروم ہے جس نے یہ کام کیا۔ مسند احمد

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۷ سے آگے۔

اعمال انسانی میں ذاتی تاثیر ہے۔

دعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بلکہ سب مسلمانوں کو یہ نظریہ اپنے تمام اعمال میں پیش نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے کہ کوئی عمل ایسا نہ ہو جائے کہ ہمیں کھینچ کر دوزخ میں پہنچائے۔ بلکہ مرتے دم تک ایسے ہی اعمال صالح کرنیکی توفیق عطا فرمائے جن میں رضائے الٰہی کا نور پایا جائے اور قیامت کے دن انہیں اعمال صالحہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرما کر ہمیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

الٰہی کے طالبوں کو دنیا میں بھی اچھی زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے گا۔ اور ان اعمال صالحہ کی برکت سے آخرت میں بھی جزائے خیر نصیب ہوگی۔ اللھم اجعلنا منھم۔

حضرات مہاجرین کو دونوں جہان کی بھلائیاں ملیں

وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ ۚ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ (النحل ع ۶)

ترجمہ۔ اور جنہوں نے اللہ کے واسطے گھر چھوڑا اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا البتہ ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔ اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش یہ لوگ سمجھ جاتے۔

الحاصل دونوں جہان کی بہتر زندگیوں کی مثال حضرات صحابہ کرامؓ کی مبارک حیات میں ملتی ہے۔ ان حضرات نے دین کی خاطر ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کیں۔ دین کی خاطر گھر بار اور خویش و اقارب کو خیر باد کہا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ہر حکم کو بسر و چشم قبول کیا۔ اوّل حبشہ کی طرف قریباً ۸۰ پاک نفوس نے ہجرت فرمائی۔ آخر مدینہ منورہ میں انہیں ہر طرح کی چیزیں نعم البدل میں ملیں۔ پاک روزی رہنے کو اچھے گھر۔ یار غار بہترین سوسائٹی وغیرہ ملی۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دنیاوی حکومت بھی عطا فرمائی۔ اور ان کی آخرت بھی عظیم الشان ہے۔ حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص خوف خدا جیسی چیز کو چھوڑے۔ اللہ تعالےٰ اسی جیسی یا اس سے کہیں بہتر پاک اور حلال چیز اسے عطا فرماتا ہے

بھلائی کا ثمرہ بھلائی ہی ہے

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ ؕ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ (الزمر رکوع ۲)

ترجمہ۔ کہہ دو۔ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو۔ اپنے رب سے ڈرو۔ ان کے لئے جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ہے اچھا بدلہ ہے۔ اور اللہ کی زمین کشادہ ہے بے شک صبر کرنے والوں کو اجر بے حساب دیا جائے گا۔

الحاصل۔ (۱) ایمان (۲) تقوےٰ (۳) نیکی

(۴) دین کی خاطر عندالضرورت ترک وطن۔

(۵) اور صبر پر ملنے والا اجر بے حساب ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ نے دین کی خاطر ترک وطن فرمایا۔ کیا ہم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ دین کے لئے بیدین سوسائٹی کو ترک کر دیں اور دیندار حضرات کی سوسائٹی میں شامل ہو جائیں؟

خوشخبری

فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ ؕ

ترجمہ۔ پس میرے بندوں کو خوشخبری دیدو جو توجہ سے بات کو سنتے ہیں۔ پھر اچھی کی پیروی کرتے ہیں۔ (سورۃ الزمر رکوع ۲)

الحاصل یہ حضرات کلام پاک جو احسن الحدیث ہے کو پوری توجہ سے سنتے ہیں۔ اور اس کے اوامر و نواہی کو اپنا دستور العمل بناتے ہیں۔

آخری بات

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ ۙ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَھَا ؕ (بنی اسرائیل ع ۱)

ترجمہ۔ اگر تم نے بھلائی کی۔ تو اپنے ہی لئے کی اور اگر برائی کی تو بھی اپنے ہی لئے کی۔

الحاصل بھلائی کرنے میں ہمارا ہی بھلا ہے اور برائی کو چھوڑ دینے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ گزشتہ اقوام کے حالات پر نظر کرنے سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

دعا

اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ ۝ وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّا ھُدْنَآ اِلَیْکَ ؕ (الاعراف ع ۱۹)

ترجمہ۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے، سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے اس میں اور آخرت میں بھلائی لکھ۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔

آمین یا الٰہ العالمین

درخت لگانے کا اجر و ثواب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا لگائے یا کھیتی کرے، پھر کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا چوپایہ اس درخت یا کھیتی میں سے کھائے، تو یہ اس بندے کی طرف سے صدقہ اور کارِ ثواب ہوگا۔ صحیح بخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۵ر شوال ۱۳۷۸ھ ۲۴ر اپریل ۱۹۵۹ء

(۱) پیچھے اور کھرے مسلمانوں کی روحانی ڈاک روزانہ چار طرف جاتی ہے

(۲) اور ایک حدیث قدسی چار طرف کی تفصیل

(۱) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں (۳) ماں باپ کی قبر میں (۴) وفات یافتہ مسلمانوں کے پاس ان کی قبروں میں

تفصیل نمبر ۱

اللہ تعالیٰ کے حضور میں اور اس کے متعدد ثبوت ہیں

پہلا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِیْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ يَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَّاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْاَلُوْنَ قَالُوْا يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ رواہ البخاری۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَّبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَاُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَى السَّمَآءِ قَالَ فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَّكَ فِی الْاَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيُهَلِّلُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيَسْاَلُوْنَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْاَلُوْنِیْ قَالُوْا يَسْاَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْ جَنَّتِیْ قَالُوْا لَا اَیْ رَبِّ قَالَ وَكَيْفَ لَوْ رَاَوْ جَنَّتِیْ قَالُوْا وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَمِمَّا يَسْتَجِيْرُوْنِیْ قَالُوْا مِنْ نَّارِكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْ نَارِیْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْ نَارِیْ قَالُوْا وَيَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَاَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ

يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّآءٌ وَّاِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں ان لوگوں کی تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی ذکر الٰہی کو سننے اور اللہ کا ذکر کرنے والوں سے ملنے کے لیے) اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ پھر وہ فرشتے آ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ (جب فرشتے واپس جاتے ہیں۔ تو) ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت اور بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے۔ اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر (اللہ تعالیٰ) فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے تجھے دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی انہوں نے تجھے نہیں دیکھا (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے۔ اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے پھر (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں خدا کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا (اللہ تعالیٰ) کہتا ہے۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے۔ تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں مگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش ان میں اور بڑھ جاتی۔ جنت کی طلب ان میں زیادہ ہو جاتی اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ اور وہ کس چیز

سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ دوزخ کی آگ سے (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خدا کی قسم اے پروردگار اس کو انہوں نے نہیں دیکھا۔ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے۔ اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا (یہ سن کر) فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ ان لوگوں میں تو ایک ایسا شخص بھی تھا۔ جو ان میں شامل نہ تھا۔ راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ محروم نہیں رکھا جاتا۔ جو ان کے پاس بیٹھنے والا ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائِکَةٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِکَةٌ بِالنَّهَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْئَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس رات اور دن والے فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ وہ جنہوں نے تمہارے پاس رات گزاری تھی۔ پھر اُن سے اُن کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود اُن کے حالات سے خوب واقف ہے۔ میرے بندوں کو کس حال میں تم چھوڑ کر آئے ہو۔ پھر کہتے ہیں۔ ہم نے ان کو ایسے حال میں چھوڑا ہے۔ جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب اُن کے پاس گئے تھے۔ اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا قَالَ تَشْهَدُهٗ مَلَائِکَةُ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِکَةُ بِالنَّهَارِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں (ان قرآن الفجر کان مشہودا) ترجمہ۔ فجر کے قرآن پڑھنے کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ رات والے فرشتے اور دن والے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (یعنی اس وقت آکر اکٹھے ہو جاتے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جانے والی ڈاک کے متعدد ثبوت

پہلا

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِکَةً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ (رواہ النسائی والدارمی)

ترجمہ۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (اللہ تعالیٰ) کے ایسے فرشتے (بھی) ہیں۔ جو زمین پر چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ اور ان کا کام یہ ہے) میری اُمت کی طرف سے جو (مجھ پر) سلام کہتا ہے۔ وہ مجھے پہنچا دیتے ہیں۔

دوسرا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ (رواہ النسائی)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

بعض فقروں کی شرح

گھروں کو قبریں نہ بناؤ

اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح قبریں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہوتی ہیں۔ اس طرح گھروں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہ رکھو۔ بلکہ وہاں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ مثلاً نفلی عبادت ہی سہی۔

میری قبر کو عید نہ بناؤ

محدثین حضرات نے اس فقرہ کی کئی توجیہیں کی ہیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ جس طرح عید کے دن اکٹھے ہو کر عید مناتے ہو اور پھر اس موقعہ پر کھیل تماشا وغیرہ تفریح طبع کے لئے کی جاتی ہیں۔ اس طرح میری قبر پر اس قسم کا سماں نہ بنانا۔ جس طرح آجکل اولیائے کرام کے مزارات پر سال کے بعض مخصوص دنوں میں اکٹھے ہوتے ہیں اور پھر وہ اجتماع ایک میلے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس میلے میں ہر قسم کے کھیل اور تماشے اور بعض مقامات پر پہلوانوں کی کشتیاں بھی ہوتی ہیں۔ میلہ میں کہیں مداری تماشا دکھا رہے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس طرح طرح کی لغویات میلہ پر ہوتی ہیں۔ حالانکہ اولیائے کرام کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے کے لئے جانا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اسی بنا پر آپ نے منع فرمایا ہے کہ میری قبر کو میلہ نہ بنا لینا۔

ایک دوسری توجیہ

بعض محدثین حضرات نے آپ کے ارشاد کی یہ توجیہ کی ہے۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر پر زیارت کے لئے میلے کی طرح نہ آؤ جو سال میں ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے۔ بلکہ کثرت سے آیا کرو۔ ملا قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں یہ توجیہ کی ہے

تیسرا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ (رواہ ابوداؤد والبیہقی فی الدعوات الکبیر)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے (اللہ تعالیٰ) مجھ پر میرے روح کو لوٹا دیتا ہے یہانتک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اس حدیث کے متعلق ایک بہت بڑے بلند پایہ محدّث

حافظ ابنؒ حجر کی تشریح یہ ہے کہ جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے توفیق عطا فرماتا ہے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب رح محدّث دہلوی کی توجیہہ

اس حدیث شریف کے متعلق ملاحظہ ہو اَلَیْسَ الْمُرَادُ بِعَوْدِ الرُّوْحِ عَوْدُهَا بَعْدَ الْمُفَارَقَةِ عَنِ الْبَدَنِ وَاِنَّمَا الْمُرَادُ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْبَرْزَخِ مَشْغُوْلٌ بِحَوْلِ السَّلَكُوْتِ مُسْتَغْرِقٌ فِیْ مُشَاهَدَةِ رَبِّ الْعِزَّةِ عَزَّ وَجَلَّ كَمَا كَانَ فِی الدُّنْيَا فِیْ حَالَةِ الْوَحْیِ وَفِی الْاَحْوَالِ الْاٰخَرِ فَيُصَدُّ عَنْ اِفَاقَةٍ مِنْ تِلْكَ الْمُشَاهَدَةِ وَذٰلِكَ الْاِسْتِغْرَاقِ بِرَدِّ الرُّوْحِ

ترجمہ۔ اور روح کے لوٹ آنے سے یہ مُراد نہیں ہے کہ بدن سے جُدا ہو گئی تھی پھر لوٹ کر آ واصل ہوئی اور سوائے اس کے نہیں۔ مُراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم (عالم) برزخ میں ملکوت کے حالات میں مصروف ہیں۔ رب العزت عزوجل کے مشاہدہ میں مستغرق ہیں۔ جیسا کہ دنیا میں وحی کی حالت اور (ایسے ہی) دوسرے حالات میں استغراق ہوتا تھا۔ (یعنی ان حالات واردہ میں آپ کی توجہ فقط اسی طرف متوجہ ہوتی تھی۔ اور دوسرے حالات سے ذھول ہوتا تھا) پھر اس مشاہدے اور اس استغراق سے ذرا ہٹ کر ادھر متوجہ ہونے کو روح کے لوٹ کر آنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

پچوتھا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس درُود پڑھتا ہے میں اُسے سُن لیتا ہوں اور جو شخص مجھ پر دُور سے درُود بھیجتا ہے۔ مجھے وہ پہنچا دیا جاتا ہے۔ (یعنی فرشتے لا کر پہنچا دیتے ہیں)

اولاد کی ڈاک ماں باپ کی طرف

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ هٰذِهٖ فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ بیشک اللہ عزوجل البتہ نیک بندے کا درجہ بہشت میں بلند کر دیتا ہے۔ پھر وہ (بندہ) کہتا ہے۔ اے میرے رب یہ درجہ مجھے کیسے دیا گیا ہے۔ پھر اللہ فرماتا ہے۔ تیرے بیٹے کے تیرے لئے بخشش کی دُعا کرنیکے باعث تیرا درجہ بلند کیا گیا ہے۔

چنانچہ غالباً ہر نمازی

اپنی ہر نماز (خواہ فرض ہو یا سنت ہو یا نفل ہو) میں یہ دُعا عموماً پڑھتا ہے۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے ہمیشہ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔ اور اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش دے اور سب مومنوں کو بخش دے۔ جس دن (یعنی قیامت کے دن دنیا میں کئے ہوئے عملوں کا حساب ہوگا۔

نتیجہ

اس حدیث شریف سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ انسان کی دُعا کا اثر ماں باپ کو بھی پہنچ جاتا ہے۔ خواہ وہ اس جہان دُنیا سے رخصت ہی ہو چکے ہیں۔

ہر مُسلمان کی رُوحانی ڈاک فوت شدہ مُسلمان کے پاس بھی پہنچ جاتی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَيُدْخِلُ عَلٰی اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبر میں میّت ایسا ہے۔ جس طرح ڈوبنے والا فریاد رسی کر رہا ہو (کہ کوئی اس کی مدد کو پہنچے اور اسے ڈوبنے سے بچائے)۔ پس میت انتظار کرتا ہے اس دعا کا جو اسے (پیچھے سے) باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچے۔ پھر جب اسے پیچھے سے (کسی کی) دُعا پہنچ جاتی ہے) تو اسے (وہ دعا) ساری دنیا اور دنیا میں جو کچھ بھی ہے سب چیزوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے (کیونکہ وہ دعا اسکی بخشش کا باعث بنتی ہے) اور تحقیق اللہ تعالےٰ قبروں والوں پر زمین پر رہنے والوں کی دُعائیں پہاڑوں کی مثل پہنچاتا ہے اور تحقیق زندوں کا ہدیہ مردوں کے لئے استغفار (ان کیلئے دعا مغفرت کرنا) ہوسکتا ہے

ایک حدیث قدسی

جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے ساتھ تعلّق رکھنے کا طریقہ سکھایا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِیْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَنَّهٗ قَالَ يَا عِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِیْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِیْ اَهْدِكُمْ يَا عِبَادِیْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِیْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِیْ اَكْسُكُمْ يَا عِبَادِیْ اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِیْ اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضُرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِیْ فَتَنْفَعُوْنِیْ يَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِیْ مُلْكِیْ شَيْئًا يَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِیْ شَيْئًا يَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِیْ اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا

عَلَيْكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوذرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان حدیثوں کے سلسلہ میں جو آپ اللہ بزرگ و برتر سے روایت کرتے تھے کہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے اے میرے بندو۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے۔ اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کیا ہے۔ پس تم آپس میں ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو مگر وہ شخص راہ راست پر ہے۔ جس کو میں نے ہدایت دی۔ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تم کو ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو تم سب کے سب بھوکے ہو۔ مگر وہ شخص جس کو میں کھلاؤں۔ پس تم مجھ سے کھانا مانگو۔ میں تم کو کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو تم سب کے سب ننگے ہو۔ مگر وہ شخص جس کو میں نے پہننے کے لئے دیا۔ پس مجھ سے لباس مانگو۔ میں تم کو پہناؤں گا۔ اے میرے بندو تم اکثر خطائیں کرتے ہو۔ رات اور دن میں اور میں تمہارے سارے گناہ بخشتا ہوں پس تم مجھ سے بخشش مانگو۔ میں تم کو بخشش دونگا۔ اے میرے بندو تم اگر گناہ کرکے مجھے ضرر پہنچانا چاہوگے۔ تو ہرگز ضرر نہ پہنچا سکوگے۔ اور نیک کام کرکے فائدہ پہنچانا چاہوگے تو ہرگز نفع نہ پہنچا سکوگے (یعنی تمہارے گناہ کرنے اور اطاعتگذار بننے سے مجھ کو کوئی فائدہ نہیں) اور نہ ضرر پہنچے گا اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے اور انسان تمہارے اور جن تمہارے ایک نہایت پرہیزگار شخص کی مانند ہو جائیں۔ (جیسے حضرت عیسیٰؑ) تو میری ملکیت میں اس سے کچھ بھی زیادہ نہ ہوگی۔ اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جن ایک نہایت بدتر اور فاجر شخص کی مانند ہو جائیں (جیسے شیطان) تو میری ملکیت میں اس سے کچھ بھی کمی نہوگی۔ اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جن سب کے سب ایک جگہ کھڑے ہوں۔ پھر مجھ سے مانگیں اور میں ہر انسان کو اس کے مانگنے کے موافق دوں تو میرا یہ دینا اس چیز میں سے جو میرے پاس ہے۔ اتنا بھی کم نہ کریگی جتنا کہ ایک سوئی دریا میں گر کر اس کے پانی کو کم کرتی ہے۔ اے میرے بندو میں تمہارے اعمال کو محفوظ رکھتا ہوں۔ اور لکھتا ہوں اور میں تمہیں ان کا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص بھلائی پائے اس کو خدا کی تعریف کرنی چاہیئے اور جو شخص بھلائی کے سوا دوسری چیز پائے (یعنی برائی) پس اپنے نفس کو ملامت کرے کہ یہ اسی کا فعل ہے۔

حاصل

اس حدیث میں مندرجہ ذیل ہدایات ہیں۔

ظلم کرنا حرام ہے

پہلی۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ ایمانداری کے لحاظ سے جو اس کا یقینی حق ہے۔ اس کو حاصل کرلے۔ اور کسی دوسرے مسلمان کی حد سے یا زبردستی سے یا کسی بھی ناجائز طریق سے حق تلفی نہ کرے۔ دوسری ہدایت فقط اللہ تعالیٰ کے دروازے ہی سے مل سکتی ہے۔ اور اس کی طرف سے جو ہدایت کا مجموعہ آسمان سے نازل شدہ ہے۔ وہ قرآن مجید ہے اور اس کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبہ ہیں۔ لہٰذا ہدایت اسی چیز میں ہے کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہرگز نہ کی جائے اگر رزق کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی جائے۔ تیسری اگر کپڑے کی ضرورت ہے۔ تو پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی سبب بنا ہی دے گا۔ چوتھی۔ اگر گناہ ہو جائے تو فقط بارگاہ الٰہی میں عاجزی سے بخشش کی دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ گناہ بخش دے گا۔ پانچویں اگر تمام جن اور انس پہلے اور پچھلے مل کر ایک بدترین انسان کے دل جیسے ہوں تو بھی میری بادشاہی میں کوئی فرق نقص نہیں پیدا ہوگا۔ چھٹی۔ اے میرے بندو اگر تمہارے پہلے اور پچھلے مل کر ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں۔ پھر مجھ سے سوال کریں۔ پھر میں ہر انسان کو اس کا سوال پورا کردوں۔ یہ چیز بھی اس چیز میں ہرگز کم نہ کرے گی۔ جو میرے پاس ہے۔ مگر اتنا ہی جتنا سمندر میں سوئی ڈبوئی جائے تو وہ کم کرتی ہے (یعنی جس طرح وہ کم نہیں کرتی۔ اس طرح میرا سب کو دے دینا بھی میرے خزانہ میں سے کچھ کم نہیں کریگا۔) ساتویں اے میرے بندو میں نے ہی تمہارے اعمال محفوظ کرکے رکھے تھے۔ پھر وہی تمہیں دونگا۔ پس اگر اس میں نیکی پائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور اس اعمال نامہ میں کوئی اور چیز پائے تو پھر فقط اپنے نفس کو ملامت کرے۔ (کیونکہ میں نے تو دنیا میں تمہاری راہ نمائی کر ہی دی تھی۔ اگر تم نے اس پر عمل نہیں کیا تو یہ تمہارا قصور ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۸ر شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۷ر اپریل ۱۹۵۹ء

آدمیوں کی دو قسمیں ہیں

ایک وہ جن کو فقط دُنیا مقصود ہے

دُوسرے وہ جن کو آخرت کی کامیابی مقصود ہے

دونوں کے راستے جُدا جُدا ہیں،

چونکہ اس وقت ہم لوگ دُنیا میں ہیں۔ اس لئے پہلے دُنیا کو مقصود بالذات بنانے والوں کے نقشے پیش کرتا چاہتا ہوں۔

پہلا نقشہ

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پ ۱۵)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم سر دست دنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ دُنیا کے عیش و آرام کو زندگی کا نصب العین بنانے والے کو جو وہ چاہے۔ وہ اسے مل جائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر میں اس کا جو رزق لکھا ہوا ہے۔ فقط اتنا ہی ملے گا۔ چونکہ ایسے آدمیوں کو نہ آخرت کا خیال تھا اور نہ اس زندگی کے لئے نیکیوں کا کوئی سرمایہ ہی جمع کیا تھا۔ اس لئے ایسے لوگ جب آخرت میں جائینگے تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہو گا۔

اللھم لا تجعلنا منھم

دوزخ کے متعلق حضورؐ انور کے ارشادات

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءً مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّ سِتِّيْنَ جُزْءً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے۔ عرض کی گئی۔ البتہ ایک حصّہ بھی عذاب دینے کے لئے کافی تھا۔ آپ نے فرمایا دنیا کی آگ پر اسے انہتر حصّہ اور زیادہ کر دیا گیا ہے۔ ہر ایک حصہ اتنا ہی گرم ہے۔ جتنی دنیا کی آگ گرم ہے۔

دُوسرا

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَّهٗ نَعْلَانِ وَ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَ اِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ نعمان بن بشیر سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخیوں میں سب سے کم درجہ کے عذاب والا وہ ہوگا جس کے پاؤں میں جُوتا آگ کا۔ اور تسمے آگ کے ہوں گے۔ ان دونوں سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ جس طرح ہانڈی کھولتی ہے وہ یہ خیال نہیں کرے گا کہ کوئی شخص اس سے بھی زیادہ عذاب میں ہے۔ حالانکہ وہ سب سے کم درجہ کے عذاب میں ہوگا۔

اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صِبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَ يُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صِبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا داروں میں سب سے زیادہ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنیوالا جو قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ہوگا۔ اسے لایا جائے گا۔ پھر اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا۔ اے آدم کے بیٹے کیا تم نے کبھی آرام بھی دیکھا ہے۔ کیا تمہیں کبھی کوئی نعمت بھی نصیب ہوئی ہے۔ پھر وہ کہے گا۔ اے رب خدا کی قسم ہے۔ ہرگز نہیں (یعنی میں نے کبھی کوئی آرام نہیں دیکھا) اور بہشتیوں میں سے جو سب لوگوں میں سے سب سے زیادہ دنیا میں تکلیف میں تھا۔ اسے لایا جائے گا پھر اسے بہشت میں ایک غوطہ دیا جائے گا (یعنی ذرا سی دیر اسے گھمایا

جائے گا) پھر اسے کہا جائے گا۔ اے آدم کے بیٹے۔ کیا تم نے کبھی تکلیف بھی دیکھی ہے اور کیا تم پر کبھی سختی بھی آئی ہے۔ پھر کہے گا۔ نہیں۔ اللہ کی قسم اے میرے رب مجھ پر کبھی کوئی تکلیف نہیں آئی۔ اور میں نے تو کبھی سختی دیکھی نہیں۔

چوتھا

عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ لِاَھْوَنِ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَوْ اَنَّ لَکَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اَکُنْتَ تَفْتَدِیْ بِہٖ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ اَرَدْتُ مِنْکَ اَھْوَنَ مِنْ ھٰذَا وَ اَنْتَ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَا تُشْرِکَ بِیْ شَیْئًا فَاَبَیْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِکَ بِیْ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ انس سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ قیامت کے دن دوزخیوں میں سے سب سے ادنیٰ درجہ کے عذاب والے دوزخی سے کہے گا اگر تیرے پاس سب وہ چیزیں ہوں جو زمین میں ہیں۔ کیا تم اس عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دے دو گے؟ پھر وہ (دوزخی) کہے گا۔ ہاں (اگر دنیا کی ساری نعمتیں میرے قبضہ میں ہوں تو سب دے کر اس عذاب سے بچنے کی کوشش کروں) پھر اللہ فرمائے گا۔ میں نے تم سے ایک بہت سی معمولی چیز چاہی تھی۔ حالانکہ اس وقت تو آدم کی پیٹھ میں تھا۔ یہ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ پھر تم نے اس بات کو بھی نہ مانا۔ مگر تو نے شرک کر ہی دیا۔

دوسرا نقشہ

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا وَھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْھَا وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ ہود رکوع ۲۔ پ ۱۲)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے۔ تو ان کے اعمال ہم یہیں پورے کر دیتے ہیں اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا۔ یہ وہی ہیں۔ جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا۔ اور خراب ہو گیا جو کچھ کمایا تھا۔

حاصل

دنیا کی زندگی کو مقصود بالذات بنانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں جو اچھا کام انہوں نے کیا تھا۔ اس کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں مل گیا اور آخرت کے لئے کچھ نہ بچا اور آخرت میں جا کر ان کے حصے میں فقط دوزخ کی آگ آئی۔ جس میں نہ جینے کا لطف۔ نہ موت آنے سے چھٹکارا ہی ہوگا اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا نقشہ

یَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰہِ اِلَی النَّارِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓی اِذَا مَا جَآءُوْھَا شَھِدَ عَلَیْھِمْ سَمْعُھُمْ وَ اَبْصَارُھُمْ وَ جُلُوْدُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِھِمْ لِمَ شَھِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَّھُوَ خَلَقَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَ مَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْھَدَ عَلَیْکُمْ سَمْعُکُمْ وَ لَآ اَبْصَارُکُمْ وَ لَا جُلُوْدُکُمْ وَ لٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَ ذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰىکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًی لَّھُمْ ۚ وَ اِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا ھُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ ۝ (سورہ حم السجدہ رکوع ۳ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تو وہ روک لئے جائیں گے۔ یہانتک کہ جب وہ اس کے پاس آ پہنچینگے۔ تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دینگی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے۔ کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔ وہ کہیں گے کہ ہمیں اللہ نے گویائی دی۔ جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے۔ اور اسی نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا۔ اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے سچ مچ نہ کرتے تھے۔ لیکن تم نے یہ گمان کیا تھا جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے بہت سی چیزوں کو اللہ نہیں جانتا اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے حق میں کیا تھا۔ تمہیں برباد کیا۔ پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔ پس اگر وہ صبر کریں۔ تو بھی ان کا ٹھکانا آگ ہی ہے۔ اور اگر وہ معافی چاہینگے تو انہیں معافی نہیں دی جائیگی۔

حاصل

ان آیات میں دنیا کو مقصود بالذات بنانے والوں کو مندرجہ ذیل پیش آنے والی مصیبتوں کی اطلاع دی گئی ہے۔ (۱) خدا کے دشمن کا لقب دیا گیا ہے۔ (۲) قیامت کے دن یہ لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے (۳) ان پر ان کے کان اس دن گواہی دیں گے (کہ فلاں فلاں چیزیں سنا کرتے تھے جو دربار الٰہی میں ناپسندیدہ تھیں۔ مثلاً نامحرم عورتوں کے گانے سننا (۴) اور انکی آنکھیں ان کے خلاف شہادت دینگی (مثلاً ان آنکھوں سے غیر محرم عورتوں کو جھانک جھانک کر دیکھا کرتے تھے اور عورتوں پر گواہی دینگی کہ یہ نامحرم مردوں کو خوب جھانک جھانک کر دیکھا کرتی تھیں) (۵) اور ان دنیا پرستوں کے بُرے کاموں پر کھالیں گواہی دینگی کیونکہ یہ کھالیں ہر وقت اس دنیا پرست کے ساتھ ہی رہتی تھیں۔

ان لوگوں کی بدنصیبی

یہ ہوگی کہ اگر صبر کریں تو جہنم ہی ان کا ٹھکانہ ہے۔ اور اگر معافی

چاہیں تو معافی نہیں ملتی - کیونکہ معافی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔

چوتھا نقشہ

وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ (سورۃ الشوریٰ ع ۳ پ ۲۵)

ترجمہ - اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہوا۔ اسے (بقدر مناسب) دنیا میں دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہوگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں نے دنیا کے عیش و آرام کو زندگی کا نصب العین بنایا - اُن کے لئے آخرت کے عیش و آرام کے سلسلہ میں کوئی حصہ نہیں ہے - اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ان لوگوں کی کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ چند روزہ دنیا کی زندگی کے عیش و آرام کو آخرت کے ابدالآباد والے آرام پر ترجیح دے کر آخرت برباد کر لی۔

پانچواں نقشہ

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (سورۃ القصص ع ۸ پ ۲۰) - ترجمہ - پھر (قارون) اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے نکلا جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے اے کاش ہمارے لئے بھی ویسا ہی ہوتا - جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے - بے شک وہ بڑے نصیب والا ہے۔

جب قارون غرق ہو گیا

تو وہی دنیا دار کہنے لگے۔

لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (سورۃ القصص رکوع ۸ پ ۲۰)

ترجمہ - اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا - ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے۔

عبرت

وہی لوگ جنہوں نے پہلے قارون کی شان و شوکت دیکھ کر اس جیسا ہونے کی تمنا کی تھی - جب قارون کو عذاب الٰہی میں مبتلا ہوتے دیکھا تو اپنی حالت پر شکر کیا اور کہا کہ اگر اللہ تعالےٰ کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی قارون کی طرح زمین میں دھنسا دیتا۔

چھٹا نقشہ

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا (سورۃ بنی اسرائیل - رکوع ۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ - اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں - تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں - پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں - تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور ہم اسے برباد کر دیتے ہیں

حاصل

یہ نکلا کہ سابقہ قوموں کی تباہی اور بربادی کا باعث وہاں کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بغاوت ہی بن گئی - اللھم لا تجعلنا منھم

آخرت کو مقصود بالذات بنانے والوں کے نقشے

پہلا نقشہ

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ - (سورۃ الشوریٰ رکوع ۳ پ ۲۵)

ترجمہ - جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو - ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے +

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - "ایک نیکی کا دس گنا ثواب دیں بلکہ سات سو گنا - اور اس سے بھی زیادہ اور دنیا میں ایمان و عمل صالح کی برکت سے جو فراخی و برکت ملے وہ الگ رہی۔

دوسرا نقشہ

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۱۵ - پ ۴)

ترجمہ - اور جو آخرت کا بدلہ چاہے گا - ہم اسے اس میں سے دیں گے - اور ہم شکر گذاروں کو جزا دیں گے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں (یعنی اس کو آخرت میں یقیناً بدلہ ملے گا - اس آیت کے پہلے جملہ میں ان لوگوں پر تعریض ہے - جنہوں نے مال غنیمت کی جمع میں حکم عدولی کی اور دوسرے میں ان کا ذکر ہے جو برابر فرمانبرداری پر ثابت قدم رہے یعنی جو لوگ اس دین پر ثابت قدم رہیں گے ان کو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی - لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے - (کذا فی الموضح)

تیسرا نقشہ

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۠ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورۃ الروم رکوع ۴ پ (۲۱)

ترجمہ - پھر رشتہ دار اور محتاج اور مسافر کو اس کا حق دے - یہ بہتر ہیں ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں - اور وہی نجات پانیوالے ہیں

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی جب فطرۃ کی شہادت سے ثابت ہو گیا کہ حقیقی مالک و رب وہی اللہ ہے - دنیا کی نعمتیں سب اُسی کی عطا کی ہوئی ہیں - تو جو لوگ اس کی خوشنودی چاہتے ہیں - اور اس کی لقاء اور دیدار کے آرزومند ہیں - چاہیئے کہ اس کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کریں - مسافر - محتاج اور غریب رشتہ داروں کی خبر لیں - اہل قرابت کے حقوق درجہ بدرجہ ادا کرتے رہیں - ایسے ہی بندوں کو دنیا و آخرۃ کی بھلائی نصیب ہوگی۔

چوتھا نقشہ

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا

سَعْيُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا (سورہ بنی اسرائیل ع ۲ - پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کی عزت اور نجات کے طالب ہیں اور اسی نیت سے اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل دل و جان سے کر رہے ہیں انہیں اپنی نیتوں کا پھل مل جائیگا۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو جائیگا اور ان کو آخرت کی نعمتوں سے بھی مالا مال کر دیا جائے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

پانچواں نقشہ

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۣ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ (سورہ آل عمران ع ۲۰ پ ۴)

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا سو تو نے اسے رسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے وعدہ کیا ہے۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا۔ خواہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو۔ پھر جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے۔ البتہ میں ان سے انکی برائیاں دور کر دوں گا اور انہیں بہشتوں میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے۔ اور اللہ ہی کے ہاں اچھا بدلہ ہے۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات آخرت میں کامیابی حاصل کرنے والے حضرات کا طرز عمل بیان کرتی ہیں اور ان کا طرز زندگی کئی چیزوں کا جامع ہے۔ پہلی کھڑی ہونے بیٹھے ہونے اور لیٹے ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ دوسری آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں۔ تیسری غور و خوض کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اے اللہ تیری پیدا کردہ چیزوں میں سے کوئی بھی حکمت سے خالی نہیں ہے۔ یعنی کسی کی پیدائش میں کوئی حکمت ہے تو کسی میں کوئی۔ مثلاً جب وہ اپنے وجود میں غور کرتے ہیں۔ تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے وجود میں کوئی چیز بیکار نہیں ہے۔ آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں۔ کان سننے کے لئے ہیں۔ زبان بولنے کے لئے ہے ناک سونگھنے کے لئے ہے۔ ہاتھ پکڑنے کے لئے ہیں۔ پاؤں چلنے کے لئے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس انسان کے اندر کتنے اجزاء ہیں۔ ان کی مختلف ذمہ داریاں ہیں۔ دل ہو یا جگر یا پھیپھڑا۔ ان میں ہر ایک علیحدہ علیحدہ خدمت پر مامور ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ تو دنیا کی ہر ایک چیز کی پیدائش میں جدا جدا حکمتیں نظر آئیں گی۔

دونوں راستوں پر چلنے والوں کے نتائج پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اب جدھر جس کا دل چاہے جائے۔

شاہنشاہی اعلان بھی یہی ہے

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَاۗءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاۗءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاۗءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ (سورۃ الکہف ع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور کہدو سبھی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پھر جو چاہے مان لے اور جو چاہے انکار کر دے بیشک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ انہیں انکی قناتیں گھیر لیں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد رسی کئے جائیں گے جو تانبے کی طرح پگھلا ہوا ہوگا۔ مونہوں کو جھلس دے گا۔ کیا ہی برا پانی ہوگا اور کیا ہی بری آرام گاہ ہوگی۔

اے اللہ تعالےٰ کے بندو

اس خطرناک عذاب سے بچنے کیلئے دنیا ہی سے کوشش کر کے جاؤ اور اس کا طریقہ فقط یہ ہے کہ قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنا لو۔ اور اس پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا نمونہ سامنے رکھو۔ وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۵ شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۵۹ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

(۱) اے انسان تیرا وجود (۲) دو چیزوں سے مرکب ہے

(۲) ان دونوں چیزوں کے طبعی تقاضوں کو پورا کرنا

تیرا فرض عین ہے

(۳) اسی نمبر ۲ کے پورا کرنے میں تیری کامیابی ہے ۔ ورنہ تو ناکام ہے ۔

نمبر (۱) کی تشریح

اگر غور سے دیکھا جائے ۔ تو انسان سے جو نیچے طبقہ مخلوقات کا ہے ۔ جسے حیوان کہا جاتا ہے ۔ اس کی تمام صفتیں اس میں پائی جاتی ہیں ۔ مثلاً بعض حیوانات دانہ چگنے والے ہیں ۔ بعض پھل کھانے والے ہیں ۔ بعض سبزی کھانے والے ہیں بعض گوشت کھانے والے ہیں انسان کو دیکھئے یہ سب کا مجموعہ ہے ۔ یہ اناج بھی کھاتا ہے ۔ پھل بھی کھاتا ہے ۔ سبزی بھی کھاتا ہے ۔ گوشت بھی کھاتا ہے ۔ علاوہ اس کے حیوانات میں اللہ تعالےٰ نے نر اور مادہ دو قسمیں پیدا کی ہیں ۔ انسان میں بھی نر اور مادہ ہے ۔ اس لحاظ سے بھی انسان ایک طرح کا حیوان ہی ہے ۔ حیوانات میں نر اور مادہ کے ملاپ سے آگے نسل پیدا ہوتی ہے ۔ بعینہٖ یہی چیز انسان میں پائی جاتی ہے ۔ جس طرح حیوان زندگی ختم کرنے کے بعد مر جاتا ہے ۔ اسی طرح انسان بھی اپنی زندگی ختم کرنے کے بعد مر جاتا ہے ۔ جس طرح حیوان کبھی تندرست ہوتا ہے اور کبھی بیمار ہوتا ہے ۔ اسی طرح انسان بھی کبھی تندرست ہوتا ہے ۔ اور کبھی بیمار ہو جاتا ہے ۔ آپ اس ساری بیان کردہ تفصیل سے اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ انسان واقعی ایک نقطہ نگاہ سے بالکل حیوان ہے ۔

انسان میں فرشتوں کی صفتیں بھی پائی جاتی ہیں

اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان میں ملائکہ عظام کی صفتیں بھی پائی جاتی ہیں ۔ مثلاً ملائکہ عظام اللہ تعالیٰ کے امر اور نہی کے مخاطب ہوتے ہیں اس کی شہادتیں

پہلی

وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝

(سورۃ الحجر رکوع ۳ ۔ پ ۱۴)

ترجمہ ۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں ۔ پھر جب میں اسے ٹھیک بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں ۔ تو تم اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا ۔ پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا ۔

دوسری

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰھِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۝ فَلَمَّا رَآٰ اَیْدِیَھُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْہِ نَکِرَھُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْھُمْ خِیْفَۃً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ ۝ (سورۃ ھود رکوع ۷ پارہ ۱۲)

ترجمہ ۔ اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لے کر آئے ۔ انہوں نے کہا ۔ سلام ۔ اس نے کہا سلام ۔ پس دیر نہ کی ۔ کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا ۔ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس تک نہیں پہنچتے تو انہیں اجنبی سمجھا اور ان سے ڈرا ۔ انہوں نے کہا خوف نہ کرو ہم تو لوطؑ کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ۔

تیسری

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَانًا شَرْقِیًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِھِمْ حِجَابًا ۟ فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا ۝ قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ ۖ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَکُ بَغِیًّا ۝ قَالَ کَذٰلِکِ ۚ قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَہٗٓ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَۃً مِّنَّا ۚ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۝ (سورۃ مریم ع ۲ پ ۱۶)

ترجمہ ۔ اور اس کتاب میں بھی مریمؑ کا ذکر کر ۔ جبکہ وہ اپنے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی مقام جا بیٹھی ۔ پھر لوگوں کے سامنے سے پردہ ڈال لیا ۔ پھر

ہم نے اس کے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا۔ پھر وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا کہا بیشک میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تو پرہیزگار ہے۔ کہا۔ میں تو بس تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں۔ تاکہ تجھے پاکیزہ لڑکا دوں۔ کہا میرے لئے لڑکا کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اور نہ میں بدکار ہوں۔ کہا ایسا ہی ہوگا۔ تیرے رب نے کہا ہے۔ وہ مجھ پر آسان ہے۔ اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں۔ اور یہ بات طے ہو چکی ہے۔

حاصل

گذشتہ تینوں شہادتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعمیل احکام کیلئے مامور کیا جاتا ہے۔ لہذا چونکہ انسان کا ایک جز بھی فرشتوں کی نوعیت کا ہے۔ اس لئے اسے بھی امر و نہی سے مخاطب کیا جا سکتا ہے۔ اور جس طرح ملائکہ عظام کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے احکام دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح انسان کو بھی عبدیت (بندگی) کی ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لئے احکام دیئے جانے چاہئیں۔

فرشتوں کی بندگی کا حق ادا کرنے کے ثبوت

پہلا

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ (سورۃ الانبیا ع ۲ - پ ۱۷)

ترجمہ اور اسی اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو اس کے ہاں ہے۔ اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے۔ اور نہ تھکتے ہیں۔ رات اور دن اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ سستی نہیں کرتے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی فرشتے باوجود مقربین بارگاہ ہونے کے ذرا شیخی نہیں کرتے۔ اپنے پروردگار کی بندگی اور غلامی کو فخر سمجھتے ہیں۔ وظائف عبودیت کے ادا کرتے ہیں۔ کبھی سستی یا کاہلی کو راہ نہیں دیتے۔ شب و روز اس کی تسبیح اور یاد میں لگے رہتے ہیں۔ نہ تھکتے ہیں۔ نہ اکتاتے ہیں۔ بلکہ تسبیح و ذکر ہی ان کی غذا ہے۔ جس طرح ہم ہر وقت سانس لیتے ہیں اور دوسرے کام بھی کرتے رہتے ہیں۔ یہی کیفیت ان کی تسبیح و ذکر کی سمجھو۔ وہ کسی کام پر مامور ہوں۔ کسی خدمت کو بجا لا رہے ہوں ایک منٹ ادھر (یعنی یاد الٰہی) سے غافل نہیں ہوتے جب معصوم و مقرب فرشتوں کا یہ حال ہے تو خطار انسان کو نہیں زیادہ اپنے رب کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے۔

عبرت

اے انسان۔ تیرے وجود کے اندر جو ملکیت کی ایک جز ہے۔ اس کا طبعی تقاضا یہ ہے جو پڑھ چکے ہو اور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے حاشیہ کے آخری دو فقروں میں تمہیں اسی چیز کی طرف توجہ دلا گئے ہیں۔ اے غافل انسان اللہ تعالیٰ نے جو عبادات تم پر فرض کی ہیں وہ تیرے بدن کی اسی جز کے تقاضا پورا کرنے کے لئے کی ہیں اگر تو نے اپنے بدن کے فطرتی اور طبعی تقاضا کو پورا کیا۔ تو تم کامیاب اور انصاف پسند انسان سمجھے جاؤ گے۔ اور ایسے ہی کامیاب انسانوں کو اللہ تعالیٰ بہشت کے قیام کی نعمت عطا فرمائیں گے۔ (اللھم اجعلنا منھم) اور اے انسان اگر تم نے باوجود اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے اپنے فطرتی جذبے کو پورا نہ کیا۔ تو تم ناکامیاب انسان ہو گے۔ اور ناکامیاب ہونے والے انسانوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ (اللھم لا تجعلنا منھم)

دوسرا

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ الزمر ع ۸ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھیں گے۔ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا۔ اور سب کہیں گے۔ تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی حق تعالیٰ جب حساب کتاب کے لئے نزول اجلال فرمائیں گے۔ اس وقت فرشتے عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہوں گے۔ اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ جس پر ہر طرف سے جوش و خروش کے ساتھ الحمد للہ رب العلمین کا نعرہ بلند ہوگا۔ یعنی ساری خوبیاں اس خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے (جس نے سارے جہان کا ایسا عمدہ فیصلہ کیا) اسی نعرۂ تحسین پر دربار برخاست ہو جائے گا۔

عبرت

اے انسان تو مذکور الصدر آیت سے عبرت حاصل کر کہ تیرے وجود میں جو ملکیت کارفرما ہے۔ اس کا طبعی تقاضا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں ہر وقت شامل رہو۔ لہذا اگر تو نے اپنے متعلق اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ تسبیح و تحمید کے پروگرام کو عملی جامہ نہ پہنایا تو تیرے وجود کے اندر سے ملکیت کا جزو تمہیں ظالم قرار دے گا کہ

اے ظالم انسان تو نے اپنے وجود کی دوسری جزء حیوانیت کا حق تو ادا کیا۔ اسے کھلایا۔ پلایا اور طرح طرح کے عیش و عشرت کرائے مگر تو نے مجھ پر ظلم کیا اور میرے فطرتی طبعی تقاضا نے تسبیح و تحمید کو پورا نہ کیا۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر حضورؐ انور کو تسبیح کا حکم

پہلا مقام

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَ اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (سورۃ الحجر ع ۶۔ پ ۱۴)

ترجمہ۔ سو تو اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کیے جا اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ یہانتک کہ تمہیں موت آئے۔

حاصل

یہ ہے کہ سیدالمرسلین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی وہی ارشاد ہوا ہے جو ملائکہ عظام کا شیوہ اور طبعی تقاضا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید بجا لانا۔ اے مسلمان تمہیں قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہذا اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تحمید دو پہلوؤں سے تیرے ذمہ لازم ہو گئی ہے۔

ایک تو تیری ملکیت کا طبعی تقاضا۔ بھی یہی تھا۔ اس کے علاوہ رسول اللہ علیہ وسلم کے متبع ہونے کے لحاظ سے بھی تسبیح و تحمید کرنا تمہارے ذمہ لازمی ہو گیا ہے۔ لہذا تیری کامیاب زندگی کا مدار اسی پر ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کو اپنی دنیاوی زندگی میں نصب العین بنانے اور نصب العین بنانے کے بعد تو اس طریقہ سے تسبیح و تحمید کر جس طرح شریعت اسلامی نے تیری راہ نمائی فرمائی ہے۔ مثلاً جب نماز میں کھڑا ہو۔ تو تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کے بعد کہہ سبحانک اللھم و بحمدک الخ جب رکوع میں جائے تو کہہ سبحان ربی العظیم اور جب سجدہ میں جائے تو کہہ سبحان ربی الاعلےٰ اور جب نماز سے فارغ ہو جائے تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ۔ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ۔ اس کے بعد ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیٔ قدیر پڑھ

اس کی تائید میں حدیث شریف ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّ تِسْعُوْنَ وَ قَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَ اِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہا اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہا یہ نوانوے ہو گئے اور ایک مرتبہ سو کی گنتی پوری کرنے کے لئے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیٔ قدیر کہا۔ اس کے تمام گناہ بخشے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔

دوسرا مقام

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى (سورہ طٰہٰ رکوع ۸۔ پ ۱۶)

ترجمہ۔ پس اس پر صبر کر جو کہتے ہیں اور سورج کے نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں اور دن کے اول اور آخر میں بھی تسبیح کر۔ تاکہ تجھے خوشی حاصل ہو۔

یہ چیز ظاہر ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آئندہ خوشی حاصل کرنے کے لئے جو چیز بتلائی گئی ہے۔ آپ کی اُمت کو بھی آئندہ خوشی حاصل کرنے کے لئے بطریق اولیٰ اس کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

تیسرا مقام

وَ اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝ (سورۃ الطور رکوع ۲ پ ۲۷)

ترجمہ۔ اور اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کر۔ کیونکہ بے شک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔ جب آپ اٹھا کریں اور کچھ حصہ رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجئے اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی۔

حضور انورؐ کی اُمت کو

آپ کی سنت کا اتباع از بس ضروری ہے۔ لہذا جس شخص کو اللہ تعالیٰ آپ کی اس سنت کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے لئے صد مبارک ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں یعنی صبر و تحمل اور سکون و اطمینان کے ساتھ ہمہ وقت اللہ کی تسبیح و تحمید اور عبادت گزاری میں لگے رہیئے۔ خصوصاً جس وقت آپ سو کر اُٹھیں یا نماز کے لئے کھڑے ہوں یا مجلس سے اُٹھ کر تشریف لے جائیں۔ ان حالات میں تسبیح وغیرہ کی مزید ترغیب و تاکید آئی ہے۔ رات کے حصہ سے مراد شاید تہجد کا وقت

ہو اور تاروں کے بیٹھ پھیرنے کا وقت صبح کا وقت ہے۔ کیونکہ صبح کا اجالا ہوتے ہی ستارے غائب ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تسبیح کرنیکے ارشادات

پہلا

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (سورۃ الفتح ع ۱ پ ۲۶)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا۔ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی مدد کرو اور عزت کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو۔

حاصل

اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کا حکم جو فرشتوں کو ہوا تھا۔ اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا تھا۔ وہی آپ کی امت کو ہوا ہے۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ۔ آمین یا الٰہ العالمین

دوسرا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۶ پ ۲۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ اور اس کی صبح و شام پاکی بیان کرو۔

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو صبح اور شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ملکیتہ مشترکہ

برادران اسلام جو ملکیتہ ملائکہ عظام کے وجود میں تھی۔ جس کا طبعی تقاضا تھا کہ ان (ملائکہ عظام) سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرائے اسی قسم کی ملکیتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود کے اندر تھی۔ اس بنا پر ملکیتہ کا مطالبہ پورا کرنے کے لئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تسبیح کا حکم دیا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس اسی قسم کی ملکیتہ کا اثر ہر انسان (خواہ مرد ہو یا عورت) کے اندر اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اسی بنا پر انسان کے وجود کے اندر ہونے کے باعث اس کا بھی تقاضا یہی ہے کہ انسان اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے اور یہ تسبیح کرنا خارج از فطرت نہیں ہے۔ بلکہ انسان کی فطرت کا یہ ایسا ہی تقاضا ہے۔ جس طرح انسان کو پیاس لگتی ہے تو نفس پانی مانگتا ہے۔ اور بھوک لگتی ہے تو اندر سے دل کھانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسی طرح انسان کے اندر سے (بشرطیکہ گناہوں کے باعث فطرۃ سلیمہ کا نور سلب نہ ہو گیا ہو) اس کی فطرۃ تقاضا کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے۔

فطرتی تقاضا پورا نہ کرنے کی صورت میں سزا

اے انسان اگر تو نے اپنے فطری تقاضے کو پورا کیا تو بہتر۔ ورنہ شیطان کی لپیٹ میں آ کر سیدھے دوزخ میں جاؤ گے۔

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ ۖ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (سورہ ص۔ رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان مٹی سے بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے پورے طور پر بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے نہ کیا۔ تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ فرمایا اے ابلیس تمہیں اس کے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا۔ کہ جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑوں میں سے تھا۔ اس نے عرض کی۔ میں اس سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔ فرمایا پھر تو یہاں سے نکل جا۔ کیونکہ تو راندہ گیا ہے۔ اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔ عرض کی اے میرے رب پھر مجھے مُردوں کے زندہ ہونے کے دن تک مہلت دے۔ فرمایا بس تمہیں مہلت ہے وقت معین کے دن تک عرض کی تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہونگے فرمایا حق بات یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں۔ میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے۔ سب سے جہنم بھر دوں گا۔

شیطان جن لوگوں کو گمراہ نہیں کر سکیگا

مذکورۃ الصدر آیات میں شیطان نے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے سوا باقی سب انسانوں کو گمراہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو شیطان کی گرفت سے بچنا چاہے اس کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کی فہرست میں آ کر شامل ہو جائے۔

مخلص بندے کون ہیں؟

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (سورۃ حٰمٓ السجدۃ ع ۴ ۔ پ ۲۴۔

ترجمہ۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے اور جو تم وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

ہمارا رب اللہ ہے پھر اسپر قائم رہے

کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ہر نفع اور ضرر کی باگ فقط اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں سمجھتے ہیں۔ کسی قسم کے نفع کی ضرورت ہو تو اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ مثلاً رزق کی وسعت۔ یا اولاد کی ضرورت وغیرہ اور ہر نقصان اور تکلیف سے بچنے کے لئے بھی اسی کے دروازہ پر درخواست لے کر آتے ہیں کہ اے اللہ تو ہمیں اس مصیبت سے بچا۔ اور اگر مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں تو بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تو ہمیں اس مصیبت سے نکال دے۔ اور جب حاجت پوری ہو جائے تو اس کو محض اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہیں اور اسی کا شکریہ ادا کرتے ہیں نہ کسی غیر کا۔ ان کی زبان سے یہی فقرہ نکلتا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین

فطری تقاضا کو پورا کرنے کا نتیجہ

برادران اسلام۔ گزشتہ اوراق میں نہایت ہی وضاحت سے یہ چیز عرض کی جا چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ایک چیز ملکیت کی رکھی ہے اور اس چیز کا طبعی تقاضا بھی بالتفصیل عرض کر چکا ہوں۔ لہذا جس شخص نے ملکیت کے طبعی تقاضا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کے مطابق پورا کیا تو اس کے لئے آئندہ مندرجہ ذیل نتیجہ برآمد ہوگا۔

هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـــِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ (سورہ ص ۔ ع ۴ ۔ پ ۲۳۔

ترجمہ۔ یہ نصیحت ہے اور بیشک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ ان کے لئے ان کے دروازے کھولے جائینگے وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔ وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہونگی۔ یہی ہے جس کا تم سے حساب کے دن کے لئے وعدہ کیا جاتا ہے۔ بیشک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

اے انسان تجھے اپنے وجود کی جزو دوم یعنی حیوانیت کے تقاضوں کے پورا کرنے کی ہرگز ممانعت نہیں ہے

البتہ ان تقاضوں کے پورا کرنے میں فقط ایک شرط پیش نظر رکھنی ضروری ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ جزء اول یعنی ملکیت کے تقاضوں کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔

اس کا ثبوت

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (سورۃ الاعراف ع ۴ ۔ پ ۸)

ترجمہ۔ کہدو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے۔ جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے۔ اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں (حرام کیں) کہدو دنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں۔ قیامت میں خالص انہیں کے لئے ہو جائیں گی۔ اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں۔ ان کے لئے جو سمجھتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا میں کام آنیوالی نعمتیں بھی دراصل اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار نیکوکار بندوں کے لئے ہی پیدا کی ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور باغی نیکوں کے صدقے میں ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جس طرح دنیا کی حکومتیں اپنی وفادار رعایا کے لئے راحت اور آرام کے اسباب مہیا کرتی ہیں۔ مثلاً پختہ سڑکیں۔ ریل۔ ہوائی جہاز وغیرہ۔ مگر حکومتوں کے باغی بھی انہیں چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۲ شوال ۱۳۷۸ھ مطابق یکم مئی ۱۹۵۹ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

(۱) اسلام کے بنیادی اور لازمی اصول میں سے دُعا کا فقط اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی ہے

(۲) اللہ تعالیٰ کے سوا دُوسروں سے بھی دُعا مانگنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کافروں کا شیوہ تھا۔

قرآن مجید میں سے نمبر اوّل کے متعدّد شواہد

پہلا

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ ۭ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ۭ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ (سورہ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ بُرا پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بیشک ظالموں میں سے ہو جائے گا اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے۔ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل کیا کیا نکلا

اے انسان اگر تیرا نفع اور نقصان سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اس لئے اپنی حاجت روائی کے لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو ہرگز نہ پکار (۲) اگر تو نے اللہ کے سوا کسی کو پکارا تو بے انصافوں میں سے ہو جائے گا۔ (۳) اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس تکلیف کے دُور کرنے والا بھی فقط وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (۴) اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی مہربانی کرنا چاہے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ (۵) انسانوں کی غلطیوں کو معاف کرنے والا مہربان فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

مسلمان مردوں اور عورتوں

کو چاہیئے کہ اس مذکور الصدر شہنشاہی اعلان کو غور سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اپنے خیالات کو درست کر لیں۔

دُوسرا

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَتَکُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ۝ (سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پ ۱۹)

ترجمہ۔ سو اللہ کے ساتھ اور کسی محبوب کو نہ پکار۔ ورنہ تو بھی عذاب میں مبتلا ہو جائیگا

حاصل

یہ نکلا کہ اے انسان اگر تو نے اپنی حاجت روائی کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب تم پر نازل ہوگا (خواہ جلدی ہو۔ یعنی دنیا میں یا مرنے کے بعد آئے یعنی قبر میں)

تیسرا

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۭ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ۭ لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۹۔ پ ۲۰)

ترجمہ۔ اور اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکار۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ اسی کا حکم ہے۔ اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں لہٰذا جو چیزیں اپنی وجود کو بھی قائم نہیں رکھ سکتیں۔ وہ دوسروں کے کام ہمیشہ کب آ سکتی ہیں۔ لہٰذا مددگار تو اس ذات کو بنانا چاہیئے جو ہمیشہ ہماری مدد کر سکے اور اس پر کبھی فنا طاری نہ ہو۔

چوتھا

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ ۘ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْـــًٔا ۝ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۝ (الیٰ) وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ ۡ عَسٰٓی اَلَّآ اَکُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ۝ (سورہ مریم رکوع ۳ پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر کر بے شک وہ سچا نبی تھا۔ جب اپنے باپ سے کہا۔ اے میرے باپ تو کیوں پوجتا ہے ایسے کو جو نہ سُنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تیرے کچھ کام آ سکے۔ اے میرے باپ بے شک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو تمہیں حاصل نہیں تو آپ میری تابعداری کریں۔ میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا (اس کے

بعد کچھ آیتیں چھوڑ دی گئی ہیں) ان کے بعد یہ مضمون ہے۔

اور (اے باپ) میں تمہیں چھوڑتا ہوں اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور میں اپنے رب ہی کو پکاروں گا امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔

حاصل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ میں چند چیزیں قابلِ توجہ ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سچے نبی ہیں (۲) وہ اپنے واجب الاحترام باپ سے فرماتے ہیں۔ اے اباجی جو بہرے اور اندھے ہیں اور آپ کی کسی مصیبت میں کام بھی نہیں آ سکتے۔ ان کی پوجا کیوں کرتے ہو۔ اے ابّا جی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحیح علم ملا ہے۔ لہذا آپ میرا کہا مان لیں۔ میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا اور اے ابّا جی۔ میں آپ سے دین کے معاملہ میں الگ ہوتا ہوں اور اللہ تعالےٰ کے سوا جو آپ نے معبود بنا رکھے ہیں۔ ان سے بھی قطع تعلق کرتا ہوں اور میں تو فقط اپنے رب کو (ضرورت کے وقت مدد کے لئے) پکاروں گا۔ اور میرے پکارنے پر میرا رب مجھے اپنی رحمت سے محروم نہیں رکھے گا۔ گویا کہ حضرت ابراہیم ؑ نے صاف اعلان کر دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا حاجت روا اور مشکلکشا نہیں سمجھتا۔ برادران اسلام ہمیں قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے کہ جو دین تمہیں دیا گیا ہے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام والا دین ہی ہے۔ ہمیں بھی اللہ تعالےٰ سے معاملہ رکھنے میں وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو حضرت ابراہیمؑ کا آپ سن چکے ہیں۔

پانچواں

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ (سورۃ الانعام ع ۴ پ ۷)

ترجمہ۔ کہدو۔ دیکھو تو سہی۔ اگر تم پر خدا کا عذاب آئے یا تم پر قیامت ہی آ جائے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے۔ اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارتے ہو۔ پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔ جس کے لئے اُسے پکارتے ہو اور جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو۔ انہیں بھول جاتے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اے مخالفین قرآن تجربہ تمہارا بھی یہی ہے کہ جب تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے سب کو بھول جاتے ہو۔ اور فقط ایک اللہ تعالےٰ ہی کو پکارتے ہو۔ لہذا ہم یہی کہتے ہیں کہ بر نہیں مصیبت کے وقت کام آتا ہے۔ فقط اسی کو اپنا خدا اور اپنا حاجت روا مان لو۔

چھٹا

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۳ پ ۸)

ترجمہ۔ کہدو۔ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے مُنہ سیدھے کرو اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو۔ جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح دوبارہ پیدا ہوگے

حاصل

یہ نکلا کہ جب تمہیں ضرورت پیش آئے تو فقط اللہ تعالےٰ ہی کو (اپنی مدد کے لئے) پکارو۔

ساتواں

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۷۔ پ ۸)

ترجمہ۔ اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو۔ اسے حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ جب عالم خلق و امر کا مالک اور تمام برکات کا منبع وہی ذات ہے تو اپنی دنیوی و اخروی حوائج میں اسی کو پکارنا چاہیئے۔ الحاح و اخلاص اور خشوع کے ساتھ بدول ریاکاری کے آہستہ آہستہ اس سے معلوم ہوا کہ "دعا میں افضل اخفا ہے (یعنی چپکے سے مانگنا تاکہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہ سُنے) اور یہی سلف کا معمول تھا۔ بعض مواضع میں جہر و اعلان کسی عارض کی وجہ سے ہوگا۔ جس کی تفصیل (تفسیر) روح المعانی وغیرہ میں ہے (اور) دعا میں حد ادب سے نہ بڑھے۔ مثلاً جو چیزیں عادتاً و شرعاً محال ہیں۔ وہ مانگنے لگے۔ یا معاصی اور لغو چیزوں کی طلب کرے۔ یا ایسا سوال کرے جو اس کی شان و حیثیت کے مناسب نہیں۔ یہ سب اعتداء فی الدعاء میں داخل ہے"

آٹھواں

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۷۔ پ ۸)

ترجمہ۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو۔ اور اُسے ڈر اور طمع سے پکارو۔ بیشک اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "پچھلی آیتوں میں ہر حاجت کے لئے خدا کو پکارنے کا طریقہ بتلایا تھا۔ اس آیت میں مخلوق اور خالق دونوں کے حقوق کی رعایت سکھلائی یعنی جب دنیا میں معاملات کی سطح درست ہو۔ تو تم اس میں گڑبڑی نہ ڈالو اور خوف و رجاء کے ساتھ خدا کی عبادت میں مشغول رہو۔ نہ اس کی رحمت سے مایوس ہو اور نہ اس کے عذاب سے مامون اور بے فکر ہو کر گناہوں میں دلیر بنو"

نواں

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ المومن رکوع ۷۔ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اللہ وہی ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو آرامگاہ بنایا۔ اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں۔ پھر تمہاری

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ جب عالم خلق و امر کا مالک اور تمام برکات کا منبع وہی ذات ہے تو اپنی دنیوی و اخروی حوائج میں اسی کو پکارنا چاہیئے۔ الحاح و اخلاص اور خشوع کے ساتھ بدول ریاکاری کے

اچھی صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق دیا۔ وہی اللہ تمہارا پالنے والا ہے۔ پس سارے جہانوں کا پالنے والا اللہ برکت ہے۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اسی کو پکارو خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

حاصل

یہی نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر مندرجہ ذیل احسانات کئے ہیں۔ (۱) تمہارے لئے زمین کو آرام گاہ بنایا (۲) اور زمین پر آسمان کو چھت کی طرح بنا دیا (۳) تمہیں عمدہ عمدہ صورتیں عطا فرمائیں (۴) تمہارے لئے ستھری چیزیں رزق کے طور پر پیدا کیں۔

ان نعمتوں کا نتیجہ

یہ ہونا چاہیئے کہ تم ایسے محسن کو ہی اپنا معبود بناؤ اور واقع میں بھی اس کے سوا اور کوئی معبود بننے کے قابل بھی نہیں ہے اور جب تمہیں کوئی بھی ضرورت پیش آئے تو حاجت روائی کے لئے اسی کو پکارو اور محض اسی کو پکارو۔

سینکڑوں شہادتوں میں سے فقط نو

برادران اسلام۔ قرآن مجید میں سے ایسے سینکڑوں مقامات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن سے یہ چیز ثابت ہوگی۔ کہ اے انسان جب تو مجبور ہو جائے اور کسی غیبی طاقت کی امداد لینا چاہیئے۔ تو فقط اللہ تعالیٰ کو پکار۔ کسی اور کو ہرگز ہرگز نہ پکار۔ مگر اس عاجز نے ان سینکڑوں میں سے فقط نو پیش کئے ہیں۔ مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی انصاف پسندی سے امید کامل ہے کہ اس مسئلہ کو قرآن مجید کی روشنی میں سمجھ جائیں گے اور آئندہ اسی پر کاربند رہیں گے۔ کہ جب کبھی کسی کام کے ظاہری اسباب سے مایوس ہو جائیں تو اس مشکلکشائی کے لئے فقط اللہ تعالیٰ ہی کو پکاریں گے۔

نتیجہ

برادران اسلام۔ مکمل الصدر اپیل کے ملاحظہ لینے سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ راضی ہو جائینگے اور قرآن مجید پر صحیح طور پر عمل ہو جائیگا وما علینا الا البلاغ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں کافر اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارا کرتے تھے اس کے شواہد

پہلا

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۝ (سورہ الانعام رکوع ۷ پ ۷)

ترجمہ۔ مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں بندگی کروں ان کی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ کہدو میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا کیونکہ میں اس وقت گمراہ ہو جاؤنگا اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہونگا۔

حاصل

یہ نکلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ حکم ہوا ہے کہ آپ کافروں کے سامنے اعلان فرما دیں کہ جنہیں تم اپنی حاجت روائی کے لئے پکارتے ہو میں ان کی عبادت کیلئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ مجھے ان کے پکارنے اور ان کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر خدا نخواستہ میں ان کی عبادت کرنے لگ جاؤں۔ یا اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دوں تو میں بھی گمراہ ہو جاؤں گا

دوسرا

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۲۴۔ پ ۹)

ترجمہ۔ بیشک تم جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ تمہاری طرح بندے ہیں۔ پھر انہیں پکار کر دیکھو۔ پھر چاہیئے کہ وہ تمہاری پکار کو قبول کریں اگر تم سچے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ کسی انسان کو بھی اپنی حاجت روائی کے لئے ہرگز پکارنا نہیں چاہیئے۔ خواہ وہ کتنا ہی مقبول بارگاہ الٰہی ہو۔ کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس میں کوئی دوسرا شریک ہو ہی نہیں سکتا۔ تمام بنی نوع انسان میں سید الانبیا خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ کو بھی سورہ شعراء کے رکوع ۱۱ پارہ ۱۹ میں ارشاد ہو چکا ہے۔ (فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) الایہ ترجمہ سو اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکار

تیسرا

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ ۔ (سورۃ الحج۔ ع ۱۰۔ پ ۱۷)

ترجمہ۔ اے لوگو۔ ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ وہ سب اس کے لئے جمع ہو جائیں۔ اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے تو اسے مکھی سے چھڑا نہیں سکتے۔ عابد اور معبود دونوں ہی عاجز ہیں۔ انہوں نے اللہ کی کچھ بھی قدر نہ کی۔ بیشک اللہ زور والا غالب ہے۔

حاصل

اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو کافر پکارتے ہیں۔ ان کی بے بسی کا یہ حال ہے۔ کہ ایک مکھی کے پیدا کرنے کی بھی انہیں طاقت نہیں ہے۔ اگرچہ سب کے سب اکٹھے ہو جائیں تو پھر ایسے بے بسوں اور بیکسوں کو اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا کتنی بیہودہ۔ عقل اور عقل کے خلاف بات ہے۔ اے اللہ ہمیں اس گناہ سے بچا۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

چوتھا

قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ

بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ (سورہ فاطر رکوع ۵ پ ۲۲)

ترجمہ۔ کیا تم نے اپنے معبودوں کو بھی دیکھا۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے۔ یا ان کا کچھ حصہ آسمانوں میں بھی ہے۔ یا انہیں ہم نے کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی سند رکھتے ہیں (نہیں بلکہ) ظالم آپس میں ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں ۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں۔ کیا انہوں نے بھی کوئی چیز زمین میں پیدا کی ہے۔ یا ان کا آسمانوں میں کوئی حصہ ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی کسی کتاب سے ان کو یہ چیز ملی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کو بھی پکار لیا کرو۔ ان کے پاس اس قسم کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ان میں سے بڑے چھوٹوں کو اور اگلے پچھلوں کو شیطان کے اغوا سے یہ دعوہ بتلانے چلے آئے ہیں۔ کہ یہ بُت اللہ تعالےٰ کے ہاں ہمارے شفیع (شفاعت کرنے والے ہوں گے) حالانکہ یہ خالص دھوکہ اور فریب ہے۔

سابقہ شہادتوں کا خلاصہ

برادران اسلام۔ اپنے سابقہ بیان کردہ مضمون میں بندہ نے قرآن مجید میں سے تیرہ شہادتیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ کہ جن میں نو اس مضمون پر تھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کے سامنے اپنی حاجت روائی کے لئے دستِ سوال دراز نہ کیا جائے اور چار شہادتیں اس امر پر تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بھی مشرک اور کافر اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے سامنے اپنی حاجت روائی کے لئے دست سوال دراز کرتے تھے۔

ہمارا فرض

برادران اسلام ہم مسلمانوں کا فرض یہ ہے کہ قرآن مجید کے پیش کردہ دستور العمل کو اپنا ضابطۂ حیات دنیوی بنائیں اسی میں دنیا کی بہتری اور آخرت میں نجات حاصل ہوگی۔ اور قرآن مجید والے دستور العمل پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں

ہر چیز کو اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں

حضور انورؐ کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے

پہلی حدیث

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ۔

(متفق علیہ) باب استعاذہ

ترجمہ۔ انس سے روایت ہے۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعے پناہ مانگتا ہوں۔ فکر سے۔ غم سے۔ عاجزی سے۔ سستی دکاہلی سے۔ نامردی سے۔ بخل سے۔ قرض کے بوجھ سے اور آدمیوں کے غلبہ سے۔

دوسری

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (متفق علیہ۔ باب الاستعاذہ)

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعے پناہ مانگتا ہوں سستی سے بڑھاپے سے۔ قرض سے اور گناہ سے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعے پناہ مانگتا ہوں۔ آگ کے عذاب سے۔ آگ کے فتنے سے۔ قبر کے فتنے سے۔ قبر کے عذاب سے دولت کے فتنے کی برائی سے۔ افلاس کے فتنے سے۔ اور مسیح دجال کے فتنے سے۔ اے اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو ایسا پاک وصاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ اور میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری ڈال دے جتنی کہ مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے۔

تیسری

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ يَا حُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ اِلٰهًا قَالَ اَرْبَعَةً سَبْعَةً سِتًّا فِي الْاَرْضِ وَوَاحِدًا فِي السَّمَآءِ قَالَ فَاَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ قَالَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ قَالَ يَا حُصَيْنُ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَمَّا اَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِيْ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ (رواہ الترمذی)

عمران بن حصین سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے فرمایا اے حصین۔ اسلام لانے سے پہلے آجتک تو نے کتنے معبودوں کی عبادت کی تھی۔ میرے والد نے کہا سات کی عبادت کی تھی۔ چھ زمین میں تھے۔ اور ایک آسمان میں۔ آپ نے فرمایا۔ اے حصین۔ ان معبودوں میں سے تو کس سے بھلائی کی امید رکھتا اور کس سے ڈرتا ہے۔ میرے والد نے عرض کی اس سے جو آسمان پر ہے۔ آپ نے فرمایا اے حصین اگر تو اسلام قبول کر لیتا۔ تو میں تجھ کو دو کلمے سکھا دیتا جو تجھ کو فائدہ پہنچاتے۔ عمران کا بیان ہے کہ جب حصین نے اسلام قبول کر لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو وہ دو کلمے سکھلا دیجئے جن کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا تو یہ پڑھا کر اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ۔ یعنی اے اللہ میرے دل میں ڈال دے میری ہدایت اور بچا مجھ کو میرے نفس کی برائی سے

دعا

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۹ر شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۸ر مئی ۱۹۵۹ء

مُسلمان کی نجات اُخروی کا مدار دو چیزوں پر ہے

(۱) دین اسلام کا علم قرآن مجید سے حاصل کرے

(۲) اس علم پر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کرے

حضور انور کا اپنا مسلک بھی اتباع قرآن مجید ہی تھا

اس کے متعدد شواہد

پہلا

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

(سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پ ۹)

ترجمہ۔ کہدو۔ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا جاتا ہے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت سی دلیلیں ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ جب کبھی وحی کے آنے میں تاخیر ہوتی تو کفار از راہ تمسخر کہتے تھے کہ اب کوئی آیت کیوں گھڑ کر نہیں لے آتے۔ آخر سارا قرآن تم نے بنایا ہی ہے (العیاذ باللہ) اسی طرح کبھی دق کرنے کے لئے بعض ایسے نشان (معجزات) طلب کرتے۔ جس کے دکھلانے کو خدا کی حکمت مقتضی نہ تھی۔ جب آپ دکھلانے سے انکار کرتے تو کہتے۔ "لولا اجتبیتھا" یعنی اپنے خدا سے کہہ کر ہمارا مانگا ہوا نشان کیوں جھٹ کر نہ لے آئے۔ دونوں باتوں کے جواب میں فرمایا۔ قل انما اتبع ما یوحیٰ الی من ربی۔ یعنی ان سے کہدو کہ نبی کا یہ کام نہیں کہ اپنی طرف سے خدا پر افترا کرے۔ یا لوگوں کے کہنے سننے پر اقدام کرکے خدا سے وہ چیز مانگے۔ جس کا دینا اسکی حکمت کے منافی ہے۔ یا جس کے طلب کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کا وظیفہ صرف یہ ہے کہ جو کچھ خدا وحی بھیجے قبول کرے۔ اس پر عمل پیرا ہو اور دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی دعوت دے۔ باقی آیات تنزیلیہ یا تکوینیہ جو مجھ سے طلب کرتے ہو۔ تو قرآن سے بڑھ کر کونسی آیات ہوں گی اور اس سے زیادہ عظیم الشان معجزہ کونسا ہوگا جو سارے جہان کے لئے بصیرت افروز حقائق و مواعظ کا خزانہ اور ایمان لانے والوں کے لئے خاص قسم کی ہدایت و رحمت کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اسی کو تم کب ماننے کے لئے تیار ہوئے جو فرمائشی آیات کو تسلیم کروگے۔

دوسرا

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سورہ الانعام ع ۵ پ ۷)

ترجمہ۔ کہدو۔ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں۔ جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے کہدو۔ کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا تم غور نہیں کرتے۔

حاصل

اس آیت میں اور چیزیں بھی ذکر کی گئی ہیں اور یہ چیز بھی واضح طور پر صاف ہو گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل حیات قرآن مجید کے تابع ہوتا تھا۔ اگر کسی کے دل میں شیطان یہ خیال ڈالے کہ یہ فرض تو پھر ہر امتی پر لازم آتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جن کو ہر حکم الٰہی کی تہ تک کا علم اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے) اور ایک امتی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

تیسرا

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ

(سورۃ یونس ع ۲ - پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔

وہ لوگ کہتے ہیں۔ جنہیں ہم سے ملاقات کی امید نہیں کہ اس کے سوا کوئی قرآن لے آیا یا اسے بدل دے۔ تو کہہ دے میرا کام نہیں کہ اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں اسی کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جائے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید میں جو ارشاد آتا ہے۔ کسی قسم کی کمی بیشی کئے بغیر اسی کو اپنا دستور العمل بناتے ہیں۔

چوتھا

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ (سورۃ الاحقاف رکوع ۱ پ ۲۶)

ترجمہ۔ کہدو۔ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ میں نہیں پیروی کرتا۔ مگر اسی کی جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ میں کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نقل و حرکت اللہ تعالےٰ کے تابع فرمان ہے۔

پانچواں

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ (سورۃ زخرف رکوع ۴۔ پ ۲۵)

ترجمہ۔ پھر آپ مضبوطی سے پکڑیں اسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے۔ بیشک آپ سیدھے راستہ پر ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن کے تجویز کردہ راستہ پر جا رہے ہیں۔ یہی سیدھا ہے۔

چھٹا

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ (سورہ یونس۔ ع ۱۱ پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے۔ اس پر چل اور صبر کر یہانتک کہ اللہ فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ارشاد کیا جائے۔ اسی کے مطابق اپنی زندگی بسر کیجئے۔

ساتواں

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ (سورہ الاحزاب رکوع ۱۔ پ ۲۱)

ترجمہ۔ اور اس کی تابعداری کر جو تیرے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

حاصل

وہی ہے کہ حضور انور کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جو ارشاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اسی کے مطابق عمل کیجئے۔

ساتوں اعلانوں کا خلاصہ

مذکورۃ الصدر سطور میں قرآن مجید میں سے سات اعلانات آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ساتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضور انور کو قرآن مجید کے اتباع کا حکم دیا ہے۔

مسلمانوں کو دو طریقوں سے قرآن مجید کے اتباع کا حکم

پہلا طریقہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱)۔

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا چاہیئے جس طرح آپ کی زندگی کا دستور العمل قرآن مجید تھا۔ اسی طرح تمہیں بھی ہر معاملہ میں (خواہ وہ دنیا سے تعلق رکھتا ہو یا آخرۃ سے) قرآن مجید ہی کی ہدایات پر چلنا چاہیئے۔ اللھم اجعلنا منھم

دوسرا طریقہ

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو براہ راست بھی قرآن مجید کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

اس عنوان کے متعدد اعلان

پہلا اعلان

وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (سورہ الزمر۔ ع ۶۔ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو۔ جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ کہیں۔ کوئی نفس کہنے لگے۔ ہائے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی اور میں تو ہنسی ہی کرتا رہ گیا۔ یا کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں پرہیزگاروں میں ہوتا یا کہنے لگے جس وقت عذاب کو دیکھے گا کہ کاش مجھے میسر ہو واپس لوٹنا تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں۔

اے غافل انسان

اللہ تعالیٰ کے یہ اعلانات بالکل ٹھیک ہیں جو تمہیں اوپر کی سطروں میں سنائے گئے ہیں۔ ان ناکامیاب اور نہ قبول ہونے والی حسرتوں کے آنے سے پہلے قرآن مجید کی ہدایات کو دل سے مان جا اور انہیں

عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

دوسرا اعلان

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ (سورۃ الشوریٰ ع ۲ پ ۲۵)

ترجمہ۔ تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا کہ جس کو نوحؑ کا حکم دیا تھا اور اسی راستہ کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اور اسی کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا۔ کہ اسی دین پر قائم رہو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف آپ مشرکوں کو بلاتے ہیں۔ وہ ان پر گراں گزرتی ہے اور جسے چاہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اُسے راہ دکھاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو یہ اطلاع دے رہا ہے کہ تمہیں وہی دین دیا گیا ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا تھا۔ لہٰذا تمہیں متفق علیہ دین کی قدر کرنی چاہیئے اور عملاً اسے اپنا لینا چاہیئے اور اس متفق علیہ دین میں رخنے ڈال کر علیحدہ علیحدہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے (یعنی مختلف پارٹیاں ہو کر) نہ ہونا چاہیئے۔ جس طرح کہ آج کل کے دور کے مسلمان آپس میں رخنے ڈال کر ٹکڑے ٹکڑے (یعنی مختلف پارٹیاں ہو چکے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

تیسرا اعلان

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ الاعراف ع ۱۹ پ ۹

ترجمہ۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہے۔ جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اُتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس کے نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

قرآن مجید کے احکام کے مطابق اپنے معاملات میں فیصلہ نہ کرنا نفاق کی علامت ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا (سورہ النسا۔ رکوع ۹ پ ۵)۔

ترجمہ۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اس چیز پر ایمان لانے کے دعوے کرتے ہیں جو تجھ پر نازل کی گئی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنا فیصلہ شیطان سے کرائیں۔ حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اُسے نہ مانیں اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور جا ڈالے اور جب انہیں کہا جاتا ہے جو چیز اللہ نے نازل کی ہے۔ اس کی طرف آؤ۔ اور رسول کی طرف آؤ۔ تو تو منافقوں کو دیکھے گا کہ تجھ سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

شریعت کو چھوڑ کر عدالت سے فیصلہ کرانے والے مسلمان

گذشتہ سطور کو غور سے پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ آیا وہ شریعت سے روگردانی کر کے دنیاوی عدالت سے فیصلہ کرانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مومن سمجھے جائیں گے۔ یا منافق اور اگر منافق ہیں تو پھر خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ان کی قبر بہشت کا باغ ہوگی یا دوزخ کا گڑھا اور قیامت کے دن قرآن مجید کی روشنی میں ان کا ٹھکانا بہشت ہوگا یا دوزخ۔

اس سے بڑھ کر بیوقوفی

بھی کوئی ہو سکتی ہے کہ دُنیا کے چند روزہ نفع کی خاطر آخرت میں اپنا ٹھکانہ دوزخ بنوا لیں۔ جس دوزخ کی آگ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے۔ لہٰذا ان حصوں میں دنیا کی آگ کی گرمی کا ایک حصہ ملا لیا جائے تو دوزخ کی آگ ستر حصہ گرم ہو جائے گی۔ اسی لئے میں صاف کہا کرتا ہوں کہ

عقلمند فقط وہ لوگ

ہیں جو دنیا کی زندگی کے تمام معاملات قرآن مجید کی روشنی میں فیصلہ کر کے انجام دیں۔ اور وہ لوگ بڑے ہی نا عاقبت اندیش۔ احمق اور بیوقوف ہیں جو قرآن مجید کے خلاف اپنے فیصلے کریں۔ یا کرائیں۔ ایسے لوگ خواہ غریب ہوں یا امیر۔ خواندہ ہوں یا ناخواندہ سب اسی کھانے میں آئیں گے جو اوپر کی سطروں میں ذکر کیا گیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے فیصلہ کے خلاف راستہ اختیار کرنے والے دنیا میں بھی

ہرگز چین نہیں پائیں گے

مثلاً قرآن مجید کا فیصلہ میاں بیوی

کے جھگڑے کے وقت یہ ہے۔

پہلا نمبر وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝

(سورۃ النساء رکوع ۳ پ۴)

ترجمہ۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو

مثلاً

تمہاری بیوی رنگ و روپ کی سادہ ہے۔ مگر انتہا درجہ کی وفا شعار خدمتگزار اور خاوند کے ماں باپ کی تابعدار دن رات لونڈیوں کی طرح ان کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتی ہو۔ وہ ہزار درجہ اُس خوبصورت بیوی سے بہتر ہے۔ جسے اپنے حُسن پر اتنا ناز ہو کہ تمہیں بھی بدصورت ہونے کے باعث ذلیل سمجھے اور اپنے حسن و جمال کے باعث خاوند کے ماں باپ کی خدمت کو اپنے حق میں عار خیال کرے اور اگر ہانڈی روٹی پکانے کے لئے ساس کہے تو یہ جواب دے کہ میں کوئی باورچن بن کر آئی ہوں اور اگر ساس پانی مانگے تو کہے کہ میں کوئی تیری لونڈی بن کر آئی ہوں۔ اے مسلمان تو خود فیصلہ کر کہ پہلی بیوی بہتر ہے یا دوسری۔ اور اگر وہ

ناپسندیدہ بیوی نہیں رکھنی

تو پھر فیصلہ الٰہی سُن لو وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ الآیۃ (سورہ البقرہ ع۲۹ پ۲)

ترجمہ اور انہیں (بیویوں) کو تکلیف دینے کے لئے مت روکو تاکہ تم سختی کرو اور جو ایسا کرے گا تو اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اور اللہ کی آیتوں کا تمسخر نہ اڑاؤ۔

تصویر کا دوسرا رُخ

اگر کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو نہ مانا کہ اگر بیوی ناپسند ہے تو اسے محض دُکھ دینے کے لئے اپنے نکاح میں مت رکھو۔ اب مثلاً ایک شخص اپنی بیوی کو عزّت سے آباد بھی کرنا نہیں چاہتا اور محض اسے ذلق اور تنگ کرنے اور دُکھ پہنچانے کے لئے اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ اور اسے دن رات مار پیٹ کرتے رہتا ہے تو کوئی بعید نہیں کہ عورت کے بھائی اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لئے اسے ایسا ماریں کہ ہڈی پسلی توڑ دیں اور ایسی جگہ چھپ کر اسے ماریں کہ نہ وہاں کوئی گواہ مل سکے اور نہ کسی نے اس کی چیخ و پکار ہی سنی ہو اور یہ بھی بعید نہیں کہ اسے وہ لوگ کہیں جنگل میں قتل ہی کر دیں۔ جہاں سے لاش بھی نہ ملے اور قاتلوں کا کوئی ثبوت ہی نہ ملے۔

نصیحت

اے انسان اللہ تعالیٰ سچا ہے۔ تیرے لئے دُنیا کی زندگی ہو یا آخرۃ کی۔ چین اسی میں ہے کہ تو تابع فرمان الٰہی ہو کر چلے۔ اب دیکھو اسی گذشتہ صُورت حال میں اگر تم اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق چلو کہ اگر تمہیں بیوی پسند نہیں ہے تو اس سے

قطع تعلق کی یہ صورت اختیار کرو

کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو۔ یعنی نہ لڑائی ہو نہ جھگڑا۔ شریعت کے حکم کے مطابق حسب توفیق بیوی کو ایک عمدہ نیا جوڑا بنا دو اور اس کے جہیز کا سارا سامان سلائی سرمہ دانی تک صندوقوں کو بھر لو اور جو مہر کا روپیہ ہے وہ جیب میں ڈال لو اور ٹانگے یا موٹر پر بیوی کو بٹھا دو اور چپکے سے سسرال کے گھر چلے جاؤ اور جا کر ادب سے ساس سے کہدو۔ اماں جی سلام۔ وہ پوچھے گی بیٹا کیسے آئے ہو۔ ادب سے عرض کر دو۔ اماں جی یہ لڑکی آپ کی میرے پاس امانت تھی۔ افسوس ہے کہ میری اور اس کی طبیعت نہیں ملی۔ اس لئے اسے جیسے دُلہن بنا کر اور ساز و سامان جہیز کا ساتھ لے کر عزت سے لے گیا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح عزت سے اس کا سامان کے آپ کی امانت آپ کے سپرد کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اس طرح کہنے سے نہ تو ساس بد دعائیں دے گی۔ اور نہ لوگوں کی نظر میں لڑکے والوں کی بدنامی ہوگی اور نہ لڑکی والوں کی بدنامی ہوگی۔

برادران اسلام

اسی ایک مثال پر بقیہ معاملات کو بھی قیاس کر لیجئے۔ اگر ہم لوگ قرآن مجید کی ہدایات کے مطابق چلیں پھر نہ کہیں دنگا ہوگا۔ نہ فساد ہوگا۔ اور باہمی معاملات بھی خوش اسلوبی سے طے ہوتے جائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ

اس خطبہ کے عنوان کا دُوسرا حصّہ یہ ہے

"اس علم پر جو قرآن مجید سے حاصل ہو) عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کیا جائے۔ یہ طرز عمل ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازمی ہے۔ امیر ہو یا غریب۔ زمیندار ہو یا کاشتکار۔ رعیت ہو یا راعی۔ نوکر ہو یا آقا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں

صاف اعلان فرمایا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝

(سورۃ الاحزاب ع ۲۱۔ پ ۲۱)

ترجمہ۔ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

وضاحت کے لئے مثالیں

پہلی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نماز پڑھنے کا حکم تو دے دیا۔ مگر خود پڑھ کر نہیں دکھائی۔ روزہ رکھنے کا حکم تو دیدیا۔ مگر خود روزہ رکھ کر نہیں دکھایا۔ تیسری۔ حج کرنے کا حکم تو دے دیا۔ مگر خود حج کر کے نہیں دکھایا۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر ان سب کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرما دی اور حضورؐ انور کی

تمام اُمت کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے رکھو لہذا ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کے ہو ہی نہیں سکتی۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث قرآن مجید کی طرح آج تک محفوظ ہیں۔

کیونکہ اگر احادیث نبویہ محفوظ نہ رہتیں تو قرآن مجید کے الفاظ تو محفوظ رہتے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مُراد جو قرآن مجید کے الفاظ میں تھی وُہ محفوظ نہ رہتی۔

انکار حدیث کا سبب

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے محفوظ رہنے کا انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے نہ کسی اہل السنتہ والجماعۃ کے محقق عالم سے قرآن مجید اول سے آخر تک علمی تحقیقات کی روشنی میں پڑھا اور نہ کسی اہل السنتہ والجماعۃ کے محقق اور متبحر عالم سے احادیث نبویہ کی مستند کتب احادیث کے پڑھنے اور سند لینے کا شرف ہی حاصل کیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جو ان کے خیال میں آتا ہے وُہ مُنہ سے کہتے جاتے ہیں اور مسلمان پہلے ہی سے عام طور پر جاہل واقع ہوئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ چلو علم حدیث کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے بھی جان چھوٹی۔

اے تعلیم یافتہ نوجوان سوچ تو سہی

اگر بچے کو پرائمری تعلیم دلانے کے لئے پرائمری سکول میں داخل کرانا اور پرائمری کی تعلیم دینے والے اُستادوں کے سامنے زانوئے ادب تہ کرانا ضروری ہے۔ اور اگر مڈل کی تعلیم دلانے کے لئے مڈل سکول میں داخل کرانا اور وہاں کے استادوں سے بچے کو تعلیم دلانا ضروری ہے اور اگر میٹرک کی تعلیم دلانے کے لئے ہائی سکول میں داخل کرانا اور وہاں کے ماسٹروں سے تعلیم دلانا ضروری ہے اور اگر بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے طالب علم کو کالج کے پروفیسروں کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری ہے اور پھر اگر وکالت کی ڈگری حاصل کرنی ہے تو بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد لا کالج میں داخل ہونا ضروری ہے اور اگر اس کے بعد بیرسٹرایٹ لا کی ڈگری حاصل کرنی ہے تو لندن کا سفر کرکے وہاں کے کالجوں سے ڈگری حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور اگر ایم۔بی۔بی۔ایس کی ڈگری حاصل کرنے کا شوق ہے تو میڈیکل کالج میں داخل ہو کر قابل ترین ڈاکٹروں کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر پھر سول سرجن بننے کا شوق ہے۔ تو سفر کر کے وہاں سے ڈاکٹری کی اعلےٰ ڈگری حاصل کرنے کے لئے جانے کی اشد ضرورت ہے۔ تو کیا جب آسمان سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید بذریعہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قرآن مجید کا معلّم بنایا تھا تو کیا اس مقدس زمانہ کے مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید نہیں پڑھا تھا۔ اور کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جب کبھی صحابہ کرام کو کسی آیت کا مفہوم معلوم کرنے میں کوئی اُلجھن معلوم ہوتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہیں کیا کرتے تھے؟ اور آپ اس کا جواب دیا کرتے تھے اور کیا اس قسم کے سوالات اور جوابات بفضلہ تعالیٰ محدثین حضرات کی سعی جمیل سے آج تک کتب احادیث میں محفوظ نہیں ہیں

مثلاً

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے کعب بن عجرہ ملے۔ پھر کہا۔ کیا میں تمہیں ایک ایسا تحفہ نہ دوں۔ جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ پھر میں نے کہا۔ ہاں۔ وہ تحفہ مجھے دیجئے۔ پھر اس نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ پھر ہم نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر صلوٰۃ کس طرح پڑھیں۔ پس تحقیق اللہ نے ہمیں سکھایا ہوا ہے کہ آپ پر سلام کس طرح پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کہو۔ اللھم صل علی محمد و علی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔

اے حدیث کے محفوظ رہنے کے انکار کرنیوالے نوجوان

اس قسم کے اور بھی کئی واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر تیرے غلط خیالات کو تبدیل کرنے کے لئے فقط ایک واقعہ بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ اگر محدثین حضرات نے اس قسم کے واقعات پونے چودہ سو سال سے محفوظ نہ رکھے ہوتے اور آج ہم مسلمانوں سے کوئی مخالف یہ سوال کرتا۔ کہ تمہارے قرآن مجید میں یہ آیت آئی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۷ پ ۲۲)

ترجمہ۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔

تو اس مخالف کو کیا جواب دیتے

لہذا یہ چیز ثابت ہو گئی کہ قرآن مجید

کے ارشادات کا صحیح مفہوم وہی ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

اس قاعدہ کلیہ کا ثبوت

بھی قرآن مجید ہی سے ملاحظہ ہو وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۔ (سورۃ النجم ع ۱ پ ۲۷)

ترجمہ۔ اور نہ وہ (رسول) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ (رسول کا ہر فرمان) وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

اے انکار حدیث کی غلط فہمی میں مبتلا ہونیوالے نوجوان اس فرمان الٰہی کو غور سے پڑھ

مذکورۃ الصدر دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوا ہے۔ کہ میرے پیغمبر کی زبان مبارک سے دین کے متعلق جو کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ وہ سب وحی الٰہی ہے۔ البتہ

اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء سلف وخلف

کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور انورؐ کی زبان مبارک سے برآمدہ وحی کی دو قسمیں ہیں۔ وحی جلی (جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے کہ اس وحی کے معانی پر الفاظ کا جامہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے پہنا کر بھیجا جاتا ہے۔ اس وحی کا دوسرا نام وحی متلو ہے (جو وحی جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ کو پڑھ کر سنائی ہے)۔ اور وحی خفی۔ وحی خفی ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور انورؐ کے قلب پر معانی کا الفاظ ہونا ہے اور ان معانی پر حضور انورؐ الفاظ کا جامہ خود پہناتے ہیں۔ وحی کی اس قسم کا دوسرا نام وحی غیر متلو بھی ہے۔ یعنی جس وحی کو الفاظ کا جامہ پہنا کر سنایا نہیں گیا۔ معانی کا القاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا۔ اور ان معانی کو الفاظ کا جامہ حضورؐ نے خود پہنایا۔

اے غلط فہمی میں مبتلا ہونیوالے نوجوان

ٹھنڈے دل سے میرے سابقہ الفاظ کو پڑھ۔ اس دوسرے قسم کی وحی یعنی خفی کا نام حدیث شریف ہے۔ اب انصاف سے کہہ۔ اگر سچے اور درد دل رکھنے والے خادمان حدیث کی برکت سے نسلاً بعد نسل حضور انورؐ کے یہ ارشادات محفوظ نہ رہتے تو کیا مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰہِ عِلْمٌ کا ایک حصہ صفحہ ہستی سے مفقود نہ ہو گیا ہوتا۔ اور کیا پھر اس قسم کے منکرین حدیث کے ذریعہ سے جو اسلام کتر و بیونت شدہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا وہ اصلی اسلام ہوتا؟ اور مکمل خدائی اسلام ہوتا۔

اے غلط فہمی میں مبتلا ہونیوالے نوجوان

غور سے سُن اور انصاف کر۔ کیا پھر وہ کتر و بیونت شدہ اسلام جو پیش کیا جاتا اس میں وہ حکمتیں اور مصلحتیں ہوتیں؟ اور دنیا اور آخرۃ کی فلاح دارین کا کفیل ہوتا؟ اور کیا غیر مسلم منہ پھٹ اس مصنوعی اسلام کے مذاق کے طور پر فضاء آسمانی میں پر نچے نہ اڑاتے؟ اور تو منہ تکتا نہ رہ جاتا؟ اب ہم لوگ جنہوں نے بفضلہ تعالیٰ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے پیش کردہ اسلام کی نشر و اشاعت میں عمریں صرف کی ہیں۔ ہر انصاف کے طالب غیر مسلم پر جرأت اور ہمت سے اس اسلام کو مصالح اور حکم سے آراستہ اور پیراستہ کر کے پیش کر سکتے ہیں۔ ھذا من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون ۝

جنت میں سلامتی کے ساتھ پہنچانے والے آسان اعمال

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! خداوند رحمن کی عبادت کرو اور بندگانِ خدا کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو خوب پھیلاؤ، تم جنت میں پہنچ جاؤ گے، سلامتی کے ساتھ۔ جامع ترمذی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۶ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امّا بعد

اسلام کا قانون بنانے والا اللہ جل شانہ ہے اور اسکی تشریح کرنیوالے رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

چنانچہ اس دعوی کے ثبوت کی ایک دلیل ملاحظہ ہو

ارشادِ الٰہی

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ الجمعہ رکوع ۲ پارہ ۲۸)

ترجمہ۔ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے۔ تو ذکر الٰہی کی طرف لپکو۔ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ تمہارے لئے یہی بات بہتر ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حضور انورؐ نے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کے مختلف پہلوؤں پر جو روشنی ڈالی ہے اور امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔

نمبر ۱

اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنیوالوں پر چار انعامات

اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والوں کے گردا گرد فرشتے گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور ان پر سکینۃ (دل کی تسلی کی نعمت) نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) میں کرتا ہے جو اس کے ہاں ہیں

حدیث شریف سے اس کا ثبوت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ غَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَ نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَ ذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ اور ابی سعیدؓ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم ذکر الٰہی کے لئے نہیں بیٹھتی۔ مگر یہ کہ اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اس پر رحمت چھا جاتی ہے اور اس پر سکونت (یعنی سکون و اطمینان قلب) نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ ان لوگوں کا ان شخصوں میں ذکر کرتا ہے جو اسکے قریب ہیں (یعنی مقرب فرشتے)

نمبر ۲

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنیوالے اور نہ کرنیوالے کی مثال زندہ اور مُردہ کی ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابی موسےٰؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور وہ جو ذکر نہیں کرتا۔ زندہ اور مُردہ کی سی ہے۔ یعنی ذکر الٰہی کرنے والا گویا کہ زندہ ہے اور نہ کرنے والا مردہ ہے۔

نمبر ۳

جو شخص اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے دل میں یاد کرتا ہے اور اگر کسی جماعت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَ اَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرا بندہ میری نسبت جو گمان رکھتا ہے۔ میں اس کے لئے ایسا ہی ہوں (یعنی اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔ اس کو معافی دے دیتا ہوں اور عذاب کا خیال رکھتا ہے تو عذاب کرتا ہوں) اور جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پھر اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ جو ان سے بہتر ہوتی ہے۔

نمبر۴

اللہ تعالیٰ کے فرشتے راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جو جماعت اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنیوالی ہوتی ہے۔ اس پر اپنے پروں سے گھیرا ڈال لیتے ہیں اور ذکر ختم ہونیکے بعد مکمل رپورٹ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جا پہنچاتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سے وہ لوگ کیا چاہتے ہیں اور کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں وغیرہ وغیرہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْ هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِكُمْ قَالَ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ قَالَ یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَكَ وَیُكَبِّرُوْنَكَ وَیَحْمَدُوْنَكَ وَیُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَیَقُوْلُ كَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِیْدًا وَّاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِیْحًا قَالَ فَیَقُوْلُ فَمَا یَسْئَلُوْنِیْ قَالُوْا یَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ یَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ فَكَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِیْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ یَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ فَكَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَیَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ یَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِیْهِمْ فُلَانٌ لَیْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ

(رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں ان لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی اللہ کا ذکر کرنے والوں کو پا لیتے ہیں۔ تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ۔ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ (یعنی اللہ کا ذکر سننے اور اللہ کا ذکر کرنے والوں سے ملنے کے لئے) اس کے بعد آپ نے فرمایا پس وہ فرشتے (آجاتے ہیں۔ اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں۔ اور آسمانِ دُنیا تک جا پہنچتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے خدا کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے پھر (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (اللہ تعالےٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی جنت کی طلب ان میں زیادہ ہو جاتی اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر (اللہ تعالےٰ) پوچھتا ہے اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ کی آگ سے (اللہ تعالےٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ کی قسم اے رب انہوں نے دوزخ کو دیکھا تو نہیں ہے آپ نے فرمایا۔ (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے۔ اگر اس دوزخ کو دیکھ لیں۔ تو ان کا کیا حال ہو۔ آپؐ نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ اس دوزخ کو دیکھ لیں تو بہت زیادہ دُور بھاگیں اور اس سے بہت زیادہ ڈریں۔ آپؐ نے فرمایا پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے۔ پس تمہیں گواہ کرتا ہوں تحقیق میں نے ان سب کو بخش دیا آپؐ نے فرمایا ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ ان میں فلاں شخص بھی ہے جو (دراصل) ان میں سے نہیں تھا۔ سوائے اس کے نہیں کہ وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ ایسے بیٹھنے والے (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے) ہیں کہ محروم نہیں رکھا جاتا جو ان کے پاس بیٹھنے والا ہو ✦

نمبر۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت میں صحابہ کرامؓ کی روحانیت پر اثر

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِیْعِ الْاُسَیِّدِیِّ قَالَ لَقِیَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ كَیْفَ اَنْتَ یَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُذَكِّرُنَا النَّارَ وَالْجَنَّةَ كَاَنَّا رَاْیُ عَیْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا كَثِیْرًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ اِنَّا

لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْيَ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ وَ فِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَ فِيْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَّا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّ سَاعَةً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ حنظلہ بن ربیعؓ اسیدی کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکرؓ ملے۔ اور فرمایا اے حنظلہ تیرا کیا حال ہے۔ میں نے کہا حنظلہ منافق ہو گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا۔ اللہ پاک ہے۔ حنظلہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہوتے ہیں اور آپ نصیحت فرماتے ہیں اور دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ہم دوزخ اور جنت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ہم آپؐ کے پاس سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور زمینوں اور باغوں کے مشاغل میں گھر جاتے ہیں تو ان باتوں میں سے ہم بہت سی بھول جاتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا خدا کی قسم ہماری بھی یہی حالت ہے۔ پس میں اور ابوبکرؓ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ حنظلہ منافق ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا کیا سبب ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ہم کو نصیحت فرماتے ہیں اور ہمارے سامنے دوزخ اور جنت کا ذکر کرتے ہیں تو ہم ایسا محسوس کرتے ہیں گویا دوزخ اور بہشت کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ اور بیوی بچوں زمینوں اور باغوں کے جھگڑوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ہم نصیحت کی بہت سی باتوں کو بھول جاتے ہیں (یہ سن کر) آپؐ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ اس حال میں رہو۔ جس حال میں کہ میرے پاس رہتے ہو اور خدا کی یاد میں لگے رہو۔ تو البتہ تم سے فرشتے مصافحہ کریں تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں پر۔ لیکن حنظلہ یہ ایک گھڑی ہے۔ اور ایک گھڑی یہ۔ تین مرتبہ آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے۔ (یعنی ایک گھڑی حضور قلب کی ہوتی ہے اور ایک گھڑی غفلت اور دنیا کے کام کاج کی اور یہ حالت نفاق کی نہیں ہے)

اس مبارک صحبت کی ایک عام فہم مثال

جس طرح ایک انسان کی آنکھوں میں بفضلہٖ تعالےٰ نور بینائی موجود ہو۔ مگر رات کے اندھیرے میں وہ کسی چیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ ہاں اگر اس کے سامنے چراغ لا کر رکھ دیا جائے۔ پھر ہر ایک چیز کو پہچان لے گا۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک وجودوں کے اندر حضور انورؐ کی صحبت کی برکت سے عالم ملکوت کے حالات کے مشاہدہ کی استعداد پیدا تو ہو چکی ہے۔ جس وقت حضور انورؐ کے سامنے آتے ہیں اس باطنی استعداد کے باعث حضور انورؐ کی برکت سے عالم ملکوت کے حالات مشاہدہ میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

نمبر ۶

اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والوں کے درجے سب سے بلند ہونگے

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ وَ اَرْفَعُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذَّاكِرَاتُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَنِ الْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهٖ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَ يَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاكِرَ لِلّٰهِ اَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ۔ ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن خدا کے نزدیک کون سا بندہ درجہ میں افضل اور ارفع ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں۔ پھر پوچھا گیا یا رسول اللہؐ کیا ذکر الٰہی کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل اور بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر (جہاد کرنے والا) اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں پر چلائے۔ یہاں تک کہ اسکی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خود (یعنی جہاد کرنے والا) خون سے رنگین ہو جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے) پھر بھی اللہؐ کا ذکر کرنے والا مرتبہ میں اس سے بہتر ہے۔

نمبر ۷

سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے کا ثواب

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَاْتَ (رواہ مسلم)۔ ترجمہ۔ سمرہؓ بن جندبؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بہترین کلام چار چیزیں ہیں۔ سبحان اللہ۔ والحمد للہ۔ ولا الہ الا اللہ۔ واللہ اکبر۔ اور ایک روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے پیاری کلام چار چیزیں ہیں:۔

سبحان اللہ ۔ والحمد للہ ۔ ولا الٰہ الا اللہ ۔ واللہ اکبر ۔ ان میں سے جس کلمے سے پہلے شروع کر دیں ۔ کوئی حرج نہیں ہے ۔

نمبر ۸

مندرجہ ذیل چار کلموں کی قیمت ساری دنیا کی نعمتوں اور خزانوں سے بھی زیادہ ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ (رواہ مسلم)

ترجمہ ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ البتہ یہ کہ میں سبحان اللہ ۔ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہوں (میرا ان کلمات کا کہنا) مجھے اس ساری مخلوقات سے زیادہ پیارا ہے ۔ جس پر کہ سورج طلوع کرتا ہے ۔ (یعنی سارے جہان کی چیزوں سے ان کلمات کا ایک مرتبہ کہہ دینا مجھے زیادہ عزیز ہے ۔ آپ خود اندازہ کریں ۔ اگر سارے جہان کی چیزوں کی قیمت لگائی جاوے تو وہ سنکھ در سنکھ خزانوں سے بھی زیادہ ہوگی ۔ پھر دوسری یہ بات قابل غور ہے اگر کسی انسان کو اتنا بیحساب روپیہ مل بھی جائے تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ آج وہ شخص مر جائے تو سب پسماندگان کے کام آئے گا ۔ اور مذکورۃ الصدر کلمات طیبہ کا اجر تو انسان کو مرنے کے بعد بھی ملے گا ۔ اور اگر کوئی اور گناہ آڑے نہ آیا (مثلاً نماز نہ پڑھنا ۔ روزہ نہ رکھنا ۔ حج فرض تھا تو نہ کرنا ۔ زکوٰۃ فرض تھی تو نہ دینا ۔ وغیرہ وغیرہ) تو یہی کلمات طیبات پڑھنے والے کو جنت میں پہنچا دیں گے ۔ تو پھر یہ بات ٹھیک ہی نکلی کہ ان کلمات طیبات کا صدق دل سے کہنا ساری دنیا کی نعمتوں سے بڑھ کر مفید ثابت ہوا ۔

نتیجہ

یہ نکلے گا کہ ان کلمات طیبات کے روزانہ پڑھنے والے کے حق میں روزانہ جنت کے داخلے کی تجدید ہوتی رہے گی اور روزانہ یہ معلوم ہوتا رہے گا ۔ کہ ٹوکٹ اس شخص سے کھویا نہیں گیا ۔ بلکہ اس شخص کے (دل) بٹوے میں وہ موجود ہے ۔

نمبر ۹

مندرجہ ذیل وظیفہ روزانہ فقط ایک سو مرتبہ پڑھنے سے دس غلاموں کے آزاد کرنے اور ایک سو نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھے جانے اور ایک سو گناہوں کے معاف ہونے اور وہ سارا دن شیطان کے شر سے بچے رہنے اور اس شخص سے بہتر اور کسی شخص کا نیکی پیش کرنے کا ثواب ملیگا ہاں وہ جو اس پہلے شخص سے یہی وظیفہ زیادہ مرتبہ پڑھے ۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ فِیْ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ کَانَتْ لَہٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَکُتِبَتْ لَہٗ مِائَۃُ حَسَنَۃٍ وَمُحِیَتْ عَنْہُ مِائَۃُ سَیِّئَۃٍ وَکَانَتْ لَہٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّیْطٰنِ یَوْمَہٗ ذٰلِکَ حَتّٰی یُمْسِیَ وَلَمْ یَأْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِہٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَکْثَرَ مِنْہُ (متفق علیہ)

ترجمہ ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کہا لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر ۔ روزانہ ایک سو مرتبہ ۔ اس کو سو غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا ۔ اور سو نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی ۔ اور اس کے سو گناہ مٹا ڈالے جائینگے اور وہ اس روز شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا ۔ اور (قیامت کے دن) کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا ۔ مگر وہ شخص جس نے ان کلمات کو اس سے زیادہ پڑھا ۔ (اور وہ کلمات یہ ہیں) لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر ۔ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فقط اکیلا ہی معبود ہے ۔ معبود ہونے میں اس کا کوئی شریک نہیں ۔ ملک اور بادشاہی اسی کی ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے ۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

نمبر ۱۰

ذاکر زندہ اور غافل مردہ ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (متفق علیہ)

ترجمہ ۔ ابی موسےٰؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ شخص جو (اپنے رب کو) یاد نہیں کرتا ۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے ۔ (یعنی ذاکر زندہ اور غافل مردہ ہے)

نمبر ۱۱

اگر انسان اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہے ۔

اور اگر کسی جماعت میں یاد کرے تو میں بھی اسے جماعت میں یاد کرتا ہوں جو یہاں کی جماعت سے بہتر ہے ۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ (متفق علیہ)

ترجمہ ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ میرا بندہ جیسا مجھ میں گمان کرتا ہے ۔ میں اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہوں ۔ اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں ۔ جب مجھے یاد کرتا ہے ۔ پس اگر مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس جماعت سے بہتر ہوتی ہے ۔

نمبر ۱۲

ذاکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت کا اعلان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَ تَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاهُ (رواہ البخاری)

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر سے اس کے دونوں ہونٹ ہلتے ہیں۔

ارشاد نبوی کہ انسان کی زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیئے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ - عبداللہ بن بسر سے روایت ہے - ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ اسلام کے احکام تو بہت سے ہیں - پس مجھے ایسی چیز بتلایئے کہ میں اس پر پابند ہو جاؤں - آپؐ نے فرمایا تیری زبان ہمیشہ اللہ (تعالےٰ) کے ذکر سے تر رہنی چاہیئے۔

سبحان اللہ

حضور انورؐ نے اس شخص کو کیسا عجیب اور مختصر سا وظیفہ سکھا دیا - جس کی برکت سے دنیا کی زندگی میں گناہوں سے بچے گا - اور قیامت کے دن جنت میں جا پہنچے گا۔

ذکر کرنے والی جماعت کے باعث اللہ تعالیٰ فرشتوں کے روبرو فخر کرتا ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِیَةُ عَلٰی حَلْقَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَالِکَ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا غَیْرُهٗ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُهْمَةً لَکُمْ وَ مَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ وَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ هٰهُنَا قَالُوْا اَجْلَسَنَا نَذْکُرُ اللّٰهَ وَ نَحْمَدُهٗ عَلٰی مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَ مَنَّ بِهٖ عَلَیْنَا قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَالِکَ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَالِکَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُهْمَةً لَّکُمْ وَلٰکِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ یُبَاهِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَةَ (رواہ مسلم)

ترجمہ - ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) معاویہؓ ایک مسجد میں پہنچے - جہاں حلقہ جما ہوا تھا - انہوں نے پوچھا - تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے - انہوں نے کہا ہم ذکر الٰہی کے لئے یہاں بیٹھے ہیں - معاویہ نے کہا خدا کی قسم - نہیں بٹھایا ہے - تمکو مگر اسی (ذکر الٰہی) نے - انہوں نے کہا قسم ہے خدا کی - نہیں بٹھایا ہم کو سوائے اس کے کسی نے - معاویہ نے کہا خبردار ہو - کہ میں نے تم پر تہمت رکھنے کے لئے تمہیں قسم نہیں دی ہے (یعنی تمہیں جھوٹا سمجھ کر میں نے قسم نہیں دی ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کو کم نقل کرنے میں میرے مرتبے کا کوئی شخص نہیں ہے - ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ایک حلقہ میں تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا تم کو یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے - صحابہؓ نے عرض کی ہم یہاں خدا کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں اور ہم اس کی تعریف کرتے ہیں کہ ہمیں اس نے اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم پر اس کا احسان رکھا - آپؐ نے فرمایا - خدا کی قسم نہیں بٹھایا - تمہیں - مگر اسی نے - صحابہؓ نے عرض کی - قسم ہے خدا کی - نہیں بٹھایا ہمیں مگر اسی نے - فرمایا خبردار ہو - میں نے تم پر تہمت رکھنے کے لئے تمہیں قسم نہیں دی - بلکہ میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے مجھ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تم لوگوں پر فخر کر رہا ہے

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ؏؏ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے وظیفوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - اسی راستہ پر چلنے میں ہدایت ہے اور اسی میں نجات ہے - اور اسی میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے ؏

پہلے حضرت قبلہ نے مندرجہ ذیل خطبہ ۲۲ مئی ۱۹۵۹ء کے جمعہ کیلئے تحریر فرمایا۔ اور اسی موضوع پر تقریر کرنی تھی۔ لیکن بعد میں وقت کے ایک اہم مسئلہ پر تقریر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ وہ تقریر ضبط کرکے حضرت قبلہ کو سنا دی گئی ہے۔ اور اسی شمارہ میں ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔ اسے خطبۂ جمعہ تصور کیا جائے اور ذیل کا خطبہ بھی تبرکاً پیش کیا جا رہا ہے ——— (ادارہ)

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

قیامت کے دن انسانوں کی دو قسمیں

پہلی۔ وہ لوگ جو عذاب الٰہی سے بچ کر بہشت میں پہنچ جانیوالے ہونگے

قرآن مجید کی اصطلاح میں انہیں مفلحون کہا جاتا ہے

دوسری۔ وہ لوگ جو ہمیشہ کیلئے دوزخ میں داخل کر دیئے جائینگے

قرآن مجید میں مفلحون کا ذکر

قرآن مجید کی اصطلاح میں پہلی قسم والوں کو مفلحون کہا جاتا ہے یعنی عذاب الٰہی سے نجات پانیوالے۔ قرآن مجید میں سے بعض ایسے مقامات پیش کیے جاتے ہیں۔ جن میں مفلحون کا ذکر آیا ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی فلاح (نجات) کے اسباب بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

پہلا مقام

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ رکوع ۱ پارہ ۱)

ترجمہ۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا۔ اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

دوزخ سے نجات پانے والوں کی چھ صفتیں

مذکورۃ الصدر آیتوں میں دوزخ سے نجات پانے والوں کی چھ صفتیں ذکر کی گئی ہیں۔ پہلی اللہ تعالےٰ کے فرمان پر بن دیکھے ایمان لے آتے ہیں (یعنی مان جاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وہ ٹھیک ہے۔) دوسری باقاعدہ (پانچوں وقت کی) نماز ادا کرتے ہیں۔ تیسری اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے محض اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ (یعنی اس خرچ کرنے میں لوگوں کا دکھلاوا یا ان سے شاباش لینا۔ یا واہ واہ کرانا یا الیکشن میں امیدوار بن کر لوگوں سے ووٹ حاصل کرنا مقصود نہیں ہے)۔ چوتھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو احکام نازل ہوئے ہیں۔ انہیں بھی مانتے ہیں۔ پانچویں اور حضور انور سے پہلے جو کچھ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں۔ چھٹی امت کی آمد کو بھی دل سے مانتے ہیں۔

غور سے پڑھیں

برادران اسلام۔ مرد ہوں یا عورتیں سب سے اپیل کرتا ہوں کہ گزشتہ سطور کو غور سے پڑھیں تاکہ عذاب الٰہی سے بچنے کی آرزو ہے۔ تو مذکورۃ الصدر چھ صفتیں اپنے اندر پیدا کریں۔ وہ چھ صفتیں عربی سے اردو میں ترجمہ کرکے مسلمانوں کی خدمت میں پیش کر دی گئی ہیں۔ تاکہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر نہ کر سکیں کہ کہ اے اللہ ہمیں تو ان چھ صفتوں سے متصف ہو کر تیرے حضور میں حاضر ہونے کا علم ہی نہیں تھا۔

دوسرا مقام

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۱۱ پ ۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے روکتی رہے اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ یعنی تقویٰ۔ اعتصام بحبل اللہ، اتحاد و اتفاق، قومی زندگی، اسلامی مواخات۔ یہ سب چیزیں اس وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت و ارشاد کے لئے قائم رہے۔ اس کا وظیفہ یہ ہی ہو کہ اپنے قول و عمل سے دنیا کو قرآن و سنت کی طرف بلائے اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سستی یا برائیوں میں مبتلا دیکھے۔ اس وقت بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے میں اپنے مقدور کے موافق کوتاہی نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وہی حضرات کر سکتے ہیں۔ جو معروف و منکر کا علم رکھنے اور کتاب و سنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ہی ذی ہوش اور موقع شناس ہوں۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل

آدمی معروف کو منکر یا منکر کو معروف خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کر دے۔ یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کے حدوث کا موجب ہو جائے۔ یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کے موقعہ پر نرمی برتنے لگے شاید اسی لئے مسلمانوں میں سے ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پر مامور کیا جو ہر طرح دعوت الی الخیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہل ہو۔ حدیث میں ہے کہ جب لوگ منکرات میں پھنس جائیں اور کوئی روکنے والا نہ ہو تو عام عذاب آنے کا اندیشہ ہے۔ باقی یہ کہ کن احوال و اوقات میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ترک میں آدمی معذور سمجھا جا سکتا ہے اور کن مواقع میں واجب یا مستحب ہے۔ اس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ ابوبکر رازی نے "احکام القرآن" میں اس پر نہایت مبسوط کلام کیا ہے۔ فلیراجع

تیسرا مقام

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ ۔
(سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸)

ترجمہ۔ اور واقعی اس (قیامت کے) دن (اعمال کا) وزن بھی ہوگا۔ پھر جس شخص کا (نیکیوں کا) پلہ بھاری ہوگا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے (یعنی بہشت میں جائیں گے)

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کا اس آیت پر حاشیہ ملاحظہ ہو۔ "قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا۔ جن کے اعمال قلبیہ و اعمال جوارح وزنی ہونگے۔ وہ کامیاب ہیں اور جن کا وزن ہلکا رہا۔ وہ خسارہ میں رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "ہر شخص کے عمل وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں ایک ہی کام ہے۔ اگر اخلاص و محبت سے حکم شرعی کے مطابق کیا اور برمحل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے یا ریں کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا آخرت میں وہ کاغذ تولیں گے۔ جس کے نیک کام بھاری ہوئے۔ تو برائیوں سے درگزر ہوا۔ اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اعمال جو اس وقت اعراض ہیں وہاں اعیان کی صورت میں مجسّد کر دیئے جائیں گے۔ اور خود ان ہی اعمال کو تولا جائے گا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ہمارے اعمال تو غیر قار الذات اعراض ہیں۔ جن کا ہر جزء وقوع میں آنے کے ساتھ ہی ساتھ معدوم ہوتا رہتا ہے۔ پھر ان کا جمع ہونا اور تولنا کیا معنی رکھتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ گراموفون میں آج کل لمبی چوڑی تقریریں بند کی جاتی ہیں۔ کیا وہ تقریریں اعراض میں سے نہیں۔ جن کا ایک حرف ہماری زبان سے اس وقت ادا ہو سکتا ہے۔ جب اس سے پہلا حرف نکل کر فنا ہو جائے پھر یہ تقریر کا سارا مجموعہ گراموفون میں کس طرح جمع ہو گیا؟ اسی سے سمجھ لو کہ جو خدا گراموفون کے موجد کا بھی موجد ہے۔ اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ ہمارے کل اعمال کے مکمل ریکارڈ تیار رکھے۔ جس میں سے ایک شوشہ اور ذرہ بھی غائب نہ ہو۔ رہا ان کا وزن کیا جانا۔ تو نصوص سے ہم کو اس قدر معلوم ہو چکا ہے کہ وزن ایسی میزان (ترازو) کے ذریعہ سے ہوگا۔ جس میں کفتین اور لسان وغیرہ موجود ہیں۔ لیکن وہ میزان اور اس کے دونوں پلے کس نوعیت و کیفیت کے ہوں گے۔ اور اس سے وزن معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہوگا۔ ان باتوں کا احاطہ کرنا ہماری عقول و افہام کی رسائی سے باہر ہے اسی لئے ان کے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی۔ بلکہ ایک میزان کیا۔ اس عالم کی جتنی چیزیں ہیں۔ بجز اسکے کہ ان کے نام ہم سن لیں اور ان کا کچھ اجمالی سا مفہوم جو قرآن و سنت نے بیان کر دیا ہو۔ عقیدہ میں رکھیں اس سے زاید تفصیلات پر مطلع ہونا ہماری حد پرواز سے خارج ہے۔ کیونکہ جن نوامیس و قوانین کے ماتحت اس عالم کا وجود اور نظم و نسق ہوگا۔ ان پر ہم اس عالم میں رہتے ہوئے کچھ دسترس نہیں پا سکتے اسی دنیا کی میزانوں کو دیکھ لو۔ کتنی قسم کی ہیں۔ ایک میزان وہ ہے جس سے سونا چاندی یا موتی تولتے ہیں۔ ایک میزان سے غلہ اور سوختہ وزن کیا جاتا ہے۔ ایک میزان عام ریلوے سٹیشنوں پر ہوتی ہے جس سے مسافروں کا سامان تولتے ہیں ان کے سوا "مقیاس الہواء" یا "مقیاس الحرارۃ" وغیرہ بھی ایک طرح کی میزانیں ہیں۔ جن سے ہوا اور حرارت وغیرہ کے درجات معلوم ہوتے ہیں تھرمامیٹر ہمارے بدن کی اندرونی حرارت کو جو اعراض میں سے ہے۔ تول کر بتلاتا ہے کہ اس وقت ہمارے جسم میں اتنے ڈگری حرارت پائی جاتی ہے۔ جب دنیا میں بیسیوں قسم کی جسمانی میزانیں ہم مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اعیان و اعراض کے اوزان و درجات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے۔ تو اس قادر مطلق کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایک ایسی حسّی میزان قائم کر دے۔ جس سے ہمارے اعمال کے اوزان و درجات کا تفاوت صورۃً و حساً ظاہر ہوتا ہو"۔

اعمال قلبیہ اور اعمال جوارح

گذشتہ سطور کی ابتداء میں حضرت شیخ الاسلام کی تحریر میں "اعمال قلبیہ اور اعمال جوارح" کے دو لفظ آئے ہیں۔ ان کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ انسان کے ہر عمل کی بارگاہ الٰہی میں قبولیت یا عدم قبولیت کا مدار دل کے ارادہ پر موقوف ہے اگر اس عمل میں فقط اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی رضا کی دل میں نفی موجود ہے تو دل کی اس حالت کو اخلاص کہا جاتا ہے۔ اس نیت والا عمل بارگاہ الٰہی میں قبول بھی ہوگا۔ اور اس کا آخرت میں اجر بھی ملیگا۔ اور اگر اسی عمل میں جو بظاہر نیکی ہے۔ لوگوں کا دکھلاوا مطلوب ہے۔ تاکہ لوگ مجھے اچھا سمجھیں اور ایسے کاموں کے باعث لوگوں کے دلوں

ں میری عزت ہو تو یہ کام اگرچہ
ظاہر نیکی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
یں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے
لکہ یہ شخص بارگاہ الٰہی میں مجرم
ہے۔ کیونکہ اس کی نیت میں اخلاص
نہیں ہے۔ بلکہ ریاء (لوگوں کا دکھلاوا)
ہے۔ اللھم لاتجعلنا من المرائین

حدیث شریف سے تائید

میری سابقہ سطور کی حدیث شریف
سے تائید ملاحظہ ہو:۔ عَنْ اَبِیْ
ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ
اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ
یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ
(رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت
ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ بے شک اللہ تمہاری
صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہارے
مالوں کو دیکھتا ہے۔ بلکہ وہ تمہارے
دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے

تشریح

یعنی اگر کوئی مرد یا عورت خوبصورت
ہو، تو اس کی ظاہری صورت کے
لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں
کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اور اگر
کوئی انسان بڑا مالدار ہے تو مالدار
ہونے کے لحاظ سے بارگاہ الٰہی میں
اس کی کوئی قدر و قیمت اور عزت
نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہارے
دلوں کو دیکھتا ہے کہ تمہارے دل
میں دنیا کی زندگی کے ہر کام میں
رضا الٰہی حاصل کرنے کا جذبہ موجود
ہے یا نہیں اور اس انسان کے
دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے یا
نہیں۔ تاکہ اس کی وجہ سے ایسے کاموں
سے پرہیز کرتا ہو۔ جن کے کرنے
سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہو۔
لہٰذا اللہ تعالیٰ اس انسان سے راضی
ہوتا ہے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ
کی محبت اور اس کا ڈر موجود ہے۔
ورنہ خوبصورتی اور دولت کے لحاظ سے اسکی
بارگاہ میں انسان کی کوئی قیمت اور کوئی حیثیت نہیں ہے

چوتھا مقام

رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُھَا
لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ
وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝
اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ
الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا
عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَالْاِنْجِیْلِ
یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ
عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ
وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ
عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ
عَلَیْھِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَ
عَزَّرُوْہُ وَ نَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا
النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ
ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ الاعراف رکوع 19
پ ۹

ترجمہ۔ اور میری رحمت سب
چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت
ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں
اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری
آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ
لوگ جو اس کی پیروی کرتے ہیں
جو نبی اُمی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ
اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔
وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور
بُرے کام سے روکتا ہے۔ اور ان
کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا
ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام
کرتا ہے اور ان پر سے ان کے
بوجھ اور وہ قیدیں اُتارتا ہے جو
ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان
لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے
مدد دی۔ اور اس نور کے تابع ہوئے
جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔
یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

نجات پانے والوں کی آٹھ صفتیں

مذکورۃ الصدر دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ
کے عذاب سے نجات حاصل کرنے
والوں کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی
ہیں۔ پہلی جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے
والے ہیں۔ انسان کی فطرت کا یہ
تقاضا ہے کہ جس شخص سے ڈرتا
ہے اس کی مخالفت نہیں کرتا۔
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں نے
اس کے حکم کی مخالفت کی تو وہ
مجھے مارے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا
ڈر جن انسانوں کے دل میں ہوتا
ہے۔ وہ اس کے احکام کی مخالفت
اپنی ذلت اور اپنی بے عزتی کے
باعث نہیں کرتے۔ ایسے لوگ ہی
اللہ تعالیٰ کی گرفت اور سزا سے
بچ جاتے ہیں۔ دوسری ان لوگوں
کو مال کے کاروبار میں جو نفع ہوتا
ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کا فضل
خیال کرتے ہیں۔ اور اس کی رضا
حاصل کرنے کے لئے مال میں جو
حصہ اس کے مفلس اور نادار انسانوں
پر خرچ کرنے کا حکم کرتا ہے اسے
طیب خاطر سے بجا لاتے ہیں۔ تیسری
اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے
انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کو (جو
قرآن مجید میں نازل شدہ ہیں) دل
سے تسلیم کرتے ہیں۔ چوتھی۔ جو
لوگ زندگی کے ہر معاملہ میں بجائے
اپنے عقلی ڈھکوسلوں کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی
تابعداری کرتے ہیں۔ پانچویں۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے جو
فرمان الٰہی آئے اُسے دل سے مان
لیتے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر سمجھتے ہیں۔
چھٹی۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
حمایت کرتے ہیں۔ شاگردیں اور اللہ تعا
کے دین کی بہتری کے لئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ممکن امداد (دا
درمے قدمے) کرتے ہیں۔ آٹھویں آسمان
سے جو نور الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر نازل ہوا ہے یعنی قرآن مجید۔ ان
سے متعلقہ جو احکام اس میں پائے
جاتے ہیں۔ بلا چون و چرا ان کی تعمیل
کرتے ہیں۔

ہر مسلمان

کا فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت
اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کیلئے
مذکورۃ الصدر آٹھ صفتوں کے پروگرام
کو پیش نظر رکھے اور ان صفتوں کو
اپنے اندر پیدا کرنے کی پوری کوشش
کرے۔ ورنہ قیامت کے دن مسلمانوں
کا یہ عذر نہیں ہو سکے گا۔ کہ اے
اللہ تیرا قرآن مجید عربی زبان میں تھا
اور ہم لوگ اردو زبان کو بآسانی
سمجھ سکتے تھے۔ اس زبان میں ہمیں تیرا
پیغام کسی نے پہنچایا نہیں تھا

اہالیان لاہور کے عذر کا جواب

اگر باشندگان لاہور قیامت کے دن یہ عذر بارگاہ الٰہی میں پیش کریں کہ اے اللہ ہمیں تو اس کا پتہ نہیں تھا کہ تیرا نازل کردہ قرآن مجید لاہور میں کون ترجمہ کرکے سناتا ہے تو اس کا یہ جواب مل سکے گا۔ کہ جسمانی بیماری کے علاج کے لئے لندن سے تیار ہو کر آنے والی دوا سارے لاہور میں چکر لگا کر انگریزی دوا فروشوں سے تو لے آتے تھے۔ اگر تمہیں قیامت کے دن کے حساب و کتاب کا ڈر ہوتا تو تم لاہور میں قرآن شریف کا ترجمہ سنانے والے انسان کو تلاش کرتے۔ تو تمہیں پتہ نہیں مل سکتا تھا؟ کہ کون شخص سناتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نہ تمہارے دل میں خوف خدا تھا اور نہ تم لوگ فرمان الٰہی یعنی قرآن مجید کی ضرورت ہی محسوس کرتے تھے۔ لہذا آج تمہیں اس لاپرواہی اور احکام خداوندی کی مخالفت کی سزا مل کر رہے گی اور اس جہان میں ہر قسم کے مجرموں کی سزا کا ایک ہی مقام ہے جس کا نام دوزخ ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

پانچواں مقام

وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورۃ النور رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے۔ پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں فیصلہ کرے تبھی ایک گروہ ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف) گردن جھکائے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں۔ اس سے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کرے گا۔ بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے جب انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی میں فیصلہ کرنے کے لئے بلائے جائیں اور وہ فوراً سر تسلیم خم کرکے اس فیصلہ کو ماننے کے لئے حاضر ہو جائیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔

اپیل

برادران اسلام سے دوستانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہر معاملہ میں کتاب و سنت کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا کریں تاکہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنے والوں کی فہرست میں شامل کر لئے جائیں۔ وما علینا الا البلاغ

چھٹا مقام

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ز وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الروم ع ۴ پ ۲۱)

ترجمہ۔ پھر رشتہ دار اور محتاج اور مسافر کو اس کا حق دے۔ یہ بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں کی زندگی کا نصب العین یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے تو ان کا فرض ہے کہ ہر حقدار کا حق ادا کرنے کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ خواہ وہ حقدار اپنا رشتہ دار ہو یا غیر ہو۔

وہ لوگ جو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے

پہلا شاہد

وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (سورۃ النساء ع ۲ پ ۴)

ترجمہ۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے نکل جائے۔ اسے آگ میں ڈالے گا۔ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی تمام احکام مذکورہ سابقہ متعلق حقوق یتامیٰ اور وصیت اور میراث اللہ کے مقرر فرمودہ ضابطے اور قاعدے ہیں اور جو کوئی اطاعت کرے گا احکام الٰہی کی۔ جن میں حکم وصیت و میراث بھی داخل ہے۔ اس کے لئے ہمیشہ کو جنت ہے۔ اور جو کوئی نافرمانی کرے گا۔ اور حدود خداوندی سے بالکل خارج ہو جائے گا۔ وہ ہمیشہ کو ذلت کے ساتھ عذاب جہنم میں گرفتار رہے گا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

دوسرا شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پ ۴) ترجمہ۔ بیشک جو لوگ کافر ہیں۔ انکے مال اور اولاد اللہ کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئیں گے۔ اور وہی لوگ دوزخی ہیں وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

کافروں کی دو قسمیں

پہلی۔ کافروں کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی

قسم میں وہ لوگ آتے ہیں جو اسلام کو اپنا مذہب تسلیم کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ نہ وہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔ نہ اللہ تعالےٰ کو وحدہٗ لا شریک لہٗ معبود مانتے ہیں۔ نہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالےٰ کا رسولؐ تسلیم کرتے ہیں اور نہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا فرمان مانتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اور ضروریات اسلام کا بھی انکار کرتے ہیں۔

دوسری

کلمہ توحید بھی پڑھتے ہیں۔ زبان سے اللہ تعالےٰ کی الوہیت کا بھی اقرار کرتے ہیں اور رسول خدا کے رسولؐ ہونے کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ قرآن مجید کو اللہ تعالےٰ کی کلام پاک بھی مانتے ہیں۔ مگر صدیق اکبرؓ کے خلافت کے زمانے کے لوگوں کی طرح بعض احکام الٰہی جو قرآن مجید میں موجود ہیں ان کے تسلیم کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ یہ لوگ پہلی قسم کے کافروں کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔

ان لوگوں کی مثال

انگریز کی سلطنت کے زمانہ میں مسلمانوں کے بعض خاندان ایسے تھے جو صاف طور پر اور کھلے الفاظ میں کہا کرتے تھے۔ کہ ہم مال میراث کے تقسیم کرنے میں اسلامی شریعت کے پابند نہیں ہیں۔ بلکہ رواج کے پابند ہیں۔ یعنی جس طرح اسلام قبول کرنے سے پہلے ہمارے خاندان میں یہ دستور تھا کہ مال میراث میں فقط لڑکوں کو حصہ دیا جاتا تھا۔ اور میت کی لڑکیوں کو محروم رکھا جاتا تھا۔ اسی طرح اسلام لانے کے بعد بھی ہم اسلام کے اور احکام کو مانتے ہیں۔ مگر اس حکم کے تسلیم کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں۔

اس رسم کے ثبوت

میں آپ کو اسی پنجاب کے مختلف خاندانوں کے ایسے واقعات ملیں گے کہ بہنوئی نے اپنے سالے پر خسر کے مرنے کے بعد اپنی بیوی کا حق طلب کیا ہے۔ (جو اس کے سالے کی سگی بہن ہے) اور مقدمہ عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ اور سالے نے عدالت میں گواہ پیش کر دیئے ہیں کہ ہمارے خاندان میں باپ کی جائداد میں سے لڑکیوں کو حصہ دینے کا رواج ہی نہیں ہے۔ اور عدالت میں گواہ بھگتا دیئے۔ کہ جب میرا دادا مرا تھا تو میرے باپ اور چچا نے میری پھوپھی کو جائیداد میں سے حصہ نہیں دیا تھا۔ چنانچہ ایسے گواہ بھگتنے کے بعد عدالت نے بہنوئی کا مقدمہ خارج کر دیا۔ ایسے لوگوں کو

شریعت الٰہیہ مرتد قرار دیتی ہے

کیونکہ ان لوگوں نے قرآن مجید کا صریح حکم ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس لئے یہ لوگ مرتد ہیں اور یہ بھی کافروں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

قرآن مجید میں ایسے مرتدین کا ذکر

ملاحظہ ہو۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۱۰ پ ۱)

ترجمہ۔ کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصے کا انکار کرتے ہو۔ پھر جو تم میں سے ایسا کرے۔ اس کی یہی سزا ہے۔ کہ دنیا میں ذلیل ہو اور قیامت کے دن بھی سخت عذاب میں دھکیلے جائیں اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔

اگرچہ شان نزول خاص ہے مگر حکم عام ہے

اگرچہ در اصل قرآن مجید میں یہ آیتیں یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی تھیں۔ مگر ان کا حکم عام ہے کہ جو شخص قرآن مجید کے بعض احکام کو تسلیم کرے اور بعض کا انکار کرے تو اس کے متعلق بھی یہی فیصلہ ہوگا۔ جو یہودیوں کے حق میں ہوا ہے۔

اگر حکم الٰہی کے تسلیم کرنے سے انکار نہ کیا جائے

یعنی دل سے اس حکم کو تسلیم کرے۔ اور زبان سے بھی مان لے۔ مگر عمل کرنے میں لیت ولعل کرے تو ایسے لوگ مرتد نہیں کہلائیں گے۔ بلکہ فاسق کہلائیں گے۔ فاسق کے لئے خلود فی النار یعنی دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی سزا نہیں ہے۔ جتنا عرصہ اس کے دوزخ میں رہنے کے لئے اللہ تعالےٰ فیصلہ کرے گا۔ اتنا عرصہ رہے گا۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے ایسے مجرم دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے

تیسرا شاہد

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۴ پ ۸)

ترجمہ:۔ اے آدم کی اولاد اگر تم میں سے تمہارے پاس آئیں جو تمہیں میری آیتیں سنائیں۔ پھر جو شخص ڈریگا اور اصلاح کرے گا۔ ایسوں پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور نہ وہ غم کھائینگے۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا۔ وہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں۔ "ابن جریر نے ابو یسار سلمی سے نقل کیا ہے کہ یہ خطاب یبنی ادم اما یاتینکم الخ کل اولاد آدم کو عالم ارواح میں ہوا تھا۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے قلنا اهبطوا منها جميعًا فاما ياتينكم منى هدًى الخ۔ اور بعض محققین کے نزدیک جو خطاب ہر زمانہ میں ہر قوم کو ہوتا رہا۔ یہ اس کی حکایت ہے۔ میرے نزدیک دو رکوع پہلے سے جو مضمون

چلا آ رہا ہے۔ اس کی ترتیب و تنسیق خود ظاہر کرتی ہے۔ کہ جب آدم و حوا اپنے اصلی مسکن "جنت" سے جہاں ان کو آزادی و فراخی کے ساتھ بلا روک ٹوک زندگی بسر کرنے کا حکم دیا جا چکا تھا۔ عارضی طور پر محروم کر دیئے گئے تو انکی مخلصانہ توبہ و انابت پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس حرمان کی تلافی اور تمام اولاد آدم کو اپنی آبائی میراث واپس دلانے کے لئے کچھ ہدایات کی جائیں۔ چنانچہ ہبوط آدم کا قصہ ختم کرنے کے بعد معاً یابنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا الخ سے خطاب شروع فرما کر بین چار رکوع تک ان ہی ہدایات کا مسلسل بیان ہوا ہے۔ ان آیات میں کل اولاد آدم کو بیک وقت موجود تسلیم کر کے عام خطاب کیا گیا ہے کہ جنت سے نکلنے کے بعد ہم نے بہشتی لباس و طعام کی جگہ تمہارے لئے زمینی لباس و طعام کی تدبیر فرما دی۔ گو جنت کی خوشحالی اور بیفکری یہاں میسر نہیں۔ تاہم ہر قسم کی راحت و آسائش کے سامان سے منتفع ہونے کا تم کو موقع دیا۔ تاکہ تم یہاں رہ کر اطمینان سے اپنا مسکن اصلی اور آبائی ترکہ واپس لینے کی تدبیر کر سکو۔ چاہیئے کہ شیطان لعین کے مکر و فریب سے ہشیار رہو کہیں ہمیشہ کے لئے تم کو اس میراث سے محروم نہ کر دے۔ بیحیائی اور اثم و عدوان سے بچو۔ اخلاص و عبودیت کا راستہ اختیار کرو۔ خدا کی نعمتوں سے تمتع کرو۔ مگر جو حدود و قیود مالک حقیقی نے عائد کر دی ہیں۔ ان سے تجاوز نہ کرو۔ پھر دیکھو۔ ہر قوم اپنی اپنی مدت موعودہ پوری کر کے کس طرح اپنے ٹھکانہ پر پہنچ جاتی ہے۔ اس اثنا میں اگر خدا کسی وقت تم ہی میں سے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے جو خدا کی آیات پڑھ کر سنائیں جن سے تم کو اپنے باپ کی اصلی میراث "جنت" حاصل کرنے کی ترغیب و تذکیر ہو اور مالک حقیقی کی خوشنودی کی راہیں معلوم ہوں۔ ان کی پیروی اور مدد کرو۔ خدا سے ڈر کر برے کاموں کو چھوڑو اور اعمال صالحہ ص۴

اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا گناہوں کی بخشش کا سبب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک بدچلن عورت کی اسی عمل پر بخشش ہو گئی کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو ایک کنویں کے پاس اس حالت میں (چکر کاٹ رہا) تھا کہ اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی اور وہ ہانپ رہا تھا کہ پیاس سے مر جائے۔ اس عورت نے پاؤں سے اپنا چمڑے کا موزہ اتارا پھر اپنی اوڑھنی میں اس کو باندھا اور اس پیاسے کتے کے لئے پانی نکالا (اور پلایا) تو اس پر اس کی مغفرت کا فیصلہ فرما دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا جانور (کے کھلانے پلانے) میں بھی ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

بے شک ہر زندہ جانور کے کھلانے پلانے میں ثواب ہے۔ صحیح بخاری

ص۴ اختیار کرو تو پھر تمہارا مستقبل بالکل بے خوف و خطر ہے۔ تم ایسے مقام پر پہنچ جاؤ گے۔ جہاں تمہیں اور امن و اطمینان کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں۔ ہاں اگر ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور تکبر کر کے ان پر عمل کرنے سے کترائے۔ تو مسکن اصلی اور آبائی میراث سے دائمی محرومی اور ابدی عذاب و ہلاکت کے سوا کچھ نہ ملے گا" وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

(۱) دنیا کی گذشتہ تاریخ بتلاتی ہے کہ ہمیشہ دو جماعتیں رہی ہیں

(۲) حزب اللہ اور حزب الشیطان

(۳) حزب الشیطان کی جماعت ہمیشہ اکثریت میں رہی ہے اور اس جماعت نے ہمیشہ دنیا میں مار کھائی ہے

تینوں دعووں کے متعلق شہادتیں

پہلی

وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۚ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَیَصْنَعُ الْفُلْکَ ۖ وَ کُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِہٖ سَخِرُوْا مِنْہُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ وَ یَحِلُّ عَلَیْہِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِیْھَا مِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَھْلَکَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْہِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَہٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝ وَ قَالَ ارْکَبُوْا فِیْھَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖىھَا وَ مُرْسٰىھَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَ ھِیَ تَجْرِیْ بِھِمْ فِیْ مَوْجٍ کَالْجِبَالِ ۫ وَ نَادٰی نُوْحُ ابْنَہٗ وَ کَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَ حَالَ بَیْنَھُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۝ (سورہ ھود۔ ع ۴۔ پ ۱۲۔

ترجمہ۔ اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو لا چکا۔ پھر غم نہ کر ان کاموں پر جو کر رہے ہیں۔ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر بیشک وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے۔ اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے جیسے تم ہنستے ہو۔ تمہیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے۔ جو اسے رسوا کرے گا۔ اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا۔ اور تنور سے جوش مارا۔ ہم نے کہا۔ کشتی میں ہر قسم کا جوڑا زیادہ پڑھا لے اور اپنے گھر والوں کو۔ مگر وہ جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور سب ایمان لانے والوں کو اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے۔ اور کہا اس میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور وہ انہیں پہاڑ جیسی لہروں میں لئے جا رہی تھی۔ اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا۔ جبکہ وہ کنارے پر تھا۔ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہی رحم کرے۔ اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی پھر وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا۔

تینوں چیزوں کا ثبوت

خطبے کے عنوان میں جو تین چیزیں عرض کی گئی تھیں۔ مذکورۃ الصدر آیتوں میں تینوں چیزوں کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ (گزشتہ آیتوں کے ترجمہ میں مندرجہ ذیل فقرے ملاحظہ ہوں)

(۱) "اب کوئی ایمان نہیں لائے گا مگر جو لا چکا"۔ (ان دونوں فقروں سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے بعد جماعتیں دو ہو گئی تھیں)

(۲) دوسری یہ بات ہے کہ ایمان لانے والے حزب اللہ (اللہ کی جماعت) اور ایمان نہ لانے والے (حزب الشیطان کہلائیں گے) (۳) اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی۔ پھر وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام کی مخالفت کرنے والی جماعت جو حزب الشیطان تھی اسے غرق کر دیا گیا۔

ان فی ذالک لعبرۃ الاولی الابصار

دوسری

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ وَّ لٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ ط وَاذْکُرُوْٓا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَکُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ج فَاذْکُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ج فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ط اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پ ۸۔

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔ کیا تمہیں تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی۔ تاکہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں۔ اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے ہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ اگر تو سچا ہے۔ فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔ مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہیں اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری سو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔

ہود علیہ السلام کی قوم میں بھی دو جماعتیں تھیں

ایک وہ جو آپ پر ایمان لے آئی تھی وہ حزب اللہ کی تھی۔ دوسری وہ جن کو اللہ تعالےٰ نے ظالم کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ وہ حزب الشیطان تھی۔ اور اکثریت ہود علیہ السلام کو نبی نہ ماننے والوں کی تھی۔ چنانچہ ایک آیت کا ترجمہ دوبارہ ملاحظہ ہو۔ جو آپ پہلے ابھی سن چکے ہیں۔ "اس کی قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں" پھر اس دوسری حزب الشیطان والی جماعت پر عذاب الٰہی نازل ہوا ہے۔ آیات کے پیش کردہ ترجمہ میں سے ان فقروں کو غور سے پڑھیئے۔ "فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا" پھر اس بدبخت قوم کی اکثریت پر جو عذاب الٰہی آیا۔ وہ ملاحظہ ہو

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ ج حُسُوْمًا فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰی ۙ کَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ (سورۃ الحاقہ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ اور لیکن قوم عاد۔ سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

اے پاکستان کا معزور اور بے دین طبقہ

گذشتہ سطور کو غور سے اور آنکھیں کھول کر پڑھ۔ کیا قوم عاد کی طرح تو اللہ تعالےٰ کے فرمان واجب الاذعان جس کا نام ہے۔ قرآن اس کے پہنچانے والے اور اس کی طرف دعوت دینے والے علماء دین کو قوم عاد کی طرح بیوقوف نہیں کہتا؟ اور ان کی توہین اور ان پر مذاق نہیں کرتا؟

کیا ان علماء کرام کی توہین

کا یہ باعث ہے کہ وہ تم سے تمہاری تنخواہ میں حصہ مانگتے ہیں؟ یا تمہاری کوٹھیوں کا کوئی حصہ اپنی رہائش کے لئے مانگتے ہیں؟ یا تمہیں آوارہ مزاج اور بیہودہ گو انسانوں کی طرح گالیاں دیتے ہیں؟ ہرگز نہیں ان

علماء کرام کا فقط قصور یہ ہے

کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان واجب الاذعان قرآن کو اپنانے کے لئے دعوت دیتے ہیں کہ تمہارا ظاہر اور تمہارا باطن اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق ہو اور تمہاری نشست و برخاست اور تمہارے معاملات قرآن مجید اور قرآن مجید کی اس تشریح کے مطابق ہوں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

کیا علماء دین کا اس کے سوا

اور کوئی قصور ہے۔ اے ناعاقبت اندیش نوجوان پھر سوچ لے کیا اس دور میں پھر وہی سماں نظر نہیں آ رہا جو ہود علیہ السلام اور اس کی قوم کے وقت کا تھا۔ اور کیا پھر اس خدا تعالیٰ حی اور قیوم کے پیغام کے نہ ماننے اور پیغام حق پہچانے والوں کے متعلق وہی فیصلہ ہونا ممکن نہیں ہے جو ہودؑ اور اس کی مخالف جماعت کے حق میں ہوا تھا۔

اے اللہ تعالیٰ کے دین کی ظاہر اور باطنًا

مخالفت کرنے والے نوجوان اللہ سے ڈر۔ اگر تو اس دین الٰہی پر عمل نہیں کرنا چاہتا تو کم از کم دین الٰہی کی توہین تو نہ کر۔ اسی میں تمہارا بھلا ہے اور اسی میں تمہاری خیر ہے۔

دعا

اے میرے اللہ میرے دور کے نوجوان کو دوست

اور دشمن - خیر خواہ اور بدخواہ میں تمیز کرنے کی توفیق عطا فرما۔

تیسری

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ۝ سورۃ الاعراف ع ۱۰ پ ۸

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔ اور یاد کرو جبکہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا۔ اور تمہیں زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو سو اللہ کے احسان یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا اے صالح۔ لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا اگر تو رسول ہے۔ بس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ پھر صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمایا۔ اے میری قوم۔ میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

صالح علیہ السلام کی قوم میں بھی دو جماعتیں تھیں

سطور بالا میں یہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ اس قوم کے متکبروں سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے۔ "پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے"۔

آج کل بھی دو قسمیں ہیں

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ البتہ حضور انور کی امت میں ایسے اللہ تعالیٰ کے بندے دنیا میں ضرور پیدا ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو اپنی اپنی قوم کو ہر ملک میں قرآن مجید کا علم حاصل کرنے اور اس کو اپنا دستور العمل بنانے کی طرف دعوت دیں گے۔ اس دعوت کے بعد دو جماعتیں ہو جاتی ہیں۔ اکثر غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والے قرآن مجید کی تابعداری کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور دولت کے نشہ میں مخمور ہونے والے پہلی قوموں کے متکبروں کی طرح دعوت دینے والے علماء کرام کو بیوقوف کہہ کر اور زمانہ کے حالات سے ناآشنا کہہ کر خوش ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے طریق کار پر نظر ثانی کرنی چاہیئے ورنہ ان کے حق میں بھی نتیجہ وہی نکلیگا جو پہلے لوگوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے پر نکلا تھا۔ وما علینا الا البلاغ۔

چوتھی

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِیْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَا ۚ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ۝ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پ ۹)

ترجمہ۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں ٹیڑھ پن تلاش کرو

اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم تھوڑے تھے - پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا - اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا ہے - اور اگر تم میں سے ایک جماعت اس پر ایمان لے آئی ہے جو میرے ذریعہ سے بھیجا گیا ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی - پس صبر کرو - جب تک اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے - اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا - اے شعیب ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے - یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ - فرمایا - کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں - ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں - اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں - بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے - ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں - مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے - ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے - ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں - اے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کر دے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے - اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے انہوں نے کہا - اگر تم شعیبؑ کی تابعداری کرو گے تو بیشک نقصان اٹھاؤ گے - پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا - پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے -

تینوں چیزیں ملاحظہ ہوں

اس قوم میں بھی گزشتہ ہلاک شدہ قوموں کے نقشہ کے مطابق تینوں چیزیں ملاحظہ ہوں - حضرت شعیبؑ کی دعوت کے بعد قوم کے دو حصے ہو گئے - ایک حصہ ایمان لانے والا - اور دوسرا ایمان نہ لانے والا - ایمان لانے والا حصہ کمزور ہے - اور نہ لانے والے زبردست معلوم ہوتے ہیں - گزشتہ سطور میں جو ترجمہ کیا گیا ہے - اس ترجمہ میں سے مندرجہ ذیل فقرے پڑھیئے "اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیبؑ ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں - اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے - یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ"

اکثریت پر عذاب الٰہی کا آنا

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ ان لوگوں کے عذاب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں - متعدد آیات کے جمع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان پر ظلّہ، صیحہ، رجفہ تین طرح کے عذاب آئے - یعنی اوّل بادل نے سایہ کر لیا - جس میں آگ کے شعلے اور چنگاریاں تھیں - پھر آسمان سے سخت ہولناک اور جگر پاش آواز ہوئی اور نیچے سے زلزلہ آیا (ابن کثیر) انہوں نے شعیبؑ اور ان کے ہمراہیوں کو بستی سے نکالنے کی دھمکی دی تھی - سو وہ ہی نہ رہے - نہ ان کی بستیاں رہیں اور وہ جو کہتے تھے کہ شعیب علیہ السلام کے اتباع کرنے والے خراب ہوں گے سو خود ہی خراب اور خائب و خاسر ہو کر رہے -

بحکم الٰہی شہرہ آفاق ہونے والے

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے برباد ہونے والوں کے چند واقعات قارئین کرام سن چکے ہیں - اب قرآن مجید میں سے چند ایسے واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں جو احکام الٰہی کی تعمیل کر کے آئندہ آنے والی نسلوں میں اپنا نام روشن کر گئے ہیں - تاکہ ان واقعات کے معلوم ہونے سے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس چیز کے حاصل کرنے کا دل میں شوق پیدا ہو - اللھم وفقنا لما تحب وترضی - آمین یا الہ العالمین -

حضرت نوح علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت - رکوع ۳ - پ ۲۳)

ترجمہ - اور ہمیں نوحؑ نے پکارا - پس ہم کیا خوب جواب دینے والے ہیں - اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے نجات دی - اور ہم نے اس کی اولاد ہی کو باقی رہنے والی کر دیا اور ہم نے ان کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ سارے جہان میں نوح پر سلام ہو

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں "تقریباً ساڑھے نو سو سال تک حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھاتے اور نصیحت کرتے رہے مگر ان کی شرارت اور ایذا رسانی برابر بڑھتی رہی - آخر حضرت نوحؑ نے مجبور ہو کر اپنے بھیجنے والے کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا - "رَبِّ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" قمر ع ۱ - اے پروردگار میں مغلوب ہوں - آپ میری مدد کو پہنچئے - دیکھ لو اللہ نے ان کی پکار کیسی سنی - اور مدد کو کس طرح پہنچا - نوح علیہ السلام کو مع ان کے گھرانے کے رات دن کی ایذا سے بچایا - پھر ہولناک طوفان کے وقت انکی حفاظت کی اور تنہا اس کی اولاد سے زمین کو آباد کر دیا اور رہتی دنیا تک اس کا ذکر خیر لوگوں میں باقی چھوڑا - چنانچہ ان تمام خلقت ان پر سلام بھیجتی ہے اور سارے جہان میں نوح علیہ السلام کہہ کر یاد کئے جاتے ہیں - یہ تو نیک بندوں کا انجام ہوا - دوسری طرف ان کے دشمنوں کا حال دیکھو کہ سب کے سب زبردست طوفان کی نذر کر دیئے گئے - آج ان کا نام و نشان باقی نہیں - اپنی حماقتوں اور شرارتوں کی بدولت دنیا کا بیڑہ غرق کرا کر رہے -

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۝ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۝ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ پ ۲۳ -

ترجمہ۔ پھر جب (بیٹا) اس کے ہمراہ چلنے پھرنے لگا۔ کہا اے بیٹے بیشک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا۔ اے ابا جو حکم آپ کو ہوا ہے۔ کر دیجئے۔ آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔ ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیمؑ تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ بیشک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ البتہ یہ صریح آزمائش ہے اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی

شیخ الاسلام کے حاشیہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق توراۃ کا حوالہ

تورات میں ہے کہ جب ابراہیمؑ نے بیٹے کو قربان کرنا چاہا اور فرشتہ نے ندا دی کہ ہاتھ روک لو۔ تو فرشتے نے یہ الفاظ کہے۔ خدا کہتا ہے کہ چونکہ تو نے ایسا کام کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو بچا نہیں رکھا۔ میں تجھ کو برکت دونگا اور تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور ساحل بحر کی ریتی کی طرح پھیلا دونگا (تورات تکوین اصحاح ۲۲۔ آیت ۱۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(سورۃ الصّٰفّٰت رکوع ۴۔ پ ۲۳)

ترجمہ۔ اور البتہ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑی مصیبت سے نجات دی اور ہم نے انکی مدد کی۔ پس وہی غالب رہے اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی اور ہم نے دونوں کو راہ راست پر چلایا اور ان کے لئے آئندہ نسلوں میں یہ باقی رکھا۔ کہ موسیٰؑ اور ہارون پر سلام ہو۔ بیشک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

حضرت الیاس علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ اَللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝

(سورہ الصّٰفّٰت ع ۴۔ پ ۲۳)

ترجمہ۔ اور بے شک الیاس رسولوں میں سے تھا۔ جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر بنانے والے کو چھوڑتے ہو۔ اللہ کو جو تمہارا رب ہے اور تمہارے باپ دادا کا رب ہے۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پس بیشک وہ حاضر کئے جائیں گے۔ مگر جو اللہ کے خالص بندے ہیں اور ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں چھوڑا کہ الیاس پر سلام ہو۔

شیخ الاسلام کی قلم سے حضرت الیاس علیہ السلام کے کچھ حالات

حضرت الیاس علیہ السلام بعض کے نزدیک حضرت ہارون کی نسل سے ہیں۔ اللہ نے ان کو ملک شام کے ایک شہر "بعلبک" کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ بعل نامی ایک بت کو پوجتے تھے۔ حضرت الیاسؑ نے ان کو خدا کے غضب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا۔ حضرت الیاس علیہ السلام کو سب نے جھٹلایا۔ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندوں نے تکذیب نہیں کی۔ لہذا وہ ہی سزا سے بچے رہے۔

الیاس علیہ السلام کے واقعہ میں دہرائی ہوا

جو پہلی امتوں کے وقت میں ہوتا رہا تھا۔ یعنی پیغمبر کی تبلیغ کے بعد دو جماعتیں ہو گئیں۔ اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں نے ان کی تائید کی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ تعداد میں بمقابلہ تکذیب کرنے والوں کم تھے۔ وہ تو عذاب الٰہی سے مستثنیٰ رہے اور جو ان کو جھٹلانے والے تھے وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہونے کے مستحق ہو گئے

ذکر خیر چھوڑا

اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت الیاس علیہ السلام کا نام آج تک نیکی کے ساتھ زندہ رکھا۔ اور اسی طرح قیامت تک لوگ انہیں الیاس علیہ السلام کے لقب سے یاد کرتے رہیں گے۔ وذالک فضل اللہ

تاریخ اپنے اوراق کو دہراتی ہے

آج کل بھی مذکورۃ الصدر فقرہ کے مطابق وہی ہو رہا ہے جو پہلی قوموں کے واقعات میں انہیں اوراق کے صفحوں پر لکھا ہوا آپ نے پڑھا ہے۔ برادران اسلام تمہارے دین میں یہ چیز مسلم بلکہ ایک طرح پر بنیادی اینٹ ہے۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دنیا میں نبی کوئی نہیں آئے گا۔ اور قرآن مجید کے بعد نہ کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوگی۔ اس نظریہ کے بعد پھر انسان کی نئی پیدا ہونے والی نسلوں کی راہ نمائی کس طرح ہوگی۔ اس کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے روپوش ہونے کے بعد آپؐ کی امت میں یہ رہا ہے۔ کہ

کتاب وسنۃ

کے فاضل جنہیں اسلامی اصطلاح میں علماء دین کیا جاتا ہے وہ ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور آج کل بھی حضور انورؐ کی امت میں سے یہ گروہ کتاب و سنۃ کا اعلان علی الاعلان مسلمان میں کر رہا ہے۔ اور آئندہ بھی قیامت تک کرتا رہے گا۔ ان حضرات کے اعلانات متعلقہ احکام کتاب وسنۃ ہونے کے بعد (پہلوں کی طرح) مسلمان قوم میں ایک بہت ہی تھوڑی اور چھوٹی سی جماعت ان علماء کرام کی ہمنوا ہوتی ہے۔ اور ان حضرات کی دامنگیر ہوتی ہے اور انکی

ہدایات کے سانچہ میں اپنی زندگی کو ڈھالتی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی قسم کے مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی راضی ہونگے اور قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کے فضل میں امید کامل ہے) کہ یہ لوگ دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ ان مخلص مسلمانوں کی جماعت میں خواہ مرد ہوں یا عورتیں انشاء اللہ سب کا ٹھکانا جنت ہوگا اور ان تبلیغ حق کرنے والے حضرات علماء کرام کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ایک بے دین طبقہ ہے اور اس طبقہ میں اکثریت دولتمند امراء کی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو

علماء کرام ایک آنکھ نہیں بھاتے

میری برادری کے یہ حضرات اپنا دل خوش کرنے کے لئے علماء کرام کو توہین آمیز الفاظ سے یاد کرکے اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔

مثلاً

یہ مُلّاں کیا جانتے ہیں۔ یہ مُلّاں بڑے تنگ ظرف ہیں۔ مسلمانوں کی ترقی کے راستہ میں مُلّاں کا وجود ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ملّاں ازم کو ختم کر دینا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ

علماء دین کے ساتھ ان کی ناراضگی کا اصلی باعث

یہ ہے کہ ملّاں لوگ (یعنی علماء کرام) ان کی خواہشات نفسانی کے پورا کرنے میں آڑے آتے ہیں۔ اس کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔ موجودہ دور کے ترقی یافتہ نوجوانوں کے خیال میں

جو بالغ عورت اپنی خوشی سے کسی شخص سے ناجائز تعلق رکھ لے

تو یہ فعل کوئی جرم نہیں ہے۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ۱۹۴۷ء سے آج ۱۹۵۹ء تک تقریباً ۱۲ سال سے یہ مملکت اسلامی کہلاتی ہے۔ اور بدکاری کے اڈے آج تک بند نہیں ہوئے۔ بعض نوجوان یہ جواب دیتے ہیں کہ فلاں فلاں اسلامی ممالک میں بھی تو کوئی قانون اس کے متعلق رائج نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایک شخص کنوئیں میں چھلانگ لگا دے گا۔ تو آپ بھی لگا دیں گے۔ ایسے رکیک جوابوں سے ایک شریف انسان کو شرم آنی چاہیئے۔ انسداد بدکاری کے معاملہ میں کتاب و سنۃ کے حامل

علماء کرام کا نظریہ ملاحظہ ہو۔ بدکاری (زنا) کے متعلق قرآن مجید کا اعلان

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل ع ۴ پ ۱۵۔ ترجمہ۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ بیشک وہ بیحیائی ہے اور بُری راہ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام پاکستان

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں "کیونکہ زنا سے انساب میں گڑبڑ ہوتی ہے۔ اور بہت طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں اور سب کے لئے بُری راہ نکلتی ہے"۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اگر یہ راہ نکلی تو ایک شخص دوسرے کی عورت پر نظر کرے۔ کوئی دوسرا اس کی عورت پر کرے گا۔ مسند امام احمد میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔ حاضرین نے اسے ڈانٹ بتلائی کہ (پیغمبر خدا کے سامنے ایسی گستاخی)۔ خبردار چُپ رہو۔ حضورؐ نے اس کو فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔ وہ قریب آکر بیٹھا تو آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تو یہ حرکت اپنی ماں۔ بیٹی۔ بہن۔ پھوپھی۔ خالہ میں سے کسی کی نسبت پسند کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا مجھ کو آپ پر قربان کرے۔ ہرگز نہیں فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں۔ بیٹیوں۔ بہنوں۔ پھوپھیوں اور خالاؤں کے لئے یہ فعل گوارا نہیں کرتے۔ پھر آپ نے دُعا فرمائی۔ کہ الٰہی اس کے گناہ کو معاف فرما اور اس کے دل کو پاک اور شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔ ابوامامہ فرماتے ہیں کہ اس دُعا کے بعد اس شخص کی یہ حالت ہو گئی کہ کسی عورت وغیرہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھتا تھا اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وبارک وسلم"۔

اے آزاد خیال نوجوان

اب تو ہی فیصلہ کر کہ (علماء کرام) بقول تمہارے مُلّاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کریں۔ اور ان کے احکام کی خلق خدا میں تبلیغ کریں۔ اور ان سے نجات اور شفاعت کی نعمتیں حاصل کریں۔ یا تیرے ملّا کے توہین آمیز لفظ سے ڈر کر تیری طرفداری کریں۔ اے نوجوان حق پرست علماء کرام کا نعرۂ حق سُن لے۔ "رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَّرَسُوْلًا"۔ ترجمہ۔ ہم اللہ کو اپنا رب بنانے۔ اور اسلام کو اپنا مذہب اختیار کرنے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (اللہ کا) نبی ماننے پر راضی ہیں۔

دعوت

طرز جدید کے تمدن اختیار کرنے والے نوجوان کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ عزیز تو بھی ہماری اسٹیج پر آ کھڑا ہو۔ تیرا بھلا اور تیری دارین کی بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ قیامت کے دن پھر یہ نہ کہنا کہ مجھے کسی نے سیدھے راستے پر آنے کی دعوت نہیں دی تھی۔

آخری فتح

علماء کرام بلکہ تمام دنیا کے اصلی سچے اور کھرے مسلمانوں کا یہ ایمان یعنی یقین ہے۔ کہ انسانوں کے اعمال کے فیصلہ کا آخری دن قیامت کا دن ہے۔ اس دن کے عذاب سے بچنے اور دُنیا کی کامیاب زندگی کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے فقط ایک ہی راستہ ہے۔ وہ یہ کہ قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنائیں اور ارشادات قرآنی کی تفاصیل معلوم کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر جائیں

وما علینا الا البلاغ ✤

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۷ ذی القعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۵ جون ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قیامت کا دن گذر جانیکے بعد جو واقعات پیش آنیوالے ہیں وہ پیش کرنا چاہتا ہوں شاید کسی کیلئے ہدایت کا موجب بن جائیں

پہلا

(وَ اِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُلٌّ فِیْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَکَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ ۝) (سورہ المومن رکوع ۵ پ ۲۴) (ترجمہ۔ اور جب دوزخی آپس میں جھگڑیں گے۔ پھر کمزور سرکشوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابعدار تھے۔ پھر کیا تم ہم سے کچھ بھی آگ دور کر سکتے ہو۔ سرکش کہینگے ہم تم سبھی اس میں پڑے ہوئے ہیں۔ بیشک اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے)

یہ واقعہ ہے

کہ بعض اوقات زور والے آدمی اپنے گاؤں میں رہنے والے غریب لوگوں سے کوئی ظلم کرا لیتے ہیں۔ اور وہ بیچارے ماتحت ان کے دباؤ سے مجبور ہو کر کر دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کا ان آیتوں میں ذکر ہے اس بیان کردہ قاعدے کی دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی

کسی گاؤں کے چودھری کو کسی کمزور اور غریب آدمی سے دشمنی ہے۔ تو چودھری صاحب کسی آدمی کے ذریعہ اس شخص کی چوری کرا دیں گے مثلاً بھینس یا گائے چوری کرا دی چونکہ گاؤں والے سب چودھری صاحب کے پنجے میں ہیں۔ اس لئے اگرچہ سب لوگ جانتے ہیں کہ چودھری صاحب نے فلاں شخص سے اس غریب کی چوری کرائی ہے۔ مگر بولتا کوئی نہیں۔ بس وہ غریب رو کر چپ کر جاتا ہے۔ قیامت کے دن یہ چودھری صاحب اور چوری کرنے والا چور دوزخ میں جانے کے بعد جھگڑینگے اللھم لا تجعلنا منھم

دوسری

بعض اوقات حکام وقت اپنی کسی مصلحت کی بنا پر کسی بے گناہ کو پھنسانے کے لئے کسی اپنے ماتحت سے غلط رپورٹ کرا دیتے ہیں اور پھر عدالت میں بھی سب جھوٹی کارروائی کرا کر کسی بے گناہ کو جیل میں ٹھونس دیتے ہیں یا تختہ دار پر پہنچا دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہماری حکومت کے ہر فرد کو اس قسم کی غلطیوں سے محفوظ رکھے آمین یا الہ العالمین۔

دوسرا

(وَ قَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّکُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَکُ تَاْتِیْکُمْ رُسُلُکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰی ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَ مَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۝ (سورہ المومن ع ۵ پارہ ۲۴)

ترجمہ (اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے عرض کرو کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے۔ وہ کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہ آئے تھے۔ کہیں گے ہاں آئے تھے۔ کہیں گے پس پکارو۔ اور کافروں کا پکارنا محض بے سود ہوگا)

کہیں اس کھاتے میں تو نہیں جا رہے ہو

برادران اسلام میرے مندرجہ ذیل فقرے غور سے پڑھو۔ آج کل پاکستان بننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے پیش کردہ اسلام (جس کا منبع قرآن مجید ہے۔ اور اس کی شرح احادیث الرسول ہیں) کی کھلم کھلا اتنی مخالفت بڑے زور شور سے ہو رہی ہے کہ انگریز کے وقت میں غالباً اس کا تیسرا حصہ بھی نہیں تھا۔ علماء کے دین کے خلاف سمجھ دار تعلیمیافتہ طبقہ میں یہ وہم چلائی جا رہی ہے کہ ملا جو اسلام پیش کر رہا ہے۔ وہ اسلام نہیں ہے قرآن مجید کا مطلب ملا سمجھتا ہی نہیں

حاصل

یہ نئی رو جو چل رہی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ پونے چودہ سو سال سے جو اسلام آ رہا ہے۔ اور جسے حق پرست علماء کرام پیش کر رہے ہیں۔ در اصل وہ اسلام نہیں ہے۔ میں ان جدت پسندوں سے پوچھتا ہوں کہ جو اسلام آپ پیش کر رہے ہیں۔ کیا چودہ سو سال سے یہی اسلام رائج تھا۔ یا آج ہی آپ نے ایجاد کیا ہے۔

ایک نہایت ہی خطرناک غلطی

چودہ سو سالہ علماء کرام کے پیش کردہ اسلام کی تردید اور اسلام کو ایک نئے رنگ میں پیش کرنے کے خواہشمند احباب ایک نہایت ہی خطرناک غلطی کر رہے ہیں۔ جس سے سارے اسلام کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ اور اسلام ایک کھلونا بن جائے گا۔ وہ بہت بڑی خطرناک غلطی یہ ہے جو لاہور کے ایک بہت بڑے منکر حدیث نے شائع کی ہے۔ "اطاعت صرف خدا کی

ہو سکتی ہے۔ حتیٰ کہ رسول بھی اپنی اطاعت کسی سے نہیں کرا سکتا۔

اس کے اس عقیدہ باطلہ کی قرآن مجید کے متعدد مقامات سے تردید

پہلا

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ (سورۃ النساء رکوع ۸ پ۵)۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔

دوسرا

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (الایہ (سورۃ المائدہ رکوع ۱۲۔ پ۷) ترجمہ اور اللہ اور رسول کا حکم مانو

تیسرا

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورۃ النور رکوع ۷۔ پ۱۸) ترجمہ۔ کہدو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

چوتھا

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورہ محمد رکوع ۴ پ۲۶) ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

پانچواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ الایہ۔ سورہ تغابن۔ رکوع ۲۔ پ۲۸)۔ ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

چھٹا

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗٓ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ (سورہ انفعال رکوع ۱ پ۹) ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر ایماندار ہو۔

ساتواں

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ الایہ (سورۃ الانفال۔ ع ۳۔ پ۹) ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

آٹھواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ۔ (سورۃ الانفال رکوع ۶ پ۱۰)۔ ترجمہ اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو

نواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ (المجادلہ رکوع ۲۔ پ۲۸) ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

دسواں

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ۔ (سورہ آل عمران ع ۴ پ۳)۔ ترجمہ:۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو

گیارہواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورہ آل عمران ع ۱۴۔ پ۴) ترجمہ۔ اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرو۔ تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

بارھواں

وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ النور۔ رکوع ۷ پ۱۸) ترجمہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے

تیرھواں

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ وَ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲ پ۴)۔ ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلے۔ اسے بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہی ہے بڑی کامیابی

چودھواں

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَخْشَ اللّٰہَ وَ یَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (سورۃ النور ع ۷ پ۱۸) ترجمہ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے۔ پس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

پندرھواں

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۹ پ۲۲) ترجمہ:۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

سولھواں

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْہُ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ (سورۃ الفتح رکوع ۲ پ۲۶) ترجمہ۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو نافرمانی کریگا اُسے سخت سزا دے گا۔

سترھواں

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۹۔ پ۱۰)۔ ترجمہ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں۔ جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

گویا ریت کے ایک ٹیلہ پر سترہ بموں کی بمباری

منکر حدیث کا عقیدہ تو اتنا ہی تھا "اطاعت صرف خدا کی ہو سکتی ہے حتیٰ کہ رسول بھی اپنی اطاعت کسی سے نہیں کرا سکتا"۔ اس گمراہ کن اور باطل عقیدہ کے بطلان پر قرآن مجید سے بطور نمونہ سترہ مقامات میں نے پیش کرکے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مستقل طور پر مسلمانوں کے ذمہ فرض ہے۔ چونکہ اس قسم کے منکر حدیث نے کسی مستند عالم سے تفسیر قرآن مجید نہیں پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے لے کر آج تک قرآن مجید کے ارشادات کی تفسیر آ رہی ہے۔ اس لیئے تفسیر قرآن مجید میں ابھی ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں۔ جنہیں مستند عالم قرآن کبھی نہیں مان سکتا۔ ہاں علم قرآن مجید سے نا آشنا طبقہ ان کی ہاں میں ہاں ملالے تو بعید از قیاس نہیں ہے۔ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ چلو انکار حدیث کرنے سے حدیث شریف پر عمل کرنے سے چھٹی مل گئی۔

اے منکر حدیث کے دام تزویر میں آنے والے نوجوان

میں تمہیں عقلی طور پر تمہارے ہی مسلم اصول پر حدیث شریف کی ضرورت سمجھانا چاہتا ہوں۔ ذرا غور سے سن۔ دنیاوی گورنمنٹ جب کوئی قانون اپنی رعایا کے لیئے بناتی ہے۔ جسے آج کل کی اصطلاح میں لاء کہا جاتا ہے۔ تو اس قانون کے بعض جملوں سے اگر متعدد معانی نکل سکتے ہوں تو گورنمنٹ اپنے قانون کی دفعہ کا وہی مطلب لے گی جو گورنمنٹ کی اپنی منشا کے مطابق ہوگا۔ کہ جو مجرم اس عبارت سے مطلب نکال کر اپنے آپ کو گورنمنٹ کی گرفت سے بچانا چاہے۔ اسی ضرورت کے پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ کے لاء کے ساتھ گورنمنٹ کے منظور کردہ بائی لاز بھی ہوتے ہیں تاکہ بائی لاز گورنمنٹ کے قانون کی وضاحت کر سکیں۔

اے میرے بھائی منکر حدیث

قرآن مجید کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بعینہٖ وہی نسبت ہے جو دنیاوی قوانین میں لاء کے ساتھ بائی لاز کو ہوتی ہے لہذا بطور نمونہ قرآن مجید کے سترہ مقامات سے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری بھی ضروری ہے۔ علیحدگی سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہوگی۔ ہرگز نہیں بلکہ ان دونوں فرمانبرداریوں کا علیحدہ علیحدہ ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ دراصل اللہ تعالیٰ کے حکم ہی کی مسلمان تعمیل کرے گا۔ مگر تعمیل حکم کی صورت وہ اختیار کرے گا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعین فرمائینگے

اب جو شخص حضورؐ انور کی بیان کردہ حکم الٰہی کی تصویر کو نہیں مانے گا

وہ مجرم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے باعث آخرت میں اس کی قیامگاہ وفاداروں والی نہیں ہوگی۔

تیسرا

یعنی قیامت کا دن گزر جانے کے بعد جو واقعات پیش آنے والے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تیسرا واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ (وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَأُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ (سورۃ المومنون ع ۶۔ پ ۱۸) ۔ ترجمہ۔ اور جن کا نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہونگے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے اگر پھر کریں تو بے شک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

آج کل مغربی پاکستان میں مذکورۃ الصدر نقشہ جلی حروف میں لکھا ہوا نظر آتا ہے

عام طور پر لوگوں کی یہ ذہنیت ہو گئی ہے اور بالخصوص جدید تعلیمیافتہ طبقہ کے لوگوں کی کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے محافظ علماء دین کی توہین کرتے ہیں۔ دین دار طبقہ خواہ کتنا نیک ہو کر ان کے سامنے آئے۔

خطبہ جمعہ:- گزشتہ ہفتہ میں حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی سفر پر تشریف لے گئے۔ راستہ میں ہی طبیعت علیل ہو گئی۔ سفر سے واپس آنے کے بعد بھی تکلیف باقی رہی۔ اس بنا پر آپ اس جمعہ کا خطبہ ضبط تحریر میں نہیں لا سکے۔ جمعہ کے دن آپ نے جو تقریر فرمائی وہ ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ تو کر لی گئی۔ لیکن وقت پر مرتب نہ ہونیکے باعث ہم اسے اس ہفتہ ہدیہ ناظرین کرنے سے معذور ہیں۔ اسکی جگہ ہم ایک پرانا خطبہ پیش کر رہے ہیں تاکہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے صفحات خطبہ سے خالی نہ رہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ـــــ اما بعد ـــــ

قال اللہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ سورہ آل عمران ع ۱۱ پ ۴

ترجمہ:- اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو۔ جیسا اس سے ڈرنا چاہیئے اور نہ مرو مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

خدا کی امانت

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ایک امانت عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام اسلام ہے۔ جس کے احکام کا مجموعہ قرآن ہے۔ جس پر عمل کر کے دکھانے کے لئے جو عامل آیا ہے اس کا نام نامی اور اسم گرامی محمدؐ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس کے نقش قدم پر چلنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ (سورۃ احزاب ع ۳ پ ۲۱) تمہارے لئے (اے مسلمانو!) رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے۔

مسلمان کے نام کی قدامت

برادران اسلام۔ آپ کو معلوم ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا نام زمانہ قدیم یعنی تقریباً آج سے چار ہزار برس پہلے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے امت مسلمہ رکھا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ مذکورۃ الصدر دونوں انبیا علیہما السلام نے یہ دعا کی تھی۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (الایہ)

اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک فرمانبردار جماعت پیدا کر۔

اس کے بعد دونوں حضرات دعا کرتے ہیں۔ کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ۔ اے ہمارے رب اور اس امت مسلمہ میں ایک رسول بھیج۔ جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور ان کو کتاب (یعنی قرآن) سکھائے اور دانشمند بنائے اور انہیں پاک کرے۔ بیشک تو غالب حکمت والا ہے۔

لہٰذا مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے پیغمبروں کے رکھے ہوئے نام کی لاج رکھ کر دکھائے۔ یعنے اپنے اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے سونے جاگنے۔ چلنے پھرنے بولنے۔ چالنے دینے۔ لینے۔ راحت و رنج شادی۔ غمی۔ غرضیکہ دن اور رات کے اپنے ہر عمل حیات میں اطاعت اور فرمانبرداری الٰہی کو اپنا شعار بنائے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اجازت کے بغیر کوئی کام کرنے نہ پائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچا پکا کھرا اور اصلی مسلمان سمجھا جائے اور اس سچائی کے باعث سچے مسلمان کی فہرست میں شامل ہو کر مندرجہ ذیل خوشخبری پائے۔ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ترجمہ۔ ہاں جس شخص نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ درآنحالیکہ وہ نیکوکار ہو تو اس کے لئے اللہ کے ہاں اجر ہے اور ایسے لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔"

سچے مسلمان کا نمونہ

میرے معزز بھائیو! میں آپ کے سامنے قرآن حکیم سے ایک سچے مسلمان کا نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ ہم بھی اپنے آپ کو اس نمونہ پر لا سکیں۔ ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ترجمہ۔ اور کون ہے جو ابراہیمؑ کے دین سے منہ موڑے۔ سوائے اس کے جس نے اپنے نفس کو بے وقوف بنا لیا ہو اور البتہ تحقیق ہم نے اسے دنیا میں برگزیدہ کیا ہے اور بیشک وہ آخرت میں نیکوکاروں میں ہوگا۔ جبکہ اس کے رب نے اسے کہا فرمانبردار ہو جا۔ اس نے جواب دیا۔ میں رب العالمین کا فرمانبردار ہو گیا۔"

حاصل اس فرمان الٰہی کا یہ نکلا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے سچے اور کھرے مسلمان ہیں۔

میرے معزز بھائیو اور بہنو! ہمیں ابراہیمؑ کا نمونہ اختیار کرنے کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرٰهِيْمَ (الایہ)۔

ترجمہ۔ اے مسلمانو! تمہارے لئے ابراہیمؑ میں بہت اچھا نمونہ ہے۔

اب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر ایک نظر کیجئے اور دیکھئے کہ انہیں کن کن امتحانات میں مبتلا ہونا

پڑا تاکہ ہم بھی ان کا نمونہ اختیار کرکے سچے مسلمان بن سکیں۔

پہلا امتحان جان کی قربانی

حضرت ابراہیمؑ نے تمام ماسوی اللہ سے تعلق توڑ کر ایک خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک لہٗ سے عبدیت کا تعلق جوڑنے کا اعلان فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں وہ اعلان بایں الفاظ موجود ہے

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝

ترجمہ۔ "میں نے اپنے منہ (یعنی اپنے آپ) کو اس اللہ کی طرف متوجہ کیا ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے ہیں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں"

اس اعلان کے بعد انہوں نے اپنی قوم کو بت پرستی سے منع کرنا شروع کیا۔ ابراہیم علیہ السلام کی صدائے حق پر جب انہوں نے لبیک نہ کہی اور شرک و بت پرستی سے باز نہ آئے تو ابراہیمؑ نے انہیں دھمکی دی کہ میں کسی وقت تمہارے بتوں کی خبر لوں گا۔ چنانچہ ایک دن وہ لوگ اپنا تہوار منانے کے لئے جب شہر سے باہر نکل گئے اور بتخانہ میں بتوں کے سامنے کئی قسم کے کھانے پکا کر تبرک حاصل کرنے کے خیال سے رکھ گئے۔ تاکہ واپس آکر یہ تبرک اٹھائیں گے۔ تو ابراہیم علیہ السلام بت خانہ کو پوجاریوں سے خالی پا کر اندر گھس گئے۔ سوائے ایک بڑے بت کے سب کو توڑ ڈالا۔ جب وہ لوگ لوٹ کر شہر میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سوائے ایک بڑے بت کے باقی سب ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ آپس میں تفتیش کرنے لگے۔ کسی نے کہہ دیا کہ ایک نوجوان ان کے متعلق اچھے خیال نہیں رکھتا۔ اس کا نام ابراہیم ہے یہ رائے ٹھہری کہ اسے پکڑ کر لوگوں کے سامنے لا کر پوچھو۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام لائے گئے۔ تو اس بڑے مجمع میں ان سے سوالات کئے گئے۔ کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ ناروا حرکت کی ہے؟ ابراہیمؑ نے جواب دیا۔ باقی تو کٹے گئے۔ یہ بڑا تو موجود ہے۔ اس سے پوچھو۔ اگر تمہارے خدا کچھ بول سکتے ہیں۔

سب شرمندہ ہو کر کہنے لگے۔ واقعی تم بے انصاف ہو۔ پھر شرم کے مارے ابراہیم علیہ السلام سے آنکھ تو ملا نہ سکتے تھے۔ سر جھکا کر کہتے ہیں تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے معبود بات نہیں کر سکتے۔ ابراہیمؑ بولے اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر تم نے معبود بھی ایسوں کو بنایا جن کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ کسی قسم کا نفع یا نقصان تمہیں نہیں پہنچا سکتے۔ بالآخر وہ لوگ گفتگو میں جب لاجواب ہوئے۔ تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اپنے بتوں کا بدلہ اس طرح لیں کہ انہیں آگ میں جلا دیا جائے۔ مفسرین حضرات کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے کے لئے جو بھٹہ تیار کیا گیا تھا۔ اس کی دیواروں کی اونچائی تیس ہاتھ تھی۔ اور تیس ہاتھ اس کا عرض تھا۔ اس بھٹہ میں ڈالے جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے کئی فرشتے آئے جو اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر موکل ہیں اور انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ مگر حضرت ابراہیمؑ نے کسی کی خدمت قبول نہیں فرمائی۔ مثلاً ہوا کا فرشتہ آیا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کی مدد کروں اور ہوا کو حکم دوں کہ اس آگ کو اڑا کر لے جائے اور یہاں ایک چنگاری بھی باقی نہ رہے ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے تمہاری کسی قسم کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مینہ کا موکل فرشتہ آیا کہ اگر میری خدمت کی ضرورت ہو تو اس آگ پر مینہ لا کر برسا دوں۔ اور ایک چنگاری نہ رہنے دوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔

بالآخر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے عرض کی کہ اگر میری خدمت کی ضرورت ہو تو حاضر ہوں۔ ابراہیمؑ نے فرمایا۔ مجھے آپ کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اگر ہم سے کسی قسم کی خدمت نہیں لیتے تو کم از کم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ آپ کی اس مصیبت کو دور فرمائے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

یکفینی عن سوالی علمہ بحالی

(مجھے اس سے سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ میرے حال سے خود واقف ہے)

بالآخر انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ کے بھٹہ میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ (اے آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈک اور سلامتی والی ہو جا)۔ یہ الگ چیز ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے صحیح سلامت بچا لیا۔ مگر انہوں نے تو اپنی توحید پرستی کے جرم میں اپنے آپ کو آگ میں ڈلوا دیا۔ اپنے سچے مذہب اسلام پر قربان ہونے کا یہ وہ امتحان ہے جو آج چار ہزار برس تک دنیا کو یاد ہے اور رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔

دوسرا امتحان (ہجرت)

اللہ تعالےٰ کا قانون یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی کوئی پیغمبر کسی قوم میں آیا اور اس پیغمبر نے احکام الٰہی کی تبلیغ فرمائی اور اس امت نے بجائے تسلیم کرنے کے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے انکار کیا تو ان پر یکایک عذاب نہیں آیا۔ ان لوگوں نے پیغمبروں کو اگرچہ طرح طرح سے ستایا۔ انہیں کئی قسم کے دکھ دیئے۔ مگر پیغمبروں نے اف تک نہ کی اور مسلسل اپنا تبلیغی فرض انجام دیتے رہے۔ بالآخر۔ جب انبیاء علیہم السلام کا پیمانہ صبر لبریز ہو جاتا اور باطل پرستوں کے دل ناقابل اصلاح ہو جاتے تو اپنی اسلام دشمنی میں وہ اس حد تک تنزل کر جاتے کہ انبیاء علیہم السلام کو موت کے گھاٹ اتارنے پر آمادہ ہو جاتے اس وقت قانون الٰہی کی دو صورتیں نظر آتی ہیں۔ بعض اوقات چھوٹے درجے کے انبیاء علیہم السلام کو امتوں نے قتل بھی کیا۔ البتہ بڑے پایہ کے انبیاءؑ کو اللہ تعالےٰ قتل ہونے سے بچا لیتے تھے۔ اور انہیں اس کفرستان سے ہجرت کا حکم دے دیتے تھے۔ لیکن پیغمبر کی ہجرت کے بعد اس امت پر عذاب نازل ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ چونکہ بڑے پایہ کے پیغمبر ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار کے ہاتھوں مرنے سے بچا کر ہجرت کرا دی۔ حضرت ابراہیمؑ عراق عرب میں پیدا ہوئے۔ شاہ بابل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ بابل کے دفن شدہ کھنڈرات آج بھی اپنی عظمت کی تباہی پر مرثیہ خواں ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق سورۃ الصّٰفّٰت رکوع ۳ میں ارشاد ہے۔ ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کیا پوجتے ہو۔ کیا اللہ کے سوا جھوٹے بنائے ہوئے خداؤں کو پوجتے ہو۔ پھر رب العالمین کے متعلق کیا خیال کرتے ہو۔ فرمایا کہ تم ان بتوں کو پوجتے ہو جنہیں خود تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور وہ جو تم بناتے ہو اُسے بھی۔ ساری قوم نے کہا (چونکہ ابراہیمؑ نے ہمارے بتوں کو توڑ پھوڑ دیا ہے اس لئے اس کے واسطے ایک عمارت بناؤ پھر اُسے آگ کے ڈھیر میں ڈال دو۔ ان لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کو نقصان پہنچانے کے لئے تدبیر سوچی۔ پھر ہم نے انہیں نیچا دیکھنے والا کر دیا۔ (یعنی اپنی تدبیر میں ناکام رہے) اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اب اس مُلک سے اپنے رب کے لئے ہجرت کرنے والا ہوں۔ وہ میری راہنمائی کرے گا۔ (چنانچہ اللہ تعالےٰ نے شام کی طرف جانے کی رہنمائی فرمائی)

ابراہیم علیہ السلام کا یہ دوسرا امتحان ہے کہ اپنے باپ اور ساری برادری اور اپنے وطن مالوف کو اسلام کی حفاظت کی خاطر خیر باد کہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسلام کا ایسا ہی فدائی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تیسرا امتحان۔ بچے اور بیوی کو بیابان میں چھوڑنا

اللہ تعالےٰ نے انسان کے دل میں بیوی اور بچوں کے ساتھ ایک طبعی اُنس اور محبت رکھی ہے۔ انسان خود تکلیف اٹھاتا ہے۔ مگر حتی الوسع بیوی بچوں کو آرام پہنچاتا ہے اور بعض اوقات انسان بیوی اور بچوں کی رضا طلبی کی خاطر خدا تعالےٰ کے احکام کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے (تغابن رکوع ۲) اے مسلمانو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔

حضرات انبیاء علیہم السلام بھی فطرتی جذبات سے خالی نہیں ہوتے۔ لہٰذا انہیں بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ وہی محبت و انس ہوتا ہے۔ البتہ اللہ تعالےٰ حکم کے مقابلہ میں وہ کسی چیز کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور اُنکے شیر خوار بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو سر زمین بیت الحرام کے پاس بٹھا کر واپس آنے کی اطلاع دیئے بغیر چپ چاپ لوٹتے ہیں اور حضرت ہاجرہؑ پیچھے آواز دیتی ہیں تو کوئی جواب نہیں دیتے۔ بالآخر انہوں نے یہ آواز دی کہ کیا اللہ تعالےٰ کا آپ کو یہی حکم ہے تو آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا:۔ اِذًا لَّا یُضِیْعُنَا۔ تب اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت ابراہیمؑ وہاں سے رخصت ہوتے ہوئے اُنہیں سپرد خدا کرکے یہ فرماتے ہیں۔ رَبَّنَا اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ ۝

ترجمہ:۔ اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو ایسی وادی میں ٹھہرایا ہے۔ جہاں کوئی کاشت نہیں ہوتی۔ البتہ تیرے عزت والے گھر کے قریب ہیں۔

حاصل کلام یہ نکلا کہ حضرت ابراہیمؑ اس تیسرے امتحان میں بھی کامیاب نکلے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں جسے اسلام کہتے ہیں۔ اس میں اپنے بیوی بچوں تک کی پروا نہیں کی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی ایسا ہی مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

چوتھا امتحان۔ بیٹے کا ذبح کرنا

سورۃ الصّٰفّٰت رکوع ۳ میں ہے:۔ ہم نے ابراہیمؑ کو متحمل مزاج بیٹے کی خوشخبری دی۔ جب وہ بیٹا ابراہیمؑ کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا۔ تب ابراہیمؑ نے فرمایا۔ اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ بتلاؤ۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹے نے عرض کی اے میرے باپ! جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے۔ وہ بجا لائیے۔ آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ جب دونوں نے حکم مان لیا اور ماتھے کے بل اسے ذبح کرنے کے لئے لٹا دیا۔ ہم نے اسے پکارا اے ابراہیمؑ! تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ بے شک ہم اسی طرح نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ حضرت ابراہیمؑ کامیاب نکلے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی اولاد سے بڑھ کر اسلام کے حفظ و بقا کے لئے خدمت کرنے کی توفیق دے۔ جس طرح ہم مذہب کے لحاظ سے ابراہیم علیہ السلام کے دین کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا کرے کہ اسلام کی امانت جو ہم تک پہنچی ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے بھی جان، مال، عزت، وطن اور اولاد تک قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

اگر مسلمان ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر اپنے اسلام کی حفاظت کے لئے ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہر قربانی کے لئے سر بکف ہو جائیں۔ تو یقیناً اسلام دنیا کے ہر ہر گوشہ میں پہنچ سکتا ہے اور اس کی تیز و تند شعاعیں یقیناً کفر کی آنکھوں کو اندھا کر سکتی ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹ر جون ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

ایک عنوان کے تین اجزا

(۱) دنیا کی گذشتہ ہلاک ہونے والی قوموں کی ایک تباہ کن غلطی جس کے باعث وہ ہلاک ہوتی رہیں

(۲) اور وہ غلطی یہ تھی کہ ہر قوم کو دنیا اور آخرت کی بہتری کی تعلیم دینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے جو حضرات (انبیاء علیہم السلام) ان کے پاس بھیجے۔ جنکی ساری تعلیم اس قوم کی دنیا اور آخرت کی خیر خواہی پر مبنی تھی۔ اس قوم نے انہیں حضرات (انبیاء علیہم السلام) کی سرتوڑ مخالفت کی تھی اور اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت اور اپنی تباہی پر خود ہی دستخط کئے تھے

(۳) آج بھی سطح دنیا پر ان بدنصیب قوموں کے پیروکار انکے نقش قدم پر چلنے والے موجود ہیں

عنوان مذکور کی شہادتیں

پہلی

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۸)

ترجمہ:۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اسکی قوم کی طرف بھیجا پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو (یعنی ودّ۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسرؔ۔ ان کے بتوں کے نام تھے۔ جن کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔ ان کی پوجا چھوڑ دو) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں اس کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے صریحی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

شیخ الاسلام کے حاشیہ سے تائید

اَنْصَحُ لَكُمْ۔ تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ کی تائید کی بنا پر مجھے یہ معنی کرنے کی جرأت ہوئی۔ حاشیہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ یعنی میں تو ذرا بھی نہیں بہکا۔ ہاں تم بہک رہے ہو۔ کہ خدا کے پیغمبر کو نہیں پہچانتے۔ جو نہایت فصاحت سے خدائی پیغام تم کو پہنچا رہا ہے اور تمہاری بھلائی چاہتا ہے۔ تم کو عمدہ نصیحتیں کرتا ہے اور خدا کے پاس سے وہ علوم و ہدایت لے کر آیا ہے جن سے تم جاہل ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے صحیح معنی میں خیر خواہ ہیں اور اسی خیر خواہی کے نقطۂ نگاہ سے ان کی ایسی رہنمائی فرما رہے ہیں۔ جس کے مان لینے سے قوم کی دنیا کی زندگی بھی سنور جائے اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔ مگر وہ لوگ اپنی حماقت اور غیر مآل اندیشی کے باعث حضرت نوحؑ کی کوئی قدر نہیں کرتے۔ بلکہ اُلٹا

حضرت نوح علیہ السلام کا مذاق اڑاتے ہیں

وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَ یَصْنَعُ الْفُلْكَ ۖ وَ كُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝ وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

(سورۃ ہود ع ۴ — پ ۱۲)

ترجمہ۔ اور نوحؑ کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو لا چکا۔ پھر غم نہ کر ان کاموں پر جو کر رہے ہیں۔ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ بیشک وہ غرق کئے جائینگے اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اسکی قوم کے سردار اس پر گزرتے۔ اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔ جیسے تم ہنستے ہو۔ تمہیں جلدی معلوم ہو جائیگا کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کریگا اور کس پر دائمی عذاب اُترتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا اور تنور نے جوش مارا۔ ہم نے کہا۔ کشتی میں ہر قسم کے جوڑا نر مادہ چڑھا لے اور اپنے گھر والوں کو۔ مگر وہ جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور سب ایمان والوں کو اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے اور کہا اس میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

دوسری

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸)

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں اس کی قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔ کیا تمہیں تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی۔ تاکہ تمہیں ڈرائے۔ اور یاد کرو۔ جبکہ تمہیں قوم نوحؑ کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے۔ فرمایا۔ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔ مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ سو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ مومن نہیں تھے۔

حاصل

اس قصے سے مختصر نتیجہ یہ نکلا کہ ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔ بجائے اس کے کہ قوم اس مبارک مشورہ کو قبول کرتی۔ اُلٹا اس قوم کے سرداروں نے (کیونکہ دولت کے نشہ اور قوم میں عزت کے باعث یہ طبقہ زیادہ بد دماغ مغرور اور متکبر ہوتا ہے۔ اپنے متعلق ہر مخالف کی بات کو اپنی توہین سمجھتا ہے۔ اور بے سوچے سمجھے اپنی متکبرانہ شان میں بات کہنے والے کی توہین و تذلیل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہی طریقہ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق قوم کے سردار کر رہے ہیں) یہ کہا کہ اے ہود ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں ہود علیہ السلام پیغمبر خدا ہونے کے باعث اعلےٰ درجہ کے متحمل مزاج ہیں۔ انہوں نے بڑے تحمل اور بڑی بردباری سے جواب دیا کہ میں بیوقوف نہیں ہوں۔ بلکہ تمہیں اللہ تعالےٰ کے احکام پہنچا رہا ہوں۔ مدتہائے مدیدہ کی بحث و تمحیص کے بعد بھی وہ لوگ اپنی غلط روش سے باز نہ آئے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس بدنصیب قوم کے متعلق صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا فیصلہ فرمایا۔ اس قوم کی تباہی کے واقعہ کی

تصویر سورۃ الحاقہ پارہ ۲۹ میں ملاحظہ ہو

وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰی ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ ۝ (سورۃ الحاقہ ع ۱۔ پ ۲۹)

ترجمہ۔ اور لیکن قوم عاد۔ سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی۔ جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا۔ حتیٰ کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مسلط ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی۔ جو قوم لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتی ہوئی اُتری تھی مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (ہم سے زیادہ طاقتور

کون ہے، وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کر سکی۔ اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کھا کر گرے۔ گویا کہ کھجور کے تنے کھلے اور بیجان تنے ہیں۔ جن کا سر اوپر سے کٹ گیا ہو۔ یعنی ان قوموں کا بیج بھی باقی نہ رہا۔ اس طرح صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دی گئیں

عبرت

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہود علیہ السلام کو جن لوگوں کی خیر خواہی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ان لوگوں نے ہود علیہ السلام کی راہ نمائی سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ بلکہ اسے بیوقوف کا لقب دے کر ذلیل کرنے لگے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا۔ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا ہمارا فرض ہے۔

تیسری

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۱۰ - پ ۸)

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو۔ تاکہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔ اور یاد کرو جبکہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو۔ سو اللہ کے احسان یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالحؑ کو اس کے رب نے بھیجا ہے انہوں نے کہا کہ جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا اے صالحؑ لے آ۔ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ پھر صالحؑ ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

شیخ الاسلام کے حواشی

اس بدبخت قوم ثمود کے واقعات جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ ان پر مزید وضاحت کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی ملاحظہ ہوں۔ جو دلیل تم مانگتے تھے وہ پہنچ گئی۔ صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے عہد و اقرار کیا تھا کہ آپ پتھر کی ایک ٹھوس چٹان میں سے حاملہ اونٹنی نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ خدا نے حضرت صالح کی دعا سے ویسا ہی کر دیا۔ ان کو کہا جا رہا ہے کہ تمہارا فرمائشی معجزہ تو خدا نے دکھلا دیا اب ایمان لانے میں کیا تامل ہے۔ یہ اونٹنی خدا کی قدرت اور میری صداقت کی نشانی ہے۔ جو میری دعا پر غیر معتاد طریقہ سے خدا نے پیدا کی اس کے حقوق کی رعایت کرو۔ مثلاً خدا کی زمین میں مباح گھاس کھانے اور اس کی باری میں پانی پینے سے نہ روکو۔ غرض خدا کے اس نشان کے ساتھ جو تم نے خود مانگ کر حاصل کیا ہے۔ برائی سے پیش مت آؤ۔ ورنہ تمہاری بھی خیر نہیں (اور) احسان فراموشی اور شرک و کفر کر کے زمین میں خرابی مت پھیلاؤ۔ قوم میں بڑے بڑے متکبر سردار اور معاندین تھے۔ وہ غریب اور کمزور مسلمانوں سے استہزاءً کہتے تھے کہ (کیا بڑے آدمی تو آج تک نہ سمجھے۔ مگر) تمہیں معلوم ہو گیا کہ صالحؑ خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ مسلمانوں نے جواب دیا۔ کہ (معلوم ہونا کیا معنی۔ معلوم تو تم کو بھی ہے) ہاں ہم دل سے قبول کر کے اس پر ایمان بھی لا چکے ہیں۔ متکبرین اس حکیمانہ جواب سے کھسیانے ہو کر بولے کہ جس چیز کو تم نے مان لیا ہے۔ ہم ابھی تک اسے نہیں مانتے۔ پھر بھلا تمہارے جیسے خستہ حال آدمیوں کا ایمان لے آنا کونسی بڑی کامیابی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ اونٹنی اس قدر عظیم الجثہ اور ڈیل ڈول کی تھی کہ جس جنگل میں چرتی۔ دوسرے مویشی ڈر کر بھاگ جاتے۔ اور اپنی باری کے دن جس کنوئیں سے پانی پیتی کنواں خالی کر دیتی۔ گویا جیسی اس کی پیدائش غیر معمولی تھی۔ لوازم و آثار حیات بھی غیر معمولی تھے۔ آخر لوگوں نے غیظ میں آ کر اس کے قتل پر اتفاق کر لیا۔ اور بدبخت قدار نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ بعدہٗ خود حضرت صالح علیہ السلام کے قتل پر تیار ہونے لگے۔ اور اس طرح خدا کے احکام کو جو "صالح" اور "ناقہ" کے متعلق تھے۔ پس پشت ڈال دیا (اور صالحؑ سے کہا۔ اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہم کو ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے)۔ ایسے کلمات انسان کی زبان سے اس وقت نکلتے ہیں۔ جب خدا کے قہر و غضب سے بالکل بے خوف ہو جاتا ہے۔ عاد اولےٰ کی طرح ثمود بھی اس مرتبہ پر پہنچ کر عذاب الٰہی کے مورد بنے۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ پس ان کو زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح

کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے) دوسری آیت میں صیحہ (چیخ) سے ہلاک ہونا فرمایا ہے۔ شاید نیچے سے زلزلہ اور اوپر سے ہولناک آواز آئی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ حضرت صالحؑ قوم کی ہلاکت کے بعد مکہ معظمہ یا ملک شام کی طرف چلے گئے اور جاتے ہوئے ان کی لاشوں کے انبار دیکھ کر یہ خطاب فرمایا۔ یا تو اسی طرح جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین بدر کو فرمایا تھا اور یا محض بطور تحسر فرضی خطاب تھا۔ جیسے شعراء دیار کو اطلال (کھنڈرات) وغیرہ کو خطاب کرتے ہیں اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب ہلاکت سے پہلے تھا۔ اس صورت میں بیان میں ترتیب واقعات مرعی نہ ہوگی۔ بہر حال اس خطاب میں دوسروں کو سنانا تھا کہ اپنے مصلح خیر خواہوں کی بات ماننی چاہیئے۔ جب کوئی شخص خیر خواہ کی قدر نہیں کرتا تو ایسا نتیجہ دیکھنا ہی پڑتا ہے"۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی صالح علیہ السلام کی قوم سے جو متعلق تھے وہ یہاں آکر ختم ہوئے ہیں۔

چوتھی

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ طَائِفَةٌ مِنْكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ۝ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پ ۹۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم۔ اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو۔ اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو۔ اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم تھوڑے تھے۔ پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا ہے۔ اور اگر تم میں سے ایک جماعت اس پر ایمان لے آئی ہے۔ جو میرے ذریعے سے بھیجا گیا ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی۔ پس صبر کرو جبتک اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا۔ اے شعیب ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ اپنے شہر سے ضرور نکال دینگے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ فرمایا۔ کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔ ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے۔ ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے۔ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے۔ انہوں نے کہا اگر تم شعیبؑ کی نافرمانی کروگے تو بیشک نقصان اٹھاؤ گے پھر انہیں زلزلے نے آ پکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا۔ گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہیں تھے۔ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔ پھر ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیئے۔ اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی کی۔ پھر کافروں کی قوم پر میں کیونکر غم کھاؤں۔

بانی نسل انسانی (آدم علیہ السلام) کے ساتھ امام المضلین (ابلیس) کی عداوت کا سبب

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ (سورۃ ص رکوع ۵ پ ۲۳)۔

ترجمہ:۔ جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان مٹی سے بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے پورے طور پر بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے نہ کیا۔ تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ فرمایا۔ اے ابلیس تجھے اس کے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا۔ کہ جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑوں میں سے تھا۔ اس نے عرض کی۔ میں اس سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔ فرمایا۔ پھر تو یہاں سے نکل جا۔ کیونکہ تو راندہ گیا ہے اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آدم علیہ السلام کے متعلق ملائکہ عظام اور ابلیس کو جو حکم تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ اس کی تعمیل ابلیس نے نہیں کی اور جب سجدہ نہ کرنے کی جواب طلبی کی گئی تو کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں اور بہتری کا سبب بھی بیان کر دیا۔ اس حکم عدولی کے باعث ابلیس پر لعنت پڑی۔ اور یہی لعنت ابدالآباد کے لئے نسل آدمؑ کے ساتھ عداوت (دشمنی) کا باعث بنی۔

مہلت کا مانگنا

جب ابلیس کو یقین ہو گیا کہ اب مجھے لعنت کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالےٰ سے مہلت مانگی۔ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ (سورۃ ص۔ ع ۵۔ پ ۲۳۔

ترجمہ۔ عرض کی۔ اے میرے رب پھر مجھے مُردوں کے زندہ ہونے کے دن تک مہلت دے۔ فرمایا۔ پس تمہیں مہلت ہے۔ وقت معین کے دن تک (یعنی قیامت کے دن تک)

مہلت لینے کی غرض

ابلیس (شیطان) نے قیامت تک عذاب الٰہی میں مبتلا کئے جانے سے مہلت لینے کی غرض یہ بیان کی۔ (قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝) سورۃ ص۔ ع ۵۔ پ ۲۳۔

ترجمہ۔ عرض کی تیری عزت کی قسم میں ان سب (یعنی تمام نسل آدم) کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہوں گے۔ (فقط وہ میرے پھندے میں نہیں آئیں گے)

اس ملعون کا اندازہ ٹھیک نکلا

اس نے جو اپنا اندازہ لگایا تھا کہ میں تیرے مخلص بندوں کے سوا باقی سب کو گمراہ کر دوں گا۔ اس کا اندازہ تجربے کے بعد صحیح نکلا۔

اس کے متعلق متعدد شہادتیں

پہلی

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ۝ (سورۃ ق ع۔ پ ۲۶)

ترجمہ۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ اور کنوئیں والوں نے اور قوم ثمودؑ نے جھٹلایا اور قوم عاد اور فرعون نے اور قوم لوطؑ نے اور بن والوں اور قوم تبع نے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا عذاب کا وعدہ ثابت ہوا۔

دوسری

(كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْئَیْكَةِ ۝ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝) (سورۃ ص رکوع ۱ پ ۲۳)

ترجمہ۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ اور عاد اور میخوں والا فرعون اور ثمود اور لوطؑ کی قوم اور بن والے بھی جھٹلا چکے ہیں۔ یہی وہ لشکر ہیں۔ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ پس میرا عذاب آموجود ہوا

تیسری

(یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝) (سورۃ یٰسٓ رکوع ۲۔ پ ۲۳)

ترجمہ۔ کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو۔

چوتھی

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱۰ پ ۷)

ترجمہ۔ تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا۔ انہیں اسی عذاب نے آگھیرا۔ جس کا مذاق اڑاتے تھے ✦

گذشتہ ہلاک ہونے والی قومیں جس غلطی کے باعث ہلاک ہوئی تھیں۔ آج بھی مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ وہی غلطی کر رہا ہے

اور وہ غلطی

وہی ہے جو اس خطبہ کے عنوان میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ ہر قوم کو دنیا اور آخرت کی بہتری کی تعلیم دینے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو حضرات (انبیاء علیہم السلام) انکے پاس بھیجے۔ جن کی ساری تعلیم اس قوم کی دنیا اور آخرت کی خیر خواہی پر مبنی تھی اس قوم نے انہیں حضرات (انبیاء علیہم السلام) کی سر توڑ مخالفت کی تھی اور اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت اور اپنی تباہی پر خود ہی دستخط کئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی پیغمبر نہیں آئیگا

برادران اسلام۔ غور سے سنئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس قرآن مجید کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہوا ہے۔ تاکہ رہتی دنیا تک یہی پیغام لوگوں کے کانوں تک پہنچتا رہے۔ جس میں مسلمانوں کی دنیا اور آخرت کی بہتری کا راز مضمر ہے۔

عالم یا مولوی

آج کل کے زمانہ کی اصطلاح میں جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے اس قرآن مجید کے سمجھنے اور خلق خدا کے گوشگزار کرنے کی توفیق دی ہے۔ انہیں حضرات کو آج کل کی اصطلاح میں مولوی صاحب یا عالم دین کہا جاتا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں ایک بہت بڑا طبقہ علماء دین کی توہین کرنا اور ان پر تمسخر اڑانا ایک معمولی بات سمجھتا ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ لوگ علماء دین کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی کلام پاک کی جو آواز نکلتی ہے اسے غور سے سنیں اور اپنی اصلاح کریں۔ تاکہ دنیا میں مقبول بارگاہ الٰہی ہو جائیں۔ اور آخرت میں انہیں حضرات کی تعلیم اور صحبت کی برکت سے دوزخ سے بچ جائیں اور رضائے الٰہی کا تمغہ لے کر جنت کا دروازہ انہیں نصیب ہو جائے

بجائے اس کے

اس بد نصیب طبقہ کے ذہن میں ملا یا مولوی یا عالم دین ایک ذلیل قسم کا عنوان ہے۔ جو ان کے خیال میں ایک ذلیل قسم کے انسانوں پر بولا جاتا ہے۔

علماء ربانی

اے تعلیم یافتہ نوجوان علماء دین کی توہین کرنے والے چونکہ تیرے ہی طبقہ میں اس خیال کے زیادہ سے زیادہ آدمی پائے

جاتے ہیں - اس لئے تمہیں ہی مخاطب کرتا ہوں کہ تیرے صحیح اور اصلی خیر خواہ وہی علماء دین ہیں - جن کے دائیں ہاتھ میں مشعلِ قرآن مجید ہے - اور بائیں ہاتھ میں مشعلِ حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو دراصل قرآن مجید کی شرح ہے اور قرآن مجید کی مراد الٰہی بیان کرنے والی ہے - انہی حضرات کو اہل حق حضرات کی اصطلاح میں علماء ربانی کہا جاتا ہے - کیونکہ یہ حضرات رب والے علم (قرآن مجید) کے حامل ہوتے ہیں اور اسکی شرح جو رب نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں القا فرمائی ہے - اسی کو قرآن مجید کی شرح کرنے میں پیش نظر رکھتے ہیں - اس لئے بھی ان حضرات کو علماء ربانی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے

لہٰذا

تو گزشتہ ہلاک ہونے والی قوموں کی طرح اس مقدس جماعت پر تمسخر نہ اڑا بلکہ مذکور الصدر حضرات علماء ربانی کی صحبت میں آکر ادب اور عقیدت سے بیٹھ - اور اپنی دنیا اور آخرت کی بہتری کے قوانین کتاب و سنت سے سن اور اپنی اصلاح کر -

ورنہ یاد رکھ

اے علماء دین پر تمسخر اڑانے والے نوجوان یہ یاد رکھ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح پہلی تمسخر اڑانے والی اُمتوں کے خلاف اللہ تعالےٰ میدان محشر میں ان کے انبیاء علیہم السلام کو بطور گواہ لائے گا - کہ اے اللہ ہم نے تو تیرا پیغام انہیں پہنچا دیا تھا - انہوں نے تیرا فرمان بھی نہیں مانا تھا اُلٹا ہمارا مذاق اُڑاتے تھے -

بعینہٖ اسی طرح

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی نبی آنے والا نہیں - اس لئے بعینہٖ اسی طرح تمہارے خلاف اللہ تعالیٰ انہیں حضرات علماء کرام کو بطور گواہ کے لے آئے - اور یہی حضرات بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر یہ شہادت دیں کہ اے اللہ ہم نے تو پیغام (قرآن مجید) اور اسکی شرح (حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) ان لوگوں کو پہنچا دی تھی - انہوں نے تیرے پیغام کو حق کو تسلیم تو نہ کیا - بلکہ اُلٹا ہمیں بیوقوف بناتے تھے اور ہمارا مذاق اُڑاتے تھے - اور یہی چیز بعض اہل دل حضرات علماء کرام نے لکھی بھی ہے -

نتیجہ

مذکور الصدر صورت حال پیدا ہونے کے بعد وہی نتیجہ نکلے گا - جو پہلی اُمتوں کے خلاف انبیاء علیہم السلام کی شہادت کے بعد نکلا تھا - فاعتبروا یا اولی الابصار وما علینا الا البلاغ ٭

ضمیمہ خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چار ہزار سال کے بعد شیطان لعین کی ایک نئی شرارت

(۱) وہ یہ کہ عید قربان پر جانوروں کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قربانی کی بجائے یہی روپیہ مسلمانوں کے کسی اور اجتماعی مصرف پر صرف کر دیا جائے

(۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت جو تقریباً چودہ سو سال سے قربانی کرتی آئی ہے - وہ بھی ایک غلط رسم ادا ہوتی آئی ہے -

حاصل

گذشتہ سطور کا حاصل یہ ہے - کہ قربانی کی رسم جو ملت ابراہیمی میں چار ہزار برس سے چلی آ رہی ہے اور جس پر خود سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمل کر کے دکھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور انور کے روبرو اس سنت پر عمل کر کے آپ کی تابعداری کا حق ادا کر دکھایا اور صحابہ کرام کے بعد مسلمانوں نے اس سنت پر آج تک عمل کر کے دکھایا اور عید اضحیٰ کے موقعہ پر ہر سال لکھوکھہا نہیں - بلکہ کروڑ ہا مسلمانوں نے اس سنت ابراہیمی پر عمل کر کے دکھایا یہ یاد رہے کہ آج کل کے

کسی گمراہ کرنیوالے

کی آواز پر لبیک کہہ کر مسلمان اس مبارک رسم کو چھوڑ نہیں سکتے - کیونکہ انہوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھا ہوا ہے - لہٰذا ان کا عقیدہ ہے کہ ہم صحیح معنی میں یا اصلی اور سچے مسلمان فقط اسی صورت میں رہ سکتے ہیں کہ دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں -

مسلمانوں کو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا پیش کرنا اسلام کا سمجھانا میرا فرض ہے

قربانی کی یہ رسم دراصل

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چلی -

اس کا ثبوت

حضرت ابراہیمؑ کی نیک بیٹا عطا ہونیکی

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (سورہ الصّٰفّٰت - رکوع ۳ - پ ۲۳) ترجمہ - اے میرے رب مجھے ایک صالح (لڑکا) عطا کر -

دعا کی قبولیت

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ - پ ۲۳) ترجمہ - پھر ہم نے اسے ایک لڑکے حلم والے کی خوشخبری دی -

اس لڑکے کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ - پ ۲۳ ترجمہ - پھر جب وہ اسکے ہمراہ چلنے پھرنے لگا تو کہا اے بیٹے بیشک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا

ہوں۔ پس دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا اے ابا جو حکم آپ کو ہوا کر دیجئے آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنیوالوں میں پائیں گے

اس خواب کی باپ اور بیٹے نے تعمیل کی۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳۔ پ ۲۳) ۔ ترجمہ۔ پھر جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔ ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچا کر دکھایا بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ البتہ یہ صریح آزمائش ہے۔

بیٹے کے عوض ذبح کرنے کے لئے ایک بڑا ذبیحہ عطا ہوا (یعنی دُنبہ)۔

(وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝) سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳۔ پ ۲۳) ترجمہ۔ اور ہم نے اس کو ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی بڑے درجے کا جو بہشت سے آیا۔ یا بڑا قیمتی۔ فربہ

پھر تحریر فرماتے ہیں

پھر یہ ہی رسم قربانی کی اسمٰعیل علیہ السلام کی عظیم الشان یادگار کے طور پر ہمیشہ کے لئے قائم کر دی۔ آج تک دنیا ابراہیمؑ کو بھلائی اور بڑائی سے یاد کرتی ہے۔

نظر غور

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ جو پاکستان کے شیخ الاسلام کے عہدہ پر آخر دم تک رہے ہیں۔ ان کے مذکور الصدر الفاظ کو وہ جدت پسند حضرات نظر غور سے پڑھیں جو آج کل یہ کہنے لگے ہیں کہ قربانی کی بجائے ان جانوروں کی قیمت کا سارا روپیہ جمع کر کے مسلمانوں کے کسی رفاہ عام کے کام پر صرف کر دیا جائے۔

یہ حکمت آج تک کسی کے خیال میں نہ آئی

نعوذ باللہ من ذالک۔ نہ حضرت ابراہیمؑ جو خلیل الرحمٰن ہیں۔ انہیں سمجھ میں آئی۔ نہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھ میں آئی۔ نہ جلیل القدر صحابہ کرام عشرہ مبشرہ کو سمجھ میں آئی۔ جن کو دنیا میں رہتے ہوئے بہشت کے داخلہ کی ٹکٹ مل چکی تھی اور نہ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سمجھ میں آئی۔ جو تقریباً تعداد میں ایک لاکھ تھے اور نہ تابعین حضرات کو سمجھ میں آئی جو لاکھوں کی تعداد میں تھے اور نہ تبع تابعین کو سمجھ میں آئی جو کروڑوں کی تعداد میں تھے۔ اور نہ آئمہ اربعہ (حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کو سمجھ میں آئی اور جو نہ جلیل القدر حضرات صوفیائے کرام میں سے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ سری سقطی اور شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ رحمۃ اللہ علیہ اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور خواجہ نظام الدین اولیا اور شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو اور نہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھ میں آئی اور نہ امام اہل الحق فی الہند۔ رموز و اسرار شریعۃ اسلامیہ کا بحر مواج مولانا و مقتدانا حضرت شاہ ولی اللہ الدھلوی کے خیال میں آئی۔ وہ آج کل کے

تجدد پسند

حضرات کو سمجھ میں آئی اور علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ قربانی کی بجائے ان جانوروں کی قیمت جمع کر کے مسلمانوں کے کسی مصرف میں صرف کر دی جائے

سُنئے اور کان کھول کر سُنئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ تک اور حضور انورؐ کے بعد آپؐ کے نام لیوا جتنے سلاطین اسلام گزرے ہیں یا علمائے کرام یا صوفیائے عظام کیا میں عرض نہیں کر چکا کہ ساری امت محمدیہ کا آج تک یہی عملدرآمد رہا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک رہے گا یہ القاء شیطانی کبھی بھی پنپنے نہیں پائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہمیشہ

حق پرست علماء کرام

موجود رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔ اور قیامت تک رہیں گے۔ جو ہر باطل کے مقابلہ میں کتاب و سنت کے نور کی روشنی میں اپنے علمی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر باطل پرستوں کے مقابلہ کے لئے میدان مقابلہ میں آئیں گے اور علمی دلائل اور روایات سلف سے باطل پرستوں کا ناطقہ بند کر دیں گے۔

چنانچہ

میں نے ابھی آپ کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر جانوروں کے ذبح کرنے کی رسم کی جو ایک لمبی سند پیش کی ہے۔ جس میں امت محمدیہ کے دور کے تمام سلاطین اسلام۔ تمام ائمہ کرام۔ تمام علمائے کرام ۔۔۔ تمام صوفیائے عظام اور آج کل کے انسانوں کے سامنے جو دور گذر رہا ہے۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑے بڑے جلیل القدر علماء کرام اور صوفیائے عظام گزر رہے ہیں۔ جن کے دیکھنے والے اس وقت ہزاروں نہیں۔ بلکہ لاکھوں۔ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں مسلمان موجود ہیں۔ کیا ان حضرات کی زبان مبارک سے بھی کبھی یہ الفاظ سُننے تھے۔ کہ قربانی کی بجائے روپیہ اکٹھا کر کے مسلمانوں کے کسی مصرف میں صرف کر دیا جائے۔

شیطان نے خیال کیا

کہ بڑے بڑے جلیل القدر صوفیائے عظام اور علماء کرام تو ان میں سے رخصت ہو گئے ہیں۔ چلو اب ان کے پسماندگان کو گمراہ کر لو۔ لیکن شیطان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ تیری ہر تحریک کا سر کچلنے کے لئے ہر دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے غلام رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور آج کل بھی موجود ہیں۔

سب علماء بھی صاحب استقامت نہیں ہوتے

برادران اسلام۔ غور سے سُنئے حضرات صوفیائے کرام سے یہ مقولہ نقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَةَ وَلَا تَطْلُبُوا الْكَرَامَةَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَةَ

فَوْقَ الْكَرَامَةِ) ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ سے استقامت کی دعا مانگو۔ اور کرامت کی مت مانگو۔ کیونکہ استقامت (کا مقام) کرامۃ سے اونچا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے پیارے بندوں میں سے بعض صاحب کرامت ہوتے ہیں۔ مگر صاحب کرامت والے بزرگ سے اوپر ایک صاحب استقامۃ کا درجہ ہوتا ہے۔ تو صوفیائے کرام گویا کہ اپنے متعلقین کو تلقین فرما رہے ہیں کہ کرامۃ سے اوپر جو استقامۃ کا مقام ہے۔ وہ مانگو

اس گمراہ کن تحریک میں کوئی عالم یا صوفی

یہ جائے تو برادران اسلام یہ مت خیال کیجئے گا کہ چونکہ فلاں مولوی صاحب بھی قربانی کی بجائے قیمت دینے کی تحریک کے حامی ہیں تو یقیناً خیال کیجئے گا کہ وہ بھی گمراہ ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا یقین ہے کہ صاحب استقامت علم ربانی اور باطن کی بینائی کی نعمت سے سرفراز شدہ صوفی کبھی بھی ایسی گمراہ کن تحریکیں جو کتاب و سنت کے خلاف اٹھائی جائیں۔ کبھی بھی ان کے جواز میں حصہ نہیں لے سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں قربانی کرنے کا حکم

سورۃ کوثر پارہ ۳۰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا ہے۔ (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) ترجمہ۔ پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

یہ یاد رکھو

برادران اسلام۔ یہ یاد رکھئے عربی لغت میں نحر کی معنی ہی یہ ہے کہ اونٹ کی چھاتی میں نیزہ مارنا؟ صراح۔ چونکہ حجاز کے باشندوں کا اکثر مال بھیڑ بکری اور اونٹ ہی تھا اس لئے زیادہ قیمتی جانوران کے ہاں اونٹ ہی تھا۔ اس لیے حکم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے نام پر اونٹ ذبح کرو۔

یہ یاد رکھئے

کہ عرب میں بھی اونٹ کے ذبح کرنے کا یہ دستور ہے کہ اسے بکرے کی طرح لٹا کر ذبح نہیں کرتے۔ بلکہ اس کی اگلی ٹانگوں میں سے ایک کو دُہرا کر کے باندھ دیتے ہیں اور وہ تین ٹانگوں پر کھڑا رہتا ہے۔ پھر اس کی اگلی ٹانگوں کے پاس جو گلے کا حصہ ہے۔ وہ بہت نازک ہوتا ہے وہاں چابک دستی سے ایک تیز نیزہ اتنی جلدی سے چلا دیتے ہیں کہ اس کی رگیں آدھے منٹ میں کٹ جاتی ہیں۔ اور فوراً زمین پر آ گرتا ہے۔ اس کو نحر کہتے ہیں۔

بہر حال

قربانی کے حکم کی تعمیل آج تک دُنیا کے ہر دور میں کروڑہا مسلمان کرتے آئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو قربانی کرنیکی رغبت دلانا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَ أَنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَ أَشْعَارِهَا وَ أَظْلَافِهَا وَ أَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ بِالْأَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا (رواہ الترمذی وابن ماجۃ (مشکوٰۃ)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قربانی کے دن آدم کے بیٹے کا کوئی عمل، اللہ کو اتنا محبوب نہیں جتنا خون بہانے کا عمل۔ تمہارے یہ قربانی کے جانور قیامت کے دن اپنے سینگ۔ اپنے بال۔ اور اپنے کھُر (یعنی اس کا ایک ایک بال تک تمہاری میزان عمل میں نیکی بنا کر رکھا جائیگا) اور (کیا پوچھتے ہو) یہ خون جو تم بہاتے ہو۔ قبل اس کے کہ زمین پر گرے۔ اللہ کے حضور میں گرتا ہے (یعنی قبولیت کا مرتبہ پاتا ہے۔ پس خوب اچھے دل سے قربانی کیا کرو۔

غور کیجئے

برادران اسلام۔ خود غور کیجئے کہ اگر قربانی کی بجائے پیسے دے دیئے جائیں تو قربانی کی برکت سے جو فوائد ابھی سنے ہیں۔ وہ حاصل ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا قربانی ہی کرنی چاہیئے

لہٰذا

میں تمہیں تاکید مزید اور شدید کرتا ہوں۔ اسی دین پر قائم رہو۔ اور جو شخص بھی حضور انورؐ کے طریقہ کے خلاف چلانا چاہے۔ جیسے قربانی کی بجائے پیسے دینا۔ اس کو گمراہی خیال کرو۔ اگر حضور انورؐ کے احکام کے خلاف کوئی عالم بھی آواز اٹھائے اس کو بھی گمراہ خیال کرو

سارے عالم ہدایت یافتہ نہیں ہوتے

برادران اسلام! عربی نصاب تعلیم کی کتابیں پڑھ لینا اور چیز ہے۔ عالم کے کھرے اور کھوٹے اصلی اور نقلی پرکھنے کی کسوٹی خود قرآن مجید اور حدیث شریف ہے۔ جو ان کے خلاف بولے وہ خود گمراہ ہے۔ ہمارا مقتدا بننے کے قابل نہیں ہے۔

چنانچہ

کسی عالم سے جا کر وہ حدیث پڑھوا کر سُنو۔ جس میں علماء کا دوزخ میں جانے کا ذکر ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

قربانی مکہ معظمہ کیلئے مخصوص نہیں ہے

یہ گمراہ لوگ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ قربانی فقط مکہ معظمہ میں ہی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ اس باطل خیال کی تردید ملاحظہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ (مشکوٰۃ باب الاضحیۃ) ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ (منورہ) کی دس سالہ زندگی کے قیام میں قربانی کرتے رہے۔

صحابہ کرامؓ کے ایک سوال کا جواب

لِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ (قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ) قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ (رواہ احمد وابن ماجہ مشکوٰۃ) ترجمہ۔ "ہر بال کے حساب میں ایک نیکی"۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ حضورؐ اور جو جانور اون والے ہیں؟ فرمایا اون میں سے بھی ہر بال کے حساب میں ایک نیکی۔

جانوروں کو خوراک سے محروم رکھنے کا وبال

حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک ظالم عورت کو ایک بلی کو مار ڈالنے کے جرم میں عذاب دیا گیا۔ اس نے اس بلی کو بند کر لیا، پھر نہ تو خود اسے کچھ کھانے دیا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ حشرات الارض سے اپنا پیٹ بھر لیتی (اس طرح اسے بھوکا تڑپا تڑپا کے مار ڈالا)۔ صحیح بخاری

حضرت سہیل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ (بھوک کی وجہ سے) اس کی کمر سے لگ گیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو! (ان کو اس طرح بھوکا نہ مارو) ان پر سوار ہو تو ایسی حالت میں جب یہ ٹھیک ہوں (یعنی ان کا پیٹ بھرا ہو) اور ان کو چھوڑو تو (اسی طرح کھلا پلا کر) اچھی حالت میں۔ سنن ابی داؤد

قربانی کی تاکید شدید اور نہ کرنے پر تہدید فرمائی

"مَنْ كَانَ لَهٗ يَسَارٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا" جس کسی نے وسعت ہوتے ہوئے قربانی نہیں کی، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

قربانی کے مخالف بے دینوں کا غلط استدلال

کہتے ہیں قرآن مجید میں آیا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ الآیۃ (سورہ الحج رکوع ۵ - پ ۱۷) ترجمہ:- اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے۔ البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے۔ اس لئے قربانی نہیں کرنی چاہیئے حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ گوشت اور پوست اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں جاتا۔ تمہارے دل میں قربانی کرنے سے یہ جذبہ جو پیدا ہوتا ہے۔ کہ اے اللہ جس طرح اس قیمتی جانور کو تیرے نام پر ذبح کر رہا ہوں۔ اگر تیری عزت اور تیرے دین کی حفاظت کے لئے مجھے جان قربان کرنی پڑے تو اسی طرح جان دینے کے لئے تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو یہ جذبہ پہنچتا ہے۔

دُعا

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں استقامت عطا فرمائے اور جو ہمارے بھائی مسلمان کہلاتے ہوئے گمراہ ہو گئے ہیں۔ ان کو راہ راست پر لائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۶ر جون ۱۹۵۹ عیسوی
از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

مسلمانوں کو رضا الٰہی کا تمغہ دلانے والی تعلیم کے دو حصے

پہلا۔ قرآن مجید کی تعلیم کو عملی جامہ پہنانا
دوسرا۔ عملی جامہ پہنانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ اختیار کرنا

پہلے حصے۔ قرآن مجید کی تعلیم کو عملی جامہ پہنانے کے شواہد

پہلا

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱ پ ۸)

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تمہیں اتری ہے۔ اس کا اتباع کرو۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کو چھوڑ کر اس کے مقابلے میں کسی دوسرے شخص کی تابعداری نہ کرو

عذاب الٰہی کی دھمکی

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَاۗءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَاۗىِٕلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸)

ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دی ہیں۔ جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا۔ یا ایسی حالت میں کہ دوپہر کو ہونے والے تھے۔ جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا۔ پھر ان کی یہی پکار تھی۔ کہتے تھے۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔

تذکیر بایام اللہ

برادران اسلام ان آیتوں میں حضرت مولانا الشاہ ولی اللہ الدہلوی کی اصطلاح میں تذکیر بایام اللہ ہے۔ تذکیر بایام اللہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پہلی تباہ شدہ قوموں کے حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو قرآن مجید میں سنائے جاتے ہیں۔ وہ حالات جن میں ان قوموں پر عذاب الٰہی کا ذکر ہو۔ تاکہ آپ کی امت ان واقعات سے عبرت حاصل کرے۔ مذکورۃ الصدر آیات میں مسلمانوں کو دھمکی دی گئی ہے کہ اگر قرآن مجید پر عمل نہیں کرو گے۔ تو تم پر بھی پہلی ہلاک ہونے والی قوموں کی طرح عذاب الٰہی کوئی بعید نہیں ہے۔

دوسرا

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (سورۃ الزمر ع ۶۔ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ اگر تم نے قرآن مجید پر عمل نہ کیا تو تم پر عذاب الٰہی کے آنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اور وہ عذاب الٰہی تمہیں اطلاع دے کر تھوڑا ہی آئے گا۔ وہ تو فوراً تمہارے سر پر آ پہنچے گا اور تمہیں پتہ بھی لگنے نہیں پائے گا۔

تیسرا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ ع ۲۱۔ پ ۲)

ترجمہ۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں ہم تو اسکی پیروی کرینگے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں۔ اور نہ سیدھی راہ پائے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ میں نے آسمان سے جو (قرآن مجید) نازل کیا ہے۔ اسی کو اپنی زندگی کا دستور العمل بناؤ۔

چوتھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اسی قرآن مجید کی تابعداری کرتے تھے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام ع ۵ پ ۷)

ترجمہ۔ کہدو۔ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ کہدو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں کیا تم غور نہیں کرتے۔

حاصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی پوزیشن واضح کرائی گئی ہے کہ میں خود بھی قرآن مجید کے احکام کی پابندی کرتا ہوں۔ اس سے یہ خیال نہ کر لینا کہ پھر مجھ میں اور تم میں فرق ہی کوئی نہیں رہا۔ بلکہ میری اور تمہاری مثال اندھے اور بینا کی سی ہے تم اندھے اور میں بینا ہوں۔

پانچواں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۲ - پ ۲۵)۔

ترجمہ۔ اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت دی تھی اور تم نے پاکیزہ چیزوں سے روزی دی۔ اور ہم نے انہیں جہان والوں پر بزرگی دی اور انہیں دین کے کھلے کھلے احکام بھی دیئے۔ پھر انہوں نے اختلاف کیا تو علم آنے کے بعد صرف آپس کی ضد سے۔ بیشک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا۔ جس چیز میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک طریقہ پر مقرر کر دیا (یعنی قرآن مجید عطا فرمایا) پس آپ اسی کی پیروی کیجئے اور انکی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ اللہ کے سامنے آپ کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور اللہ ہی پرہیزگاروں کا دوست ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو آسمان سے کتاب نازل کر کے دی تھی۔ اس کے ساتھ حکومت اور نبوت بھی انہیں کے گھرانے میں تھی اور دنیاوی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے انہیں عمدہ اور پاکیزہ چیزیں عطا فرمائی تھیں۔ ان انعامات علمی اور ظاہری کے باوجود وہ آپس کی ضدوں کے باعث ٹکڑے ٹکڑے اور مختلف پارٹیاں ہو گئے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کے ہر دور میں انبیاء علیہم السلام کا اتباع ضروری رہا ہے

اس کے متعدد شواہد

پہلا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ (سورہ مریم ع ۳ - پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر کر بیشک وہ سچا نبی تھا۔ جب اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو کیوں پوجتا ہے ایسے کو جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تیرے کچھ کام آسکے اے میرے باپ بیشک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ تو آپ میری تابعداری کریں۔ میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔

اس سے معلوم ہوا

کہ ہر دور میں پیغمبر کی رہبری کے سوا دنیا میں لوگوں نے خود بخود کبھی سیدھا راستہ نہیں پایا۔ اگرچہ پیغمبر وقت خود راہ نمائی اللہ تعالیٰ سے حاصل کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی پر عمل کر کے دکھانے والا خود پیغمبر ہی ہوتا تھا۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کا اتباع ہر دور میں خدا پرستوں کے لئے ضروری رہا ہے۔

دوسرا

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ (سورۃ طٰہٰ ع ۵ - پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور انہیں ہارونؑ نے اس سے پہلے کہہ دیا تھا۔ اے میری قوم اس سے تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور بیشک تمہارا رب رحمٰن ہے۔ سو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو۔ کہا ہم برابر اسی پر جمے بیٹھے رہیں گے۔ یہاں تک کہ موسےٰ ہمارے پاس لوٹ کر آئے۔ (موسےٰ علیہ السلام نے) کہا۔ اے ہارون تمہیں کس چیز نے روکا۔ جب تم نے دیکھا تھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں کہ تو میرے پیچھے نہ آیا۔ کیا پھر تو نے بھی میری حکم عدولی کی۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنی قوم کو قانونِ الٰہی کے مطابق اپنی تابعداری کی دعوت ضرور دی۔ مگر بنی اسرائیل قوم کی بدنصیبی کہ پیغمبر خدا کی تابعداری نہ کی اور آئندہ آنے والی مصیبتیں خود اپنے لئے خرید لیں۔ اگر ہارون علیہ السلام کی تابعداری کرتے تو ان آئندہ آنے والی مصیبتوں سے یقیناً بچ جاتے۔

اب بھی یہی قانون ہے

جو لوگ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ وہ دنیوی اور اخروی گرفتوں سے بچ جائیں گے۔ ورنہ سنت نبوی کی مخالفت کرنے والوں کی دنیا اور آخرت دونوں ہی برباد ہونگی۔ وما علینا الا البلاغ

تیسرا

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ (سورۃ یٰسٓ ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ اور ان کے واسطے ایک مثال اس گاؤں کے لوگوں کی بیان کر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ اپنے مخالفین کو جو آپ کی تابعداری نہیں کرتا

چاہتے ایک گاؤں کا قصہ بیان فرمادیں

حاشیہ شیخ الاسلام

یہ گاؤں انطاکیہ کے نزدیک شہر انطاکیہ ہے اور بائبل کتاب اعمال کے آٹھویں اور گیارھویں باب میں ایک قصہ اسی قصہ کے مشابہ کچھ تفاوت کے ساتھ شہر انطاکیہ کا بیان ہوا ہے۔ لیکن ابن کثیر نے تاریخی حیثیت سے اور سیاق قرآن کے لحاظ سے اس پر کچھ اعتراضات کئے ہیں۔ اگر وہ صحیح ہوں تو کوئی بستی ماننی پڑے گی۔ واللہ اعلم۔ اس قصہ کا ذکر مومنین کے لئے بشارت اور مکذبین کے لئے عبرت ہے۔

اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝

(سورۃ یٰسین رکوع ۲ پ ۲۲)۔

ترجمہ۔ جب اس بستی میں بھیجے ہوئے آئے

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور ان کے ناموں کی صحیح تعیین نہیں ہو سکتی اور نہ یقینی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تھے یا کسی پیغمبر کے واسطہ سے حکم ہوا تھا کہ اس کے نائب ہو کر فلاں بستی کی طرف جاؤ۔ دونوں احتمال ہیں گو متبادر یہ ہی ہے کہ پیغمبر ہوں۔ شاید حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے مبعوث ہوئے ہوں گے۔

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ جب ہم نے ان کی طرف دو بھیجے۔ تو ان کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے (انہیں) تیسرے سے قوت دی (تاکہ تینوں مل کر مبلغین کی ایک جماعت بن جائے) تب انہوں نے کہا ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں (یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔

ان لوگوں نے مبلغین کو یہ جواب دیا

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ انہوں نے کہا تم تو ہی انسان ہو جیسے ہم ہیں اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا۔ تم سب جھوٹ کہتے ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یعنی تم میں کوئی سرخاب کا پر نہیں جو اللہ تمہیں بھیجتا۔ ہم سے کس بات میں تم بڑھ کر تھے۔ بس رہنے دو۔ خواہ مخواہ خدا کا نام نہ لو۔ اس نے کچھ نہیں اتارا۔ تینوں سازش کر کے ایک جھوٹ بنا لائے اسے خدا کی طرف نسبت کر دیا۔

انبیاء علیہم السلام کا کمال

گذشتہ سطور میں یہ چیز آ چکی ہے۔ کہ اس چیز کی تعیین نہیں ہو سکتی۔ کہ یہ تینوں حضرات خود پیغمبر خدا تھے۔ یا کسی پیغمبر کی طرف سے نمائندے بنا کر بھیجے گئے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال البتہ یہ چیز عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے وجود مسعود کے اندر وہ وہ خوبیاں اور کمالات رکھے ہوئے ہوتے تھے جن کی نظیر دنیا میں کہیں بھی مل نہیں سکتی۔ ان کی فہرست مندرجہ ذیل الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ دیانت۔ امانت۔ شرافت۔ حیا۔ خوف خدا۔ شفقت علی الخلق وغیرہ وغیرہ۔ ان کمالات میں وہ حضرات اتنے بلند پایہ ہوتے تھے کہ ان کی نظیر نہیں پائی جاتی تھی۔

مگر

انبیاء علیہم السلام کے ان متعلقہ صفات طیبہ کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ان خوبیوں کے سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہو۔ ورنہ عام طور پر انسان نہیں سمجھتے۔ اس قسم کے حضرات امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے موجود دور میں بھی پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح مجھے تو یقین ہے کہ ایسے حضرات گزشتہ صدیوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ پیدا کئے ہونگے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس دور کے بعد آئندہ آنے والے دوروں میں بھی اس قسم کے آدمی اللہ تعالیٰ ضرور پیدا کرتا رہے گا۔ انہیں حضرات کی برکت سے تو ہر دور کے مسلمان کھرے اور کھوٹے کو پہچانتے آئے ہیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

تصدیق کرنے والے کا انجام

ان اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مبلغین کی تصدیق کرنے والے بندہ کا انجام یہ ہوا۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ (سورۃ یٰس ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ اسے کہا گیا۔ بہشت میں داخل ہو جا۔

کس چیز کی برکت

اس بندہ خدا کو بہشت کا داخلہ نصیب ہو گیا۔ یہ کس چیز کی برکت سے ہوا۔ وہ حضرات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق اللہ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ ان پر یہ شخص ایمان لایا تھا اور اسی قوم کے باقی افراد عذاب الٰہی سے ہلاک ہو گئے۔

یہی مقصد تھا

سورہ یٰس کے اس قصے کے بیان کرنے کا یہی مقصد تھا کہ موجودہ دور کے مسلمانوں کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تم نبی آخر الزمان سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر دل سے مہر تصدیق لگا کر آپ پر ایمان لاؤ گے اور تفصیل احکام الٰہی میں حضور انور کی ذات اقدس کو اپنے لئے نمونہ بنا کر آپ کے نقش قدم پر چلو گے تو مذکور الصدر شخص کی طرح جنت کے داخلہ کا ٹکٹ تمہیں بھی مل جائے گا۔

ورنہ تم بھی

اس شخص کی قوم کی طرح راندۂ درگاہ الٰہی ہو کر دوزخ کا ایندھن بنو گے۔ وما علینا الا البلاغ

تباہی کی صورت

اس قوم کے اس ایک مومن کے مرنے کے بعد اس بدنصیب قوم کی تباہی کی صورت یہ ہوئی۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح کی قلم نے جو تصویر کھینچی ہے۔ وہ یہ ہے "یعنی اس کے بعد (یعنی اس قوم کے ایک ہی مرد مومن کے مرنے کے بعد) اس کی ہم کفر و ظلم اور تکذیب مرسلین کی پاداش میں ہلاک کی گئی اور اس اہلاک و ہلاک کرنے کے لئے کوئی مزید اہتمام کرنا نہیں پڑا۔ کہ آسمان سے فرشتوں کی فوج بھیجی جاتی۔ نہ حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ قوموں کی ہلاکت کے لئے بڑی بڑی فوجیں بھیجا کریں۔ (یوں کسی خاص موقعہ پر کسی خاص مصلحت کی وجہ سے فرشتوں کا لشکر بھیج دیں۔ وہ دوسری بات ہے) وہاں تو بڑے بڑے مدعیوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایک ڈانٹ کافی ہے۔ چنانچہ اس قوم کا حال

بھی یہ ہی ہوا کہ فرشتوں نے ایک چیخ ماری اور سب کے سب اسی دم بجھ کر رہ گئے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا اُن کی تابعداری کا اعلان

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۵ پ ۳)

ترجمہ۔ جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل کا کفر معلوم کیا۔ کہا اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کی دین کی مدد کرنے والے ہیں۔ ہم اللہ پر یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہونے والے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم اس چیز پر ایمان لائے جو تو نے نازل کی۔ اور ہم رسول کے تابعدار ہوئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ تیری طرف سے نازل شدہ احکام کو دل سے مانتے ہیں اور ان احکام پر عمل کرنے میں حضرت عیسیٰ ؑ کو تیرا نمائندہ سمجھ کر اس کی ہدایت کے مطابق عمل کریں گے۔

یہی تو ثابت کرنا تھا

اس واقعہ کا ذکر کرنے سے یہی تو ثابت کرنا تھا کہ ہمیں قرآن شریف کے تمام احکام پر دل سے ایمان لانا ضروری ہے۔ اور قرآن مجید پر عمل کرنے کیلئے ہمارا فرض عین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو پیش نظر رکھیں اور ہر حکم الٰہی پر عمل کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں

یقیناً گمراہ ہے

جو شخص یہ کہے کہ میں قرآن مجید پر عمل تو کروں گا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر عمل کرنے کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ وہ شخص یقیناً گمراہ ہے۔ اور ایسا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں۔ بلکہ مخالف سمجھا جائے گا۔

ایسے بدنصیبوں کے متعلق اعلان ملاحظہ ہو

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝

(سورۃ النسا (ع ۱۷ پ ۵)

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے۔ اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

توبہ کریں

جو بدقسمت لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔ وہ اپنا انجام اس آیت میں دیکھ کر توبہ کریں۔

یہ غلط خیال دل سے نکال دیں

منکر حدیث یہ غلط خیال دل سے نکال دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث محفوظ نہیں رہیں۔ بفضلہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جتنے مستند محدث ہیں۔ جو کہ اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ دنیا میں ہزارہا کی تعداد میں مل سکتے ہیں۔ ہر ایک ان میں سے اس بات کا ذمہ اٹھا سکتا ہے کہ جن احادیث کو ہم صحیح مانتے ہیں انہیں یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج کے دور تک ثابت شدہ اور محقق مانتے ہیں۔

حدیث صحیح اور ضعیف کا مطلب

بھی سمجھ لیجئے۔ محدثین حضرات بعض احادیث نبویہ ؐ کو صحیح اور بعض کو ضعیف کہتے ہیں۔ اس اصطلاح کا مطلب یہ ہے کہ جس حدیث شریف کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہونے کا یقین ہو جائے وہ صحیح ہے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جانے والی حدیثیں سب صحیح ہیں اور سنئے جس حدیث کو محقق محدث ضعیف کہے گا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس حدیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہونے میں پورا یقین نہیں ہے

مثلاً اسناد حدیث میں ایک شخص کمزور حافظے والا آ گیا۔ جس کا حافظہ کمزور ہے کہ اسے بات یاد ہی نہیں رہتی۔ لہذا جس حدیث کے اسناد میں ایسا راوی آ گیا۔ وہ ضعیف ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ خطرہ ہے کہ شاید حدیث کا کوئی لفظ حافظے کی کمزوری کے باعث کم و بیش ہو گیا ہو

لہذا

یہ چیز ثابت ہو گئی کہ جن احادیث کو محدثین حضرات صحیح کہتے ہیں۔ وہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ثابت شدہ ہیں۔ ایسی حدیثوں کو نہ ماننے والے کے لئے (یشاقق الرسول) (جو شخص رسول کی مخالفت کرے) کا فرد جرم لگ جائے گا اور اس فرد جرم کی سزا دوزخ ہے۔ لہذا منکرین اپنے مسلک پر نظر ثانی کریں

ایسا ہرگز خیال نہ کریں

کہ انکار حدیث کرنے سے کچھ بوجھ ہلکا ہو گیا۔ کہ بجائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ شرح قرآن پر عمل کریں۔ اب بوجھ ہلکا ہو گیا۔ اب فقط قابل عمل فقط قرآن مجید رہا۔ ایسا ہرگز خیال نہ کریں۔ بوجھ ہلکا نہیں ہوا۔ بلکہ اس انکار سے انہیں ٹھیک جہنم میں پہنچنے کا قرآن مجید نے اعلان کر دیا۔

اعلان ملاحظہ ہو

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ (سورۃ نساء رکوع ۱۷ پ ۵) ۔ ترجمہ۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔ وما علینا الا البلاغ

رضا الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے ایک تتمہ

پہلے تو یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ رضا الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے قرآن مجید کو عملی جامہ پہنانا اور عملی جامہ

سلام کے الفاظ اور ان کا اجر و ثواب

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا السَّلَامُ عَلَیْکُمْ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ مجلس میں بیٹھ گیا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: دس (یعنی اس کے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا: السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ آدمی بیٹھ گیا تو تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بیس (یعنی اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک تیسرا آدمی آیا اور اس نے کہا: السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ مجلس میں بیٹھ گیا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تیس (یعنی اس کے لئے تیس نیکیاں ثابت ہو گئیں)۔ جامع ترمذی

پہنانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اب ان شرطوں کے علاوہ ایک تتمہ قرآن مجید سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ ہو۔

تتمہ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۱۳ پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

رضا الٰہی ایک اور شرط سے مشروط

ہو گئی۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام مہاجرین ہوں یا انصار تمام نیک اعمال ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلنا ہر مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے۔

دُعا

اللھم اجعلنا من الذین اتبعوھم باحسان و ارض عنا وعن جمیع المسلمین و ادخلنا الجنۃ التی تجری من تحتھا الانھر۔ امین یا الٰہ العالمین ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ر جولائی ۱۹۵۹ء

(۱) اس جہان میں اکثریت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی رہی ہے

(۲) کیا نافرمان اور فرمانبردار برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں

نمبر اوّل کے شواہد

پہلا

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورۃ المائدۃ رکوع ۱۰ پ ۶) ترجمہ۔ کہدو۔ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں ہو۔ جب تک تم توراۃ اور انجیل اور جو چیز تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ قائم نہ کرو۔ اور ضرور ہے کہ یہ فرمان جو تم پر نازل ہوا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور انکار کو اور زیادہ بڑھائے گا۔ مگر انکار کرنے والوں کے حال پہ کچھ افسوس نہ کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان واجب الاذعان قرآن مجید کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کے باوجود یہود اور نصاریٰ کی اکثریت اس سے فیض اٹھانے اور اس کو اپنا دستور العمل بنانے سے بے بہرہ ہی رہے گی۔ اور بجائے اس کے کہ اس کی برکت سے اپنی اصلاح کریں۔ ان کی بدنصیبی کہ پہلے سے زیادہ سرکشی اور کفر میں تیز گام ہو گئے ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دوسرا

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۙ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۙ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۙ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۭ (سورۃ الفجر پ ۳۰) ترجمہ۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا جو نسل ارم سے ستونوں والے تھے۔ کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا۔ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے پتھروں کو وادی میں تراشا تھا اور فرعون میخوں والے کے ساتھ ان سب نے ملک میں سرکشی کی۔ پھر انہوں نے بہت فساد پھیلایا۔ پھر ان پر تیرے رب نے عذاب کا کوڑا پھینکا۔ بے شک آپ کا رب تاک میں ہے۔

ان تینوں کے متعلق شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکورۃ الصدر تینوں واقعات کے متعلق مندرجہ ذیل تبصرہ فرماتے ہیں۔

قوم عاد کے متعلق

یعنی ستون کھڑے کر کے بڑی بڑی اونچی عمارتیں بناتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اکثر سیر و سیاحت میں رہتے۔ اور اونچے ستونوں پر خیمے تانتے تھے اور بعض کے نزدیک ذات العماد کہہ کر ان کے اونچے قد و قامت اور ڈیل و ڈول کو ستونوں سے تشبیہ دی ہے۔ واللہ اعلم۔ یعنی اس وقت دنیا میں اس قوم جیسی کوئی قوم مضبوط اور طاقتور نہ تھی یا ان کی عمارتیں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں

قوم ثمود کے متعلق

وادی القریٰ ان کے مقام کا نام ہے جہاں پہاڑ کے پتھروں کو تراش کر نہایت محفوظ و مضبوط مکان بنالے تھے

فرعون کے متعلق

یعنی بڑی لاؤ لشکر والا جس کو فوجی ضروریات کے لئے بہت کثیر مقدار میں میخیں رکھنا پڑتی تھیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو چوبیخا کر کے سزا دیتا تھا

سب کا خلاصہ از شیخ الاسلام

یعنی ان قوموں نے عیش و دولت اور زور و قوت کے نشہ میں مست ہو کر ملکوں میں خوب اودھم مچایا بڑی بڑی شرارتیں کیں۔ اور ایسا سر اٹھایا گویا ان کے سروں پر کوئی حاکم ہی نہیں۔ ہمیشہ اسی حال میں رہتا ہے۔ اس ظلم و شرارت کا خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا۔ آخر جب ان کے کفر و تکبّر اور جور و ستم کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور مہلت و درگزر کا کوئی موقع باقی نہ رہا۔ دفعتہً خداوند قہار نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ ان کی سب قوت اور بڑائی خاک میں مل گئی اور وہ ساز و سامان کچھ کام نہ آیا۔

بقیہ حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی جیسے کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیونکر گذرا اور کیا کرتا ہوا گیا۔ اور فلاں کیا لایا اور کیا لے گیا۔

پھر وقت آنے پر اپنی اُن معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالےٰ انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے ذرہ ذرہ احوال و اعمال دیکھتا ہے۔ کوئی حرکت و سکون اس سے مخفی نہیں ہاں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا غافل بندے سمجھتے ہیں کہ بس کوئی دیکھنے اور پوچھنے والا نہیں۔ جو چاہو بے دھڑک کئے جاؤ۔ حالانکہ وقت آنے پر ان کا سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیتا ہے اور ہر ایک سے انہی اعمال کے موافق معاملہ کرتا ہے جو شروع سے اس کے زیر نظر تھے۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ وہ سب ڈھیل تھی۔ اور بندوں کا امتحان تھا کہ دیکھیں کن حالات میں کیا کچھ کرتے ہیں۔ اور ایک عارضی حالت پر نظر کرکے آخری انجام کو تو نہیں بھولتے۔

تیسرا

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (سورۃ البقرہ۔ ع ۱۳۔ پ ۱)

ترجمہ۔ اکثر اہل کتاب اپنے حسد سے حق ظاہر ہونے کے بعد بھی یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹا کر لے جائیں۔ سو معاف کرو اور درگزر کرو جب تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اہل کتاب خواہ یہود ہوں یا نصاریٰ۔ باوجود اہل کتاب ہونے کے ان میں سے اکثریت کی تمنا اور آرزو یہی ہے کہ تمہیں بے ایمان بنا دیں۔ لہٰذا یہ چیز ثابت ہو گئی کہ دنیا میں اکثریت ہمیشہ نافرمانوں کی رہی ہے

چوتھا

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ (سورۃ الحدید ع ۲ پ ۲۷)

ترجمہ۔ کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت اور جو دین حق نازل ہوا ہے۔ اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب (آسمانی) ملی تھی۔ پھر ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے نافرمان ہیں۔

حاصل

اللہ تبارک و تعالیٰ اہل کتاب کی شکایت فرما رہے ہیں کہ ان میں سے اکثر اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں

پانچواں

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ (سورۃ الحدید ع ۳۔ پ ۲۷)

ترجمہ۔ البتہ ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا اور انکے ہمراہ ہم نے کتاب اور ترازو دئے (عدل) بھی بھیجی۔ تاکہ لوگ انصاف کو قائم رکھیں اور ہم نے لوہا بھی اُتارا۔ جس میں سخت جنگ کے سامان اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں اور تاکہ اللہ معلوم کرے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی غائبانہ مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ زور آور غالب ہے۔

اس آیت کا اصل مضمون کے ساتھ تعلق

اصل مضمون سے یہ آ رہا ہے کہ اس جہان میں اکثریت اللہ تعالےٰ کے نافرمانوں کی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوہا تو اس لئے پیدا کیا تھا تاکہ اللہ تعالےٰ کے باغیوں کی گردن زدنی کے کام آئے۔ مگر خدا تعالیٰ کے نافرمان بندوں نے اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے انبیاء علیہم السلام یا ان اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے قتل کرنے میں صرف کیا جو لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ چنانچہ میرے اس بیان کی تائید میں قرآن مجید کے دو بیان ملاحظہ ہوں۔

پہلا

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۳۔ پ ۳)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ کے حکموں کا انکار کرتے ہیں اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے انصاف کا حکم کرنیوالوں کو قتل کرتے ہیں۔ سو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے۔

دوسرا

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۱۲۔ پ ۴)

ترجمہ۔ ان پر ذلت لازم کی گئی ہے جہاں وہ پائے جائیں۔ مگر ساتھ اللہ کی پناہ کے اور لوگوں کی پناہ کے اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے اور ان پر پستی لازم کی گئی۔ یہ اس واسطے کہ اللہ کی نشانیوں کے ساتھ کفر کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے نکل جاتے تھے

چھٹا

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُم مُّهْتَدٍ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ۚ وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ (سورۃ الحدید ع ۴ پ ۲۷)

ترجمہ۔ اور ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا تھا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تھی۔ پس بعض تو ان میں سے راہ راست پر رہے اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے اپنے اور رسول بھیجے اور عیسیٰؑ ابن مریم کو بعد میں بھیجا اور اسے ہم نے انجیل دی۔ اور اس کے ماننے والوں کے دلوں میں ہم نے نرمی اور مہربانی رکھ دی اور ترک دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کی ہم نے ان پر وہ فرض نہیں کی تھی۔ مگر انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا۔ پس اُسے نباہ نہ سکے۔ جیسا نبھانا چاہیئے تھا تو ہم نے انہیں جو ان میں سے ایمان لائے ان کا اجر دے دیا اور بہت سے تو ان میں سے بدکار ہیں۔

ساتواں

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۷ پ ۵)

ترجمہ۔ اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے تمہیں غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا۔ حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں کر سکتے تھے۔ اور وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہ جانتا تھا۔ اور اللہ کا تجھ پر بہت بڑا فضل ہے

ان لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ ہاں مگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے یا کسی نیک کام کرنے یا لوگوں میں صلح کرانے میں کی جائے تو یہ بھی بات ہے اور جو شخص یہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لئے کرے تو ہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ منافقین کی ایک جماعت کی خواہش ہے کہ آپ کو غلط راستے پر چلائیں۔ مگر اس ناپاک کوشش میں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔

آٹھواں

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝ سورۃ المائدہ ع ۵ پ ۶) ترجمہ۔ اور ہمارے رسول انکے پاس کھلے احکام لا چکے ہیں۔ پھر بھی ان میں بہت لوگ زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں۔

یہی چیز

پیش کر رہا ہوں کہ زمین میں اکثریت اللہ تعالےٰ کے باغیوں کی ہی ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم اور اس قسم کے بدنصیب ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے باعث گرفت الٰہی میں آتے رہے اور تباہی کے گھاٹ اُترتے رہے ہیں۔

نواں

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۷ پ ۶)

ترجمہ۔ اور فرمایا کہ تو ان میں سے اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے۔ اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے بچتا رہ کہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا نہ دیں جو اللہ نے تجھ پر اتارا ہے۔ پھر اگر یہ منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ کا ارادہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی پاداش میں مصیبت میں مبتلا کرنے کا ہے اور لوگوں میں بہت سے نافرمان ہیں

حاصل

وہی نکلا کہ انسان کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی ہے

دسواں

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ (سورہ یونس رکوع ۹ پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا کہا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لاتے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب یہ کہتا ہے۔ اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔ سو آج ہم تیرے بدن کو نکال لیں گے۔ تاکہ تو پچھلوں کے لئے عبرت ہو اور بے شک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں۔

حاصل

یہی نکلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کے متعلق شکایت فرما رہے ہیں کہ ان میں سے اکثر اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں۔ اللھم لاتجعلنا منھم۔

گیارہواں

يَنْصُرُ اللّٰهُ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الروم ع ۱۔ پ ۲۱)

ترجمہ۔ اللہ کی مدد سے۔ مدد کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور وہ غالب رحم والا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہو چکا۔ اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرے گا۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی اکثر لوگ نہیں سمجھتے کہ غالب یا مغلوب کرنے میں اللہ تعالیٰ کی

کیا کیا حکمتیں ہیں اور یہ کہ قدرت جب کوئی کام کرنا چاہے تو سب ظاہری رُکاوٹیں دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اسی لئے اکثر ظاہر بین بغیر اسباب ظاہری خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے اور کسی کا عارضی غلبہ دیکھ کر سمجھنے لگتے ہیں کہ یہی اللہ کے ہاں مقبول ہوگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اکثر آدمی اللہ تعالےٰ کی حکمتوں کو نہیں سمجھتے۔ اسی لئے جس شخص کو کسی مصلحت کی بنا پر عارضی طور پر غلبہ حاصل ہو جائے تو یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں یہی مقبول اور محبوب ہے۔

گیارہ شہادتوں کا نتیجہ یہ نکلا

کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے شاکی ہیں کہ انسانوں کی اکثریت ہمیشہ اس کی نافرمان ہی رہی ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

عنوان نمبر دوم

کیا نافرمان اور فرمانبردار برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس کے متعدد شواہد

پہلا

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(سورۃ المائدہ ع ۱۳۔ پ ۷)

ترجمہ۔ کہدو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں۔ اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ سو اے عقلمندو اللہ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تمہاری نجات ہو۔

حاصل یہ ہے کہ

توحید پرست اور مشرک	ان دونوں قسموں والے انسان بارگاہ الٰہی میں برابر نہیں ہو سکتے
مومن اور کافر	
مومن اور منافق	
نمازی اور بے نماز	
روزہ رکھنے والے اور نہ رکھنے والے	
زکوٰۃ دینے والے اور نہ دینے والے	
حج فرض ادا کرنیوالے اور نہ کرنیوالے	

دوسرا

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (سورۃ النحل ع ۱۰۔ پ ۱۴)

ترجمہ۔ اور اللہ ایک اور مثال دو آدمیوں کی بیان فرماتا ہے۔ ایک ان میں سے گونگا ہے۔ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے۔ جہاں کہیں اسے بھیجے۔ اس سے کوئی خوبی کی بات بن نہ آئے۔ کیا یہ اور وہ برابر ہے۔ جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہے۔ اور وہ خود بھی سیدھے راستے پر قائم ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جس طرح مذکور الصدر مثال والے دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے۔

تیسرا

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (سورۃ الزمر رکوع ۱ پ ۲۳)

ترجمہ۔ (کیا کافر بہتر ہے) یا وہ جو رات کے اوقات میں سجدہ اور قیام کی حالت میں عبادت کر رہا ہو۔ آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید کر رہا ہو۔ کہدو کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔ سمجھتے وہی ہیں جو عقل والے ہیں۔

وضاحت کے لئے شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی جو بندہ رات کی نیند اور آرام چھوڑ کر اللہ کی عبادت میں لگا۔ کبھی اس کے سامنے دست بستہ کھڑا رہا۔ کبھی سجدہ میں گرا۔ ایک طرف آخرت کا خوف اس کے دل کو بے قرار کئے ہوئے ہے اور دوسری طرف اللہ کی رحمت کی ڈھارس بندھا رکھی ہے۔ کیا یہ سعید بندہ اور وہ بدبخت انسان جس کا ذکر اوپر ہوا کہ مصیبت کے وقت خدا کو پکارتا ہے اور جہاں مصیبت کی گھڑی ٹلی۔ خدا کو چھوڑ بیٹھا۔ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہو۔ تو یوں کہو کہ ایک عالم اور جاہل یا سمجھدار اور بے وقوف میں کچھ فرق نہ رہا۔ مگر اس بات کو بھی وہی سمجھتے سوچتے ہیں جن کو اللہ نے عقل دی ہے۔

چوتھا

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ (سورہ الحشر ع ۳۔ پ ۲۸)

ترجمہ۔ دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے۔ جنتی ہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ وہ کام جو دوزخ میں لے جانے والے ہیں۔ ان کاموں کے نہ کرنیوالے اور ان کاموں کے کرنے والے (جو بہشت میں پہنچانے والے ہیں) یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ دوزخ میں لے جانیوالے کاموں کے کرنے والے دوزخ ہی میں جائیں گے۔ مثلاً شرک کرنے والے۔ کفر کرنے والے۔ نفاق اعتقادی کے منافق (جو بظاہر مسلمان کہلائیں اور دل میں اسلام کے دشمن ہوں) اور بہشت میں پہنچانے والے کاموں کے کرنے والے بفضلہ تعالیٰ بہشت میں ہی جائیں گے۔ جن کے عقاید میں شرک۔ کفر۔ اور نفاق اعتقادی نہ ہو۔ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ رمضان مبارک کے روزے باقاعدہ رکھیں۔ زکوٰۃ پائی پائی رگن کر دیں۔ حج فرض ہو جائے تو حج کریں۔ نہ کسی پر ظلم کریں۔ نہ کسی کی حق تلفی کریں۔ مرنجاں مرنج زندگی بسر کریں اللھم اجعلنا منھم بفضلک و منک۔

پانچواں

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ

عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝ (سورہ الرعد ع ۲ پ ۱۳)

ترجمہ۔ کہو۔ آسمانوں اور زمینوں کا رب کون ہے۔ کہدو اللہ۔ کہو پھر کیا تم نے اللہ کے سوا ان چیزوں کو معبود نہیں بنا رکھا۔ جو اپنے نفسوں کے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں کہو۔ کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتا ہے۔ یا کہیں اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا جنہیں انہوں نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے۔ انہوں نے بھی اللہ کی مخلوق جیسی کچھ مخلوق بنائی ہے۔ پھر مخلوق ان کی نظر میں مشتبہ ہو گئی ہے۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اور وہ اکیلا زبردست ہے اس نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر اس سے اپنی مقدار سے نالے بہنے لگے۔ پھر وہ سیلاب پھولا ہوا جھاگ اوپر لایا اور جس چیز کو آگ میں زیور یا کسی اور اسباب بنانے کے لئے پگھلاتے ہیں۔ اس پر بھی ویسا ہی جھاگ ہوتا ہے۔ اللہ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے۔ پھر جو جھاگ ہے۔ وہ یونہی جاتا رہتا ہے اور جو لوگوں کو فائدہ دے۔ وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ حقیقی خدا اور مصنوعی خدا برابر نہیں ہو سکتے۔ اصلی خدا تعالیٰ تو زمین اور آسمان کا رب ہے اور مصنوعی خدا اپنی ذات کے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں ہو سکتے۔ جس طرح اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اصلی خدا اور بناوٹی خدا بھی برابر نہیں ہو سکتے اور اسی طرح اصلی خدا کو ماننے والے اور بناوٹی خدا کو ماننے والے بھی برابر نہیں ہو سکتے اور جس طرح اندھیرا اور روشنی برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح جو واقعی خدا ہے۔ وہ اور جو واقع میں تو خدا نہ ہو اس کو خدا بنا لیا جائے۔ پھر یہ دونوں خدا برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ قاعدہ ہے کہ اصلی حقیقی اور جو چیز واقعی ہوتی ہے۔ وہ اصلی اور واقعی ہوتی ہے۔ اور جس چیز پر جھوٹ موٹھ کر کے کسی چیز کا نام رکھ لیا جائے۔ وہ اصلی کب ہو سکتی ہے۔ اسی طرح جو لوگ اصلی خدا کو ماننے والے ہیں۔ وہ تو سچے ہیں اور جو لوگ بناوٹی خدا بنا لیتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں اور نتیجے کے لحاظ سے انسانوں کی یہ دونوں قسمیں کبھی برابر نہیں ہو سکتیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔

چھٹا

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ (سورۃ حٰمٓ السجدہ رکوع ۵ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اور اس سے بہتر کس کی بات ہے۔ جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کئے اور کہا بیشک میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجئے جو اچھی ہو۔ پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی۔ ایسا ہوگا۔ گویا کہ وہ مخلص دوست ہے اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر انہیں جو صابر ہوتے ہیں اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر اس کو جو بڑا بخت والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ لوگوں میں سے سب سے بہتر وہ آدمی ہے جو خدا کی مخلوق کو خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کی طرف دعوت دے اور خود بھی اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرے۔ نہ کہ وہ شخص جو نہ خود اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرے اور نہ دوسروں کو اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کی تلقین کرے کیا اللہ تعالےٰ کے دربار میں ان دونوں کا درجہ مساوی ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔

ساتواں

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۚ نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ (سورۃ السجدہ رکوع ۲ پ ۲۱)

ترجمہ۔ کیا مومن اس کے برابر ہے جو نافرمان ہو۔ برابر نہیں ہو سکتے۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کے کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کا ٹھکانا آگ ہے۔ جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کرینگے تو اس میں پھر لوٹا دیئے جائیں گے اور انہیں کہا جائیگا آگ کا وہ عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے اور ہم انہیں قریب کا عذاب بھی اس بڑے عذاب سے پہلے چکھائینگے تاکہ وہ باز آ جائیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ فرمانبردار (یعنی مومن) اور نافرمان (یعنی فاسق) بارگاہ الٰہی میں برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں کے اعمال کے نتائج نکلیں گے اور نہ ہی دونوں کا ٹھکانا ایک جیسا ہو سکتا ہے اور یہ سب فیصلے جو عرض کر رہا ہوں۔ ہر عقلمند ان فیصلوں کو بآسانی قبول کر سکتا ہے۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا مخلص اور فرمانبردار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

آخری فیصلہ

دربار الٰہی سے انسانوں کی دو قسموں کا اعلان

پہلی

راندۂ دربار الٰہی

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ

اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۵ - پ ۸)

ترجمہ۔ بے شک۔ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا۔ ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے (یعنی جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں گھسنا ناممکن ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے لئے بھی بہشت کا دروازہ کھلنا ناممکن ہے) اور ہم گنہگاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔ ان کے لئے دوزخ کا بچھونا اور اوپر سے اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

آیات الٰہی کے ماننے سے تکبر کرنے کا یہی مطلب ہے

جو آج بعض بے سمجھ انگریزی دان نوجوانوں میں پایا جاتا ہے۔ جو کہتے ہیں "مولوی بڑے بے ایمان ہیں" اے نوجوان عزیز ہوش سے کام لے۔ اس دیندار جماعت کی توہین کرکے خوش نہ ہو اور اپنی عاقبت خراب نہ کر۔ مولوی صاحب بیچارے مسلمانوں کو یہی تو کہتے ہیں کہ پانچ وقت نماز پڑھو۔ رمضان مبارک کے روزے رکھو۔ زکوٰۃ فرض ہے تو دو۔ اگر حج فرض ہو چکا ہے تو ضرور کرو۔ ان اعمال صالحہ کے علاوہ جو برائیاں تم کرتے ہو۔ ان سے تمہیں روکتے ہیں؟ مثلاً شراب نہ پیو۔ کیونکہ اسلام میں شراب پینا حرام ہے۔ دعوتوں میں جب راتوں کو اکٹھے ہوتے ہو تو کھانے سے فارغ ہو کر آپس میں بیویوں کے تبادلے کرکے بغلگیر ہو کر مت ناچو۔ کیونکہ یہ شریفانہ فعل نہیں۔ اسلام اس کو حرام قرار دیتا ہے۔ اے عزیز نوجوان۔ مولوی صاحب تمہیں اسی قسم کے امر و نہی کی قرآن مجید کے نقطۂ نگاہ سے اطلاع دیتا ہے اور مولوی کی اس اطلاع اور گرفت کو تو اپنی توہین سمجھتا ہے اس لئے بجائے اپنے گناہوں کے شرمندہ ہونے کے الٹا تبلیغ حق کرنے والے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی توہین کرکے دل خوش کر لیتا ہے کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ تمہیں تبلیغ دین کرتے ہیں اور وہ کونسی بے ایمانی ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور اے نوجوان عزیز چند دنوں سے تیری ایمانداری بھی طشت از بام ہو چکی ہے جو تو نے اپنے اپنے منصب پر فائز ہونے کے بعد اور قومی خزانے سے ہزاروں روپیہ بصورت تنخواہ معاوضہ لے کر دیانتداری کا ثبوت دیا ہے۔ وہ بھی تمام دنیا کو بذریعہ اخبارات معلوم ہو چکا ہے۔

یہی مولوی تو خیر خواہ ہیں

اے بے دین نوجوان خواب غفلت سے ہوش میں آ اور آنکھ کھول کر دیکھ اور کان کھول کر سن لے۔ یہی حاملین فرمان الٰہی (قرآن مجید) جو تمہیں عاقبت اور نتیجے کے لحاظ سے خیر اور شر نیک اور بد۔ مفید اور مضر۔ آرام دہ جگہ پر پہنچانے والے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرانے والے۔ دونوں راستوں میں تمیز کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حقیقت میں فقط یہی تو تیرے خیر خواہ ہیں جو چاہتے ہیں کہ تیرا انجام بخیر ہو۔ اے انگریزی دان ہوش میں آ۔ ہوش میں آ۔ ہوش میں آ۔ دوست اور دشمن کو پہچان۔ خیر خواہ اور بدخواہ کو پہچان

دُعا

اے اللہ ان یورپین عزم میں غرق ہونے والے میرے مسلمان نوجوانوں کو اپنی مہربانی اور اپنے فضل سے اس اندھیرے گڑھے سے نکال اور تو اپنے اسلام کی روشنی کا نور ان کے دلوں میں اور ان کی آنکھوں میں عطا فرما اور انہیں اس جہنم رساں گڑھے سے نکل کر نور الٰہی (قرآن مجید) کی روشنی میں حیات مستعار (دنیا کی زندگی) کے بقیہ دن بسر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دوسری قسم

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۵ پ ۸)

ترجمہ۔ اور جو ایمان لائے اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اللھم اجعلنا منہم۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا جملہ معترضہ ہے جس سے درمیان میں متنبہ فرما دیا کہ ایمان و عمل صالح جس پر اتنا عظیم الشان صلہ مرحمت ہوتا ہے۔ کوئی ایسی مشکل چیز نہیں جو انسان کی طاقت سے باہر ہو یا یہ مطلب ہے کہ ہر آدمی سے عمل صالح اسی قدر مطلوب ہے۔ جتنا اس کی مقدرت اور طاقت میں ہو۔ اس سے زائد کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۳ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۵۹ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

تمہید

جس طرح انسان اپنی ظاہری شکل و شباہت کے لحاظ سے دوسرے حیوانات سے ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے اسی طرح اپنے متعلقہ فرائض کے لحاظ سے بھی دوسرے حیوانات سے اپنا ایک جداگانہ اور ممتاز مقام رکھتا ہے اور جس طرح تمام اس مخلوقات پر اس کو فوقیت حاصل ہے جو اس جہان میں نظر آتی ہے۔ مثلاً معدنیات۔ نباتات حیوانات۔ اگر یہ انسان اپنے فرائض منصبی کو مکمل طور پر ادا کرے تو نتیجے کے لحاظ سے بھی یہ سب چیزوں سے قرب الٰہی میں بلند تر مقام پر جا پہنچتا ہے۔ جو رضا الٰہی کا مقام ہے۔ جسے قرآن مجید میں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کے پیارے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ اعزازی لقب سوائے انسان کے زمین پر بسنے والی اور کسی مخلوق کو تو کبھی نصیب نہیں ہوا

حقیقتاً لقب انسانی

کے مستحق بھی وہی انسان ہوتے ہیں جو انسانیہ سے متعلقہ فرائض منصبی کو انجام دیں اور جو ان فرائض کو انجام نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی وہ حقیقتاً انسان نہیں ہوتے ایسے افراد انسانی کے متعلق

قرآن مجید میں یہ اعلان ہے

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۲۲۔ پ ۹)

ترجمہ۔ اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے۔ بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

تمہید کے بعد

مذکور الصدر تمہید کے بعد قرآن مجید میں سے انسانیہ سے متعلقہ فرائض منصبی کی چند مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جنہیں انسان کو اوامر و نواہی سے خطاب کیا گیا ہے۔

پہلی مثال

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝ (سورۃ النساء ع ۶ پ ۵)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالےٰ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو۔ بیشک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا

خلاصہ

اس ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو گیارہ احکام عطا فرمائے ہیں۔ ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ پہلا اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ دوسرا۔ جو عبادت کا طریقہ اللہ تعالےٰ کے متعلق سکھایا گیا ہے۔ اس قسم کا تعلق کسی غیر سے نہ رکھو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝ (سورۃ المومن ع ۶۔ پ ۲۴) ۔ ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔ لہذا اب حاجت روائی کے لئے اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو پکارنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی۔ تیسرا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ چوتھا۔ رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرو۔ پانچواں یتیموں کے ساتھ نیکی کرو۔ چھٹا اور مسکینوں کے ساتھ نیکی کرو۔ ساتواں رشتہ دار ہمسایہ یا یہ مطلب ہے۔ کہ قریب رہنے والے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرو۔ آٹھواں۔ غیر رشتہ دار ہمسایہ یا ذرا دور رہنے والے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرو نواں۔ پاس بیٹھنے والے (مثلاً سفر میں جو ہمارے پاس بیٹھا ہوا ہے) کے ساتھ نیکی کرو۔ دسواں۔ اور مسافر کے ساتھ نیکی کرو (یعنی اُسے کسی چیز کی ضرورت ہے اور تم وہ ضرورت پوری کر سکتے ہو۔ تو کر دو) گیارہواں۔ غلاموں کے ساتھ نیکی کرو۔ آج کل ہمارے ہاں غلام تو نہیں ہیں۔ البتہ میرا خیال ہے کہ ان کی بجائے یہ حکم نوکروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی صورت میں کچھ ادا ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

سچا کھرا اور اصلی مسلمان

وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کے مذکور الصدر گیارہ احکام کی حسب توفیق تعمیل کرے اللھم اجعلنا منھم۔

دوسری مثال

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ

بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۵ (سورۃ النساء رکوع ۸ پ ۵ - ترجمہ - اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو۔ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اور ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں (بشرطیکہ مسلمان ہوں - کیونکہ مسلمان کو کافر حاکم کی فرمانبرداری کرنے کا شریعت اسلامی میں کوئی حکم نہیں ہے) پھر اگر آپس میں کسی چیز پر جھگڑا کرو۔ تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہی بات اچھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

پہلی آیت میں حکام کو عدل کا حکم فرما کر اب اوروں کو حکام کی مطابعت کا حکم دیا جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکام کی اطاعت جبھی واجب ہوگی۔ جب وہ حق کی اطاعت کرینگے

فائدہ

حاکم اسلام بادشاہ یا اس کا صوبہ دار یا قاضی یا سردار لشکر اور جو کوئی کسی کام پر مقرر ہو۔ ان کا حکم ماننا ضروری ہے۔ جب تک کہ وہ خدا اور رسول کے خلاف حکم نہ دیں۔ اگر خدا اور رسول کے حکم کے صریح خلاف کرے تو اس حکم کو ہرگز نہ مانے اور اگر تم میں اور اولوالامر میں باہم اختلاف ہو جائے کہ حاکم کا یہ حکم اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے موافق ہے یا مخالف تو اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کر کے طے کر لیا کرو۔ کہ وہ حکم فی الحقیقت اللہ اور اُسکے رسول کے حکم کے موافق ہے۔ یا مخالف اور جو بات موافق ہو جائے۔ اسی کو بالاتفاق مسلّم اور معمول بہ سمجھنا چاہیئے اور اختلاف کو دُور کر دینا چاہیئے۔ اگر تم کو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ کیونکہ جس کو اللہ اور قیامت پر ایمان ہوگا۔ وہ ضرور اختلاف کی صورت میں اللہ اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کرے گا اور اُن کے حکم کی مخالفت سے بے حد ڈرے گا۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ جو اللہ اور رسول کے حکم سے بھاگے گا۔ وہ مسلمان نہیں۔ اس لئے

اگر دو مسلمان آپس میں جھگڑیں۔ ایک نے کہا چلو شرع کی طرف رجوع کریں۔ دوسرے نے کہا۔ میں شرع کو نہیں سمجھتا یا مجھ کو شرع سے کام نہیں۔ تو اس کو بے شک کافر کہیں گے۔ یعنی اپنے تنازعات اور اختلافات کو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرنا اور اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنی مفید ہے۔ آپس میں جھگڑنے یا اپنی رائے کے موافق فیصلہ کرنے سے اس رجوع کا انجام بہتر ہے۔ شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ یہاں آ کر ختم ہوا ہے۔

تیسری

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ ط اِنْ تَکُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۲ - پ ۱۵)

ترجمہ - اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔ انہیں اف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔ اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو۔ اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔ اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔ جو تمہارے دلوں میں ہے۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے اگر تم نیک ہوگے۔ تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دے دو۔ اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔ بے شک بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔

مذکورۃ الصدر آیات کے مضامین کا خلاصہ

قرآن مجید میں سینکڑوں مقامات پر یہ تلقین کی گئی ہے کہ اے انسانو۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کی ہرگز عبادت نہ کرنا۔ ان مقامات مقدسہ میں سے ایک یہ مقام بھی ہے۔ اس کے بعد ماں باپ سے حسن سلوک سے زندگی بسر کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور یہ چیز بھی قانون الٰہی میں اشد ضروری قرار دی گئی ہے۔ حتیٰ کہ فقط اسی ایک گناہ کے باعث بھی مجرم سیدھا دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔ اگرچہ اس کے بعد سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے نکال دیا جائے گا۔ ماں باپ کے بعد پھر دوسرے رشتہ داروں۔ مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا دیا ہوا مال خرچ کرتے وقت فضول خرچی میں خرچ کرنے سے منع کر دیا گیا ہے اب

سچا کھرا اور اصلی مسلمان

وہ ہوگا جو مذکور الصدر احکام الٰہی کی پابندی کرے گا۔ ورنہ نام کا تو مسلمان ہوگا۔ اور بد اعمالی کے باعث اس پر خدا کی لعنت پڑے گی۔ اور خدا تعالےٰ اس کی بد اعمالی کے باعث سخت ناراض ہوگا۔ اسی کا نام لعنت ہے۔ کیونکہ لعنت کی معنی اَللَّعْنَۃُ اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَۃِ - ترجمہ - لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور رکھے جانے کا نام ہے

چوتھی

وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً (الیٰ) مَدْحُوْرًا ۝) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ کی آیت مَدْحُوْرًا تک جتنے احکام الٰہی اس عنوان کے اندر آ گئے ہیں ان کا ترجمہ اور کچھ تشریح بآسانی سمجھ میں آنے کے لئے لکھ دی جاتی ہے۔

پہلا حکم

وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ترجمہ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن

کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے کھول دے۔ بالکل ہی کھول دینا پھر تو پشیمان تہی دست ہو کر بیٹھ رہے گا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی سب الزام دیں کہ کنجوس مکھی چوس ہے یا یہ کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ غرض ہر معاملہ میں توسط و اعتدال مرعی رکھنا چاہیئے۔ نہ ہاتھ اس قدر کھینچے کہ گردن سے لگ جائے اور نہ طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنے میں ایسی کشادہ دستی دکھلائے کہ پھر بھیک مانگنی پڑے اور ہاتھ کھلے کا کھلا رہ جائے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں "فَتُعْطِيَ فَوْقَ طَاقَتِكَ وَتُخْرِجَ أَكْثَرَ مِنْ دَخْلِكَ" یعنی طاقت سے بڑھ کر یا آمدنی سے زائد کرنا بھی "وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ" کے تحت میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے "مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ" جس نے میانہ روی اختیار کی محتاج نہیں ہوا۔"

دوسرا حکم

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ ترجمہ۔ بے شک تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے۔ اور تنگ بھی کرتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا اور دیکھنے والا بھی ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی تمہارے ہاتھ روکنے سے تم غنی اور دوسرا فقیر نہیں ہو جاتا۔ نہ تمہاری سخاوت سے وہ غنی اور تم فقیر بن سکتے ہو۔ فقیر و غنی بنانا اور روزی کا کم و بیش کرنا محض خدا کے قبضہ میں ہے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ افسوس آج ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہ فقیر جو امید لے کر آیا تھا۔ کیا کہے گا۔ فقر و غنی کے مختلف احوال بھیجنا اسی مالک علی الاطلاق کے قبضہ میں ہے۔ تمہارا کام میانہ روی سے امتثال حکم کرنا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی محتاج کو دیکھ کر بالکل بیتاب نہ ہو جا۔ اس کی حاجت روائی تیرے ذمہ نہیں۔ اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر علیہ السلام کی فرمائی ہیں جو بے حد سخی واقع ہوئے تھے۔ باقی جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو پابند کیا ہے۔ دینے کا۔ حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ یعنی ہر ایک بندے کے ظاہری و باطنی احوال و مصالح سے خبردار ہے۔ اسی کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ حدیث قدسی میں فرمایا کہ میرے بعض بندے وہ ہیں۔ جن کی درستیٔ حال فقیر رہنے میں ہے۔ اگر میں اس کو غنی کر دیتا تو اس کا دین تباہ ہو جاتا۔ اس کے برعکس بعض وہ بندے ہیں جن کو غنی بنایا۔ اگر فقیر بنا دیا جاتا تو دین پر قائم نہ رہ سکتے۔ اس کے علاوہ بعض اشقیاء کے حق میں غناء ظاہری محض استدراج کے طور پر یا فقر و تنگدستی عقوبت اور سزا کے طریقہ سے ہے۔ (عیاذاً باللہ من ہذا و ہذا)

تیسرا حکم

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا ۝) ترجمہ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ بے شک اُن کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

بعض کافر اولاد کو مار ڈالتے تھے کہ ان کا خرچ کہاں سے لائیں گے۔ کیونکہ یہ بیرحمی کی حرکت نسل انسانی کے قطع کرنے کا موجب ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا کرنے والے کو حق تعالیٰ کی رزاقی پر اعتماد نہیں۔

چوتھا حکم

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ۖ وَسَاءَ سَبِيلًا ۝)

ترجمہ۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بُری راہ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی زنا کرنا تو بڑی سخت چیز ہے اس کے پاس بھی مت جاؤ۔ گویا "لَا تَقْرَبُوا" میں مبادی زنا سے بچنے کی ہدایت کر دی گئی۔ مثلاً اجنبی عورت کی طرف بدوں عذر شرعی نظر کرنا۔ یا بوس و کنار وغیرہ۔ کیونکہ زنا سے انساب میں گڑبڑ ہوتی ہے۔ اور بہت طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں اور سب کے لئے بُری راہ نکلتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اگر یہ راہ نکلی تو ایک شخص دوسرے کی عورت پر نظر کرے گا کوئی دوسرا اُس کی عورت پر کرے گا۔ مسند امام احمد میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے زنا کی اجازت دیجئے حاضرین نے اُسے ڈانٹ بتلائی کہ "پیغمبر خدا کے سامنے ایسی گستاخی" خبردار چپ رہو۔ حضورؐ نے اس کو فرمایا۔ کہ میرے قریب آؤ۔ وہ قریب آ کر بیٹھا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو یہ حرکت اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ میں سے کسی کی نسبت پسند کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا مجھ کو آپؐ پر قربان کرے۔ ہرگز نہیں۔ فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کے لئے یہ فعل گوارا نہیں کرتے۔ پھر آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی اسکے گناہ کو معاف فرما۔ اور اس کے دل کو پاک اور شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔ ابو امامہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اس شخص کی یہ حالت ہو گئی کہ کسی عورت وغیرہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھتا تھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

پانچواں حکم

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پ ۱۵) ترجمہ اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اسے ناحق قتل نہ کرنا اور جو کوئی ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اس کے ولی کے واسطے اختیار دے دیا ہے۔ لہٰذا قصاص میں زیادتی نہ کرے۔ بیشک اس کی مدد کی گئی ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ: شیخ الاسلام تحریر

فرماتے ہیں۔ "صحیحین (بخاری شریف اور مسلم شریف) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی بہت بڑی کتابیں ہیں۔ جن کے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاق ہے کہ ان دونوں کتابوں میں جتنی حدیثیں ہیں۔ ان سب کے متعلق یہ بات یقینی ہے کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔ اس عقیدہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے) میں کہا ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں۔ مگر تین صورتوں میں جان کے بدلے جان یا زانی محصن یا جو شخص دین کو چھوڑ کر (مسلمانوں کی جماعت سے) علیحدہ ہو جائے (اور) اولیائے مقتول کو اختیار ہے کہ حکومت سے کہہ کر خون کا بدلہ لیں۔ لیکن بدلہ لیتے وقت حد سے نہ گزریں۔ مثلاً قاتل کی جگہ غیر قاتل کو سزا دلوانے لگیں یا قاتل کے ساتھ دوسرے بیگناہوں کو بھی شامل کر لیں۔ یا قاتل کے ناک کان وغیرہ کاٹنے اور مثلہ کرنے لگیں۔ خدا نے اس کی (مقتول کے وارث) مدد کی کہ بدلہ لینے کا حق دیا اور حکام کو امر فرمایا کہ حق دلوانے میں کمی نہ کریں۔ بلکہ ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے نہ یہ کہ الٹا قاتل کی حمایت کرنے لگے اور وارث کو بھی چاہیئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگا۔ تو اس کے بیٹے بھائی کو نہ مار ڈالے۔ جیسے جاہلیت میں رواج تھا۔

چھٹا حکم

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ مگر جس طریقہ سے کہ بہتر ہو۔ جب تک وہ اپنی جوانی کو نہ پہنچے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"حضرت مولانا شبیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی یتیم کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ ہاں اگر اس کی حفاظت و نگہداشت اور خیر خواہی مقصود ہو تو مضائقہ نہیں جس وقت جوان ہو جائے اور اپنے نفع نقصان کو سمجھنے لگے۔ مال اس کے حوالہ کر دو۔

ساتواں حکم

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۴۔ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور عہد کو پورا کرو۔ بیشک عہد کی باز پرس ہوگی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "اس میں سب عہد داخل ہیں خواہ اللہ سے کئے جائیں یا بندوں سے بشرطیکہ غیر مشروع نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ کسی کو قول و قرار صلح کا دے کر بدعہدی کرنا اس کا وبال ضرور پڑتا ہے"۔

آٹھواں حکم

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۴۔ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور ناپ تول کر دو۔ تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو۔ یہ بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی جھونک نہ مارو۔ ناپ تول میں کمی کرنے سے معاملات کا نظام مختل ہو جاتا ہے۔ قوم شعیب کی ہلاکت کا قصہ پہلے کئی جگہ آ چکا ہے۔ ان کا بڑا عملی گناہ یہ ہی بیان کیا گیا ہے۔ روایات میں ہے کہ جو شخص کسی حرام پر قدرت پا کر محض خدا کے خوف سے رک جائے تو خدا تعالیٰ اسی دنیا میں آخرت سے پہلے اس کو نعم البدل عطا فرمائے گا۔ دغابازی اول چلتی ہے۔ پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملہ نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو بھلا لگتا ہے۔ اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔

نواں حکم

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۴۔ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور جس بات کی تجھے خبر نہیں۔ اس کے پیچھے نہ پڑ۔ بیشک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی بے تحقیق بات زبان سے مت نکال۔ نہ اس کی اندھا دھند پیروی کر۔ آدمی کو چاہیئے کہ کان، آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر اور بقدر کفایت تحقیق کر کے کوئی بات منہ سے نکالے یا عمل میں لائے۔ سنی سنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یوں ہی اٹکل پچو کوئی قطعی حکم نہ لگائے یا عملدرآمد شروع نہ کر دے۔ اس میں جھوٹی شہادت دینا۔ غلط تہمتیں لگانا، بے تحقیق چیزیں سن کر کسی کے درپے آزار ہونا۔ یا بغض و عداوت قائم کر لینا۔ باپ دادا کی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا۔ ان دیکھی یا ان سنی چیزوں کو دیکھی یا سنی ہوئی بتلانا۔ غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعوے کرنا کہ میں جانتا ہوں۔ یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت میں داخل ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن تمام قویٰ کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کو کہاں کہاں استعمال کیا تھا۔ بے موقع تو خرچ نہیں کیا؟

دسواں حکم

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۴۔ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور زمین پر اترا تا ہوا نہ چل بے شک تو زمین کو پھاڑ ڈالے گا اور نہ لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچے گا۔ ان میں سے ہر ایک بات تیرے رب کے ہاں ناپسند ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

"یعنی متکبروں کی چال چلنا انسان کو زیبا نہیں۔ نہ تو زور سے پاؤں مار کر وہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے۔ نہ گردن ابھارنے اور سینہ تاننے سے اونچا ہو کر پہاڑوں کی برابر ہو سکتا ہے۔ پھر ایسے ضعف و عجز اور اس بساط پر اپنے آپ کو اس قدر لمبا کھینچنے سے کیا فائدہ۔ جن باتوں کو اوپر منع کیا ان کے کرنے میں رب کی بیزاری

ہے (یعنی وہ ان بُرے کاموں سے بیزار ہے اور جن کا حکم کیا۔ اُن کے نہ کرنے میں بیزاری ہے۔

گیارھواں حکم

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

ترجمہ۔ یہ (جو کچھ پہلے بیان کیا گیا ہے) اس حکمت میں سے ہے کہ جسے تیرے رب نے تیری طرف وحی کیا اور اللہ کے ساتھ کسی کو معبود نہ بنا۔ ورنہ تو ملزم مردود بنا کر جہنم میں ڈال دیا جائیگا

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی اوپر جو پر مغز اور بیش بہا نصیحتیں کی گئیں یہ وہ علم و حکمت اور تہذیب و اخلاق کی باتیں ہیں جنہیں عقل سلیم قبول کرتی ہے اور جو وحی کے ضمن میں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا واسطہ اور اُمت امیہ کی طرف بواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھیجی گئیں۔

برادران اسلام اور مسلم خواتین

میری مندرجہ ذیل پیش کردہ چند سطور بڑے غور سے پڑھئے گا۔ اگر آپ نے ان سطور میں پیش کردہ روح تعلیم کو مان لیا تو آپ کی زندگی بارگاہ الٰہی میں کامیاب خیال کی جائے گی۔ مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل میں بہت بڑی امید ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب سے راضی ہو جائے گا۔ اور ہماری قبریں بہشت کا باغ بنا دے گا اور قیامت کے دن بہشت میں داخل ہونے والوں کی فہرست میں ہمارا نام بھی آ جائے گا۔

یہ عقلی قاعدہ ہے

کہ جب کبھی کوئی شخص کوئی مشینری خریدنے کے لئے بازار میں جاتا ہے۔ اور بازار میں دیکھتا ہے کہ وہ مشینری بازار میں متعدد دُکانداروں کے پاس رکھی ہے اور ہر دُکاندار اُسے یہ کہتا ہے کہ میری مشینری بہت ہی اچھی ہے اور آپ کے لئے بڑی مفید ثابت ہوگی لہذا آپ میرے ہاں سے خرید لیجئے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ شخص ان دُکانداروں کے چکمے میں آ کر اور ان کی دل موہ لینے والی باتوں میں آ کر مشینری خرید لے گا۔ یا اپنی ذاتی تحقیقات سے مشینری خریدے گا۔ ہر عقلمند کا یہی فیصلہ ہے کہ وہ شخص اگر اس کام کو جانتا ہے تو اپنی صوابدید اور اپنی تحقیق کے مطابق خرید کرے گا۔ نہ کہ ان لوگوں کے کہنے پر ساٹھ ستر ہزار روپیہ فوراً اپنی گرہ سے کھول کر کسی دُکاندار کے حوالہ کر دے گا۔

بعینہٖ اسی طرح

اپنے معاملے پر غور کیجئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سب انسانوں کو خود پیدا کیا ہے اور ساتھ ہی گزشتہ زمانوں میں گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپؐ کی معرفت ہمیں قرآن مجید میں یہ اطلاع دی ہے۔ کہ مجھے اپنے پیدا کردہ بندوں میں سے فلاں فلاں صفات سے جو متصف ہو کر دنیا سے لوٹ کر میرے ہاں آئیں گے وہ میری بارگاہ میں مقبول ہوں گے۔ ان صفات کا خاکہ میں نے قرآن مجید سے منتخب کردہ پانچ مثالوں کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کیا ہے اور مثال نمبر ۵ کے ضمن میں بندہ نے اس نمبر کی متعدد آیات میں سے گیارہ احکام خداوندی چن چن کر آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ لہذا اگر ہم بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونا چاہتے ہیں تو مذکورۃ الصدر گیارہ احکام الٰہی کو اپنا دستور بنائیں۔ علاوہ اس کے ان پیش کردہ پانچ مثالوں سے جن صفات سے متصف ہونا ہمارے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے ان سے متصف ہو کر زندگی بسر کریں۔ ایسی صورت میں جب ہمیں پیغام موت آئے گا۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ ہم خوشی خوشی بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے کے لئے دنیا سے رخصت ہونگے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

اور اگر ان صفات سے متصف ہوئے

تو پھر ایک حدیث شریف پیش کرتا ہوں۔ اس میں موت کے بعد پیش آنے والا اپنا نقشہ دیکھ لیجئے۔ شائد اس نقشہ کے دیکھنے کے بعد آپ کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائے اور اپنی اصلاح کر لیں۔

حدیث شریف۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا يَا وَيْلَهَا اَيْنَ يَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابی سعید سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ (تیار کرکے) رکھا جاتا ہے۔ پھر اسے مرد اپنی گردنوں پر اُٹھا لیتے ہیں۔ پھر اگر (وہ شخص نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو۔ اور اگر صالح (نیک) نہیں ہوتا تو جنازہ اٹھانے والوں کو کہتا ہے۔ ہائے افسوس اس (یعنی جنازے) کو کہاں لے جا رہے ہو۔ (یعنی دراصل وہ ادھر جانا نہیں چاہتا۔ اس جنازے کی آواز سوائے انسان کے ہر چیز سنتی ہے۔ اور اگر انسان سُن لیں تو (اس ہیبت ناک آواز کے باعث بیہوش ہو جائیں

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ - ۱۷ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ ۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء

امراض مہلکہ روحانیہ میں سے ایک مرض

غفلت بھی ہے جسے اردو زبان میں لاپرواہی سے تعبیر کیا جاتا ہے

یہ مرض بھی ایسا مہلک ہے کہ اپنے مریض کو خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنا دیتا ہے

قرآن مجید کے مختلف مقامات میں اس مرض کے مختلف پہلوؤں کا ذکر آیا ہے

پہلا مقام

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ سورہ یونس ع ۹ - پ ۱۱

ترجمہ - اور بیشک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں۔

انسانوں کی اکثریت مرضِ غفلت کا شکار رہتی ہے

مذکورۃ الصدر آیت میں اللہ تعالیٰ نے غافلوں کے حق میں کثیر کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جس کے معنی "بہتے" ہے۔ اور عربی میں کثیر کے مقابلہ میں "قلیل" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی معنی "تھوڑے" ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے اعلان سے یہ ثابت ہوا کہ ہمیشہ انسانوں کی اکثریت غفلت "لاپرواہی" کا شکار رہی ہے۔

مرض غفلت کا اثر

غفلت کی معنی لاپرواہی عرض کر چکا ہوں۔ ساری دنیا کی گزشتہ تاریخ جو بہترین اور اعلےٰ درجہ کی صحیح ہے۔ وہ وہی ہے جو قرآن مجید میں گذشتہ اقوام کے متعلق بیان ہوئی ہے۔ اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ سب سے زیادہ لاپرواہی ان لوگوں نے اپنے خالق، مالک اور مربی اللہ جل شانہٗ کے حق میں کی تھی ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو لا الہ الا اللہ کا سبق پڑھایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت اور ربوبیت کا پتہ دے کر انہیں کلمہ توحید (لا الہ الا اللہ) کا اقرار کرانا چاہا۔ اور اسی رب العالمین کی عبادت کی طرف توجہ دلائی۔ اسی جد و جہد میں انبیاء علیہم السلام نے اپنی عمریں صرف کر دیں۔ مگر ان بد نصیب قوموں کی اکثریت اپنے فرض منصبی عبدیت کو اپنی غفلت (لاپرواہی) کے باعث تسلیم بھی نہ کیا۔ اور نہ فرائض عبدیت کو سمجھا اور نہ انہیں انجام ہی دیا۔ بالآخر ان قوموں کے خلاف غضب الٰہی جوش میں آیا اور انہیں مختلف زمانوں میں مختلف یعنی طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر کے صفحہ ہستی سے مٹایا کسی کو پانی کا طوفان لا کر غرق کیا۔ کسی پر عذاب الٰہی کی آندھی بھیجکر صفحہ ہستی سے مٹایا۔ کسی پر اللہ تعالیٰ کا عذاب الٰہی زلزلہ کی شکل میں آیا۔ کسی غافل قوم پر پتھروں کا مینہ برسایا۔ کسی قوم کو بہتے دریا میں لا کر غرق کر دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

آج کل بھی اکثریت غافلوں ہی کی ہے

برادران اسلام۔ جس ملک میں ہم بود و باش رکھتے ہیں یعنی پاکستان۔ اپنی قوم کے حالات پر غور کر کے دیکھئے۔ اکثر ان میں ایسے ہیں جو اپنے فرض منصبی کو گزشتہ قوموں کی طرح نہیں سمجھتے اور وہ فرض منصبی فرمان شاہنشاہی یعنی قرآن مجید کے احکام کی تعمیل ہے۔ موجودہ دور کے مسلمانوں کی اکثریت دوسرے فرائض حیات کے ادا کرنے میں نسبتاً چست معلوم ہوتی ہے۔ اور اگر سست ہیں تو اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کرنے ہیں۔ مثلاً آپ بازاروں میں دکانداروں کو دیکھئے۔ صبح سے لے کر عشا تک دکانیں کھلی رہتی ہیں۔ اور دکاندار ہر وقت حاضر باش رہتے ہیں۔ اور جب نماز کا وقت آتا ہے۔ اور مسجدوں میں اذانیں ہوتی ہیں تو دکانداروں میں سے کتنے ہیں جو دکانیں چھوڑ کر نماز با جماعت کی صف میں جا کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ ٹھیک! کہ بعض دکاندار نماز پڑھنے کے لئے چلے بھی جاتے ہیں۔ اکثریت تو ایسے لوگوں کی ہے جو نہیں جاتے۔ لہذا جو شکایت اللہ تعالےٰ کو پہلی قوموں سے تھی۔ کہ اکثر نافرمان ہیں۔ وہی صورت حال اب بھی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دفاتر کو دیکھیے ظہر کی نماز دفاتر کے وقت میں آتی ہے۔ وہاں بھی یہی حال ہے۔ بہت ہی کم لوگ دفتروں سے اٹھ کر نماز ظہر ادا کرتے ہیں۔ ورنہ اکثریت وہاں بھی غافلوں کی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تعلیم گاہوں میں دیکھئے عموماً سردی کی موسم میں ظہر کی نماز ہائی سکولوں اور کالجوں کی تعلیم کے وقت میں آتی ہے۔ پھر دیکھ لیجئے کہ اساتذہ اور طلبہ کی اکثریت تعلیم میں مصروف رہتی ہے اور نماز نہیں پڑھتے تو پھر

نتیجہ

بھی وہی نکلے گا جو پہلی غافل قوموں کے حق میں نکلا کرتا تھا کہ اکثریت جو غافل تھی ان کی قبریں دوزخ کا گڑھا اور اقلیت جو ہر معاملہ میں تابع رضائے الٰہی تھے۔ ان کی قبریں بہشت کا باغ بنتی تھیں۔ اب بھی یہی ہو رہا ہے۔

دل کی بینائی سے قبر کے حالات کا مشاہدہ ہو جاتا ہے

برادران اسلام ایک تو یہ بینائی ہے جو آنکھوں میں ہے۔ یہ بینائی تو اللہ تعالےٰ نے ہر مومن و کافر کو عطا فرمائی ہوئی ہے۔ ایک دوسری بینائی بھی ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ (سورۃ الحج رکوع ۶ پ ۱۷) - ترجمہ - پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔

یہ بینائی

اللہ جل شانہ کے پاک نام کی برکت سے

یقیناً حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایسے اپنے بندے دنیا میں رکھے ہوئے ہیں۔ جن کی تعلیم و تربیت سے یہ بینائی حاصل ہو جاتی ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ اس بینائی کے حاصل کرنے کے لئے عمر کا ایک کافی حصّہ صرف کرنا پڑتا ہے۔ اور خاص طریقہ ذکر الٰہی کی کثرت کرنی پڑتی ہے۔ پھر کہیں اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو یہ نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔ رحمت الٰہی کے اس دروازہ کے کھلنے کے وقت عالم روح کے اور بیشمار حالات کا دروازہ بھی ساتھ ہی کھل جاتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

موجودہ دَور کے غافلوں کے جمگھٹے کی ایک اور مثال

آیا نماز عشا کے وقت مسجدوں میں نمازی زیادہ ہوتے ہیں یا سینما گھروں میں سینما بین مرد اور عورتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سینما دیکھنے والے مردوں اور عورتوں کی تعداد کے مقابلہ میں مسجدوں میں دسواں حصّہ بمشکل ہوگا۔

لہٰذا

اے برادران اسلام۔ ان مذکورۃ الصدر حالات میں جب ہم لوگ انہیں گذشتہ قوموں کے غافلوں کی لائن پر جا رہے ہیں تو کیا پھر ہمارے حق میں غضب الٰہی جوش میں نہیں آئے گا۔ اور ہمارے لئے اسی قسم کی تباہی اور بربادی نہیں لائے گا۔ یہ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ عذاب کب اور کس صورت میں آئے گا۔ و ما علینا الا البلاغ

دُوسرا مقام

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۲۔ پ۹) ترجمہ۔ اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں۔ کہ ان سے سُنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے۔ بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ کی پیغمبر خدا کے وقت کے غافلوں سے شکایت

حضور انور کے زمانہ کے غافلوں کے متعلق اللہ تعالےٰ شکایت فرماتے ہیں۔ کہ انسان کے سمجھنے کے ذریعے دل اور آنکھیں اور کان ہی تو ہیں۔ مگر یہ غافل ہمارے فرمان کو سمجھنے کے لئے ان تینوں چیزوں سے کام نہیں لیتے۔ اور مسلسل انکار ہی کئے جا رہے ہیں اور پیغمبر خدا پر مذاق اُڑاتے ہیں۔ ان غافلوں کے حق میں اللہ تعالےٰ نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ کہ آئندہ چل کر یہ لوگ دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

آج کل کے غافلوں کے لئے تنبیہ

آج کل بھی مسلمانوں میں ایک بہت بڑی زبردست غافل پارٹی موجود ہے جو ان علماء کرام کی آواز کو ٹھکراتے ہیں جو قرآن مجید اور اس کی شرح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ غافلوں کی پارٹی ان حضرات کی آواز پر توجہ کریں۔ غور سے سُنیں۔ اور اس مقدس آواز پر لبیک کہیں جو ان حضرات کی اپنی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی آواز ہے۔ جو ان کے مُنہ سے نکل رہی ہے۔ اس مقدس اور پاکیزہ آواز سے فائدہ اٹھانے کی بجائے ان پر مذاق اُڑاتے ہیں۔ اور اپنی مجلسوں میں ان حضرات کی توہین اپنی تفریح طبع اور خوش کن مشغلہ خیال کرتے ہیں۔ ان حضرات کو ملاں ملاں کے نام سے پکار کر دل کو خوش کر لیتے ہیں اور ان کے مُنہ سے نکلے ہوئے پیغام حق کو ملازم ملازم کہہ کر ٹھکراتے رہتے ہیں۔ حالانکہ وہ حق پرست علماء کرام محض ان غافلوں کی بہتری کے لئے کتاب و سنتہ کی آواز ان تک پہنچاتے ہیں۔ ورنہ ان حضرات مبلغین کو ان غافلوں سے کوئی روپیہ پیسہ بٹورنا مقصود نہیں ہوتا۔ اے میرے مسلمان غافل بھائیو۔ ہوش کرو۔ اور اس زندگی کو غنیمت سمجھو۔ اور بحیثیت مسلمان ہونے کے کتاب و سنتہ کی آواز کو غور سے سنا کرو اور پھر سوچا کرو کہ یہ حق کی آواز کیا کہہ رہی ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ

تیسرا مقام

تَنزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ (سورۃ یٰسٓ ع ۱ پ ۲۲) ترجمہ۔ (یہ قرآن مجید) غالب حجت والے کا اتارا ہوا ہے۔ تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں۔ جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔ سو وہ غافل ہیں۔ ان میں سے اکثر پر خدا کا فرمان پورا ہو چکا ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اکثریت پر اتمام حجّت

قرآن مجید نازل فرماتے وقت اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے متعلق خود فیصلہ سنا رہے ہیں کہ ان لوگوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اس قرآن مجید کے ارشادات کو تسلیم نہیں کریں گے۔ مگر پھر ان کو سنایا جا رہا ہے تاکہ ان پر اتمام حجّت ہو جائے۔ تاکہ قیامت کے دن یہ عذر پیش نہ کر سکیں۔ (رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ) سورۃ طٰہٰ ع ۸ پ ۱۶ ترجمہ۔ اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا۔ تاکہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں پر چلتے۔

چوتھا مقام

غافلوں کے حق میں پیغمبر خدا کی بددُعا

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَن سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ قَالَ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (سورہ یونس رکوع ۹۔ پ ۱۱) ترجمہ۔ اور موسےٰ نے کہا۔ اے رب ہمارے تو نے

فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں آرائش اور ہر طرح کا مال دیا ہے۔ اے رب ہمارے یہاں تک کہ انہوں نے تیرے راستہ سے گمراہ کر دیا۔ اے رب ہمارے انکے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ پس یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھیں (اللہ تعالےٰ نے) فرمایا۔ تمہاری (موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی) دعا قبول ہو چکی۔ سو تم دونوں ثابت قدم رہو اور بے عقلوں کی راہ پر مت چلو۔

بد دعا کا نتیجہ

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۹۔ پ ۱۱) ۔ ترجمہ۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا۔ کہا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب یہ کہتا ہے اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا۔ اور مفسدوں میں داخل رہا۔

بغاوت کا انجام

برادران اسلام آپ نے دیکھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے احکام سے غفلت برتنے والوں کا کیا نتیجہ نکلا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو احکام الٰہی کو دل سے ماننے اور عملی نمونہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

پانچواں مقام

غافلین کے لئے دوزخ کا وعید

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (سورۃ یونس ع ۱ پ ۱۱) ۔ ترجمہ۔ بے شک وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر خوش ہوئے اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے بسبب اس کے جو کرتے تھے۔

برادران اسلام اور مسلم خواتین

مذکورۃ الصدر دو آیتوں کو غور سے پڑھیے اور پھر اندر نگاہ ڈال کر دیکھیے کہ کہیں ہم ہی اس عذاب کے اعلان میں تو داخل نہیں ہیں۔ اگر آپ مجھے معاف فرمائیں اور حق بات کہنے سے برا نہ منائیں تو مبالغہ نہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان مرد اور عورتوں کو پہلی آیت کے پہلے فقرہ کے آئینہ میں دیکھا جائے تو اکثریت مسلمان مردوں اور عورتوں میں ایسی ہے۔ جن کو نہ تو موت یاد ہے اور نہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے کا کوئی خطرہ ہی دامنگیر ہے۔ بلکہ عموماً ہر مرد اور عورت دنیا کی زندگی کے دھندوں میں مصروف ہے۔ ہر وقت کے اٹھنے بیٹھنے۔ چلنے پھرنے جاگنے اور سونے میں فقط دنیاوی مقاصد پیش نظر ہوتے ہیں۔ نہ کہ ہر عمل حیات میں آخرت کی نجات کا خیال دامنگیر ہو اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے بھائی بہنوں کو دنیا کی بجائے آخرت کو مقصود بالذات بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر عمل حیات میں پہلے آخرت کا نفع یا نقصان سوچ کر اس کام کو کیا جائے۔ وما علینا الا البلاغ

چھٹا مقام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غافلوں سے قطع تعلق کرنے اور خدا پرستوں کی جمعیتہ میں شامل رہنے کا حکم

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۚ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (سورۃ الکہف ع ۴۔ پ ۱۵) ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔ اور اس شخص کا کہنا نہ مان۔ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی اس کے دیدار اور خوشنودی حاصل کرنے کے شوق میں نہایت اخلاص کے ساتھ دائماً عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ مثلاً ذکر کرتے ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں۔ نمازوں پر مداومت رکھتے ہیں۔ حلال و حرام میں تمیز کرتے ہیں خالق و مخلوق دونوں کے حقوق پہچانتے ہیں۔ گو دنیوی حیثیت سے معزز اور مالدار نہیں۔ جیسے صحابہ میں اس وقت عمارؓ۔ صہیبؓ۔ بلالؓ ابن مسعودؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ایسے مومنین مخلصین کو اپنی صحبت و مجالست سے مستفید کرتے رہیئے اور کسی کے کہنے سننے پر ان کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجئے۔ (اور) ان غریب شکستہ حال مخلصین کو چھوڑ کر موٹے موٹے متکبر دنیا داروں کی طرف اس غرض سے نظر نہ اٹھایئے کہ ان کے مسلمان ہو جانے سے دین اسلام کو بڑی رونق ہو گی۔ اسلام کی اصلی عزت و رونق مادی خوشحالی اور چاندی سونے کے سکوں سے نہیں۔ مضبوط تقویٰ اور اعلےٰ درجہ کی خوش اخلاقی سے ہے۔ دنیا کی ٹیپ ٹاپ محض فانی اور سایہ کی طرح ڈھلنے والی ہے۔ حقیقی دولت تقویٰ اور تعلق مع اللہ کی ہے۔ جسے نہ شکست ہے نہ زوال۔ چنانچہ اصحاب کہف کے واقعہ میں خدا کو یاد کرنیوالوں اور دنیا کے طالبوں کا انجام معلوم ہو چکا (اور) جن کے دل دنیا کے نشہ میں مست ہو کر خدا کی یاد سے غافل اور ہر وقت نفس کی خوشی اور خواہش کی پیروی میں مشغول رہتے ہیں۔ خدا کی اطاعت میں ہیٹی اور ہوا پرستی میں آگے

رہنا ان کا شیوہ ہے ایسے بدمست غافلوں کی بات پر آپ کان نہ دھریں خواہ وہ بظاہر کیسے ہی دولتمند اور جاہ و ثروت والے ہوں۔ روایات میں ہے کہ بعض صنادید (سردار) قریش نے آپؐ سے کہا کہ ان رذیلوں کو اپنے پاس سے اُٹھا دیجئے۔ تاکہ سردار آپ کے پاس بیٹھ سکیں۔ رذیل کہا غریب مسلمانوں کو اور سردار دولتمند کافروں کو۔ ممکن ہے آپؐ کے قلب مبارک میں یہ خیال گزرا ہو کہ ان غرباء کو تھوڑی دیر علیحدہ کر دینے میں کیا مضائقہ ہے۔ وہ تو پکے مسلمان ہیں مصلحت پر نظر کر کے رنجیدہ نہ ہونگے اور یہ دولتمند اس صورت میں اسلام قبول کر لیں گے اس پر یہ آیت اُتری کہ آپ ہرگز ان متکبرین کا کہنا نہ مانئے۔ کیونکہ یہ بیہودہ فرمائش ہی ظاہر کرتے ہیں کہ ان میں حقیقی ایمان کا رنگ قبول کرنے کی استعداد نہیں۔ پھر محض موہوم فائدہ کی خاطر مخلصین کا احترام کیوں نظر انداز کیا جائے۔ نیز امیروں اور غریبوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنے سے احتمال ہے کہ عام لوگوں کے قلوب میں پیغمبر کی طرف سے معاذ اللہ نفرت اور بدگمانی پیدا ہو جائے۔ جس کا ضرر اس ضرر سے کہیں زائد ہوگا۔ جو ان چند متکبرین کے اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں تصور کیا جا سکتا ہے۔

ساتواں مقام

اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافلوں کے دلوں کانوں اور آنکھوں پر مُہر لگ جاتی ہے

اس لئے وہ دلوں کے اندھے کانوں سے بہرے اور آنکھوں کے اندھے ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے بدنصیب لوگ دنیا میں ذلیل اور آخرت میں جہنم رسید ہوں گے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

اس کا ثبوت

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهٖٓ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ ۙ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ۝ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُونَ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝

(سورۃ النحل رکوع ۱۴۔ پ ۱۴) ترجمہ۔ جو کوئی ایمان لانے کے بعد اللہ سے منکر ہوا۔ مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہوا تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر محبوب بنایا اور نیز اس لئے کہ اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ وہی ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر مُہر کر دی اور وہی غافل بھی ہیں۔ ضرور وہی لوگ آخرت میں نقصان اُٹھانے والے ہیں ✦

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی دنیا طلبی اور ہوا پرستی کے نشہ میں ایسے مست و بیہوش ہیں۔ جن کے ہوش میں آنے کی کوئی امید نہیں۔ خدا کی دی ہوئی قوتیں انہوں نے سب بیکار کر دیں۔ آخر کانوں سے حق کی آواز سننے، آنکھوں سے حق کے نشان دیکھنے اور دلوں سے حق بات سمجھنے اور سوچنے کی توفیق سلب ہو گئی۔

انسانوں کی یہ قسم ختم نہیں ہوئی

بلکہ ہر دور میں اس قسم کے بدنصیب انسان ہوتے آئے ہیں اور آج کل بھی ہیں۔ اے اللہ تو محض اپنے فضل و کرم سے مذکورۃ الصدر والی آیتوں کے عذاب سے بچا۔ تیرے فضل سے ہی بچ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اور اس مرض مہلک میں جس طرح عام طور پر مسلمان مرد مبتلا ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی اس مرض کا شکار ہیں۔ اس مرض کا علاج بھی ہے۔ کہ انسان کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائے اور پھر ایسے لوگوں کی صحبت میں رہے جو اللہ تعالےٰ کے احکام کی شوق سے پابندی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی صحبت میں رہنے سے بھی بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی صحبت کی برکت سے بہت جلد طبیعت میں صلاحیت کی طرف رجحان اور احکام الٰہی پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر التزام سے ایسی صحبت میں رہنا نصیب نہ ہو۔ تو پھر کبھی کبھی ان کی زیارت کے لئے چلا جائے اور عقیدہ سے ان حضرات کی خدمت میں فقط خاموش بیٹھنے میں بھی روحانیۃ کو فائدہ پہنچتا ہے۔

نیکی کا رنگ

ایسے حضرات کی صحبت میں بیٹھنے اٹھنے سے نیکی کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ جس چیز کا ذکر میں نے اپنی چند سطور میں کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی چیز کا ذکر خیر فرمایا ہے۔

ارشاد ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ أَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (سورۃ الکہف ع ۴۔ پ ۱۵) ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

دُعا

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ اٰمِينَ يَا إِلٰهَ الْعَالَمِينَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ قیامت کی آمد کا بھی ہے۔ جو شخص قیامت کی آمد کا قائل نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہے چنانچہ قرآن مجید میں سورۃ فاتحہ کے بعد سب سے پہلی سورۃ بقرہ ہے۔ سورۃ بقرہ کے پہلے ہی رکوع میں ایمانداروں کی صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک صفت "وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ" ہے۔ ترجمہ۔ "اور وہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں" لفظ آخرت سے مراد قیامت ہے۔ لہٰذا آج کے خطبہ کا عنوان

قیامت سے متعلقہ حالات

قیامت کے دن نظامِ عالم میں جو تبدیلیاں ہونگی

ان سے متعلقہ اعلانات

پہلا

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝

ترجمہ۔ جب سورج کی روشنی لپیٹ دی جائے اور جب ستارے گر جائیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں۔

یعنی

اس کی لمبی شعاعیں جن سے دھوپ پھیلتی ہے۔ لپیٹ کر رکھ دی جائیں۔ اور آفتاب بے نور ہو کر رہ جائے۔ اس کے علاوہ سب ستاروں کا نور زائل ہو جائے اور پہاڑ ہوا میں اڑتے نظر آئیں۔ مطلب یہ ہے کہ موجودہ نظام عالم کو درہم برہم کر دیا جائے گا۔ یہ نظام درحال انسانوں کے آرام کیلئے تجویز کیا گیا تھا۔ جب انسان ہی دنیا سے ختم کر دیئے گئے تو پھر اس نظام کی ضرورت ہی کیا ہے کہ باقی رکھا جائے۔

دوسرا

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝ (سورۃ الانفطار پ۳۰)۔

ترجمہ۔ جب آسمان پھٹ جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب دریا اُبل نکلیں اور جب قبریں زیر و زبر کر دی جائیں (اس وقت) جان لے گا۔ ہر شخص جو کچھ کہ آگے بھیجا تھا اور پیچھے چھوڑ کر آیا تھا۔

یعنی

اس وقت آسمان پھٹ جائیں گے اور ستارے بے نور ہو جائیں گے اور سمندر کا پانی زمین پر زور کرے گا۔ بالآخر میٹھے اور کھاری پانی مل جائیں گے۔ یہ وقت قیامت کا ہے اور ہر شخص کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ اس میں وہ اعمال درج ہوں گے جو مرنے سے پہلے آگے بھیجے تھے اور جو ایسے اعمال کر کے آیا تھا۔ جس کا نتیجہ بعد میں نکلتا رہا۔ وہ بھی اس اعمالنامے میں درج ہوں گے مثلاً کسی شخص کو علم دین پڑھا کر آیا تھا اس شخص نے اس کے مرنے کے بعد بھی اس پر عمل جاری رکھا۔ اس عمل کرنے والے کو تو ثواب ملے گا۔ اس شخص کو بھی اس کے اعمال میں سے حصہ ملتا رہے گا۔ جس نے اس کو یہ دین سکھایا تھا۔ اللھم اجعلنا منہم

تیسرا

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝ سورہ المزمل رکوع ۱ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ جس دن زمین اور پہاڑ لرزیں گے اور پہاڑ ریگ کے تودے ہو جائیں گے۔

جلال الٰہی کی دہشت

یعنی قیامت کے دن جلال الٰہی کی دہشت اس قدر سخت ہوگی کہ وہ زمین جس کا وزن خدا جانے۔ کتنے ارب در ارب۔ کھرب در کھرب۔ سنکھ در سنکھ من ہوگا اس کے وجود میں بھی خوف الٰہی کے باعث لرزہ پیدا ہو جائے گا۔ اور پہاڑوں کے اجزا میں جو آپس میں ملاپ کی طاقت ہے۔ وہ فنا ہو جائے گی اور پہاڑ ریت کے تودے ہو جائیں گے۔ اے انسان تو اپنی حالت کا اندازہ لگا کہ اس دن تیری کیا حالت ہوگی۔ اس دن کی دہشت انگیزیوں سے بچنے کی فقط ایک ہی تدبیر ہے کہ تو اس جہان میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنی زندگی بسر کر کے جا۔ پھر تم انشاء اللہ تعالیٰ اس میدان میں بھی امن اور چین سے کھڑے ہو گے۔ میرے آخری فقرے کی ایک شہادت

للّٰہیت والی دوستی

بھی اس دن کام آئے گی۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ قیامت کے دن فرمائیگا کہاں ہیں وہ دو شخص جو میری عظمت کے سبب سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے (یعنی ان دونوں کی آپس میں دوستی محض للہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھی۔ ورنہ اور کوئی ذاتی غرض نہ تھی۔) آج میں ان کو اپنے سایہ (رحمت) میں جگہ دونگا جس دن سوائے میرے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر انسان نے جو بھی نیکی کا کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔ ان سب کا بدلہ اللہ تعالیٰ اس جہان میں عطا فرمائے گا۔

چوتھا

قیامت کے دن انسانوں کو ان کے اعمال نامے دیئے جانے کی دو صورتیں

بعضوں کو دائیں ہاتھ میں

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۝ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۝ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ۝ (سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ۔ جس کو اس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا۔ لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھونگا سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

یہ وہی حضرات ہیں

جنہوں نے اپنی دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت بسر کی تھی۔ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے لینے دینے غرضیکہ ہر معاملہ میں ہر وقت رضاء الٰہی ان کے پیش نظر تھی۔ اس پابندی کی انہیں یہ جزائے خیر ملی ہے۔

بعضوں کو بائیں ہاتھ میں

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۝ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطَانِیَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۝ لَّا یَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ۝ (سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ۔ اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ بس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے۔ اسے جکڑ دو۔ بیشک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ جو بڑا عظمت والا ہے۔ اور نہ وہ کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھوون۔ (یعنی دوزخیوں کے زخموں کی پیپ انہیں کھانے کے لئے دی جائے گی)۔ اسے سوائے گنہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔

دو قسم کے آدمی غور سے پڑھیں

مذکور الصدر عذاب کے نقشہ کو دو قسم کے آدمی غور سے پڑھیں۔ دولت کے نشہ میں مست اور مغرور ہونے والے دولتمند اور حکومت کی کرسی پر بیٹھ کر فرعون بن جانے والے سرکاری عہدہ دار اس قسم کے مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ قرآن مجید کے بے انتہا کمالات میں سے ایک یہ بھی اس کا بے نظیر کمال ہے کہ مستقبل کے حالات بالکل صحیح بیان کرتا ہے ان یقینی پیش آنے والے حالات کو سن کر جو لوگ انہیں دل سے مان لیں۔ جس کا نام ایمان ہے اور عملی طور پر اپنی اصلاح کر لیں۔ وہ بڑے ہی خوش نصیب ہیں اور جو ان پیش آنے والے حالات کو نہ مانیں اور بتلانے والوں پر مذاق اڑائیں۔ وہ بڑے ہی بدنصیب ہیں جن کی بدنصیبی کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا

قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے اعمال کے لحاظ سے مختلف نقشے۔

پہلا نقشہ

مومنوں کے متعلق

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ عَلَی الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ۝ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۝ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (سورۃ المطففین۔ پ ۳۰۔ ترجمہ۔ بے شک نیکوکار نعمت میں ہونگے۔ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ آپ ان کے چہروں میں نعمت کی تازگی معلوم کریں گے۔ ان کو خالص شراب جس کی لگی ہوئی پلائی جائیگی اس کی مہر مشک کی ہوگی اور رغبت کرنے والوں کو اس کی رغبت کرنی چاہیئے۔ اور اس میں تسنیم ملی ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہے۔ اس میں سے مقرب پئیں گے۔

کافروں کے متعلق

اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ ۝ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ ۝ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓی اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِیْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ حٰفِظِیْنَ ۝ (سورۃ المطففین پ ۳۰)

ترجمہ۔ بے شک نافرمان (دنیا میں) ہنسی کیا کرتے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھ سے اشارے کرتے اور جب اپنے گھروں کے پاس لوٹ کر جاتے تو ہنستے ہوئے جاتے تھے اور جب ان کو دیکھتے تو کہتے۔ بیشک یہی گمراہ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔

عبرت

یہ ہے کہ مرنے کے بعد ہر شخص کو اپنے اپنے اعمال کے نتائج سامنے آئینگے اگر وہ اعمال کئے تھے جن سے اللہ راضی تھا تو خوش کن اور آرام دہ اور راحت رساں نتائج سامنے آئیں گے۔ مثلاً ایک انسان شرک اور کفر سے پاک تھا۔ نماز باقاعدہ پڑھتا تھا۔ روزے باقاعدہ رکھتا تھا۔ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتا تھا۔ حج فرض تھا تو دنیا کی زندگی میں ادا کر کے گیا تھا اس کے علاوہ لوگوں سے کبھی برائی نہیں کی تھی۔ یہ شخص مومن ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعمال کے نتائج خوش کن اور فرحت رساں نکلیں گے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا باغی تھا۔ نیکی سے کوسوں دور رہتا تھا خلق خدا کو ستاتا تھا۔ ان کی حق تلفیاں کیا کرتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے

اعمال کے نتائج اس کے حق میں مہلک ہی نکلیں گے۔ مرنے کے بعد جو تکلیف ممکن ہو سکتی ہے۔ وہ اسے پہنچیگی اور وہ تمام تکالیف بقول شخصے آنچہ برما است از ما است۔ ترجمہ۔ میرے حالات جو بھی ہیں۔ وہ سب میرے ہی عملوں کے نتیجے ہیں۔

دوسرا نقشہ
مومنوں کے متعلق

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ (الانشقاق پ ۳۰)

ترجمہ۔ پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل و عیال میں خوش واپس آئے گا۔

کافروں کے متعلق

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ وَّ یَصْلٰی سَعِیْرًا ؕ اِنَّهٗ کَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ۛؕ (سورۃ الانشقاق پ ۳۰)

ترجمہ اور لیکن جس کو نامۂ اعمال پیٹھ پیچھے سے دیا گیا تو وہ موت کو پکارے گا۔ اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ بے شک وہ اپنے اہل و عیال میں بڑا خوش و خرم تھا بے شک اس نے سمجھ لیا تھا کہ ہرگز نہ لوٹ کر جائے گا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں پکڑایا جائیگا۔ فرشتے سامنے سے اس کی صورت دیکھنا پسند نہیں کریں گے۔ گویا غایت کراہیت کا اظہار کیا جائیگا۔ اور ممکن ہے پیچھے سے مشکیں بندھی ہوں۔ اس لئے اعمالنامہ پشت کی طرف سے دینے کی نوبت آئے۔ (اب یہ شخص) عذاب کے ڈر سے موت مانگیگا (چونکہ یہ) دنیا میں آخرت سے بیفکر تھا۔ اس کا بدلہ یہ ہے کہ آج سخت غم میں مبتلا ہونا پڑا۔ اس کے برعکس جو لوگ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی فکر میں گھلے جاتے تھے۔ ان کو آج بالکل بے فکری اور امن چین ہے۔ کافر یہاں مسرور تھا۔ مومن وہاں مسرور ہے۔

نام کے مسلمان مرد عورتیں

جو کہلاتے تو مسلمان ہی ہیں۔ مگر دنیاوی عیش و آرام میں مست اور ایسے مدہوش ہیں کہ شاید انہیں کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہ آیا ہو کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ یہ دنیاوی عیش و عشرت کے سامان سب چھن جانیوالے ہیں اور قبر میں جا کر لیٹنا ہے۔ اور وہاں فقط وہی اعمال کام آئیں گے۔ جو دنیا کی زندگی میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تھے۔ مثلاً کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ورد کرنا پنجوقتہ نماز پڑھنا ماہ رمضان میں روزے رکھنا اور اگر اللہ تعالےٰ نے مال دیا ہے تو سال کے بعد زکوٰۃ دینا اور اگر اتنا روپیہ اللہ تعالےٰ نے دیا ہے کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے کافی ہو سکتا ہے تو بیت اللہ الحرام کا حج کرنا۔

ان بدنصیب مردوں اور عورتوں

کی کوٹھیوں اور بنگلوں میں موجودہ یورپین تمدن کے سب سامان ہونگے مگر نہیں ہوگا تو وضو کے لئے لوٹا۔ اور نہیں ہوگا تو نماز کے لئے مصلیٰ۔

تیسرا نقشہ
مومنوں کے متعلق

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ ۚ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۚ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۙ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۙ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا ۢ بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ۝ سورۃ الحاقہ پ ۲۹ — ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہونگے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

کافروں کے متعلق

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ ۚ وَ لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطَانِیَهْ ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۚ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۚ (سورۃ الحاقہ ع ۱ پارہ ۲۹۔

ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ تو کہے گا۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔

عبرت

گذشتہ اعلان الٰہی سے معلوم ہوا۔ کہ خواہ کوئی کتنا ہی بڑے سے بڑا دولتمند ہو اور خواہ کتنا ہی بڑے سے بڑا دنیا کی کسی حکومت کا عہدہ دار ہو۔ یہ دونوں چیزیں اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکتیں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانیوالی چیز فقط اس کے نازل کردہ احکام کی پابندی ہے۔ اور بعد از بعثت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام احکام الٰہی کا مجموعہ فقط قرآن مجید ہی ہے۔

چوتھا نقشہ
مومنوں کے متعلق

اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ الایہ (سورہ محمد رکوع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ۔ بے شک اللہ انہیں داخل کریگا جو ایمان لائے اور نیک کام کئے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

کافروں کے متعلق

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًی لَّهُمْ (سورہ محمد ع ۲ پ ۲۶)۔ ترجمہ اور جو کافر ہیں۔ وہ عیش کر رہے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں۔ جس طرح چارپائے کھاتے ہیں۔ اور دوزخ ان کا ٹھکانا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی دنیا کا سامان برت رہے ہیں۔ اور مارے حرص کے بہائم کی طرح اناپ شناپ کھاتے چلے جاتے ہیں۔ نتیجہ کی خبر

نہیں کہ کل یہ کھایا پیا کس طرح نکلیگا۔ اچھا چند روز مزے اڑا لیں۔ آگے ان کے لئے آگ کا گھر تیار ہے۔

کاروباری مسلمان

میں بفضلہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جو کلمہ پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو سچا جانتے ہیں مسلمان کہتا ہوں۔ اس کے بعد حیران ہوتا ہوں کہ ان میں سے کاروباری لائن کے اکثر آدمی ایسے پائے جاتے ہیں کہ مال کی حرص میں وہ ایسے ہی حریص ہیں۔ جس طرح کہ شیخ الاسلام والے اوپر کے حاشیہ میں کافروں کی حرص کا ذکر کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ ایسے حریص مسلمانوں کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

پانچواں نقشہ
مومنوں کے متعلق

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۴۔ پ ۲۵)

ترجمہ۔ اور آپ ہر ایک جماعت کو گھٹنے ٹیکے ہوئے دیکھیں گے۔ ہر ایک جماعت اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلائی جائے گی۔ (کہا جائیگا) آج تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ یہ ہمارا دفتر تم پر سچ سچ بول رہا ہے۔ کیونکہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم اسے لکھ لیا کرتے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔ انہیں ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہ صریح کامیابی ہے۔

کافروں کے متعلق

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۴ پ ۲۵)

ترجمہ۔ اور وہ جنہوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائے گا) کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم نے غرور کیا۔ اور تم نافرمان لوگ تھے اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں۔ تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے۔ ہم تو اس کو محض خیالی بات جانتے ہیں۔ اور ہمیں یقین نہیں اور ان پر ان کے اعمال کی برائی ظاہر ہو جائیگی اور ان پر وہ آفت آ پڑیگی جس سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ اور کہا جائیگا آج ہم تمہیں فراموش کر دیں گے۔ جیسا تم نے اپنے اس دن کے ملنے کو فراموش کر دیا تھا اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ کی آیتوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ اور تمہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ پس آج وہ اس سے نہ نکالے جائینگے اور نہ ان سے توبہ طلب کی جائیگی۔

قیامت کے دن بدنصیب انسانوں کی ایک اور قسم کا ذکر۔ اور وہ منافق ہیں۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝ (سورۃ النساء۔ رکوع ۲۱۔ پ ۵)

ترجمہ۔ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے۔ اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور اللہ کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا۔ تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دیگا۔

خلاصہ

مذکورۃ الصدر دو آیتوں میں پہلے ان منافقوں کی اخروی سزا کا ذکر کیا گیا ہے جو منافق ہونے کی حالت میں وفات پائیں اس کے بعد دوسری آیت میں یہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اگر وہ نفاق کی مرض سے توبہ کر کے مریں تو انہیں مخلص مومنوں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے گا۔ اور مخلص مومنین کی طرح اجر عظیم کے مستحق ہونگے

حضور انورؐ کے مبارک زمانہ میں
منافقین کا طرز عمل یہ تھا

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۣ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ (سورۃ النساء ع ۲۱۔ پ ۵)۔

ترجمہ۔ منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں اور وہی ان کو فریب دے گا اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں اور نہ پورے اس طرف ہیں اور نہ پورے اس طرف اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہیں پائے گا۔

تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں ایک ضروری عرضداشت

آج کے اس خطبہ میں بندہ نے بتوفیق الٰہی مسلمانوں، کافروں، اور منافقوں کے اعمال کے متعدد نقشے قرآن مجید میں سے انتخاب کر کے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی پیش کرتا آیا ہوں کہ ہر ایک قسم کے لوگوں کے اعمال کے نتائج کیا نکلیں گے۔ اب آپ میں سے ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے کہ ان نقشوں کو غور سے پڑھے اور پھر سوچے کہ میرے اعمال کس نقشے میں آتے ہیں۔ پھر خود ہی فیصلہ کر لے کہ میں مومن ہوں یا منافق یا کافر۔ اور آپ کا ضمیر جس خانے میں داخل ہونے کا فیصلہ کرے گا۔ قیامت کے دن اسی قسم کے نتائج آپ کے سامنے آئیں گے اکثر کا ضمیر غلطی نہیں کرتا۔

میری قطعی رائے یہ ہے کہ بعض اوقات

انسان اپنی غلطی اور اپنے گناہ کا اقرار لوگوں کے سامنے نہیں کرتا۔ تاکہ ذلیل اور شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ مگر باوجود ظاہری انکار کے انسان کا ضمیر غلطی نہیں کرتا۔ بظاہر انکار کرنے کے باوجود دل میں سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں مجرم ہوں اسی استعداد کے باعث تو اللہ تعالےٰ انسان کو قیامت

کے دن فرمائے گا

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲)

ترجمہ۔ اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے۔ آج اپنا حساب لینے کیلئے تو ہی کافی ہے۔

لہٰذا

ہر انسان کا فرض ہے کہ دنیا کی زندگی میں سوچ لے کہ میں کس کھاتے میں جا رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو مقبولین بارگاہ الٰہی کے زمرے میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

اسلام میں افضل ترین اعمال

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام میں کیا چیز (اور کون سا عمل) زیادہ اچھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایک) یہ کہ تم اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ اور (دوسرے) یہ کہ جس سے جان پہچان ہو اس کو بھی اور جس سے جان پہچان نہ ہو اس کو بھی سلام کیا کرو۔ صحیح بخاری

آپس میں محبت کیسے پیدا ہو؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک پورے مومن نہ ہو جاؤ (اور تمھاری زندگی ایمان والی زندگی نہ ہو جائے) اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم میں باہم محبت نہ ہو جائے۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جس کے کرنے سے تمھارے درمیان محبت و یگانگت پیدا ہو جائے۔ (وہ یہ ہے کہ) سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔ صحیح مسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

علاماتِ قیامت

فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا

(سورہ محمد رکوع ۲۔ پ ۲۶)

ترجمہ۔ پھر کیا وہ اس گھڑی کا انتظار کرتے ہیں (یعنی قیامت کا) کہ ان پر ناگہاں آئے۔ پس تحقیق اس کی علامتیں تو ظاہر ہو چکی ہیں۔ پھر جب وہ آگئی تو اس کا سمجھنا کیا فائدہ دیگا۔

علاماتِ قیامت کے شمار میں

ایک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود بھی ہے

ثبوت اوّل

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس آیت پر حاشیہ "بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا سب نبی راہ دیکھتے تھے خاتم النبیین کی۔ جب وہ آچکے۔ اب قیامت ہی رہی باقی"

ثبوت دوم

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی قرآن کی نصیحتیں، گذشتہ اقوام کی عبرتناک مثالیں اور جنت و دوزخ کے وعدہ و وعید سب سن چکے۔ اب ماننے کے لئے کس وقت کا انتظار ہے۔ یہ ہی کہ قیامت کی گھڑی ان کے سر پر اچانک آ کھڑی ہو۔ سو قیامت کی کئی نشانیاں تو آچکیں اور جب خود قیامت آ کھڑی ہوگی۔ اس وقت ان کے لئے سمجھ حاصل کرنے اور ماننے کا موقع کہاں باقی رہے گا۔ یعنی وہ سمجھنا اور ماننا بیکار ہے۔ کیونکہ اس پر نجات نہیں ہو سکتی۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا "اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" (میں اور قیامت اس طرح ہیں) گویا میں قیامت سے اتنا آگے نکل آیا ہوں۔ جتنا بیچ کی انگلی شہادت کی انگلی سے آگے نکلی ہوئی ہے۔

حاصل

دونوں حضرات کے حواشی سے یہ حاصل نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود مسعود بھی قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ گویا کہ حضور انورؐ کے بعد اب جلدی قیامت آئیگی۔

ایک شبہ کا جواب

حضور انورؐ کے اس جہان دنیا میں تشریف فرما ہونے کے بعد میں نے عرض کیا ہے کہ اب قیامت جلدی آئے گی۔ اس جلدی سے مراد ہمارے محاورے کی جلدی مراد نہیں ہے کہ چار پانچ منٹ یا دو چار دن یا دو چار مہینے۔

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ایک دن کا اندازہ سنئے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ۝

(سورۃ الحج۔ ع ۶۔ پ ۱۷)

ترجمہ۔ اور تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اللہ اپنے وعدے کا ہرگز خلاف نہیں کرے گا۔ اور ایک دن تیرے رب کے ہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے۔ جو تم گنتے ہو۔

پہلی علامت

پہلی علامت سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ثابت کیا جا چکا ہے۔

حضور انور کے مبارک زمانہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی اصطلاح کے لحاظ سے ابھی دو دن بھی پورے نہیں گزرے۔ اس وقت ۱۳۷۹ھ ہے۔ لہٰذا ابھی اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں آپ کے بعد ابھی دو دن بھی گزرنے نہیں پائے کہ قیامت کی آمد کی بہت ساری علامتیں نمودار ہو چکی ہیں۔ جن کا ذکر ابھی آگے کیا جائے گا۔

حضور انورؐ کے بعد مزید قیامت کی علامات کا ظہور

برادران اسلام۔ اس سے پہلے خطبہ میں آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ قیامت کے دن اس دنیا کے نظام میں کس کس قسم کی تباہی آئے گی۔ مثلاً سورج پر۔ آسمان پر۔ ستاروں پر۔ زمین پر۔ پہاڑوں پر۔ قبروں پر۔ قبروں سے نکلنے کے بعد انسانوں پر دہشت طاری ہونے پر وغیرہ وغیرہ حالات کافی تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کئے جا چکے ہیں۔

آج

کے خطبہ میں قیامت کے واقع ہونے سے پہلے جو نشانیاں دنیا میں رونما ہونگی۔ ان کا ذکر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں آیا ہے۔ وہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد دوسرا مضمون عرض کروں گا کہ قیامت کس کے لوگوں پر قائم ہوگی۔ (یعنی اس وقت پہلے تمام شریف انسانوں کا خاتمہ ہو چکا ہوگا۔ اور فقط بے حیا۔ بدمعاش اور لچے آدمی دنیا میں موجود ہونگے)۔

پہلا مضمون

قیامت کے واقع ہونے سے پہلے جو نشانیاں رونما ہوں گی۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ اِمْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ۔ وفی روایۃ۔ يَقِلُّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ اور جہالت زیادہ ہو جائیگی اور زنا کثرت سے ہوگا اور شراب بہت پی جائے گی مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ اور عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنیوالا ایک مرد ہوگا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ علم کم ہوگا اور جہالت زیادہ ہوگی

چھ علامتوں میں چار نمودار ہو چکی ہیں

پہلی علامت

آپؐ نے پہلی علامت یہ فرمائی تھی۔ کہ علم اُٹھ جائے گا۔ کیا اس علم سے مراد وہ علم ہے جو انگریز یا فرانسیسی یا جرمنی یا امریکی حضور انورؐ سے ایک ہزار برس بعد دنیا میں پیدا ہونے کے بعد جو سائنس کی ترقی کے متعلق ایجاد کریں گے۔ کہ ریل کا انجن یوں بنایا جاتا ہے اور ہوائی جہاز یوں بنایا جاتا ہے اور ڈریڈ ناٹ بحری جہاز یوں بنائے جاتے ہیں اور سمندر کے اندر غوطہ خور کشتیاں یوں بنائی جاتی ہیں۔ اور راکٹ یوں بنائے جاتے ہیں۔ اور ان راکٹوں کو آسمان پر یوں اُڑایا جاتا ہے اور ایٹم بم یوں بنائے جاتے ہیں اور یوں پھینکے جاتے ہیں اور ان سے دشمن کے ملک میں یوں تباہی پھیلائی جاتی ہے۔ اے مسلمان۔ نہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں حضور انورؐ کے خیال مبارک میں ان چیزوں کا علم مراد نہیں ہے۔

حضور انورؐ کے پیش نظر علم سے مُراد مندرجہ ذیل چیزیں ہیں

پہلی

(اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ) (سورۃ الرحمٰن رکوع ۱ پ ۲۷)

ترجمہ۔ رحمٰن ہی نے (انسان کو) قرآن کی تعلیم دی ہے +

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ نے بذریعہ وحی جو علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو القا فرمایا ہے وہ قرآن مجید ہی تو ہے۔

کیا تعلیمیافتہ طبقہ کے کمال علمی میں قرآن مجید کا علم ہے؟

کیا ہماری سکول اور کالج کی انتہائی تعلیم تک کہیں بھی قرآن مجید کی تعلیم جزو تعلیم ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی کا نام رُفِعَ الْعِلْمُ۔ علم اٹھا لیا جائے گا۔ گویا کہ موجودہ تعلیمیافتہ طبقہ کے علمی نصاب سے قرآن مجید نفی کر دیا گیا ہے

یہ الگ چیز ہے

کہ جس چیز کو اللہ تعالےٰ زندہ رکھنا چاہے اس کو کون صفحہ ہستی سے مٹا سکتا ہے۔ بیچارے علماء دین قرآن مجید کی تعلیم کو اپنی تعلیم کا جزء لازم بنانے کے باعث اپنی توہین اور تذلیل برداشت کر رہے ہیں اور طعنے سہ رہے ہیں مگر قرآن مجید کی تعلیم کو اپنی تعلیم کا جزو بنا کر بنا ہے جا رہے ہیں۔ کیا بیچارے علماءؒ کو خواہ ان کی حیثیت بارگاہ الٰہی میں اور عام دیندار طبقہ کے مسلمانوں میں کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو۔ بایں ہمہ ہمارا تعلیمیافتہ طبقہ انہیں ملا کے نام سے یاد کرتا ہے اور یہ لفظ ان نوجوانوں کے ذہنوں میں انتہائی تذلیل کا لفظ ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی علماء دین کی توہین کے لئے طرح طرح کے فقرے استعمال کر کے اپنے دل کو خوش کرتے رہتے ہیں۔

تو کیا ان حالات

میں اگر میں یہ نتیجہ نکالوں کہ ان لوگوں کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے علم (یعنی قرآن مجید) کی کوئی وقعت اور کوئی عزت نہیں ہے تو حق بجانب نہیں ہونگا؟

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

کہ اس بے دینی کی وبا عام میں بھی علماء دین قرآن مجید کا جھنڈا ہاتھ میں لئے کھڑے ہیں اور اس کو سرنگوں نہیں ہونے دیتے۔

باوجودیکہ

قرآن مجید کا جھنڈا جس کے حاشیہ پر سنت رسول کے نقوش کندہ ہیں۔ ہاتھ میں لینے کے باعث انکی عزت پر [illegible]

کتاب و سنت کی طرف سے طرح طرح کے بم پھینکے جا رہے ہیں۔ عزت پر بم یہ ہیں۔ یہ ملاں ہیں۔ یہ ملا ازم ہے۔ یہ ملاں کیا جانیں۔ باوجود اس ذلت آمیز سلوک کے میں علماء کرام محافظین کتاب و سنت کو

مبارک صد مبارک

دیتا ہوں کہ اپنی توہین کرا کر بھی اللہ تعالےٰ کے دین کی عزت کرا رہے ہیں۔

میرا ایمان ہے

کہ ایک وقت آگے آنے والا ہے کہ یہ علماء کرام دین کے باعث اپنی تذلیل کا صلہ بارگاہ الٰہی میں بصورت عزت پانے والے ہیں۔ اور یہ تمسخر کرنے والے اگر اس گناہ سے توبہ کر کے نہ مرے تو اس تمسخر کی وہ سزا پائیں گے جو اس وقت ان کے خیال میں بھی نہیں آ سکتی۔ وما علینا الا البلاغ۔

قیامت کی دوسری علامت۔ پہلی کی وضاحت

میں خود بخود صاف ہو گئی۔ جب علمی نصاب تعلیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا نصاب تعلیم داخل نہ رہا۔ جیسا کہ واضح کر چکا ہوں۔ تو اس علم کے نفی ہو جانے سے جہالت کی کثرت اور بہتات تو خود بخود ہو گئی۔ جس طرح آج کل کا اعلیٰ تعلیمیافتہ قرآن مجید کی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتا۔ میں ان نوجوانوں کے متعلق کہا کرتا ہوں کہ ان کے سامنے قرآن مجید اور وید اور گرنتھ رکھ دو۔ ان کو تینوں مذاہب کی مذہبی کتابوں کے کالے کالے حروف تو نظر آئیں گے۔ مگر یہ لوگ جس طرح گرنتھ اور وید نہیں پڑھ سکتے بعینہٖ اسی طرح قرآن مجید کی ایک سطر کا نہ ہجے کر سکتے ہیں اور نہ عبارت پڑھ سکتے ہیں۔ یَکْثُرُ الْجَھْلُ کا یہی مطلب ہے۔ سب علوم حاضرہ دنیوی سے کم و بیش بہشنا اور علم دین (قرآن مجید اور سُنت رسولؐ) سے ناآشنا۔ اے میرے مسلمان نوجوان تیرے متعلق میرے دُکھی دل کی آہ سن۔ شعر

واۓ ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اور ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کے دل کی
دُکھی آہ بھی سُن

ایں غلام ابن غلام ابن غلام
حرّیت اندیشۂ اورا حرام
مکتب از وے جذبۂ دیں در ربود
از وجودش ایں قدر دانم کہ بود
ایں ز خود بیگانہ ایں مست فرنگ
نان جوئی خواہد از دستِ فرنگ

(پس چہ باید کرد اے اقوام شرق صفحہ ۶۵)

قیامت کی تیسری علامت

زنا کی بہتات ہو جائیگی اور شہروں کو جانے دیجئے اپنے اس شہر میں زنا کی رپورٹیں چند مہینے ہوئے اخبار میں چھپی تھی کہ لاہور کے چکلے (ٹبی) میں ساٹھ فیصدی سکولوں اور کالجوں کے لڑکے رات کو آتے ہیں۔ میں اہالیان لاہور سے پوچھتا ہوں کیا اس خبر کے شائع ہونے کے بعد اسکی تردید اخبارات میں ہوئی تھی؟ یہاں تک میرے معلومات ہیں۔ میں نے اسکی تردید نہیں پڑھی اور کیا اسکے علاوہ شہر لاہور میں کوٹھی خانے نہیں ہیں جو زنا کے اڈے ہیں۔ تو کیا پھر ان حالات کے ہوتے ہوئے اگر یہ کہا جائے کہ بکثرت زنا ہو رہا ہے تو کیا یہ کہنا غلط ہوگا۔ اے مسلمان

کیا تیری یہ بدکاری

اللہ تعالےٰ کے غضب کو نہیں بُلا رہی؟ جب لاہور میں تقسیم سے پہلے ہندو اور سکھ بھی آباد تھے۔ اس وقت اپنا گناہ چھپانے کے لئے مسلمان یہ کہہ سکتا تھا کہ چکلے میں ہندو اور سکھ جاتے ہونگے۔ آپ خواہ مخواہ مسلمان کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ اے مسلمانو۔ اب تو یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا۔ اب تو لاہور میں فقط تم ہی تم ہو۔

اے مسلمان

ہوش کر دعوےٰ اسلام کرکے اسلام کی عملاً مخالفت سے اللہ تعالےٰ کے غضب کو نہ بُلا۔ تو چیز ہی کیا ہے۔ تجھ سے پہلے بڑی بڑی زبردست اور طاقتور قوموں نے اللہ تعالےٰ کے احکام کی مخالفت کی جو تاج و تخت کی بھی مالک تھیں۔ مگر احکام الٰہی کی مخالفت کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ نے انہیں صفحۂ ہستی سے ایسا مٹایا کہ ان میں سے ایک متنفس بھی باقی نہ رہا۔ ان ملعونوں کی داستانیں فقط تاریخوں میں رہ گئیں اور خود واصل جہنم ہو گئے۔

قیامت کی چوتھی علامت

وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ۔ ترجمہ۔ اور شراب نوشی کی کثرت ہوگی۔

یہ چیز بھی دیکھ لیجئے ہر شہر میں شراب کی دُکانیں کھلی ہیں۔ مسلمان بے کھٹکا پیتے ہیں۔ پینے والوں کو یہ خیال ہی نہیں آتا کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام میں شراب نوشی حرام ہے۔ اے مسلمان شراب کے متعلق فرمان الٰہی سُن۔ جو قرآن مجید میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۱۲۔ پ ۷)۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور بُت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ آیت میں چاروں مذکور الصدر کام شیطان کے گندے کام ہیں۔ لہٰذا مسلمان کا فرض ہے کہ ان سے بچتا رہے مگر آج کل مسلمانوں میں بکثرت یہ وبا پھیلی ہوئی ہے۔ اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر کھلم کھلا ایک دوسرے کے سامنے پیتے ہیں اور ایک دوسرے کو پلاتے ہیں اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ آج کل کے اونچے طبقہ کے لوگوں میں جو پورے فیشن ایبل ہوتے ہیں۔ دعوتوں میں شراب کا استعمال بھی ایک لازمی چیز ہو گیا ہے۔

کیا یہ لوگ

جو کھلم کھلا اسلام کی مخالفت کرتے ہیں کیا اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو سکتا ہے؟ اور کیا یہ لوگ قانون الٰہی کی مخالفت کے باعث دربار الٰہی میں مجرم کی حیثیت سے پیش نہیں ہوں گے؟ کیا ان مسلمانوں کو یہ علم نہیں ہے؟ کہ جو شخص جس بادشاہ کے ملک میں رہے اس مملکت کے قوانین کی تعمیل انسان پر لازم ہو جاتی ہے اور اگر اس ملک میں رہتے ہوئے اس حکومت کی مخالفت کرے تو مجرم قرار دے کر سزا کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ اے مسلمان کیا یہ تیرا ایمان نہیں کہ سارے جہان کا اصلی اور حقیقی بادشاہ فقط اللہ جل شانہٗ ہی ہے۔ اے قانون الٰہی کی مخالفت کرنے والے مسلمان تو خود ہی دل میں فیصلہ کر۔ کہ تو مذکورۃ الصدر چاروں دفعات قانون الٰہی کی مخالفت کرکے مسلمان (یعنی اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار) کہلانے کا مستحق ہے۔ تو اپنے ایمان سے خود فیصلہ کر کہ تو حکومت الٰہیہ (جس کا قانون قرآن مجید ہے اور جسکے قانون کی شرح حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے) کا وفادار ہے یا باغی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تیری زبان تو جھوٹ بول سکتی ہے۔ مگر تیرا ضمیر ہرگز جھوٹ نہیں بولے گا۔ وہ اندر سے بھی تمہیں یہی آواز دے گا کہ تو باغی ہے۔ اور پھر تیرے ضمیر کے فیصلے کے مطابق تمہیں وہی سزا ملنی چاہیئے جو ایک باغی کو دی جاتی ہے۔ اور وہ

جیل خانہ

ہے اور اے خدا کے باغی تمہیں یہ تو بحیثیت مسلمان ہونے کے معلوم ہی ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کے جیل خانہ کا نام دوزخ ہے اور دوزخی دوزخ میں اپنی بد اعمالیوں کے باعث جائینگے

اس کا ثبوت

اپنی بد اعمالیوں کے باعث دوزخ میں جانے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ (وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝) (سورۃ النحل ع ۱۵۔ پ ۱۴)۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ یہودی ہیں ہم نے ان پر حرام کی۔ جو تجھے پہلے سنا چکے ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہودیوں پر جو عذاب الٰہی دنیا میں آیا یا آخرت میں آئے گا۔ وہ

ان کی اپنی بداعمالی کا نتیجہ ہے۔ اس عذاب میں اللہ تعالےٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے خود اپنے نفسوں پر ظلم کیا کہ گناہ ہی ایسے کیئے۔ جن کے نتائج یہی نکلنے چاہئیں تھے۔ جو نکلے اے مسلمان

تو بھی اسی پر اپنا معاملہ

قیاس کرلے کہ دنیا میں کی ہوئی نافرمانیوں کے باعث جو سزا تمہیں ملے گی تو تیری ہی بد اعمالیوں کا لازمی نتیجہ ہوگی۔ و ما علینا الا البلاغ

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَّالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَّالزَّکٰوةُ مَغْرَمًا وَّتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَهٗ وَاَقْصٰی اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلُهُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْکُهٗ فَتَتَابَعَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ مال غنیمت کو دولت قرار دے دیا جائے گا۔ (یعنی جب مال غنیمت کو امراء اور صاحب منصب لوگ دولت قرار دے کر خود لے لیں گے اور ضعیف اشخاص کو اس میں سے حصّہ نہ دیں گے) اور جب امانت (کے مال) کو غنیمت شمار کر لیا جائے گا (یعنی جب لوگ امانت کے مال میں خیانت کریں گے اور اس کو مال غنیمت سمجھ لیں گے) اور جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا۔ اور جب علم کو دین کے لئے نہیں۔ بلکہ دنیا وغیرہ حاصل کرنے کے لئے سیکھا جائے گا۔ (یعنی علم کو دولت وغیرہ حاصل کرنے کے لئے سیکھا جائے گا۔ اور جب مرد عورت کی اطاعت کرے گا (یعنی جو کچھ عورت کہے گی اس کو بجالائے گا) اور جب (بیٹا) ماں کی نافرمانی کرے گا۔ اور اس کو سنج دے گا اور جب آدمی دوست کو اپنا ہم نشین بنائے گا۔ اور باپ کو دُور کر دے گا۔ اور جب مسجدوں میں زور زور سے باتیں کی جائینگی۔ اور شور مچایا جائے گا۔ اور جب قوم کی سرداری قوم کا ایک فاسق آدمی کریگا اور جب قوم کے امور کا سربراہ قوم کا کمینہ اور ارذل شخص ہوگا اور جب آدمی کی تعظیم اس کی بُرائیوں سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔ اور جب گانے والی عورتیں ظاہر ہوں گی (اور لوگ ان سے اختلاط کریں گے) اور جب باجے ظاہر ہوں گے اور جب شرابیں پی جائیں گی (یعنی علانیہ) اور جب اس اُمت کے پچھلے لوگ پہلے لوگوں کو بُرا کہیں گے اور ان پر لعنت کریں گے۔ اس وقت تم ان چیزوں کے وقوع میں آنے کا انتظار کرو۔ یعنی تیز و تند سرخ آندھی کا۔ زلزلہ کا۔ زمین میں دھنس جانے کا۔ صورتیں مسخ ہو جانے کا اور پتھروں کے برسنے کا اور ان پے در پے نشانیوں کا (جو قیامت سے پہلے ظہور میں آئینگی) گویا وہ موتیوں کی ایک ٹوٹی ہوئی لڑی ہے۔ جس سے پے در پے موتی گر رہے ہیں۔

علامات قیامت کا مطلب

ہی یہی ہے کہ جب لوگوں کے اخلاق بگڑ جائیں گے اور اللہ تعالےٰ کا خوف ان میں نہیں رہے گا اور شتر بے مہار کی طرح جدھر چاہینگے جائینگے اور جو چاہیں گے کریں گے۔ رزق خدا تعالےٰ کا کھائیں گے۔ ملک خدا کے میں رہیں گے اور پھر اسی سے بغاوت کریں گے۔ پھر اللہ تعالےٰ کا غضب جوش میں آئے گا۔ کہ ان باغیوں کو اپنے ملک میں زندہ رکھنے کی ضرورت ہی کیا۔ بلکہ اس جہان میں ایسے باغیوں کے لئے عیش و آرام کے سامان مہیا کرنیکی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیوں نہ اس جہان کا تختہ ہی اُلٹ دیا جائے۔

اسی حدیث شریف کے آئینہ

میں مسلمان قوم کا منہ دیکھئے کہ ان کے اخلاق کتنے گر چکے ہیں۔

اکثر بد دیانت ہیں۔

آج کل کے دور میں اکثریت مسلمانوں کی بد دیانت ہے۔ مثلاً مقروض جب قرض لیتا ہے تو گویا کہ قرضخواہ کو یہ یقین دلا کر لیتا ہے کہ میں حسب وعدہ وقت پر ادا کر دوں گا اور قرضخواہ اس کی چاپلوسی کی باتوں میں آکر اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی جو پیسہ پیسہ جوڑ کر بچارے نے جمع کی تھی۔ وہ مانگنے والے کی چاپلوسی پر اعتماد کرکے دے دیتا ہے۔ پھر کتنے مسلمان ہیں کہ وقت پر ادا کرتے ہیں۔ شائد سو میں سے پانچ ایسے نکلیں جو وعدہ کے مطابق ادا کر دیتے ہیں۔ ورنہ قرضخواہ کا روپیہ اس طرح کھا جاتے ہیں۔ جس طرح کہ کفار کا مال غنیمت انہیں ہاتھ آ گیا۔ جو کہا گئے وقت پر ادا نہیں کرتے اور جب قرضخواہ بچارا مانگنے کے لئے آئے تو لڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں کہ ہم کہیں بھاگے جاتے ہیں کہ روز آکر ستاتے ہو۔ جاؤ جا کر عدالت میں دعوے دائر کرو اگر اتنی ہی جلدی ہے تو وہ بچارا قرضخواہ نیکی برباد گناہ لازم کے سلسلہ کا ملزم ہو جاتا ہے اور جس طرح عرض کر چکا ہوں کہ شاید سو میں سے پانچ شریف مسلمان نکل آئیں جو قرضخواہ کو گھر جا کر چپکے سے دے آئیں۔

سو میں سے سو فیصدی

غالباً میرا اندازہ غلط نہیں ہوگا۔ کہ انگریز کے عہد حکومت میں سو میں سے سو فیصدی مسلمانوں کے خلاف مقدمے ہوتے تھے۔ یا مسلمان مسلمان کے خلاف دیوانی مقدمہ کرتا تھا کہ فلاں مسلمان نے میرا فلاں روپیہ یا فلاں حق غصب کر لیا ہے یا ہندو مسلمان کے خلاف دیوانی مقدمے دائر کیا کرتا تھا کہ اس نے مجھ سے اتنی میعاد کے لئے اتنے سود پر قرض لیا تھا اور اب مجھے واپس نہیں دیتا۔ ہندو اگرچہ کافر تھا مگر اسکی کاروبار کے سلسلہ میں ساکھ تھی۔ غریب ہندو امیر ہندو سے سودا ادھار لے آتا تھا اور پھر جو وعدہ کرتا تھا اس دن اس وقت باقاعدہ ہنڈی ادا کر دیتا تھا۔ اسی وجہ سے ہندو کے کاروبار میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی اور مسلمان روز بروز کاروباری سلسلے میں تنزل کی طرف جاتا تھا۔ کیونکہ کاروباری سلسلہ میں (اگرچہ ہندو بے ایمان تھا) مگر اس کی ساکھ تھی۔ اور مسلمان باوجود کلمہ گو ہونے کے وعدے

کا جھوٹا بات کا کچا ہوتا تھا۔

جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا

جس طرح حکومت کی طرف سے کوئی تاوان یعنی جرمانہ دینا پڑے تو انسان کا دل اس تاوان کے ادا کرنے کو ہرگز نہیں چاہتا۔ کیونکہ وہ شخص سمجھتا ہے کہ یہ تاوان مجھ پر خواہ مخواہ ناحق ڈالا گیا ہے۔ قرب قیامت میں مسلمانوں میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض شدہ زکوٰۃ ایسی خیال کی جائے گی جیسے تاوان

آج کل بعینہٖ یہی حال ہے

میں بسا اوقات درس میں یہ کہا کرتا ہوں کہ جن مسلمانوں کے لاکھوں روپیہ گورنمنٹ کے بنکوں میں جمع ہیں۔ کبھی آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ فلاں صاحب نے بینک کے روپیہ کا حساب کرکے فرض زکوٰۃ کے ادا کرنے کا اہتمام کیا ہو۔ مثلاً فلاں بینک میں دو لاکھ روپیہ ہے۔ فلاں میں اڑھائی لاکھ روپیہ ہے اور فلاں میں چار لاکھ ہیں۔ انہوں نے اپنا منشی بٹھا رکھا ہو۔ تاکہ حساب کرکے۔ میاں صاحب کو بتلائے کہ آپ کے ذمہ اتنی زکوٰۃ نکلتی ہے اگر حکم ہو تو میں وہ روپیہ کسی مسلمانوں کے ادارے کو دے آؤں تاکہ وہ غربا پر تقسیم کر دیں۔ مجھے تو آج تک کسی ایک دولتمند مسلمان نکھ پلنے کے متعلق اطلاع نہیں ملی۔ پھر میں کیا فیصلہ کروں کہ ایسے لاپرواہ اور باغی مسلمان اللہ تعالےٰ کی رحمت کو جذب کرکے دنیا میں لا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کی قانون الٰہی سے لاپرواہی تو یہ چاہ رہی ہے کہ اس جہان کو ہی ختم کر دیا جائے تاکہ یہ باغی ختم ہی ہو جائیں باوجود علماء کرام کے ان صریح اعلانات کے ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ یہی چیز علامات قیامت میں سے ہے۔ وما علینا الا البلاغ

ارشادات نبویہ میں علامات قیامت میں سے

تُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ ہے جو اسی مذکور الصدر حدیث شریف میں ہے۔ اسی فقرے کا ترجمہ یہ ہے کہ تعلیم تو دی جائے گی۔ مگر وہ تعلیم دین اسلام کی نہیں ہوگی۔ بلکہ کوئی اور ہی چیز ہوگی۔

عہد برطانیہ کے گریجوایٹوں سے سوال

کیا کرتا ہوں کہ آپ نے سکولوں اور کالجوں میں چودہ سال تعلیم تو پائی اور بالآخر حکومت برطانیہ نے آپ کو تعلیمیافتہ ہونے کا تمغہ بھی دیا۔ مگر آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ کے نصاب تعلیم میں کہیں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی تھا اور کسی کلاس کے کورس میں اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شئ قدیر بھی تھا اور کیا پرائمری سے لے کر ایم اے تک کے کورس میں کہیں ناظرہ قرآن مجید بھی تھا۔

یقیناً نہیں تھا

تو کیا پھر مجھے یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم مسلمانوں سے ناراض ہے اور ہم نے ایسے حالات خود پیدا کر دیئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس جہان کو ختم کرنے کا جلد از جلد فیصلہ کر دے کہ اس جہان کو ختم ہی کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اعلان ملاحظہ

ہو وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝ (سورۃ ابراہیم ع ۵۔ پ ۱۳)

ترجمہ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

سکولوں اور کالجوں کے دلدادگان

ماں باپ اور سمجھ دار نوجوان مذکور الصدر آیت قرآن کو غور سے پڑھیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی بے انتہا اور ان گنت نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں اور پھر اسکی الوہیت کے اقرار کے لئے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور کلمہ شہادت (جو ابھی عرض کر چکا ہوں) بھی ہماری تعلیم میں نظر نہ آئے۔ خود اپنے ضمیر سے فیصلہ کیجئے۔ کیا ان حالات میں اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے راضی ہوگا۔ یا ناراض اور کیا یہ حالات اللہ تعالےٰ کے غضب کو بھڑکا کر اس جہان کے ختم کرنے کی دعوت نہیں دے رہے

وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ یکم صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۵۹ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد

خبیث اور طیّب برابر نہیں ہو سکتے

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن شریف میں خبیث اور طیّب کی اصطلاح کو استعمال فرمایا ہے

اس کا پہلا ثبوت

(قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝)

(سورۃ المائدہ ۔ ع ۱۳ ۔ پ ۷) ۔ ترجمہ ۔ کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو ۔ سو اے عقلمندو اللہ سے ڈرتے رہو ۔ تاکہ تمہاری نجات ہو ۔

دوسرا ثبوت

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝)

(سورۃ البقرہ ع ۳۷ پ ۳) ترجمہ ۔ اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے ستھری چیزیں خرچ کرو اور اس چیز میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے اور اس میں سے ردی چیز کا ارادہ نہ کرو کہ اس کو خرچ کرو ۔ حالانکہ تم اسے کبھی نہ لو مگر یہ کہ چشمپوشی کر جاؤ ۔ اور سمجھ لو کہ اللہ بے پرواہ تعریف کیا ہوا ہے ۔

حاصل

سابقہ دونوں حوالوں کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ اصطلاح ہے کہ ردی چیز کو خبیث اور ستھری چیز کو طیب کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے

اسی اصطلاح کی بنا پر

چونکہ شرک ایک ناپسندیدہ اور ردّی چیز ہے ۔ اسے خبیث کے نام سے تعبیر کیا جائیگا اور توحید ایک محبوب اور پسندیدہ چیز ہے اسے طیب کے نام سے تعبیر کیا جائیگا ۔

خبیث عقیدہ شرک کے نتائج ملاحظہ ہوں

پہلا

(إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝) ۔ (سورہ النساء ع ۷ پ ۵) ۔

ترجمہ ۔ بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا ہی گناہ کیا ۔

معلوم ہوا

کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور اس کے سب سے بڑا گناہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جو شخص اس گناہ کو کرتے کرتے مر گیا ۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز نہیں بخشے گا ۔ اللھم اعذنا منہ

دوسرا

(إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝) ۔ (سورہ النساء ع ۱۸ ۔ پ ۵) ۔

ترجمہ ۔ بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے ۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا ۔ وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا ۔

شرکت

کی معنی حصہ داری ہے اور شریک کے معنی حصہ دار ہے ۔ مثلاً دو آدمی مل کر کوئی کاروبار کریں تو کہا جاتا ہے کہ فلاں کاروبار میں ان کی شرکت ہے اور ان دو شخصوں کو شریک کہا جاتا ہے کہ فلاں اور فلاں شخص آپس میں کاروبار میں ایک دوسرے کے شریک ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے

کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں فلاں کام اللہ تعالےٰ ہی کرتا ہے ۔ اب انہیں کاموں کا کرنے والا کسی اور کو بھی خیال کیا جائے تو یہ شرک ہوگا اور کرنیوالا مشرک ہوگا ۔

مثلاً نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے ۔ (قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝) (سورۃ السباء ع ۴ ۔ پ ۲۲ ۔ ترجمہ ۔ کہدو میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے ۔ روزی کشادہ کر دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے ۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ۔

مثلاً نمبر ۲

(فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ ۖ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ۝ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا

اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝) سورۃ القصص۔ ع ۸۔ پ ۲۰ ۔ ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے (قارون کو) اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اسے اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود بچ سکا اور وہ لوگ جو کل اسکے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے۔ (کہ کاش ہمیں بھی اللہ تعالےٰ اتنی دولت دیتا) آج صبح کو کہنے لگے۔ کہ ہائے شامت۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے۔ روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے۔

دو مثالوں سے واضح ہوگیا

کہ رزق کی تنگی یا کشادگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا اب اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے سوا کسی غیر کے دروازے پر رزق کی کشادگی کے لئے ہاتھ پھیلا کر اس سے دعا کرے گا کہ اے فلاں بزرگ یا فلاں فرشتے میرے رزق میں کشادگی کر دے تو وہ شخص باوجود کلمہ گو ہونے کے اس معاملہ میں مشرک ہو جائے گا۔

یا اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے سے اولاد مانگے

تو یہ بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان سنئے (لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْبًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝) سورۃ الشوریٰ ع ۵ پ ۲۵) ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

اس اعلان الٰہی سے یہ چیز واضح ہوگئی

کہ اولاد کا دینا یا نہ دینا یا فقط لڑکے دینا یا فقط لڑکیاں دینا یا دونوں قسمیں ملا کر دینے کی توفیق فقط اللہ تعالےٰ ہی کو حاصل ہے۔ لہٰذا کسی دوسرے سے اولاد مانگنا شرک ہوگا اور شرک کی سزا آپ کو معلوم ہے کہ دوزخ ہے اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا

(وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝) سورۃ الحج ع ۴ پ ۱۷ ۔ ترجمہ۔ اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں۔ یا اسے ہوا اڑا کر کسی دور جگہ میں پھینک دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا بھی قطعاً ممنوع ہے

اس کا ثبوت

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ آمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ يَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ (رواہ ابوداؤد و رواہ احمد عن معاذ بن جبل)

ترجمہ۔ قیسؓ بن سعدؓ سے روایت ہے کہا میں حیرہ گیا تھا۔ (حیرہ کوفہ کے پاس ایک پرانا شہر تھا) پھر میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے مرزبان کو (بادشاہ سے نیچے کوئی سرکاری افسر معلوم ہوتا ہے) سجدہ کرتے ہیں۔ پھر میں نے خیال کیا البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ مستحق ہیں۔ اس بات کے۔ کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (حیرہ سے مدینہ منورہ) آیا۔ پھر میں نے عرض کی۔ بیشک میں حیرہ گیا تھا۔ پھر میں نے ان کو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے مرزبان کو سجدہ کرتے تھے۔ پس آپ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں۔ کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا۔ بھلا یہ تو بتلاؤ۔ اگر میری قبر پر گذروگے تو آیا اس پر بھی سجدہ کروگے۔ پھر میں نے عرض کی۔ نہیں (معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے یہ مسئلہ حضور انورؐ سے پہلے سنا ہؤا تھا۔ کہ آپ کے مزار اقدس پر بھی سجدہ نہ کیا جائے۔ اسی لئے اس نے فوراً جواب دیا کہ حضورؐ انور کی قبر مبارک پر بھی سجدہ نہیں کروں گا۔ ورنہ تو صاف عرض کرتا کہ یا رسول اللہؐ مجھے تو علم نہیں کہ آپ کے مزار اقدس پر سجدہ کیا جائے یا نہ کیا جائے) پھر آپ نے فرمایا۔ کسی کو بھی سجدہ نہ کرو۔ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو البتہ عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ بسبب اس کے کہ اللہ نے ان عورتوں پر مردوں کا جو حق تجویز فرمایا ہے۔

چوتھا

(وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝) سورہ الانعام ع ۱۰ پ ۷ ۔ ترجمہ۔ اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰقؑ اور یعقوب بخشا۔ ہم نے سب کو ہدایت دی اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسےٰؑ اور ہارونؑ ہیں اور اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ

سب نیکوکاروں سے ہیں اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ اور ہم نے سب کو سارے جہان والوں پر بزرگی دی اور ان کے باپ دادوں، اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بعضوں کو ہم نے ہدایت دی اور ہم نے انہیں پسند کیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں کو جسے چاہے اس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کچھ ضائع ہو جاتا (سورہ انعام رکوع ۱۰)

عبرت کا مقام ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے گذشتہ پیش کردہ آیات میں سترہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی گن کر سنائے ہیں۔ اور ان کے علاوہ ان حضرات کے باپ دادوں اور ان کے بھائیوں اور ان کی اولاد کی طرف بھی مجملاً اشارہ فرمایا ہے اور آخر میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سب حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے اعزہ و اقرباء سب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چیدہ بندے تھے اور اگر خدا نخواستہ ان حضرات سے بھی شرک صادر ہوتا تو ان کی سب نیکیاں بھی ضبط ہو جاتیں تو معلوم ہوا کہ شرک اتنی بُری بلا ہے کہ بفرض محال اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چیدہ حضرات سے بھی یہ گناہ صادر ہو جائے تو بارگاہ الٰہی میں ان کا بھی کوئی احترام نہ رہے۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ المستقیم

عقیدۂ توحید طیب ہے اور اسکے نتائج خوش کن اور راحت رساں ہیں اس کے شواہد

پہلا

(اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝) سورہ البقرہ ع ۳۴ - پ ۳۔

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا۔ نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے۔ سب اسی کا ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے۔ مخلوقات کے تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے اور وہ سب اسکی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر جتنا کہ وہ چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔

عقیدہ توحید کی اس ایک آیت کی برکت

جو حدیث شریف میں آئی ہے۔ وہ ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ وَکَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَکٰوۃِ رَمَضَانَ فَاَتَانِیْ اٰتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ وَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِیَالٌ وَلِیْ حَاجَۃٌ شَدِیْدَۃٌ قَالَ فَخَلَّیْتُ عَنْہُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَۃَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ شَکَا حَاجَۃً شَدِیْدَۃً وَعِیَالًا فَرَحِمْتُہٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ قَالَ اَمَا اِنَّہٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّہٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّہٗ فَجَآءَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھٰذَا اٰخِرُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اِنَّکَ تَزْعَمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِیْ اُعَلِّمْکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِھَا اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَاْ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ حَتّٰی تَخْتِمَ الْاٰیَۃَ فَاِنَّکَ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ وَّلَا یَقْرَبُکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّہٗ یُعَلِّمُنِیْ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُنِیَ اللّٰہُ بِھَا قَالَ اَمَا اِنَّہٗ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَیَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاکَ شَیْطَانٌ (رواہ البخاری) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکوٰۃ (یعنی صدقہ فطر) کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ پھر میرے پاس ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنا شروع کیا (یعنی اپنے دامن یا برتن میں) پس میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔ اس نے کہا کہ میں محتاج ہوں اور میرے ذمہ بچوں کا نفقہ ہے اور میں سخت ضرورتمند ہوں۔ (ابوہریرہؓ) نے کہا کہ اس کی ان باتوں کو سُن کر میں نے چھوڑ دیا۔ صبح کو جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے پوچھا اے ابوہریرہؓ تمہارا رات کا پھر کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے سخت ضرورت کا اظہار کیا اور عیالداری کی شکایت کی میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس نے تجھ سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا۔ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا اور میں اس کی تاک میں بیٹھ گیا چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ کو بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا۔ آج میں تجھ کو ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔ اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دو۔ میں بہت محتاج ہوں اور بچوں کا سارا خرچ میرے ذمہ ہے۔ اب میں نہ آؤں گا۔ پھر مجھ کو اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح کو جب میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا تم نے اپنے قیدی (چور) کو کیا کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ اس نے سخت ضرورت کو ظاہر کیا اور بچوں کے خرچ کی شکایت کی مجھ کو اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے تم سے جھوٹ کہا وہ پھر آئے گا۔ بس میں اس کی تاک میں رہا۔

سلام میں پہل کرنے والے کا اجر و ثواب

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں اللہ کے قرب اور اس کی رحمت کا زیادہ مستحق وہ بندہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ مسند احمد

پھر آیا۔ دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنا شروع کیا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا۔ آج میں ضرور تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا اور یہ تین دفعہ میں آخری مرتبہ ہے تو نے کہا تھا کہ اب نہیں آؤں گا۔ اور پھر آ گیا۔ اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دو۔ میں تم کو چند ایسے کلمے بتاؤں گا جن سے خدا تم کو نفع پہنچائے گا۔ جب تم سونے کے لئے بستر پر جاؤ۔ تو آیت الکرسی کو پڑھو۔ یعنی لا الہ الا ہو الحی القیوم کو آخر آیت تک تو خدا کی طرف سے تم پر ہمیشہ ایک نگہبان رہے گا۔ (یعنی فرشتہ) اور شیطان تمہارے قریب نہ آئے گا صبح تک۔ یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؐ نے پوچھا تم نے اپنے قیدی (چور) کے ساتھ کیا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ اس نے مجھ سے یہ کہا کہ میں تجھ کو چند ایسے کلمے سکھاؤں گا جو تجھ کو نفع دیں گے۔ پس میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس نے سچ کہا۔ اگرچہ وہ جھوٹا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ تم کو معلوم ہے۔ تین راتوں سے تم کس سے مخاطب تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ شیطان تھا۔ (بخاری شریف)

سبحان اللہ ایک ہی توحید کے کلمہ طیبہ میں کتنی برکت ہے کہ اگر کروڑ پڑھا۔ ارب پڑھا۔ کھرب پڑھا۔ پدم پڑھا۔ سنکھ پڑھا انسان سوتے وقت اللہ تعالیٰ کے مومن بندے پڑھ کر سوئیں تو اتنی ہی تعداد کے فرشتے ان کی حفاظت کے لئے متعین ہو جائیں گے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک اور کلمہ توحید کی برکت

ملاحظہ ہو۔ عَنْ اَبِیْ عَیَّاشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کَانَ لَہٗ عَدْلُ رَقَبَۃٍ مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَکُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّحُطَّ عَنْہُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَّکَانَ فِیْ حِرْزٍ مِّنَ الشَّیْطٰنِ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ قَالَھَا اِذَا اَمْسٰی کَانَ لَہٗ مِثْلُ ذَالِکَ حَتّٰی یُصْبِحَ فَرَاٰی رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبَا عَیَّاشٍ یُحَدِّثُ عَنْکَ بِکَذَا وَکَذَا قَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَیَّاشٍ (رواہ ابو داؤد و ابن ماجۃ)

ترجمہ۔ ابی عیاشؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے صبح کے وقت یہ پڑھا۔ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) اس نے گویا کہ (حضرت) اسماعیل کی اولاد میں سے ایک غلام کو آزاد کیا۔ (علاوہ ازیں) ان کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور (دربار الٰہی کی طرف) اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ شخص شام تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور ان کلمات کو شام کے وقت پڑھا تو بھی ویسا ہی ثواب ملے گا۔ (جیسا کہ صبح کے وقت پڑھنے سے ملا تھا) یعنی صبح تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ پھر ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا عیاش آپ کی طرف سے اس اس طرح کہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ابو عیاش نے سچ کہا ہے

عبرتناک

مقام ہے کہ ایک کلمہ توحید کے زبان سے صبح کے وقت سے نکلنے سے اتنا بڑا عظیم الشان ثواب ملتا ہے اور اگر شام کے وقت اسی کلمہ کو دہرایا جائے تو پھر ساری رات بلکہ صبح تک انسان کو یہ اجر ملتا رہے گا۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک اور شرکیہ کلمات سے بچائے اور توحید کے کلمات منہ سے نکالنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین یا الہ العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۸ صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد

انسانوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے

قرآن مجید سے اس عنوان پر پندرہ شواہد

برادران اسلام یہ مضمون دراصل دنیا میں بسنے والوں کے لئے ایک خطرے کی گھنٹی ہے کہ گذشتہ ہلاک شدہ قوموں کا بھی یہی حال ہوتا تھا کہ جب اکثریت خدا تعالےٰ کے قانون کی باغی ہو جاتی تھی تو صفحہ ہستی سے مٹا دی جاتی تھی۔

پہلا شاہد

وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۔ (سورہ یوسف رکوع ۱۱۔ پ ۱۳)

ترجمہ۔ اور اکثر لوگ ایمان لانیوالے نہیں۔ خواہ تو کتنا ہی چاہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں "یعنی باوجودیکہ آپؐ کی صداقت پر ایسی واضح دلائل موجود ہیں۔ پھر بھی اکثر لوگ وہ ہیں۔ جو کسی طرح ایمان لانے والے نہیں"۔

جب حضور انورؐ کے مبارک زمانہ

میں قرآن مجید کے متعلق انسانوں کا یہ سلوک تھا۔ جس زمانہ کو اسلام میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی زبان مبارک سے "خیر القرون" ترجمہ (زمانوں میں سے بہترین زمانہ) کا لقب ملا ہے۔ تب یہ حالت تھی۔ اس کے مقابلہ میں آج کل کے زمانہ کو "شر القرون" کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا اب اس دور میں بیچارے وہ علمائے کرام جن کی زندگی کا نصب العین ہی یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ انسانوں کو قرآن مجید کو تہ دل سے ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ ان حضرات کی سعی جمیل سے کتنے لوگ اپنی زندگی کا نصب العین قرآن مجید پر عمل کرنے کا بنائیں گے۔ باوجود اس آواز کے کانوں میں پہنچنے کے پھر اکثریت اس دور میں انسانوں کی ایسی ہے۔ جن کی زندگی قرآن مجید سے بالکل مخالف لائن پر جا رہی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

دوسرا

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَاۗءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل۔ ع ۱۰ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر ایک قسم کی مثال بھی کھول کر بیان کر دی ہے۔ پھر بھی اکثر لوگ انکار کئے بغیر نہ رہے۔ اور کہا ہم تمہیں ہرگز نہیں مانینگے یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کر دے۔ یا تیرے لئے کھجور اور انگور کا کوئی باغ ہو۔ پھر تو اس باغ میں بہت سی نہریں جاری کر دے۔ یا جیسا تو خیال کرتا ہے۔ ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دے یا تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو لے آ۔ یا تیرے پاس کوئی سونے کا گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تو تیرے چڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایسی کتاب لائے جسے ہم بھی پڑھ سکیں۔ کہہ دو میرا رب پاک ہے۔ میں تو فقط ایک بھیجا ہوا انسان ہوں۔

دیکھ لیجئے یہ خیر القرون کے انسان ہیں

کہ شیطان کے پنجے میں آکر اکثریت ایسوں ہی کی ہے کہ اس اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دستور العمل (قرآن مجید) کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور کیا کیا واہیات سوالات پیغمبر خدا سے کر رہے ہیں۔ جب اس مبارک اور روشن دور زمانہ نبوی میں عام انسانوں کا یہ حال ہے۔ کہ قرآن مجید سے انکار کرنے میں طرح طرح کے بہانے بنا رہے ہیں۔ اب تو قرب قیامت ہے۔ جن برائیوں کا اس خیر القرون میں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اب وہ وبائے عام کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ جن کا ذکر میرے بعض پہلے خطبات میں آچکا ہے۔ آج کل تو بطریق اولیٰ انسانوں کی اکثریت ایسی ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ کی اس کلام پاک پر عمل کرنے کا نہ ذوق ہے نہ شوق ہے اور یہ بد مذاقی یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ الٹا حاملین دین (علمائے کرام) پر مذاق اڑاتے ہیں۔ انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ۔

تیسرا

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝
(سورۃ الفرقان رکوع ۵ پ ۱۹)

ترجمہ۔ اور ہم نے اسے لوگوں میں بانٹ دیا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں پس بہت سے آدمی ناشکری کئے بغیر نہ رہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

(یعنی بارش کا پانی تمام زمینوں اور آبادیوں کو یکساں نہیں پہنچتا۔ بلکہ کہیں کم کہیں زیادہ کہیں جلد۔ کہیں بدیر جس طرح اللہ کی حکمت مقتضی ہو۔ پہنچتا رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اسکی تقسیم کسی قادر مختار و حکیم کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن بہت لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے اور نعمت الٰہی کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اُلٹے کفر اور ناشکری پر اُتر آتے ہیں۔ یہ ہی حال روحانی بارش کا ہے کہ بس کو اپنی استعداد اور ظرف کے موافق جتنا حصہ ملنا تھا مل گیا اور بہت سے اس نعمت عظمیٰ کا کفران ہی کرتے رہے)

اندازہ لگایئے

کہ جب خیرالقرون کے زمانہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کے سامنے ہونے اور خود تبلیغ فرمانے پر بھی شیطان کے پنجے میں آئے ہوئے انسانوں کا یہ حال تھا کہ کسی طرح شیطان کے پنجے سے نکل نہیں سکتے اور حق کی مخالفت پر کمربستہ ہیں تو آج کل کے دور میں کتنے انسان ایسے ہوں گے جو دنیاوی اغراض اور خواہشات کو بالائے طاق رکھ کر الحکم الحاکمین کے نازل کردہ دستور حیات انسانی کو اپنا معمول بہ بنانے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ

چوتھا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ۔ ع ۳۲ پ ۲)

ترجمہ۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے۔ حالانکہ وہ ہزاروں تھے۔ پھر اللہ نے ان کو فرمایا کہ مر جاؤ (وہ مر گئے) پھر انہیں زندہ کر دیا۔ بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

وہی شکایت

جو پہلے گزر چکی ہے کہ اکثر انسان اللہ تعالےٰ کے ناشکر گزار ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

پانچواں

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ ہود ع ۲۔ پ ۱۲)

ترجمہ۔ سو تو قرآن کی طرف سے شبہ میں نہ رہ۔ بے شک یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

یہ لازمی طور پر حاصل نکلے گا۔ کہ خیرالقرون میں سیدالمرسلین خاتم النبیین کی حیات مبارکہ میں ایسے قسی القلب انسان موجود تھے اور اکثریت کی تعداد میں تھے کہ اپنی بدبختی اور شقاوت ازلی کے قرآن مجید پر ایمان نہیں لائے اور اسے اپنی زندگی کا دستور العمل نہیں بنایا۔ قیاس بریں آج کل کی اندھیر نگری کے زمانہ میں تو اس تعداد سے بھی کئی گنا زائد ایسے بدنصیب انسان آپ کو نظر آئیں گے۔ جو ان علمائے کرام کی آواز پر صدق دل سے لبیک کہیں۔ جو گلے پھاڑ پھاڑ کر بلا معاوضہ قرآن کی طرف آنے اور اس کو اپنی چند روزہ اس دنیا کی فانی زندگی میں اپنا دستور العمل بنانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ قرآن مجید کی طرف دعوت دینے والے علماء دین کی آواز پر لبیک کہیں۔ بخلاف اس کے کہ جس طرح پہلی قومیں انبیاء علیہم السلام کو جھٹلاتی تھیں۔ اسی طرح آج کل کے متکبرین علماء کرام کو جھٹلاتے ہیں اور جس طرح وہ قومیں انبیاء علیہم السلام کی توہین کیا کرتی تھیں۔ یہ لوگ علماء دین کی توہین اپنی مجلسوں میں ایک دل لگی کا مشغلہ سمجھتے ہیں۔ اے اللہ ان کو ہدایت عطا فرما۔ اور انہیں قرآن مجید کو سر اور آنکھوں پر رکھنے کی توفیق عطا فرما

و ما علینا الا البلاغ

چھٹا

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ (سورہ یوسف ع ۵ پ ۱۲)

ترجمہ۔ کہا جو کھانا تمہیں دیا جاتا ہے وہ ابھی آنے نہ پائے گا کہ اس سے پہلے میں تمہیں تعبیر بتلا دوں گا۔ یہ اُن چیزوں سے ہے۔ جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں بے شک میں نے اس قوم کا مذہب ترک کر دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتی۔ اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔ اور میں اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے مذہب کا تابع ہو گیا ہوں۔ ہمیں یہ جائز نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں۔ یہ ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ کا فضل ہے۔ لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے۔

نتیجہ وہی جو آج کل ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کے مذکور الصدر بیان سے وہی نتیجہ نکلتا ہے جو آج کل نکلا ہوا ہے کہ ان کے زمانے میں بھی آج کل کی طرح اکثر انسان اللہ تعالےٰ کے ناشکر گزار ہی ہوتے تھے۔

ساتواں ← اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ یوسف ع ۵۔ پ ۱۲)

ترجمہ۔ حکومت سوائے اللہ کے کسی کی نہیں ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

حاصل

یہ ہے کہ سیدھا راستہ تو یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ لیکن اکثر آدمی اس سیدھے راستے کو نہیں جانتے۔ اس لئے اس سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور بیشمار ایسے ہیں۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے اپنے معبود علیحدہ علیحدہ بنائے ہوئے ہیں۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برادری نے (حالانکہ یہ لوگ پیغمبروں کی اولاد تھے) تین سو ساٹھ معبود اللہ تعالےٰ کے علاوہ تجویز کئے ہوئے تھے اور جب آپ نے اللہ تعالےٰ کے فقط ایک ہونے کا اعلان فرمایا تو سارے سیخ پا ہو گئے اور محض اسی ضد کی بنا پر آپ کی جان کے دشمن ہو گئے یا تو یہ لوگ لا الہ الا اللہ فقط ایک خدا تعالےٰ کے پجاری تھے یا تین سو اکسٹھ کے پجاری بن گئے اے اللہ واقعی جسے تو اپنے دروازے سے ہٹا دے وہ ایسی ہی ٹھوکریں کھاتا ہے۔

آٹھواں

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الرعد۔ ع ۱۔ پ ۱۳)۔

ترجمہ۔ یہ کتاب کی آئتیں ہیں اور جو کچھ تجھ پہ تیرے رب کی طرف سے اترا سو حق ہے۔ اور لیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے۔

وہی شکایت

جو اس سے پہلے سات عنوانوں میں پیش کی گئی ہے۔ کہ اکثر آدمی اللہ تعالیٰ کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور ان کے حق میں سمجھانا اور نہ سمجھانا برابر ہے۔

نواں

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝ (سورۃ النحل۔ ع ۵۔ پ ۱۴)۔

ترجمہ۔ اور اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ نہیں اٹھائے گا اس شخص کو جو مر جائے گا۔ ہاں اس نے اپنے ذمے پکا وعدہ کر لیا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے تاکہ ان پر ظاہر کر دے۔ وہ بات جس میں یہ جھگڑتے ہیں۔ اور تاکہ کافر معلوم کر لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

جب کافروں نے صاف انکار کیا تھا کہ اللہ تعالےٰ ہرگز دوبارہ نہیں اٹھائے گا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ان کا یہ شبہ تو رفع کر دیں گے کہ دیکھ لو ہم نے اپنے وعدے کو سچا کر کے دکھایا ہے یا نہیں۔ لیکن اس یقین ہونے کا ان بدنصیبوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اب تو کسی حالت میں بھی دوزخ سے نکل نہیں سکتے۔

دسواں

(غُلِبَتِ الرُّوْمُ) فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الروم۔ رکوع ۱۔ پ ۲۱۔

ترجمہ۔ روم مغلوب ہو گئے نزدیک کے ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آ جائیں گے۔ چند ہی سال میں پہلے اور پچھلے سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور اس دن مسلمان خوش ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے۔ مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہ غالب رحم والا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہو چکا۔ اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرے گا۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "ان آیات میں قرآن نے ایک عجیب و غریب پیشینگوئی کی جو اس کی صداقت کی ایک عظیم الشان دلیل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ کی بڑی بھاری دو سلطنتیں فارس (جسے ایران) کہتے ہیں اور روم مدت دراز سے آپس میں ٹکراتی چلی آتی تھیں۔ ۶۰۲ء سے لے کر ۶۱۴ء کے بعد تک ان کی حریفانہ نبرد آزمائیوں کا سلسلہ جاری رہا کیا جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی تصریحات سے ظاہر ہے۔ ۵۷۰ء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ اور چالیس سال بعد ۶۱۰ء میں آپ کی بعثت ہوئی۔ مکہ والوں میں جنگ روم و فارس کے متعلق خبریں پہنچتی رہتی تھیں۔ اسی دوران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت اور اسلامی تحریک نے ان لوگوں کے لئے ان جنگی خبروں میں ایک خاص دلچسپی پیدا کر دی۔ فارس کے آتش پرست مجوس کو مشرکین مکہ مذہباً اپنے سے نزدیک سمجھتے تھے۔ اور روم کے نصاریٰ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے بھائی یا کم از کم انکے قریبی دوست قرار دیئے جاتے تھے۔ جب فارس کے غلبہ کی خبر آئی۔ مشرکین مکہ مسرور ہوتے اور اس سے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنے غلبہ کی فال لیتے اور خوش آئند توقعات باندھتے تھے۔ مسلمانوں کو بھی طبعاً صدمہ ہوتا تھا کہ عیسائی اہل کتاب آتش پرست مجوسیوں سے مغلوب ہوں۔ ادھر ان کو مشرکین مکہ کی شماتت کا ہدف بننا پڑا۔ آخر ۶۱۴ء کے بعد (جبکہ ولادت نبویؐ کو قمری حساب سے تقریباً پینتالیس سال اور بعثت کے پانچ سال گذر چکے) خسرو پرویز (کیخسرو ثانی) کے عہد میں فارس نے روم کو ایک مہلک

اور فیصلہ کن شکست دی۔ شام۔ مصر۔ ایشیائے کوچک وغیرہ سب ممالک رومیوں کے ہاتھ سے نکل گئے ہرقل قیصر روم کو ایرانی لشکر نے قسطنطنیہ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کر دیا اور رومیوں کا دارالسلطنت بھی خطرہ میں پڑ گیا۔ بڑے بڑے پادری قتل یا قید ہو گئے۔ بیت المقدس سے عیسائیوں کی سب سے زیادہ مقدس صلیب ایرانی فاتحین لے اڑے قیصر روم کا اقتدار بالکل فنا ہو گیا بظاہر اسباب کوئی صورت روم کے ابھرنے اور فارس کے تسلط سے نکلنے کی باقی نہ رہی۔ یہ حالات دیکھ کر مشرکین مکہ نے خوب بغلیں بجائیں۔ مسلمانوں کو چھیڑنا شروع کیا۔ بڑے بڑے حوصلے اور توقعات قائم کرنے لگے۔ حتیٰ کہ بعض مشرکین نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آج ہمارے بھائی ایرانیوں نے تمہارے بھائی رومیوں کو مٹا دیا ہے۔ کل ہم بھی تمہیں اسی طرح مٹا ڈالیں گے۔ اس وقت قرآن نے سلسلۂ اسباب ظاہری کے بالکل خلاف عام اعلان کر دیا۔ کہ بے شک اس وقت رومی فارس سے مغلوب ہو گئے ہیں۔ لیکن نو سال کے اندر اندر وہ پھر غالب و منصور ہونگے اسی پیشینگوئی کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بعض مشرکین سے شرط باندھ لی۔ اس وقت تک ایسی شرط لگانا حرام نہ ہوا تھا کہ اگر اتنے سال تک رومی غالب نہ ہوئے تو میں سو اونٹ تم کو دونگا۔ ورنہ اسی قدر اونٹ تم مجھ کو دو گے۔ (یعنی اگر رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے تو تم سو اونٹ مجھے دینا) شروع میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنی رائے سے بضع سنین کی میعاد کچھ کم کر رکھی تھی۔ بعدہٗ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے "بضع" کے معنی مدلول یعنی نو سال پر معاہدہ ٹھہرا۔ ادھر ہرقل قیصر روم نے اپنے زائل شدہ اقتدار کو واپس لینے کا تہیہ کر لیا اور منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فارس پر فتح دی تو "حمص" سے پیدل چل کر "ایلیا" بیت المقدس تک پہنچوں گا۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ قرآنی پیشینگوئی کے مطابق ٹھیک نو سال کے اندر (یعنی ہجرت کا ایک سال گزرنے پر عین بدر کے دن جبکہ مسلمان اللہ کے فضل سے مشرکین پر نمایاں فتح و نصرت حاصل ہونے کی خوشیاں منا رہے تھے یہ خبر سن کر اور زیادہ مسرور ہوئے کہ رومی اہل کتاب کو خدا تعالیٰ نے ایران کے مجوسیوں پر غالب فرمایا۔ اور اس ضمن میں مشرکین مکہ کو مزید خذلان و خسران نصیب ہوا۔ قرآن کی اس عظیم الشان اور محیر العقول پیشینگوئی کی صداقت کا مشاہدہ کر کے بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے سو اونٹ مشرکین مکہ سے وصول کئے۔ جن کے متعلق حضورؐ نے حکم دیا کہ صدقہ کر دیئے جائیں۔ فللہ الحمد علیٰ نعمائہ الظاہرۃ والآیۃ الباہرۃ

گیارھواں

مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ (سورہ الروم ع ۱۔ پ ۲۱۔

ترجمہ۔ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے عمدگی سے اور وقت مقرر تک کے لئے بنایا ہے اور بیشک بہت لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں۔

حالانکہ

ایک میعاد معین تک یہ جہان رہے گا اس کے بعد ایک دوسرا جہان نمودار ہوگا۔ جس کو عالم آخرت کہا جاتا ہے۔ اس جہان میں اس جہان کے رہنے والوں کے اعمال کے نتائج ظاہر ہوں گے۔ خواہ وہ لوگ اس جہان کی ابتداء میں پیدا ہوئے تھے یا دنیا جہان کی زندگی کے وسط میں آئے تھے۔ یا آخری دور میں پیدا ہوئے تھے .....

اور ہر شخص اس جہان میں پیدا ہو کر اس دنیا کے جہان کے اعمال کے نتائج راحت یا رنج کی صورت میں دیکھیگا اور وہاں کے راحت کے مقام کو بہشت کہا جاتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے راحت کے سامان ہی پیدا کئے ہوئے ہیں اور وہاں کے دکھ کے مقام کا نام دوزخ ہے۔ جہاں سوائے دوزخیوں کے اور کوئی ایک منٹ بھی زندہ رہ نہیں سکتا۔ دوزخی اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ رہیں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بارھواں

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ (سورۃ الروم ع ۴۔ پ ۲۱۔

ترجمہ۔ سو تو ایک طرف کا ہو کر دین پر سیدھا منہ کئے چلا جا۔ اللہ کی وہ ہوئی قابلیت پر جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بناوٹ میں رد و بدل نہیں، یہی سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔ اسی کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ۔ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی فرقے ہو گئے۔ سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔

شیخ الاسلام کے حواشی

مذکورۃ الصدر آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو حواشی لکھے ہیں وہ مسلمانوں کے غور کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

اور وہ یہ ہیں

یعنی جو گمراہی سے کسی طرح نکلنا نہیں چاہتا۔ اسے شرک کی دلدل میں پڑا رہنے دو اور تم ہر طرف سے منہ موڑ کر ایک خدا کے ہو رہو اور اس کے سچے دین کو پوری توجہ اور یکجہتی سے تھامے رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ساخت اور تراش شروع سے ایسی رکھی ہے کہ اگر وہ حق کو سمجھنا اور قبول کرنا چاہے تو کر سکے۔ اور بدأ فطرت سے اپنی اجمالی معرفت کی ایک چمک اس کے دل میں بطور تخم ہدایت کے ڈال دی ہے کہ اگر گرد و پیش کے احوال

اور ماحول کے خراب اثرات سے متاثر نہ ہو اور اصلی طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو یقیناً دین حق کو اختیار کرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔

"عہدِ اَلَسْت" کے قصہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور احادیث صحیحہ میں تصریح ہے کہ ہر بچہ فطرۃً (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ بعدہٗ ماں۔ باپ اسے یہودی۔ نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو "حنفاء" پیدا کیا۔ پھر شیاطین نے اغوا کر کے انہیں سیدھے راستہ سے بھٹکا دیا۔ بہر حال دین حق، دین حنیف اور دین قیم وہ ہے کہ اگر انسان کو اسکی فطرۃ پر مخلی بالطبع چھوڑ دیا جائے تو اپنی طبیعت سے اسی کی طرف جھکے۔ تمام انسانوں کی فطرۃ اللہ تعالےٰ نے ایسی ہی بنائی ہے۔ جس میں کوئی تفاوت اور تبدیلی نہیں۔ فرض کرو اگر فرعون یا ابوجہل کی اصل فطرت میں یہ استعداد اور صلاحیت نہ ہوتی تو ان کو قبول حق کا مکلف بنانا صحیح نہ ہوتا۔ جیسے اینٹ پتھر۔ یا جانوروں کو شرائع کا مکلف نہیں بنایا۔ فطرت انسانی کی اسی یکسانیت کا یہ اثر ہے کہ دین کے بہت سے اصول جملہ کو کسی نہ کسی رنگ میں تقریباً سب انسان تسلیم کرتے ہیں۔ گویا ان پر ٹھیک ٹھیک قائم نہیں رہتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ یعنی اللہ سب کا مالک، حاکم، سب سے نرالا، کوئی اس کے برابر نہیں، کسی کا زور اس پر نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ باتیں سب جانتے ہیں۔ اس پر چلنا چاہیئے۔ ایسی ہی کسی کی جان و مال کو ستانا۔ ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی برا جانتا ہے۔

تیرھواں

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ (سورۃ السبا۔ ع ۳۔ پ ۲۲۔

ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لئے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور کہتے ہیں۔ یہ وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو۔ کہدو تمہارے لئے ایک دن کا وعدہ ہے کہ جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے ہو سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔

اس جہان میں تمام بسنے والوں کیلئے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یا تو خوشخبری سنانے والے ہیں۔ جن کی زندگی کا نصب العین حصول رضاء الٰہی باتباع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے ہیں جو عذاب الٰہی سے نڈر ہو کر گناہ کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا میں بسنے والے لوگوں کو یہ اطلاع دے دی جائے کہ اگر تم نے دنیا کی زندگی ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر کی راہ نمائی میں بسر کی تو ہم تم سے خوش ہونگے اور تمہارا ٹھکانا جنت ہوگا۔ اور اگر پیغمبر کی ہدایات کو نظر انداز کر کے کھانے پینے کمانے خرچ کرنے، اٹھنے بیٹھنے وغیرہ چیزوں میں اپنے نفس اور شیطان کی راہنمائی پر زندگی بسر کی تو تمہارا ٹھکانا مرنے کے بعد دوزخ ہوگا۔ جس کی آگ کا اندازہ یہ ہے کہ دنیا کی آگ ایک حصہ گرم اور وہاں کی آگ ستر حصہ گرم ہے۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ دنیا کی آگ میں (اگر تیز ہو) تو آدمی مر جاتا ہے۔ اس آگ کا یہ خاصہ ہے کہ اس میں پڑنے والوں کو موت نہیں آئے گی۔

تنبیہ

اے دنیا میں بسنے والے غافل انسانو! جو کچھ لکھا جا رہا ہے۔ وہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں لکھا جا رہا ہے۔ لہذا ان چیزوں کو واقعی خیال کرو اور ان چیزوں کے سننے سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنی اصلاح کر لو۔

پھر

قیامت کے دن تمہارا یہ عذر ہرگز قبول نہیں ہوگا کہ اے اللہ ہمیں تو یہاں کے واقعات کا علم ہی نہیں تھا۔ اگر اطلاع ہوتی تو ہم اپنی اصلاح کر کے آتے ۔ اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے منہ توڑ جواب ملے گا۔

جواب نمبر ۱

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ۝ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون رکوع ۴۔ پ ۱۸۔ یہاں تک کہ ہم ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑیں گے۔ فوراً وہ چلائیں گے آج کے دن مت چلاؤ۔ بیشک تم ہم سے چھڑائے نہ جاؤ گے۔ تمہیں میری آیتیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے۔ غرور میں آ کر اسے کہانی سمجھ کر چلے جایا کرتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جواب نمبر ۲

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (سورۃ المومنون ع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ۔ اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا تو وہی لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔

ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ظالم ہونگے۔ فرمائیگا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے سو تم نے انکی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہونگے

مذاق اڑانے والے

اللہ تعالےٰ کے دیندار یعنی پابند شریعت اسلامی بندوں پر مذاق اڑانے والوں کو قرآن مجید کی گزشتہ آیات اور ان کا ترجمہ غور سے پڑھنا چاہیئے اور اپنی اصلاح کر لینی چاہیئے۔ وما علینا الا البلاغ۔

چودھواں

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ السباع ۴۔ پ۲۲)

ترجمہ۔ اور ہم نے جس کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا۔ تو وہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ تم جو لے کر آئے ہو ہم نہیں مانتے اور یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا۔ کہدو میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔ اور تمہارے مال اور اولاد تم

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: (۱) اول یہ کہ جب ملاقات ہو تو سلام کرے۔ (۲) دوسرے جب وہ مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرے (بشرطیکہ کوئی شرعی مانع نہ ہو) (۳) تیسرے جب وہ نصیحت (یا مخلصانہ مشورہ) کا طالب ہو تو اس سے خیر خواہی کرے۔ (۴) چوتھے جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کو یہ کہے یرحمک اللہ (۵) پانچویں جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ (۶) چھٹے وہ انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ صحیح مسلم

۴ ایسی چیز نہیں جو تمہیں مرتبہ میں ہمارے قریب کر دیں۔ مگر جو ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ پس وہی لوگ ہیں جن کے لئے دُگنا بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا اور وہی بالاخانوں میں امن سے رہنے والے ہوں گے۔

پندرھواں

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ ۭ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ (سورۃ الفرقان ع ۴۔ پ۱۹)

ترجمہ۔ کیا تو خیال کرتا ہے کہ اکثر ۴۴ ان میں سے سنتے یا سمجھتے ہیں۔ یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ احکام الٰہی کو نہ سنتے ہیں اور نہ ان پر عمل کرتے ہیں انہیں بجائے اس کے انسان کہا جائے حیوان کہلانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

دعا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو دل سے اسلام قبول کرنیکی توفیق عطا فرمائے اور عملاً برکت عطا فرمائے اور سچے اصلی اور خالص مسلمان ہو کر دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۵ صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۵۹ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

آج اسلام کے مختلف پہلوؤں پر قرآن مجید کی روشنی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں

نمبر ۱

اللہ تعالیٰ کے ہاں دینوں میں سے فقط دین اسلام مقبول ہے

اس کا ثبوت

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۟ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَھُمْ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ (سورۃ آل عمران ۔ ع ۲ پ ۳) ۔ ترجمہ ۔ بیشک دین اللہ کے ہاں فرمانبرداری ہی ہے ۔ اور جنہیں کتاب دی گئی تھی ۔ انہوں نے صحیح علم ہونے کے بعد آپس کی ضد کے باعث اختلاف کیا اور جو شخص اللہ کے حکموں کا انکار کرے تو اللہ جلدی حساب لینے والا ہے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا کے تمام مذاہب میں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فقط مذہب اسلام ہی مقبول ہے اور بنی اسرائیل جو اسلام (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیش کیا تھا ۔ اس سے محض آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث ماننے سے انکار کیا تھا ۔

ع ۲

اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی دین قبول نہیں ہے ۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ۚ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۹ ۔ پ ۳) ترجمہ ۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے ۔ تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوگا ۔

حاصل

بالکل صاف ہے کہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب قبول نہیں ہے اور تمام ان دوسرے دینوں کے متبعین قیامت کے دن نقصان اٹھائیں گے یعنی بجائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو ناراض ہوگا اور بجائے اس کے کہ ان کو جنت میں داخل کرے دوزخ میں داخل کرے گا ۔ اللھم لا تجعلنا منھم ۔

ع ۳

جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ کَذٰلِکَ یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۱۵ پ ۸) ترجمہ ۔ سو جسے اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت دے تو اس کے سینے کو اسلام کے قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کے متعلق چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اس کے سینے کو بے حد تنگ کر دیتا ہے ۔ گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے ۔ اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے ۔

حاصل

یہ ہے کہ جن انسانوں کی طبیعت میں خلوص وللّٰہیت اور رضاء الٰہی مطلوب ہوتی ہے ۔ انہیں اسلام نصیب فرما دیتا ہے اور جو لوگ بد باطن اور دل کے کھوٹے اور محض رسمی طور پر اسلام کو قبول کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسلام لا کر مسلمانوں میں شامل ہو جائیں اور اس نسبت سے دنیا کا مفاد حاصل کرتے رہیں ۔ ان بدنصیبوں کو اسلام کے قبول کرنے کی توفیق ہی نہیں دیتا ۔ بلکہ ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جس طرح کوئی شخص زور سے آسمان پر چڑھتا جاتا ہے ۔ مگر چڑھ نہ سکے ۔ اس لئے وہ شخص تنگ دل ہوتا ہے ۔

ع ۴

اسلام پر ایمان لانے والو ۔ اللہ تعالیٰ پر سلام کے قبول کرنیکا احسان مت رکھو

یَمُنُّوْنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ ۚ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰىکُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (سورۃ الحجرات پ ۲۶) ترجمہ ۔ آپ پر اپنے سلام کا احسان جتاتے ہیں ۔ کہدو مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ جتلاؤ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے ۔ کہ اس نے ایمان کی طرف تمہاری راہنمائی کی ۔ اگر تم سچے ہو ۔

حاصل

یہ ہے کہ ایمان کا نصیب ہونا بھی اللہ تعالےٰ کا فضل ہے ۔ وہ جس کو اہل سمجھتا ہے ۔ اس کو یہ نعمت عطا فرماتا ہے ۔

۵

اسلام میں رہتے ہوئے مرو

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ۔ ع ۱۶۔ پ ۱)۔ ترجمہ۔ اور کون ہے جو ملت ابراہیمی سے روگردانی کرے سوائے اس کے جو خود ہی احمق ہو اور ہم نے تو اسے دنیا میں بھی بزرگی دی تھی۔ اور بے شک وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں سے ہوگا۔ جب اسے اس کے رب نے کہا کہ فرمانبردار ہو جا تو کہا کہ میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوں اور اسی بات کی ابراہیم اور یعقوب نے بھی اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اے میرے بیٹو۔ بیشک اللہ نے تمہارے لئے یہ دین چن لیا ہے۔ سو تم ہرگز نہ مرنا۔ مگر درآنحالیکہ تم مسلمان ہو۔

حاصل

یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب ؑ نے بھی اپنے بیٹوں کو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہنے کی وصیت کی تھی معلوم ہوا کہ ان انبیاء علیہم السلام حضرات کے ہاں اسلام سب سے زیادہ محبوب چیز تھی کہ اپنی آئندہ آنے والی نسل کو بھی یہ وصیت فرما گئے کہ مرتے دم تک اسلام کا دامن نہ چھوڑیں۔

۶

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے مذہب سلام قبول کیا اور حضرت عیسیٰ ؑ کو اپنے اسلام پر گواہ بنایا

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۵ پ ۳) ترجمہ۔ بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے سو اسی کی بندگی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ جب عیسیٰ نے بنی اسرائیل کا کفر معلوم کیا تو کہا اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں۔ ہم اللہ پر یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم (اللہ کے) فرمانبردار ہونے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے بطیب خاطر اسلام قبول کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے اسلام پر گواہ بنایا۔ تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت کی برکت سے ان کا اسلام بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جائے اور اللہ تعالیٰ راضی ہو کر ان کے لئے جنت کا دروازہ کھول دے۔

۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مذہب اسلام ہونا فرمایا ہے

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الانعام۔ ع ۲۰۔ پ ۸) ترجمہ۔ کہلا دو میرے رب نے مجھے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے ایک صحیح دین ابراہیم کی ملت جو ایک ہی طرف کا تھا۔ اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

اسلام

فرمانبرداری ہی کا نام تو ہے۔ لہٰذا سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہر حکم الٰہی کو دل سے ماننے اور اس پر عمل کرنے میں سب سے پیش پیش ہوتے ہیں۔ کیونکہ سب سے پہلے وہ حکم الٰہی آسمان سے آپ ہی پر نازل ہوتا ہے۔ اس لئے آپ ہی اس پر دل سے مہر تصدیق لگاتے ہیں اور اگر فوری عملدرآمد کا حکم ہو تو حضور انور سب سے پہلے اس پر فوراً عمل درآمد فرماتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور اس حکم کو عملی جامہ پہنانے میں آپ ؐ ساری امت سے پیش پیش ہوتے ہیں۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کا یہی مطلب ہے۔

نتیجہ

جب حضور انور ؐ ہر حکم الٰہی کی تعمیل کرنے میں سر مو تجاوز نہیں فرماتے اور فوراً اس کی تعمیل کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ اگر وہ حضور ؐ کا سچا پیروکار اور صحیح معنی میں امتی کہلانا چاہتا ہے تو حضور انور کی طرح حکم الٰہی سنتے ہی عمل کرنے کیلئے بلا چون و چرا دل سے مہر تصدیق لگائے اور حسب وقت کمربستہ اور کھڑا ہو جائے۔ یہی ہے سچا اور کھرا۔ اصلی مسلمان۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

۸

اگر قرآن مجید والا اسلام قبول نہ کیا جائے تو پھر آپس میں بعض انسانوں کو اپنا رب بنانا پڑے گا اور انسان شرک سے بچ نہیں سکے گا

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـــًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۷ پ ۳) ترجمہ۔ کہ اے اہل کتاب ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ سوائے اللہ کے

کسی کی بندگی نہ کریں۔ اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور سوائے اللہ کے کوئی کسی کو رب نہ بنائے پس اگر وہ پھر جائیں تو کہدو۔ گواہ رہو کہ ہم تو فرمانبردار ہونے والے ہیں۔

انسانوں کو اپنا رب بنانے کا ثبوت

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۵ پ ۱۰)

ترجمہ۔ انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی۔ حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ان لوگوں کے شریک کرنے سے پاک ہے

حاصل

یہی نکلا کہ اللہ تعالےٰ کی مقدس آسمان سے نازل شدہ کتاب کو چھوڑ دیا جائے تو پھر انسان کے اپنے زعم اور خیال میں جو مقدس ہستیاں ہونگی۔ ان کو خدا تعالےٰ کا درجہ دے دیتا ہے۔ مثلاً در اصل چیزوں کا حلال یا حرام کرنا اللہ تعالےٰ کا حق ہے کہ جس چیز کے استعمال کی اللہ تعالیٰ اجازت دے وہ استعمال کریں اور جس چیز کے استعمال کو ممنوع قرار دے اس کو حرام سمجھے۔ پھر یہ درجہ اپنی نظر میں جو دیندار آدمی ہو اس کو دے دیتا ہے۔ مثلاً جاہل کہتے ہیں کہ ہمیں کام کے کرنے کی اجازت ہمارے امام صاحب نے دی تھی۔ خواہ وہ (جاہل ہی ہو) یا کہتے ہیں کہ ہمیں اس کام کے کرنے کی اجازت ہمارے پیر صاحب نے دی تھی۔ خواہ وہ امام صاحب اور پیر صاحب قرآن مجید کی ایک آیات کا ترجمہ بھی نہ جانتے ہوں۔ حالانکہ اپنی باگ ڈور فقط اللہ تعالےٰ اور اس کے بعد پیغمبر خدا ہی کے ہاتھ میں دینی چاہیئے تھی۔ یہی غلطی جو ابھی عرض کر چکا ہوں۔ اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) میں تھی۔ چنانچہ جو آیات ابھی اوپر لکھ چکا ہوں۔ اس میں اہل کتاب کی اس غلطی کو کھلم کھلا ذکر کیا گیا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ "ان کے علماء و مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ بنا دیتے۔ خواہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہہ دیتے۔ اسی کو سند سمجھتے کہ بس خدا لے ہاں ہم کو چھٹکارا ہو گیا۔ کتب سماویہ سے کچھ سروکار نہ رکھا تھا۔ محض احبار و رہبان کے احکام پر چلتے تھے اور ان کا یہ حال تھا کہ تھوڑا سا مال یا جاہی فائدہ دیکھا اور حکم شریعت کو بدل ڈالا۔ جیسا کہ دو تین آیتوں کے بعد مذکور ہے۔ بس جو منصب خدا کا تھا (یعنی حلال و حرام کی تشریع) وہ علماء و مشائخ کو دے دیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے فرمایا۔ کہ انہوں نے عالموں اور درویشوں کو خدا ٹھہرا لیا۔

اس غلطی کی مسلمانوں میں ایک مثال

ایک حدیث شریف

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ يَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ (رواہ ابو داؤد و رواہ احمد عن معاذ بن جبل)۔

ترجمہ۔ قیس بن سعدؓ نے کہا۔ میں حیرہ میں گیا تھا (حیرہ کوفہ کے پاس ایک قدیم شہر تھا)۔ پھر میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ اپنے مرزبان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ (مرزبان ایک بڑا سرکاری عہدہ دار تھا)۔ پھر میں نے کہا۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا۔ پھر میں نے عرض کی تحقیق میں حیرہ میں گیا تھا۔ پھر میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے مرزبان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ پھر آپؐ تو اس بات کے زیادہ مستحق ہیں۔ کہ آپؐ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا تو بتلا اگر تو میری قبر پر گزرے گا تو بھی سجدہ کرے گا۔ پھر میں نے کہا کہ نہیں (یعنی آپ کی قبر پر سجدہ نہیں کروں گا) پھر آپؐ نے فرمایا نہ کرو (یعنی کسی کو بھی سوائے اللہ تعالےٰ کے سجدہ نہ کرو) اگر میں کسی کو کسی کے سجدہ کرنے کے لئے حکم کرتا۔ البتہ عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ اس سبب سے کہ اللہ تعالےٰ نے جو حق عورتوں پر مردوں کا تجویز کیا ہے۔

اس حدیث شریف سے صاف نتیجہ

یہ برآمد ہوتا ہے کہ سید الانبیاء شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر بھی سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ حالانکہ اہل سنت والجماعۃ کا ایمان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اس فیصلہ میں کوئی شک و شبہ اور تاویل کی گنجائش نہیں ہے تو کیا پھر اور کوئی بزرگ ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کی مزار پر سجدہ کیا جائے اور اولیائے کرام کب یہ وصیت کر گئے تھے کہ ہمارے مزار پر سجدے کرائے جائیں۔ مگر بعض غیر محقق آئمہ صاحبان اپنے تابعداروں کو اور بعض بے علم صوفی اپنے مریدوں کو قبروں پر سجدہ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ان عوام کہا ماننے والوں اور ان غیر محقق امام صاحبان اور صوفی صاحبان کی بعینہٖ وہی مثال ہے جو یہود و نصاریٰ کی گذر چکی ہے۔ عوام ان غیر محقق مفتیوں کی شہ پر ایک گناہ (اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو سجدہ کرنے کا) کئے

تھوڑی سی دیر کے بعد آپس میں ملیں تب بھی سلام کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کی اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو چاہیے کہ اس کو سلام کرے، اگر اس کے بعد کوئی درخت یا کوئی دیوار یا کوئی پتھر ان دونوں کے درمیان حائل ہو جائے (اور تھوڑی دیر کے لئے ایک دوسرے سے غائب ہو جائیں) اور اس کے بعد پھر سامنا ہو، تو پھر سلام کرے۔ سنن ابی داؤد

جا رہے ہیں اور محققین علماء کرام کی ایک نہیں سنتے۔

علاوہ اسکے

عوام مسلمانوں میں جو جاہل ہیں۔ کئی ایسی چیزیں رائج ہیں۔ جن کا کھوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مسلک سے بالکل نہیں ملتا۔ مگر ان نا اہل مقتداؤں کی تائید سے وہ چیزیں مسلمانوں میں چلی جا رہی ہیں

دعا

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان نا اہل مقتداؤں اور مقتدیوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ تاکہ قیامت کے دن کی گرفت سے بچ جائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

ایمان اور اسلام کی معنی

برادران اسلام۔ میں چاہتا ہوں کہ ایمان اور اسلام کی معنی پھر خدام الدین کے پڑھنے والے احباب کے دل میں تازہ ہو جائے

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کو دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے

اس کا ثبوت

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ (سورۃ الحجرات۔ ع ۲۔ پ ۲۶) ترجمہ۔ بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہدو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

یہ ثابت ہو گیا کہ ایمان دل سے مان لینے کا نام ہے

باوجود اس کے کہ وہ دیہاتی صاف طور پر کہہ رہے ہیں، کہ ہمارے اندر ایمان موجود ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ ان کے ایمان کی نفی فرما رہا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک انسان کے دل کے اندر یہ جذبہ نہ پیدا ہو جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے ماننے کے لئے تیار ہوں اللہ تعالےٰ اس شخص کے ایمان کے زبانی دعوے کو تسلیم نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنیکا نام اسلام ہے

اس کا ثبوت

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (سورۃ لقمٰن ع ۳۔ پ ۲۱۔) ترجمہ۔ اور جس نے نیکی ہو کر اللہ کے سامنے اپنا منہ جھکا دیا تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا اور آخر کار ہر معاملہ اللہ ہی کے حضور میں پیش ہوتا ہے

اس ترجمہ کو غور سے پڑھئے

تو معلوم ہو جائے گا کہ اسلام اللہ تعالےٰ کے سامنے اپنا منہ جھکا دینے کا نام ہے۔ یعنی اس کے ہر ارشاد کی عملاً تعمیل کر کے دکھانا۔

دعا

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح معنی میں مومن اور اصلی اور کھرا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

خطبہ یوم الجمعہ

۲۹ صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

عنوان کی آیت

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

سورۃ الاحزاب رکوع ۹ پارہ ۲۲ ترجمہ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا ۔ سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی

فقط قرآن مجید پر عمل کرنے سے

بھی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کا ثمرہ (یعنی فوز عظیم) مل سکتا ہے ۔ کیونکہ یہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ نے لوح محفوظ سے اٹھا کر دنیا میں نازل فرمایا ہے ۔ اور جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے فقط رسول اللہ کو پہنچایا ہے ۔ آپ کے سوا دوسرے انسانوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مطلع فرمایا ہے کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ قرآن مجید نازل ہوا ہے ۔ مومنوں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر یقین کرتے ہوئے اس قرآن مجید کو اپنایا ہے اور اس پر ایمان لائے ہیں ۔ لہٰذا قرآن مجید کو کتاب الٰہی مان کر اپنا دستور العمل بنانے میں گویا کہ مومنوں نے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی اطاعت کی ۔ اور مذکورۃ الصدر آیت کا مصداق بن کر اللہ تعالےٰ سے کامیابی کا ٹکٹ حاصل کر لیا ۔ اللہ تعالیٰ سب مومنوں کو استقامت عطا فرمائے کہ اس مجوزہ راستہ سے ہٹنے نہ پائیں آمین یا الہ العالمین ۔

حدیث شریف کے اتباع کی اشد ضرورت

برادران اسلام ۔ البتہ ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات ہمیں اپنے فہم کے ناقص ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ کی کلام سے اس کی مراد پورے طور پر سمجھ میں نہیں آتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مراد (اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کی شرح صدر ہونے کے باعث) خوب سمجھ لی ہے ۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ ترجمہ (کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا)

لہٰذا

قرآن مجید کے کئی مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبہ کو پیش نظر رکھ کر اللہ تعالےٰ کی مراد معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئیگی اسی کا نام اطاعت الرسول ہوگا ۔

مثلاً

اللہ تعالیٰ نے یہ تو ارشاد فرما دیا ..... اقیموا الصلوٰۃ ۔ نماز قائم کرو ۔ مگر نماز کی موجودہ صورت جو ہم اختیار کئے ہوئے ہیں ۔ اس کی ترتیب قرآن مجید میں کہیں بھی بیان نہیں ہوئی نماز کا موجودہ طریقہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا ہے ۔ اور اس طریقہ پر پڑھ کر دکھایا ہے ۔ لہٰذا ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اقیموا الصلوٰۃ سے مراد اللہ تعالےٰ کی یہی نماز ہے ۔

اور یہ ضرورت

بکثرت پیش آئے گی ۔ لہٰذا جب اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا جس کا اعلان قرآن مجید میں ہوا ہے ۔ گویا کہ اس اعلان میں سنت قرآن مجید یعنی احادیث نبویہ کی حفاظت کا بھی اعلان ہو گیا کیونکہ اگر حدیث شریف محفوظ نہ رہے تو قرآن مجید کی وہ مراد جو اللہ تعالےٰ کے خیال مبارک میں ہے وہ محفوظ نہیں رہے گی ۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہیں گے وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ایک مکمل دستور العمل

(پروگرام) متعدد دفعات کی صورت میں

اور یہ دستور العمل سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ رکوع ۳ و ۴ میں مذکور ہے ۔

دفعہ اوّل

اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کس قسم کا تعلق ہونا چاہیئے

۱

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ الآیۃ ۔ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵ ترجمہ اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو ۔

۲

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا جائے

(لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝) سورہ حم السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴ ترجمہ ۔ سورج کو سجدہ نہ کرو ۔ اور نہ چاند کو ۔ اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے ۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو ۔

حاصل

یہ ہے کہ سجدہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کو ہونا چاہیئے ۔ مخلوقات میں سے کسی کو بھی سجدہ کرنا شرعاً ممنوع ہے ۔

۳

اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی بھی اولاد نہیں دے سکتا

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵ ۔ ترجمہ ۔ آسمانوں اور زمینوں میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے ۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے ۔ اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے ۔ بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ اولاد کا دینا نہ دینا فقط اللہ تعالےٰ کے قبضہ قدرت میں ہے ۔ لہٰذا جو شخص اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے کو بھی اولاد کے دینے کا اہل خیال کرے گا ۔ وہ مشرک ہو جائے گا ۔

۴

موت اور حیات فقط اللہ تعالےٰ کے قبضہ [illegible]

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ سورہ الحجر رکوع ۴ پارہ ۱۴ ۔ ترجمہ اور ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور انجام کار بھی ہم ہی ہیں ۔

۵

رزق کی تنگی اور کشادگی بھی فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵ ترجمہ بیشک تیرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے [illegible]

بھی کرتا ہے ۔ بیشک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے ۔

بادشاہی بھی اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ سورۂ آل عمران رکوع ۳ پارہ ۳ ترجمہ ۔ تو کہہ اے اللہ بادشاہی کے مالک جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے ۔ اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے ۔ جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے ۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے ۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے ۔

دفعہ دوم

والدین کے حقوق کے متعلق ضابطہ الٰہی

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؕ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵ ترجمہ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو ۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو ۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو ۔ اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے ۔ اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما ۔ جو تمہارے دلوں میں ہے ۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے اگر تم نیک ہوگے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے ۔

والدین کے معاملہ میں نجات کا تمغہ حاصل کرنے کا یہی دستور ہے ۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں والدین کی خدمت کی اہمیت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رواہ مسلم ۔ ترجمہ ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلیل ہو اس کی ناک ۔ ذلیل ہو اس کی ناک ۔ ذلیل ہو اس کی ناک (یعنی وہ ذلیل و خوار ہو) عرض کی گئی یا رسول اللہ کس کی ناک ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ اس شخص کی جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بوڑھا پایا اور پھر جنت میں داخل نہیں ہوا (یعنی ان کی خدمت نہ کرنے کے باعث)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ غبار آلود ہو اس کی ناک ۔ غبار آلود ہو اس کی ناک ۔ غبار آلود ہو اس کی ناک (یعنی وہ ذلیل و خوار ہو) عرض کی گئی یا رسول اللہ کس کی ناک ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ اس شخص کی جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بوڑھا پایا اور پھر جنت میں داخل نہیں ہوا (یعنی ان کی خدمت نہ کرنے کے باعث)

۲

ماں باپ کو گالیاں دینا گناہ کبیرہ ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَآئِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ متفق علیہ ترجمہ ۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ آدمی کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ اور کیا انسان اپنے ماں باپ کو گالیاں دے سکتا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ ہاں (دے سکتا ہے) یہ کسی کے باپ کو گالی دے گا ۔ وہ پھر اس کے باپ کو گالی دے گا ۔ (تو گویا کہ اس نے اپنے باپ کو گالی دی) اور یہ اس کی ماں کو گالیاں دے گا وہ اس کی ماں کو گالیاں دے گا (تو گویا کہ اس نے اپنی ماں کو گالیاں دیں)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ رواہ الترمذی (ترجمہ) عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رب کی رضا والد کی رضا میں ہے (یعنی باپ راضی تو اللہ راضی) اور رب کا غصہ باپ کے غصہ کے باعث ہے (یعنی باپ ناراض تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا)

ماں کی خدمت کا حق باپ کی خدمت سے تین گنا زیادہ ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ فَاَدْنَاكَ متفق علیہ ۔ ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے ۔ کہا ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میری صحبت کے لئے کون شخص زیادہ مناسب ہے (یعنی مجھ پر کس کی خدمت کا زیادہ حق ہے) آپؐ نے فرمایا تیری ماں ۔ پھر اس نے عرض کی پھر کون ۔ آپؐ نے فرمایا تیری ماں ۔ عرض کی پھر کون ۔ فرمایا تیری ماں ۔ عرض کی پھر کون فرمایا تیرا باپ ۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپؐ نے فرمایا ۔ تیری ماں ۔ پھر تیری ماں ۔ پھر تیری ماں ۔ پھر تیرا باپ ۔ پھر تیرا قریبی عزیز پھر تیرا قریبی عزیز ۔

دفعہ سوم

دوسرے رشتہ داروں کا حق

(وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵ ترجمہ ۔ اور رشتہ دار کو اس کا حق دے دو ۔

ارشادات نبویہ میں مزید تفصیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے رشتہ داروں کے حقوق اور ان کے ادا کرنے کے طریقہ میں مزید تفصیل ملاحظہ ہو :-

پہلی حدیث

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ متفق علیہ انسؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی موت میں تاخیر کی جائے ۔ اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرے ۔

دوسری حدیث

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّحِمُ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ رواہ البخاری ۔ ترجمہ ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ رحم لفظ رحمٰن سے لیا گیا ہے ۔ پھر اللہ (تعالیٰ) نے رحم سے فرمایا ہے کہ جو شخص تجھ کو ملائے گا ۔ میں اس کو ملاؤں گا ۔ اور جو تجھے کاٹے گا میں اس کو کاٹوں گا ۔

یعنی

جو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے گا ۔ اور حسب ضرورت ان کی حاجتوں میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے امداد کرے گا ۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنی رحمت سے سرفراز فرمائے گا ۔ اور جس شخص نے رشتہ داروں سے کوئی راہ و رسم نہ رکھی ۔ گویا کہ ان کے حق میں اس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے ۔ اس

جرم کی سزا میں اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمت سے اسے دور ہٹا دے گا۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

تیسری حدیث

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ رشتہ داروں سے قطع رحمی کرنے والا بہشت میں نہیں داخل ہوگا۔

اس حدیث شریف کے مضمون کی تشریح پہلے لکھی جا چکی ہے وہ ملاحظہ فرمالیں۔

چوتھی حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَ لٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَھَا رواہ البخاری۔ ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صلہ رحم کرنے والا وہ نہیں ہے جو نیکی کا بدلہ نیکی کرے (یعنی یہ تو بدلہ ہے۔ صلہ رحمی نہیں ہے) بلکہ صلہ رحم کرنے والا وہ ہے۔ جبکہ اس کی رشتہ داری کا سلسلہ منقطع کر دیا جائے۔ تو وہ اس رشتہ داری کو قائم کرے۔

پانچویں حدیث

ایک شخص صلہ رحمی کرنے والا ہو اور اس کے رشتہ دار اس سے بدسلوکی کریں۔ ان دونوں کے متعلق حضور انور کا فیصلہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ قَرَابَۃً اَصِلُھُمْ وَ یَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْھِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْھُمْ وَیَجْھَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّھُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَکَ مِنَ اللّٰہِ ظَھِیْرٌ عَلَیْھِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔ لیکن وہ میرے ساتھ سلوک نہیں کرتے میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں۔ میں حلم و بردباری سے کام لیتا ہوں۔ اور ان سے درگذر کرتا ہوں اور وہ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تو ایسا ہی کرتا ہے۔ جیسا کہ تو نے بیان کیا ہے۔ تو گویا تو ان کو گرم راکھ پھکاتا ہے اور تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ کی مدد ہے۔ وہ ان کی اذیتوں اور شر کو تجھ سے دفع کرنے والا ہے۔ جب تک کہ تو اسی صفت پر رہے۔

دفعہ چہارم و پنجم

مسکین اور مسافر کی خدمت

کرنے کے لئے بھی قرآن مجید پر ایمان لانے والے مامور اور مجبور ہیں۔ چنانچہ جس آیت کی تفصیل و تشریح بیان کی جا رہی ہے۔ اس میں ان حضرات کا بھی ذکر خیر ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی خدمت بجالانا بھی اسلام میں ایمانداروں کے لئے لوازمات اسلام میں سے ہے۔

قرآن مجید کے علاوہ

احادیث نبویہ اس مضمون سے متعلقہ ملاحظہ ہوں

پہلی حدیث

عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

حاصل

اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جو مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر اللہ تعالےٰ بھی رحم نہیں کرتا۔ اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

حاصل یہ نکلا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ہر معاملہ میں میری مدد فرمائے تو اس کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرے۔ تو اللہ تعالےٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ اس کی ہر معاملہ میں مدد کرے گا۔ ایک حدیث شریف میں بھی یہی مضمون ارشاد ہوا ہے۔ وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ ترجمہ۔ اللہ اس بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں مصروف رہتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالےٰ سے اپنا کام کرانے کے لئے یہ ایک عجیب نسخہ ہے۔ کہ تم اللہ تعالےٰ کے بندوں کے کام سنوارتے رہو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے کام سنوارتا رہے گا۔

دوسری حدیث

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا مِنْ اَجْلِ سِنِّہٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَ سِنِّہٖ مَنْ یُّکْرِمُہٗ رواہ الترمذی۔ ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم کی اللہ (تعالےٰ) اس کے بڑھاپے کے لئے ایسے شخص کو مقرر کرے گا۔ جو اس کی تعظیم کرے گا۔

دفعہ ششم

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵۔ ترجمہ۔ اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔ بیشک بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گذار ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں آیتوں پر تحریر فرماتے ہیں (ان کا پہلا حاشیہ) یعنی بے جا خرچ کر کر خراب نہ کرو (دوسرا حاشیہ) یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی۔ جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں۔ اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔

ہر دو آیات پر شیخ الاسلام کے دو حواشی

پہلا۔ یعنی قرابت والوں کی مالی و اخلاقی ہر قسم کے حقوق ادا کرو۔ محتاج و مسافر کی خبرگیری رکھو۔ اور خدا کا دیا ہوا مال فضول اور بے موقعہ مت اڑاؤ۔ فضول خرچی یہ ہے۔ کہ معاصی اور لغویات میں خرچ کیا جائے۔ یا مباحات میں بے سوچے سمجھے اتنا خرچ کر دے جو آگے چل کر تفویت (ادا نہ کرنے) حقوق اور ارتکاب حرام کا سبب ہے۔

دوسرا۔ یعنی مال خدا کی بڑی نعمت ہے جس سے عبادت میں دل جمعی ہو۔ بہت سی اسلامی خدمات اور نیکیاں کمانے کا موقع ہے اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ جو شیطان کی تحریک و اغوا سے وقوع میں آتی ہے۔ اور آدمی ناشکری کر کے شیطان کے مشابہ ہو جاتا ہے جس طرح شیطان نے خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو عصیان و اضلال میں خرچ کیا۔ اس نے بھی حق تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں کو عصیان و اضلال (گمراہ کرنے) میں خرچ کیا۔ اس نے بھی حق تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت کو نافرمانی میں اڑایا۔ (لہٰذا اے برادران اسلام) تم بھی اس کے نقش قدم پر مت چلو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس کی روش اختیار کر کے اسی کی طرح مردود بارگاہ نہ ہو جاؤ۔

مسلمانوں کی فضول خرچی کی اور مثالیں

ملاحظہ ہوں۔ مثلاً شادیوں میں عام بلیے یا فوتی

بینڈ منگوا کر بجوانا یا مثلاً لڑکے والوں کا لڑکی والوں کو کہلا بھیجنا کہ ہم لڑکے کی برات میں تین سو یا چار سو یا پانچ سو آدمی لائیں گے۔ اتنی تعداد کے لئے کھانا پکوائیں۔ گویا کہ لڑکے والے لڑکی والے سے بادل نخواستہ یہ فضول خرچی کرواتے ہیں۔ اور اس میں اپنی شان خیال کرتے ہیں۔ کہ ہمارے تعلقات اتنے وسیع ہیں کہ اتنے آدمی اپنا کاروبار چھوڑ کر ہماری شادی کی تقریب میں شامل ہوتے ہیں۔ یا بعض اوقات لڑکی والے لڑکے والوں کو اپنی شان دکھانے کے لئے برات کے استقبال کے لئے بہت سے آدمی اکٹھے کر لیتے ہیں۔ تاکہ برات والوں پر یہ ثابت کر دیں کہ دیکھ لیجئے ہمارے تعلقات کس قدر وسیع ہیں کہ یہ سب کاروباری آدمی آج اپنا کاروبار چھوڑ کر ہماری لڑکی کی شادی میں شریک ہوئے ہیں۔ آخر جن کو جمع کیا ہے۔ ان کو وہی کھانا کھلائیں گے۔ جو برات کو کھلایا جائے گا۔ یہ لڑکی والوں کی فضول خرچی ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔

دفعہ ہفتم

اگر سائل کو دینے کیلئے کچھ نہ ہو تو نرمی سے اُسے ٹال دو۔!

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵ ترجمہ۔ اور اگر تجھے اپنے رب کے فضل کے انتظار میں کہ جس کی تجھے اُمید ہے۔ مونہہ پھیرنا پڑے۔ تو ان سے نرم بات کہہ دے۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر کسی وقت سائل کو دینے کے لئے کوئی چیز نہ ہو۔ تو اسے نرمی سے ٹال دے کہ عنقریب اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہمیں دیگا تو آپ کی خدمت دل کھول کر کر دیں گے۔ اس وقت معاف کیجئے۔ پھر تشریف لے آئیے گا۔

دفعہ ہشتم

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵ ترجمہ۔ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے کھول دے بالکل کھول دینا۔ پھر تو پشیمان تہیدست ہو کر بیٹھ رہے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

(یعنی دینے سے ہاتھ کو اتنا نہ روک) کہ سب الزام دیں کہ کنجوس مکھی چوس ہے۔ یا یہ کہ اتنا کیوں دیا۔ کہ آپ محتاج رہ گیا۔ غرض ہر معاملہ میں توسط و اعتدال مرعی رکھنا چاہیئے۔ نہ ہاتھ اس قدر کھینچے کہ گردن سے لگ جائے۔ اور نہ طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنے میں ایسی کشادہ دستی دکھلائے کہ پھر بھیک مانگنی پڑے۔ اور ہاتھ کھلے کا کھلا رہ جائے۔"

دفعہ نہم

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵ ترجمہ۔ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں۔ اور تمہیں بھی۔ بیشک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

مذکورۃ الصدر آیت تو سورہ بنی اسرائیل کی ہے اور قتل اولاد کا ذکر سورۃ انعام کے رکوع ۱۹ میں بھی آیا ہے۔ شیخ الاسلام کا یہ حاشیہ سورۃ انعام میں اسی قسم کی آیت پر ہے وہ ذکر کیا جاتا ہے "عرب مفلسی کی وجہ سے بعض اوقات اولاد کو قتل کر دیتے تھے کہ خود ہی کھانے کو نہیں۔ اولاد کو کہاں سے کھلائیں۔ اسی لئے فرمایا کہ رزق دینے والا تو خدا ہے۔ تم کو بھی اور تمہاری اولاد کو بھی۔"

دفعہ دہم

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵ ترجمہ۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بیشک وہ بے حیائی ہے۔ اور بری راہ ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

کیونکہ زنا سے انساب میں گڑبڑ ہوتی ہے اور بہت طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور سب کے لئے بری راہ نکلتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی اگر یہ راہ نکلی۔ تو ایک شخص دوسرے کی عورت پر نظر کرے۔ کوئی دوسرا اس کی عورت پر کریگا" مسند امام احمد میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔ حاضرین نے اسے ڈانٹ بتلائی۔ کہ پیغمبر خداؐ کے سامنے ایسی گستاخی خبردار چپ رہو۔ حضورؐ نے اس کو فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔ وہ قریب آ کر بیٹھا تو آپؐ نے فرمایا کیا تو یہ حرکت اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ میں سے کسی کی نسبت پسند کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ خدا مجھ کو آپ پر قربان کرے۔ ہرگز نہیں۔ فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کے لئے۔ یہ فعل گوارا نہیں کرتے۔ پھر آپؐ نے دعا فرمائی۔ کہ الٰہی اس کے گناہ کو معاف فرما۔ اور اس کے دل کو پاک اور شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔ ابو اُمامہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اس شخص کی یہ حالت ہو گئی کہ عورت وغیرہ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتا تھا اللھم صل علی سیدنا نبینا وبارک وسلم۔

دفعہ یازدہم

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ الآیۃ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵ ترجمہ۔ اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اسے ناحق قتل نہ کرنا۔

ناحق قتل کرنے والے کی سزاء

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ سورہ النساء رکوع ۱۳ پارہ ۵ ترجمہ۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

اس سے زیادہ وضاحت نہیں ہو سکتی

اللہ تعالےٰ نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق قتل کرنے والے کی جو سزا تجویز فرمائی ہے اور جس وضاحت سے عام فہم طریقہ پر اسے بیان فرمایا ہے۔ اس سے زیادہ وضاحت ہو ہی نہیں سکتی۔ اور قتل کی سب صورتیں اس اعلان میں آ جائیں گی۔ جن میں کہ انسان کی جان نکل جائے۔ مثلاً کلہاڑی سے قتل کرے۔ یا تلوار سے۔ یا گلا گھونٹ کر۔ یا زہر دے کر وغیرہ وغیرہ۔

قتل کی ایک دوسری قسم

قتل روحانی بھی ہے

قرآن مجید میں اس کا ذکر ملاحظہ ہو۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ سورۃ النمل رکوع ۷ پارہ ۲۰ ترجمہ۔ البتہ تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتا ہے۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹیں۔ اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتا ہے۔ تو ان ہی کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں۔ سو وہی مان بھی لیتے ہیں۔

مزید اطمینان کے لئے شیخ الاسلام کا حاشیہ

گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کیجیے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹا! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو، یہ تمہارے لئے بھی باعث برکت ہو گا، اور تمہارے گھر والوں کے لئے بھی۔

جامع ترمذی

سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ شعب الایمان

ملاحظہ ہو۔
"یعنی ایک مردہ کو خطاب کرنا یا کسی بہرے کو پکارنا خصوصاً جبکہ وہ پیٹھ پھیرے چلا جا رہا ہو۔ اور پکارنے والے کی طرف قطعاً ملتفت نہ ہو۔ ان کے حق میں سودمند نہیں۔ یہ ہی حال ان مکذبین کا ہے۔ جن کے قلوب مر چکے ہیں اور دل کے کان بہرے ہو گئے ہیں اور سننے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے۔ کہ ان کے حق میں کوئی نصیحت نافع اور کارگر نہیں۔ ایک پیدائشی اندھے کو جب تک آنکھ نہ بنوائے تم کس طرح رستہ یا کوئی چیز دکھا سکتے ہو۔ یہ لوگ بھی دل کے اندھے ہیں۔ اور چاہتے بھی نہیں کہ اندھے پن سے نکلیں۔ پھر تمہارے دکھلانے سے وہ دیکھیں تو کیسے دیکھیں" اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر خدانخواستہ نور فطرت جو ماں کے پیٹ سے لے کر اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ گناہوں کی ظلمت کے باعث بجھ جائے۔ تو پھر ایک ایسے گمراہ اور باطن کے اندھے انسان کے راہ راست پر آنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

وضاحت کیلئے ایک مثال

مذکور الصدر مضمون کے ذہن نشین کرانے کے لئے ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ ایک بچہ ماں کے پیٹ سے بینا پیدا ہوتا ہے۔ اور اس جہان میں آکر اس کی آنکھوں میں چیچک کے دانے نکل آتے ہیں۔ اور بینائی بالکل سلب ہو جاتی ہے۔ کیا اس پیدائشی اندھا ہو جانے کے بعد طبیبوں کے پاس کوئی علاج ہے کہ پیدائشی اندھا بینا ہو جائے۔

بعینہٖ

یہی حالت روحانیت کے سلسلہ میں بھی ہے کہ اگر اتنے گناہ کرے۔ کہ اس کا نور فطرت بجھ جائے تو پھر اس کی فطرت کا نور بجھ جاتا ہے۔ اس کے اندر یہ صلاحیت ہی نہیں رہتی کہ ہادی کی آواز کو گوش ہوش سے سن سکے۔ پھر وہ شخص اسی حالت میں دنیا سے بدنصیب ہو کر رخصت ہوتا ہے۔ اس کی واضح مثال عبداللہ بن اُبَیّ رئیس المنافقین (مدینہ منورہ میں رہنے والے) کی ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ اٰمِیْن یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْن

اگرچہ

قانون الٰہی کی جن دفعات کا ذکر کیا جا رہا تھا۔ وہ سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ کے رکوع ۳ و ۴ میں موجود ہیں۔ اور ان گیارہ دفعات کے علاوہ کچھ اور بھی ابھی باقی ہیں مگر چونکہ ہر خطبہ گویا کہ ایک سبق ہوتا ہے۔ میں انہیں گیارہ دفعات کا ذکر خیر کر کے اس سبق کو ختم کرتا ہوں تاکہ سبق زیادہ لمبا نہ ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں انہیں دفعات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عمل کرنے کی برکت سے اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان دفعات پر عمل کرنے والے میرے بھائی اور بہنیں عذاب آخرت سے نجات پا جائیں گے۔ آمین یا الٰہ العلمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۹ر صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ر ستمبر ۱۹۵۹ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ اَمَّا بَعْدُ

ضلالۃ یعنی گمراہی ایک بہت بڑی روحانی مہلک بیماری ہے

قرآن مجید سے گمراہوں کے مختلف حالات اور ان کے اعمال کے نتائج پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اور

ان لوگوں کے اعمال کا آخری نتیجہ دوزخ کا داخلہ ہوتا ہے۔

تمہید

اللہ تعالےٰ نے تمام انسانوں کو یہ دعا سکھائی ہے (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝) سورۃ الفاتحہ ترجمہ۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے۔

یعنی

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب کی پہلی سورت ہی میں اپنے بندوں کو گمراہوں کے راستہ سے بچ کر دنیا میں زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی ہے

برادرانِ اسلام

گمراہی کا مطلب یہی ہے کہ انسان کو اپنی منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لئے جس راستہ پر چلنا چاہیئے تھا۔ اسے چھوڑ کر دوسری طرف چل نکلے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس قدر وہ چلتا جائے گا۔ اسی قدر اپنی منزل مقصود سے دُور ہوتا جائے گا۔

صحیح راستہ

انسان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں ایسے طریقہ سے زندگی بسر کرے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اس مقصد میں راہ نمائی کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اعلان

ملاحظہ ہو: "وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" ۝ (سورۃ الانعام ع ۱۹۔ پ ۸) ترجمہ۔ اور بیشک یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ سو اسی کا اتباع کرو۔ اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

اس آیت میں پانچویں سطر میں یہ فرمایا ہے۔ "وَهٰذَا كِتٰبٌ

اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ" ۝ (سورہ الانعام ع ۲۰ پ ۷) ترجمہ۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

دو مقامات کا حاصل

اوپر کی سطروں میں جو دو مقامات قرآن مجید سے پیش کئے گئے ہیں۔ ان کا حاصل یہی نکلا کہ قرآن مجید ہی سیدھا راستہ ہے اور قرآن مجید ہی با برکت کتاب ہے۔ لہٰذا (دو مرتبہ) فرمایا کہ اسی قرآن مجید کی تابعداری کرو۔ لہٰذا یہ بات یقیناً ثابت ہوگئی۔ کہ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے اور اس کے دروازے پر پہنچانے والی کوئی چیز دنیا میں ہے تو وہ قرآن مجید ہے لہٰذا جس شخص نے سیدھا اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر پہنچنا ہو تو اس کا فرض ہے کہ قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے۔ خود اس کو پڑھ سکے تو پڑھے ورنہ عمر رسیدہ اور بال بچوں میں مصروف کو چاہیئے کہ اگر اُردو پڑھ سکتا ہو تو کسی محقق عالم کا مترجم قرآن مجید منگوا کر گھر میں رکھے اور روزانہ قرآن مجید کی با ترجمہ تلاوت کرے کہ پہلے آیت پڑھ لی۔ پھر اس کا ترجمہ پڑھ لیا اور اس آیت پر کوئی حاشیہ ہے تو وہ بھی پڑھ لیا۔ اس مقصد کے لئے شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ والا قرآن مجید منگوا لیں۔ ان حواشی میں قرآن مجید کی بقدر ضرورت تفسیر بھی آ جاتی ہے۔ اور مولانا مرحوم ایک شہرت بڑے جید اور محقق عالم تھے اس لئے ان کی تحقیقات کو محققین علماء کرام بھی تسلیم کرتے ہیں

اس صحیح راستہ بتلانے والے (یعنی قرآن مجید) کی مخالفت کرنیوالوں کیلئے دنیا کی زندگی تلخ اور آخرت میں اندھا کر کے اٹھائے جانے کا اعلان

"وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ

بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰی ۝ سورۃ طٰہٰ رکوع ۷ پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیریگا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اُسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔ کہے گا۔ اے میرے رب تونے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں (دنیا میں) بینا تھا۔ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں۔ پھر تونے انہیں بھلا دیا تھا۔ اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

ذکر سے مُراد قرآن مجید ہے

مذکورۃ الصدر آیت کے فقرہ "اعرض عن ذکری" میں ذکر سے مراد قرآن مجید لیا جائے تو زیادہ موزوں ہے۔ کیونکہ اسی آیت کے بعد دوسری آیت میں ذکر سے اعراض کرنے والوں پر یہ فرد جرم لگایا گیا ہے کہ "کَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی" ترجمہ اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں۔ پھر تونے انہیں بھلا دیا تھا۔ یہ ظاہر ہے آیتوں سے مُراد قرآن مجید کی آیات ہی ہو سکتی ہیں۔ ورنہ مطلق ذکر کا لفظ تو اللہ۔ سُبْحٰنَ اللہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ ان اذکار پر بھی استعمال ہو سکتا ہے

قرآن مجید کو اپنے شعبہائے زندگی میں نظر انداز کرنے والوں کیلئے سخت خطرہ

برادران اسلام کتنے مسلمان ہیں جو اپنی دنیاوی زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن مجید کی راہ نمائی کے مطابق قدم نہیں اٹھاتے حالانکہ یہ چیز ہر کلمہ گو مسلمان کے پیش نظر ہونی چاہیئے تھی۔ برادران اسلام یہ یاد رکھیئے کہ قرآن مجید

انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں

ایسی راہ نمائی کرتا ہے۔ جس سے دنیا کا کام بھی سنور جائے اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے۔ اسے مسلمان اگر تو قیامت کے دن

اندھا ہو کر اُٹھنے کی سزا

سے بچنا چاہتا ہے تو ہر معاملہ کو قرآن مجید کی روشنی میں سلجھا اور اگر تمہیں قرآن مجید نہیں آتا تو کسی عالم قرآن مجید کے پاس جا اور اس کے سامنے اپنا معاملہ پیش کرکے عرض کر کہ حضرت اس معاملہ میں قرآن مجید کی روشنی میں میری راہ نمائی فرمایئے۔ اور اگر میرے اس معاملہ کا قرآن مجید میں صراحۃً فیصلہ نظر نہیں آتا تو پھر ارشادات نبویہؐ کی روشنی میں میری راہ نمائی فرمایئے۔ کہ حضور انورؐ کے زمانہ میں اسی قسم کا ایک معاملہ پیش ہُوا تھا۔ اور آپؐ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ اگر سنت نبویہؐ سے فیصلہ مل جائے تو سر آنکھوں پر اور اگر بالفرض حضور انورؐ کے زمانہ مبارکہ میں ایسی کوئی صورت سامنے نہیں آئی تو پھر کسی جیّد عالم سے پوچھئے کہ کیا خیر القرون میں اس مسئلہ کے متعلق کوئی اجماعی فیصلہ ہُوا تھا تو اس پر عمل کر لیجئے تو بھی انشاء اللہ تعالےٰ نجات ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس مسلک پر عمل کرنے والا شخص قیامت کے دن اندھا ہو کر نہیں اُٹھے گا۔ ذکر الٰہی کی جو معنی بیان کی گئی ہے کہ ذکر سے مراد قرآن مجید ہے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے اس نازل کردہ ذکر کی پوری پوری حفاظت فرمائی ہے۔ اس کی شہادت میں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

ملاحظہ ہو۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پُر لطف چیز تحریر فرمائی ہے "یعنی تمہارا استہزاء (ٹھٹھا کرنا) و تعنت اور قرآن لانے والے کی طرف جنون کی نسبت کرنا قرآن و حامل قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو اس قرآن کے اُتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ جس شان اور ہیئت سے وہ اُترا ہے بدوں ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچکر رہے گا۔ اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے محفوظ و مصئون رکھا جائے گا زمانہ کتنا ہی بدل جائے۔ مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم اور حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں پر قرآن کی صوری اور معنوی اعجاز میں اصلاً ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا۔ قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا گم کر دینے میں ساعی ہونگی۔ لیکن اس کے ایک لفظ کو گم نہ کر سکیں گی۔ حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا۔ جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہو گئے۔ "سیموئر" کہتا ہے۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں۔ دُنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔ ایک اور یورپین محقق لکھتا ہے کہ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو بعینہٖ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں۔ جیسے مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک جم غفیر علماء کا جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہا کیا۔ جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور غیر منقضی عجائب کی حفاظت کی۔ کاتبوں نے رسم الخط کی قاریوں نے طرز ادا کی۔ حافظوں نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی۔ کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زیر زبر تبدیل نہ ہو سکا۔ کسی نے قرآن کے رکوع گن لئے۔ کسی نے آئتیں شمار کیں۔ کسی نے حروف کی تعداد بتلائی۔ حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ کو شمار کر ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جا سکتی۔ جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو۔ خیال کرو آٹھ دس سال کا ہندوستانی بچہ جسے اپنی مادری زبان میں دو تین جزء کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہے۔ وہ ایک اجنبی زبان کی اتنی ضخیم کتاب جو متشابہات سے پُر ہے کس طرح فرفر سنا دیتا ہے پھر کسی مجلس میں ایک بڑے باوجاہت عالم و حافظ سے کوئی حرف چھوٹ جائے

یا اعراب کی فروگذاشت ہو جائے۔ تو ایک بچہ اس کو ٹوک دیتا ہے۔ چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں۔ حفظ قرآن کے متعلق یہی اہتمام دور اول عہد نبوت میں سب لوگ مشاہدہ کرتے تھے۔ اسی کی طرف وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ فرما کر اس وقت کے منکرین کو توجہ دلائی۔

اب قرآن مجید سے منہ موڑنیوالے گمراہوں کے مختلف حالات ملاحظہ ہوں

۱

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سورۃ الزمر ع ۳۔ پ ۲۳) ترجمہ۔ سو جن لوگوں کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے۔ ان کے لئے بڑی خرابی ہے۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

نتیجہ

صاف ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا کوئی اثر نہیں نہ اس سے ڈرتے ہیں اور نہ اس سے محبت کی لو لگاتے ہیں۔ نہ اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ کھلم کھلا گمراہی میں ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

برادران اسلام

ان مذکورۃ الصدر سطروں کو آنکھیں کھول کر اور دماغ کو حاضر کر کے پڑھیئے اور پڑھنے کے بعد اپنی حالت پر غور کیجئے کہ کہیں ہم ہی تو اس زد میں نہیں آئے ہوئے۔ وما علینا الا البلاغ

گمراہوں کے حالات ۲

(اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ط وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ج وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا لا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ط اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝) سورۃ الشوریٰ ع ۲۔ پ ۲۵) ۔ اللہ ہی ہے جس نے سچی کتاب اور ترازو نازل کی اور آپ کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہو۔ اس کی جلدی تو وہی کرتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے۔ خبردار بے شک جو لوگ قیامت کے بارہ میں جھگڑتے ہیں وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید بالکل ٹھیک نازل فرمایا ہے۔ کیونکہ اس میں انسان کے لئے مکمل راہ نمائی ہے ایماندار تو قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس سے ڈرتے ہیں کہ خدا جانے قیامت کے دن ہمارے حق میں کیا نتیجہ نکلے۔ اور جو لوگ قیامت کی آمد پر جھگڑتے ہیں۔ وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں

گمراہوں کے حالات ۳

(وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝) ۔ (سورۃ الزخرف رکوع ۳۔ پ ۲۵) ۔ ترجمہ۔ اور جو اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کرتے ہیں۔ پھر وہ اس کا ساتھی رہتا ہے اور شیاطین آدمیوں کو راستے سے روکتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم راہ راست پر ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ (آدمی) ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا۔ اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی۔ پس کیسا بُرا ساتھی ہے اور آج تمہیں یہ بات ہرگز نفع نہ دے گی۔ چونکہ تم نے ظلم کیا تھا بیشک تم سب عذاب میں شریک ہو۔ پس کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں اور انہیں جو صریح گمراہی میں ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ شیطان کا مسلط ہونا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہونے کی پھٹکار ہے۔ اسے رحمۃ للعلمین جس طرح آپ بہرے کو سنا نہیں سکتے اندھے کو دکھا نہیں سکتے۔ اسی طرح جو شخص شیطان کا متبع ہو کہ گمراہی کے گڑھے میں جا گرے۔ اسے کس طرح راہ راست پر لا سکتے ہیں۔

گمراہوں کے حالات ۴

(اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝) (سورۃ ق ع ۲۔ پ ۲۶) ترجمہ۔ (حکم ہوگا)۔ تم دونوں ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈالدو جو نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھہرایا۔ پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس کا ہم نشین کہے گا۔ اے ہمارے رب میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ خود ہی بڑی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔ فرمائے گا۔ تم میرے پاس مت جھگڑو اور میں تو پہلے تمہاری طرف اپنے عذاب کا وعدہ بھیج چکا تھا۔ میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی اور نہ ہی میں بندوں کے لئے ظالم ہوں۔ جس دن ہم دوزخ سے کہینگے کیا تو بھر چکی اور وہ کہیگی کیا کچھ اور بھی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا میں گمراہ رہنے کا نتیجہ قیامت کے دن دوزخ میں داخل ہونے کا سبب بن جائے گا۔ اور دنیا میں اس شخص کو گمراہ کرنے والا جو شیطان تھا۔ وہ عرض کریگا کہ اے اللہ میں نے تو اسے گمراہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ خود بہت دور گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔

گمراہوں کے حالات ۵

(وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا

قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۵ - پ ۲۲) ۔ (ترجمہ ۔ اور کسی مومن مرد یا عورت کو لائق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی کام کا حکم دے تو انہیں اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے فیصلہ کے بعد کسی شخص کو اس کی تبدیلی کا حق نہیں ہے۔ جو شخص بھی اس فیصلہ کے خلاف کریگا گویا کہ کھلم کھلا گمراہی میں جا پڑا۔

گمراہوں کے حالات

۶

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝) ۔ (سورۃ ابراہیم ع ۳ پ ۱۳) ۔ ترجمہ ۔ ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ۔ ایسی ہے کہ ان کے اعمال گویا راکھ ہیں کہ جیسے آندھی کے دن ہوا اڑا کر لے گئی ہو جو کچھ انہوں نے کمایا تھا۔ اس میں سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہ رہا ہو یہ بھی بڑی دور کی گمراہی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں نے اپنے رب کے ماننے سے انکار کیا۔ ان کے اعمال اس طرح ضائع ہو جائیں گے جس طرح تیز آندھی کے دن ہوا راکھ کو اڑا کر لے جائے اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے۔

گمراہوں کے حالات

۷

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫ وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝ فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝) ۔ (سورۃ الاعراف ع ۳ - پ ۸) ترجمہ ۔ کہدو میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے کرو اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو ۔ جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے ۔ اسی طرح دوبارہ پیدا ہو گے ایک جماعت کو ہدایت دی اور ایک جماعت پر گمراہی ثابت ہو چکی انہوں نے اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک ہدایت یافتہ اور دوسرا گمراہ ۔ اس گمراہ فرقہ نے اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی سے منہ موڑ کر شیطانوں کو اپنا راہ نما بنایا ہوا ہے ۔ یہ گمراہ در اصل شیطانوں کے دوست ہیں اور انہیں کا کہا مانتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ ہم ہدایت پانیوالے ہیں ۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بدنصیبوں کی عقل سلب کر لی ہے کہ وہ اپنے حق میں خیر اور شر ۔ مفید اور مضر ۔ بلکہ اپنے خیر خواہ اور بدخواہ کا فیصلہ نہیں کر سکتے ۔ اللھم لا تجعلنا منھم آمین یا الہ العالمین۔

سات نمونے چشم بصیرت کھولنے کیلئے کافی ہیں

تحریر سابق میں قرآن مجید کے تجویز کردہ راہ راست سے بھٹکنے والوں کے سات نمونے پیش کر چکا ہوں ۔ جن میں گمراہوں کے حالات ان کی روش اور اس غلط روش کے نتائج مجملہ پیش کر چکا ہوں ۔ اگر فطرۃ سلیمہ کا نور خداداد مادر زاد کسی انسان کا بجھ نہ گیا ہو تو انشاء اللہ تعالےٰ یہ سات مقامات کے نقشے گمراہی کے گڑھے سے نکال کر اور شیطانوں کے پھندے سے نکال کر راہ راست پر لانے کیلئے کافی اور شافی اور وافی ہیں ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کی چند صفات حمیدہ کا ذکر خیر

تمہید

برادران اسلام - ہر عقلمند اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اگرچہ ہمیں ایک چیز کے نام کا علم ہو - مگر اس چیز میں اللہ تعالیٰ نے جو خاصیتیں رکھی ہیں - جب تک ان خاصیتوں کا علم نہیں ہوگا اس چیز سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا - مثلاً ایک شخص یہ جانتا ہے کہ یہ کستوری ہے اور یہ عنبر ہے اور یہ مومیائی ہے مگر ان ناموں کے سوا ان چیزوں میں جو فوائد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے رکھے ہیں - ان کا جس شخص کو علم نہیں ہے - کیا وہ ان مذکور الصدر چیزوں سے کسی قسم کا کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے ہرگز نہیں - ہاں جب کوئی ادویات کا ماہر اور کامل حکیم اس کی راہ نمائی کریگا کہ کستوری میں فلاں فلاں فوائد ہیں اور عنبر اور مومیائی میں فلاں فلاں فوائد ہیں - اس کے بعد وہ شخص ان ادویات سے فائدہ اٹھا سکے گا - مثلاً جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کا علم ہوگا جو قرآن مجید میں کیا گیا ہے کہ رزاق کی

قبض یا بسط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

شاہنشاہی اعلان یہ ہے - لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ سورۃ الشوریٰ ع ۲ پ ۲۵

ترجمہ - اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں - روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے - بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے - اب جس شخص کو اس

اعلان کا علم ہوگا

رزق کی تنگی کے وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بڑے شوق سے یَا بَاسِطُ کا وظیفہ پڑھنا شروع کر دے گا - اور وہ خیال کرے گا کہ خواہ میں گنہگار ہوں - مگر اب گناہوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر خیال کر کے پڑھتا ہوں - جب اس نے اس ریاضت کا عزم مصمم کر کے پڑھنا شروع کر دیا ادھر سے اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو جائے گی - کیونکہ اللہ جل شانہٗ کا اعلان ہے - اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ (سورہ البقرہ ع ۲۳ پ ۲) ترجمہ - میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پھر چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں -

حاصل

یہ نکلا کہ پڑھنے والے کو اس بات کا علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ رزق کی تنگی اور کشادگی میرے اختیار میں ہے - اسی امید پر وہ میرے دروازہ پر آیا ہے اس لئے اللہ جلشانہٗ اپنے اعلان کی بنا پر اس کا رزق کشادہ کر دے گا -

علیٰ ہذا القیاس

اگرچہ مسلمان اللہ تعالیٰ کا پاک نام تو جانتا ہے کہ میرے رب کا نام اللہ ہے لیکن اس کی صفات حمیدہ معلوم نہ ہونے کے باعث اس کے دروازے پر نہیں آتا اور تکلیف اٹھاتا ہے - اسی لئے آج اس گنہگار نے اس عنوان کو تجویز کیا ہے تاکہ میرے مسلمان بھائی قرآن مجید پر ایمان رکھنے والے اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ کو سمجھ لیں اور جب کوئی وقت پیش آئے تو فوراً دروازہ الٰہی پر حاضر ہو کر عاجزانہ طور پر دست سوال دراز کریں کہ اے اللہ تیرے سوا تو ہمارا کوئی اور ہے نہیں - تو ہماری مشکل کو آسان کر دے - اللہ تعالیٰ اپنے اس اعلان کی بنا پر جو ابھی گزشتہ سطور میں عرض کر چکا ہوں - فوراً اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم سے اسکی طرف متوجہ ہو جائے گا اور اس کی ہر حاجت میں دستگیری فرمائے گا - مثلاً اگر جان کا خطرہ ہے تو یا اسلام (اے سلامتی دینے والے) یا المومن (اے امن دینے والے) یا المھیمن (نگہبان) کا ورد زیادہ سے زیادہ کرے انشاء اللہ تعالیٰ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل پر یقین ہے کہ اس کی دعا قبول فرمائے گا - اور امن و سلامتی سے اس مصیبت سے نکل جائے گا -

ایسے ہی لوگوں کے حق میں

یہ شاہنشاہی اعلان ہے - اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ سورۃ النمل رکوع ۵ پ ۲۰) - (ترجمہ - بھلا کون ہے جو بیقرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے - کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے - تم بہت ہی کم سمجھتے ہو -

اس تمہید کے بعد اللہ تعالیٰ کی چند صفات حمیدہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں

تاکہ برادران اسلام اپنی ضروریات میں اللہ تعالیٰ ہی کے دروازہ پر دست سوال دراز کریں - اس صورت میں کام بھی ہو جائے گا اور مسلمان غیر اللہ کے دروازہ پر جا کر توحید کے دائرہ سے نکل کر شرک کے جرم کا مرتکب بھی نہیں ہوگا - اور مشرک بھی نہیں کہلائے گا -

پہلی

ہر چیز کا پیدا کرنیوالا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہے

اس کے متعدّد شواہد

پہلا

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۶ پ ۸) ۔ (ترجمہ۔ بیشک تمہارا رب اللہ ہے ۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار پکڑا ۔ رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے اور وہ اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے تابعدار بنا کر پیدا کئے ہیں ۔ اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا ۔ اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے ۔ اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو ۔ اسے حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے ۔

اے انسان

جس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں پیدا کر دی ہیں ۔ کیا وہ ایک بیٹا تیری بیوی سے پیدا نہیں کر سکتا ۔ پھر تو اولاد لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازہ پر کیوں جاتا ہے ۔ اور اگر بیٹا مل گیا (جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے) تو پھر اس عطیہ الٰہی کو غیروں کی طرف کیوں منسوب کرتا ہے کہ فلاں شخص نے دیا ہے ۔

اے انسان اس آیت میں پھر غور کر

جب صاف اعلان کیا جا چکا ہے کہ اس جہان میں ہر چیز کا پیدا کرنا بلکہ سارے جہان کے نظام کو چلانا فقط اس اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے (اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ) پھر تو اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازہ پر کیوں جاتا ہے ۔ اولاد مانگنی ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور اگر تیرے خلاف کوئی طاقت اٹھ کھڑی ہے ۔ تو چونکہ نظام کا چلانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے ۔ اسی لئے تمام اسباب کو اپنے حق میں مناسب بنانے کی ضرورت ہے تو دروازہ الٰہی کو کھٹکھٹا ۔ اگر اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا تو تیرے مخالف اسباب کو بھی ایسی ترتیب دے گا ۔ کہ وہ بھی تیرے موافق ہو جائیں گے ۔

اے انسان

اسی آیت میں اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہا ہے کہ عاجزی اور چپکے سے خدا تعالیٰ کو پکارو ۔ اس کا مطلب یہی نکلا کہ جب میری مدد کی ضرورت پیش آئے تو خفیہ طور پر میرے حضور میں آ کر عرض کر دو ۔ میں تمہاری مدد کروں گا ۔ جب قادر مطلق عزاسمہٗ و جل مجدہٗ انسان کو حکم دے رہا ہے کہ اپنے کام میں کامیابی کے لئے عاجزی سے اور چپکے سے مجھے کہدو ۔ میں تمہارا کام کر دوں گا ۔ تو پھر تمہیں غیر اللہ کے دروازے پر جانے اور منت سماجت کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ اسی خصلت کا نام توحید پرستی ہے اور اسی کا دوسرا نام اسلام ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توحید پرست بنائے اور اس کی برکت سے سب کو جنّت کا داخلہ نصیب فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین ۔ اور اسی آیت میں

اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان

بھی فرما دیا ہے کہ اے انسان اگر تم نے میرے سوا کسی اور سے وہ تعلق رکھا جو فقط میرے ساتھ ہی رکھنا چاہیئے تھا ۔ تو میں سمجھوں گا کہ تو میری بندگی کے دائرے سے نکل گیا ہے ۔ پھر میں تمہیں اپنا مخلص نہیں سمجھوں گا ۔ اس بیزاری کا یہ اعلان ہے ۔ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ (ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ کو حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے ۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے دائرہ سے نکل کر دوسروں کے دروازوں پر حاجت روائی کے لئے ہاتھ پھیلائیں ۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

اس پہلی صفت الٰہی کے تائیدی شواہد

قرآن مجید کے مختلف مقامات پر پانچ شاہد موجود ہیں

شواہد کی آیتیں مع حوالہ سورت و ترجمہ آیت و مع حوالہ پارہ عرض کرونگا البتہ ان آیات کی تفسیر پیش نہیں کرونگا متعدد شواہد پیش کرنے سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس مسئلے کی کتنی بڑی اہمیت ہے کہ متعدد بار متعدد سورتوں میں اس کا ذکر فرمایا ہے ۔

شواہد کی تفصیل ملاحظہ ہو

پہلا

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا الایہ (سورہ ہود ع ۱ ۔ پ ۱۲) ۔ (ترجمہ ۔ اور وہی ہے ۔ جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے اور اس کا تخت پانی پر تھا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھا کام کرتا ہے)

دُوسرا

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ (سورۃ الحدید ع ۱ پ ۲۷) (ترجمہ ۔ وہی ہے ۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا ۔ پھر وہ عرش پر قائم ہوا ۔ وہ جانتا ہے ۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں اوپر چڑھتی ہے ۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے ۔ جہاں کہیں تم ہو اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے ۔

تیسرا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ۝ (سورہ ابراہیم ع ۳ پ ۱۳) (ترجمہ ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے ۔ یہ اللہ پر کچھ

مشکل نہیں ہے

چوتھا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِیْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِیْهَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِیْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِیْنَةً ط وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ النحل ع ۱ پ ۱۴) ۔ (ترجمہ ۔ اسی نے ٹھیک طور پر بنایا ہے ۔ وہ ان کے شرک سے پاک ہے ۔ اسی نے آدمی کو ایک بوند سے پیدا کیا ۔ پھر وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑنے لگا اور تمہارے واسطے چارپایوں کو بھی اسی نے بنایا ۔ ان میں تمہارے جاڑے کا بھی سامان ہے ۔ اور بھی بہت سے فائدے ہیں ۔ اور ان میں سے کھاتے بھی ہو اور تمہارے لئے ان میں زینت بھی ہے ۔ جب شام کو چرا کر لاتے ہو ۔ اور جب چرانے لے جاتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں کہ جہاں تم جان کو تکلیف میں ڈالنے کے سوا نہیں پہنچ سکتے تھے ۔ بیشک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے ۔)

پانچواں

(خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یُكَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّهَارِ وَیُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ۝) ۔ (سورۃ الزمر ع ۱ پ ۲۳) ۔ (ترجمہ ۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا ۔ وہ رات کو دن پر لپیٹ دیتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے ۔ اور اس نے سورج اور چاند کو تابع کر دیا ہے ۔ ہر ایک وقت مقرر تک ۔ چل رہا ہے ۔ خبردار وہی غالب بخشنے والا ہے ۔

انسان کس کام کیلئے پیدا کیا گیا ہے

اس عنوان پر قرآن مجید کے اعلانات

۱

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝ (سورۃ الذاریات ع ۳ ۔ پ ۲۷) ۔ (ترجمہ ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے میں ان سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا ۔ اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ انسان اللہ تعالےٰ کا دیا ہوا رزق کھائے اور خدا کی یاد کرے اور قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے دربار میں سوال بھی یہی ہوگا کہ میں نے تمہیں اتنی نعمتیں دیں تھیں تم (ان کے شکریہ میں میرے لئے کیا کر کے لائے ہو) یعنی میری بندگی کا کیا حق ادا کیا تھا ۔ (یہ مضمون جو عرض کیا گیا ہے یہ ایک حدیث شریف کا ترجمہ ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے بڑھ کر اور کوئی چیز قابل قبول نہیں ہو سکتی ۔

۲

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ۝ (سورۃ المومنون ع ۶ پ ۱۸) ۔ (ترجمہ ۔ سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے ۔ سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے ۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ۔ عرش عظیم کا مالک ہے

ہر عقلمند انسان کا فرض ہے

کہ وہ اللہ تعالےٰ کے گزشتہ ہر دو عنوانات آنکھیں کھول کر پڑھے ۔ اور عقل کو حاضر کر کے سوچے ۔ اگر آنکھیں کھول کر پڑھے گا اور عقل خداداد سے سوچے گا تو یقیناً اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ جائے گا کہ میرا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ میں اس خداداد زندگی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ضائع نہ کروں ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجویز شدہ فرائض عبدیت (بندگی) کو معلوم کروں اور ان کو زندگی کا نصب العین بناؤں ۔ اور اپنی زندگی کے تمام فرائض میں سے ان فرائض کو اولیت کا درجہ دوں ۔ یعنی سب سے پہلے ان کے پورے کرنے میں زندگی کے لمحات صرف کروں ۔ اس کے بعد جو باقی وقت بچے ۔ اس کو بقیہ فرائض حیات میں صرف کروں ۔

اس احساس کے بعد

پھر اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تجویز شدہ فرائض عبدیت کو معلوم کروں جب اس تلاش میں نکلے گا تو بقول شخصے "جوئندہ یابندہ" ۔ یعنی ہر شخص کوشش کرنے والا اپنی مراد کو پا ہی لیتا ہے اس تلاش حق کرنے والے کو کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ مل ہی جائے گا ۔ جو اسے یہ بتلائے گا کہ جس خدا تعالےٰ کا تو بندہ ہے ۔ اس نے اپنے بندوں کے لئے ایک دستور العمل نازل کیا ہوا ہے ۔ جس کا نام قرآن مجید ہے ۔ وہ پڑھا کر اور اس کے ترجمے مختلف زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں ۔ مثلاً اردو ۔ فارسی ۔ انگریزی عربی ۔ علیٰ ہذا القیاس اور زبانوں میں بھی ہوں گے (جن کا اس عاجز (احمد علی) کو علم نہیں ہے اور اسے حق کے تلاش کرنے والے تراجم قرآن مجید کا ذکر خیر میں نے اس لئے کیا ہے کہ ہر جگہ علوم قرآنیہ کے فاضل اور ماہر عالم نہیں مل سکتے ۔ ورنہ کسی جگہ کوئی عالم قرآن دان ہو تو سب سے پہلے اس سے فائدہ اٹھایا جائے ۔ یعنی سارے کا سارا قرآن مجید اس عالم قرآن مجید سے سبقاً سبقاً پڑھا جائے ۔ اگر کوئی صاحب جو متلاشی قانون عبدیت تھے ۔ پڑھانے والے عالم سے یہ سوال کرے کہ مجھے قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ فرما دیجئے تاکہ میرا اشتیاق اس خلاصے کے معلوم کرنے سے اور بڑھ جائے ۔

قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ

یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق اور مخلوق دونوں سے درست ہو جائے۔ خالق عزاسمہٗ وجل مجدہ اسے اس کی اطاعت کے باعث اپنی رضا کا کتبہ دیدے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے (رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ) وہ اللہ (تعالیٰ) سے راضی ہو گئے اور اللہ ان سے راضی ہو گیا)۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ اور اگر کسی ارشاد الٰہی (جو قرآن مجید میں ہو) کا مفہوم اپنی کم علمی اور کم فہمی کے باعث سمجھ میں نہ آئے یا کسی مجمل کی تفصیل کا مطلب حل نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا جائے اور اللہ جل شانہٗ کا یہ فیصلہ ہے۔ جس کے متعلق قرآن مجید میں یہ اعلان ہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں فرماتے۔ بلکہ میری طرف سے آپ پر وحی شدہ ہوتا ہے۔

لہٰذا

ہر مسلمان کا فرض عین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو چیز برآمد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے وہی مراد سمجھے۔ اس کی تائید میں اعلان الٰہی ملاحظہ ہو۔ (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى) ترجمہ۔ آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ (جو کچھ آپؐ فرماتے ہیں) وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آپؐ کے مبارک دل پر القا ہوتا ہے۔

لہٰذا

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت سے گریز کرتا ہے۔ وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے فرمان کی نافرمانی کر رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر سیدھا سادھا مسلمان بننا چاہے تو اس کے لیے یہ راستہ کافی شافی اور بالکل سیدھا ہے۔

وصفتیں (قابض اور باسط) بھی اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں اس کے متعدد ثبوت

پہلا

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵)۔ (ترجمہ) بے شک تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے۔ بلاشبہ وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے۔

نتیجہ

اس شاہنشاہی اعلان کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر رزق میں تنگی ہو تو کشادہ کرنے کے لئے فقط اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کرے کہ اے اللہ میرے کسی گناہ کے باعث تو نے مجھے یہ سزا دی ہے۔ لہٰذا میرا وہ گناہ معاف فرما دے اور میرا رزق بدستور سابق کشادہ کر دے۔ چونکہ رزق کی تنگی یا کشادگی فقط اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے پاس جا کر اس مشکل کے حل کرنے کیلئے ہاتھ پھیلائے گا تو مشرک ہو جائے گا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی زندہ اللہ تعالیٰ کے بندے کے پاس جا کر دعا کی درخواست کرے کہ چونکہ میں تو بہت گنہگار ہوں اور آپ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ میرا گناہ معاف فرمائے۔ اور میرے رزق میں فراخی کر دے۔ تو اس میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسرا

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۸ ۔ پ ۲۰)۔ (ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اسے اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود بچ سکا۔ اور وہ لوگ جو کل اس کے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے آج صبح کو کہنے لگے کہ ہائے شامت اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے۔ اور تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے۔

نتیجہ

برادران اسلام۔ عموماً ہر شخص کا دل چاہتا ہے کہ مجھے زیادہ سے زیادہ مال و دولت مل جائے۔ مال و دولت کی فراوانی کا یہ نتیجہ دیکھ لیا۔ لہٰذا میں تو اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو یہ مشورہ دوں گا کہ اے اللہ تعالیٰ تنگدستی سے بچا اور اتنا رزق اور اتنی آسودگی عطا فرما۔ جس سے ایمان میں خلل نہ آئے اور مال و متاع کے زیادہ ہونے کے باعث کہیں مغرور و متکبر ہو کر تیرے دروازہ سے نہ ہٹ جائیں اور بے ایمان ہو کر نہ مریں۔ وما علینا الا البلاغ

زندہ کرنا اور مارنا فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ میں سے یہ دو صفتیں بھی ہیں۔ اس کے متعدد ثبوت میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

پہلا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۹ پ ۹)۔ (ترجمہ کہدو۔ اے لوگو۔ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اسکی سب کلاموں پر یقین رکھتا ہے۔ اور اسکی پیروی کرو۔ تاکہ تم راہ پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ آسمانوں اور زمین میں بادشاہی فقط اللہ تعالیٰ کی ہے اور حضور انورؐ اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ معبود بھی فقط وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور زندہ کرنا اور مارنا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اے اللہ کے بندو!

تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنی چاہیئے۔ آپؐ کی تابعداری ہی سے تم ہدایت پا سکتے ہو۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

اب ہر مسلمان کا فرض ہے

کہ مذکورۃ الصدر آیت میں جو ہدایات دی گئی ہیں۔ ان کو غور سے پڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی حد سے باہر نہ جائے

صفات حمیدہ میں سے ایک اور ملاحظہ ہو

فنا کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے

اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝ (سورہ یٰس رکوع ۱۔ پ ۲۲)۔ (ترجمہ۔ بے شک ہم ہی مُردوں کو زندہ کریں گے اور جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔ اس کو لکھتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو کتاب واضح (لوح محفوظ) میں محفوظ کر رکھا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا سے مار کر انسانوں کو قبروں میں دفن ہونے کے بعد دوبارہ قیامت کے دن زندہ کر کے اُٹھانا فقط اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہے اور ارشاد ہو رہا ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے انسان نے جو کام کیے ہیں یا اپنے اعمال کے جو نتائج چھوڑ کر گیا تھا۔ وہ سب لکھ کر رکھے ہیں جو قیامت کے دن اس کے حساب میں پیش ہوں گے۔

لہٰذا

ہر مسلمان مرد ہو یا عورت اس کا فرض ہے کہ دنیا میں جو کام کرے۔ یہ سوچ لے کہ قیامت کے دن اس کا نتیجہ میرے حق میں کیا نکلے گا۔

وما علینا الا البلاغ

گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور گھر سے نکلتے ہوئے سلام کریں

حضرت قتادہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم کسی گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو اور پھر جب گھر سے نکلو اور جانے لگو تو الوداعی سلام کر کے نکلو۔ شعب الایمان

کسی مجلس میں بیٹھنے سے پہلے اور اس سے رخصت ہوتے ہوئے سلام کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو چاہیئے کہ اولاً اہلِ مجلس کو سلام کرے، پھر بیٹھنا مناسب سمجھے تو بیٹھ جائے، پھر جانے لگے تو پھر سلام کرے اور پہلا سلام بعد والے سلام سے اعلیٰ اور بالا نہیں ہے۔ (یعنی بعد والے رخصتی سلام کا بھی وہی درجہ ہے جو پہلے سلام کا، اس سے کچھ کم نہیں۔) جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ ربیع الاوّل ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

گذشتہ ہلاک ہونیوالی قومیں تین جرموں کی مجرم تھیں جو انکی تباہی کہیئے یا لعنت کی موت سے مرنے کا باعث بنے

ان تینوں جرموں کے نام

پیغمبروں کی تکذیب (جھٹلانا) پیغمبروں کی توہین (بے عزتی کرنا) پیغمبروں پر مذاق اڑانا (یعنی ٹھٹھا کرنا)

اس لئے

یہ چیزیں اس لئے موجودہ دور کے مسلمانوں کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہیں۔ تاکہ آج کل کے مسلمان ان قوموں کے حالات کے آئینے میں اپنا منہ دیکھ لیں کہ کہیں ہم بھی اسی قسم کے امراض میں تو مبتلا نہیں ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے دین یعنی اسلام اور دین اسلام کے احکام کا مجموعہ جس کا نام قرآن مجید ہے اس کے پہنچانے والے علماء دین کے ساتھ ہم کیا سلوک کر رہے ہیں۔ کیا ان کے پیش کردہ اسلام (جو قرآن مجید میں ہے) کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ یا اس اسلام کو دقیانوسی اور پرانا اور نعوذ باللہ من ذلک بوسیدہ کہہ کر ٹال تو نہیں رہے اور ان پیش کرنیوالوں کے متعلق توہین کے الفاظ تو منہ سے نہیں نکال رہے کہ ان مسجد نشین ملانوں کو دنیا کی تو کوئی خبر نہیں ہے کہ زمانہ کس قسم کی تعلیم چاہتا ہے اور موجودہ دور میں کس تعلیم سے آراستہ ہو کر دنیا میں بسنے والی قوموں (مثلاً انگریز۔ امریکن۔ فرانسیسی اور جرمن) میں آدمی عزت پا سکتا ہے

معزز تعلیمیافتہ حضرات

سے عرض کرتا ہوں کہ اگر ان غیر مسلم قوموں میں کوئی خوبی کی بات ہے تو بے شک لے لیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ یہ چیز بھی نظر سے اوجھل نہ ہونے پائے کہ مذہب اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کی اپنی تہذیب اور تمدّن ہے اور اسلام ہر شعبہ حیات میں مسلمانوں کی بہترین رہنمائی کرتا ہے۔ مثلاً اخلاقی۔ معاشرتی اقتصادی سیاسی۔ دینوی اور اخروی غرضیکہ ہر شعبہ حیات میں بہترین راہ نما ہے۔ اور چونکہ اسلام میں ان سب چیزوں کا ماخذ اور منبع آسمانی کتاب (قرآن مجید) ہے۔ اس لئے ہم ببانگ دہل یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر شعبۂ حیات میں مسلمان کے پاس خدائی رہنمائی والی تعلیم موجود ہے اور سوائے مسلمان قوم کے خدا تعالےٰ کی راہ نمائی والی کتاب کسی قوم کے پاس موجود نہیں ہے۔

لہٰذا

الحمدللہ مسلمان کو کسی دوسری قوم سے کوئی چیز لینے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ چونکہ دوسری دنیا میں بسنے والی کسی قوم کے پاس خدائی راہ نمائی والی کوئی کتاب نہیں ہے۔ اس لئے انہیں مسلمان قوم سے پوچھنا پڑے گا کہ اس معاملہ میں ایسا پروگرام بنلایئے کہ ہماری دنیا بھی سنور جائے اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کے روبرو بھی سرخرو ہو کر جائیں

میرے عزیز نوجوان

میری گذشتہ سطور کا حاصل یہ ہے کہ تمہیں تہذیب و تمدن وغیرہ چیزوں میں دوسری قوموں کا راہ نما بننا چاہیئے اور تمہیں دوسری کسی قوم کے تہذیب و تمدن وغیرہ میں جذب ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور چونکہ اسلامی تہذیب و تمدن کے اصول میں خدا تعالیٰ کی راہ نمائی ہے۔ اس لئے قیامت کے دن بھی مسلمان کو اصولاً یہ کھٹکا نہیں پیش آئے گا کہ تم نے یہ کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا

ہاں دنیا میں دوسری بسنے والی

قوموں کو یہ خطرہ ضرور دل میں رہیگا اور دنیا میں یہ خیال نہ بھی رہا۔ تو بھی آخرت میں یہ چیزیں ضرور پیش آئیں گی کہ تم نے یہ کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا اور جب تمہارے پاس خدائی قانون نہیں رہا تھا تو تم نے مسلمانوں کی لازوال کتاب قرآن مجید کے پیش کردہ اصول سے کیوں استفادہ نہیں کیا تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کی اس کتاب مقدس کی حفاظت کا میں نے ذمہ لیا ہوا تھا۔ اور میری ذمہ داری ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ دنیا میں کوئی آسمانی کتاب انسانی دماغوں میں ہر دور میں محفوظ نہیں رکھی جاتی تھی سوائے قرآن مجید کے کہ ہر دور میں اس کے ہزاروں بلکہ مثلاً آج کل ستر کروڑ مسلمانوں کی آبادی میں لاکھوں حافظ مل سکتے ہیں۔

اور اس جرح کا

غیر مسلم اقوام کے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا اور اے مسلمان تو شکر کر کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو اس جرح سے محفوظ رہے گا۔

اے مسلمان

اب تیرے لئے راہ نجات یہی ہے کہ تو جو چاہے دنیا میں کر مگر اس آسمانی کتاب کا دامن نہ چھوڑ۔ دن رات کے چوبیس گھنٹے اپنی زندگی کے اس کی روشنی میں بسر کر۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ تو دنیا میں بھی کامیاب زندگی بسر کرے گا۔

کیونکہ اللہ تعالےٰ تیرا مددگار ہوگا۔ بقول شخصے

دوستاں را کجا کنی محروم
تُو کہ با دشمناں نظر داری

اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے میرا یقین کامل ہے کہ اے مسلمان جب تو نے قانون الٰہی کا ہر معاملہ میں دنیا کا ہو۔ یا آخرت کا ہو۔ احترام کیا ہوگا تو پھر آخرت میں بھی انشاء اللہ تعالےٰ یقیناً کامیاب ہوگا اگر سہواً یا نسیاناً کوئی فروگذاشت ہوگئی تو انشاء اللہ تعالےٰ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرما دے گا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ مبارکاً علیہ۔ ہمارا خدا تعالیٰ اتنا سخت گیر نہیں ہے۔ بلکہ وہ ارحم الراحمین ہے۔ والحمد للہ علی ذالک

اس تمہید کے بعد
گذشتہ ہلاک ہونیوالی قوموں کے مذکورۃ الصدر
تین جرم ملاحظہ ہوں
پہلا جرم انبیاء علیہم السلام کی تکذیب
اس کے متعدد شواہد
پہلا

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ۝ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝) ۔ سورۃ الشعراء ۶ ۔ پ ۱۹۔

ترجمہ۔ نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی نوحؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ انہوں نے کہا ہم تجھ پر ایمان لائیں حالانکہ تیرے تابع تو کمینے لوگ ہوئے ہیں۔ اور کہا مجھے کیا خبر کہ وہ کیا کرتے تھے۔ ان کا حساب تو میرے رب ہی کے ذمہ ہے۔ کاش کہ تم سمجھتے اور میں ایمان لانے والوں کو دور کرنیوالا نہیں ہوں۔ میں تو بس کھول کر ڈرانے والا ہوں۔ کہنے لگے۔ اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا۔

جھٹلانے کا نتیجہ

حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانے کا نتیجہ پھر یہ نکلا کہ پھر بجز معدودے چند ایمان داروں کے باقی ساری قوم کی قوم کو غرق کر دیا گیا۔ دنیا میں ڈوب کر مرے اور قیامت کے دن جہنم رسید ہوں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دوسرا

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ۝ إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝)

سورۃ الشعراء ع ۷ ۔ پ ۱۹۔ (ترجمہ۔ قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا۔ کہ تم کیوں نہیں ڈرتے۔ البتہ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم ہر اونچی زمین پر کھیلنے کے لئے ایک نشان بناتے ہو۔ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو۔ شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو بڑی سختی سے پکڑتے ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی ہے۔ جنہیں تم بھی جانتے ہو چارپایوں اور اولاد سے اور باغوں اور چشموں سے تمہیں مدد دی۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ کہنے لگے تو نصیحت کر یا نہ کر ہمارے لئے سب برابر ہے۔ یہ تو بس پہلے لوگوں کی ایک عادت ہے اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔ پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا۔ تب ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ عاد کی بدنصیب قوم نے اپنے وقت کے پیغمبر ہود علیہ السلام کو جھٹلایا اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر دنیا سے لعنت کی موت سے رخصت ہوئے۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ هٰذَا الْمَوْتِ

تیسرا

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ ۖ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ۝ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ ۖ كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ۝ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۝) ۔

سورۃ القمر ع ۲ ۔ پ ۲۷۔ (ترجمہ۔ قوم ثمود نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تھا۔ پس کہا کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی کے کہنے پر چلیں گے۔ تب تو ہم ضرور گمراہی اور دیوانگی میں جا پڑینگے کیا ہم میں سے اسی پر وحی بھیجی گئی بلکہ وہ بڑا جھوٹا (اور) شیخی خورہ ہے عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون بڑا جھوٹا اور (شیخی خورہ) ہے۔ بے شک ہم ان کی آزمائش کے لئے اونٹنی بھیجنے والے ہیں۔ پس (اے صالح) ان کا انتظار کر

اور صبر کر اور ان سے کہہ دو کہ پانی ان میں بٹ گیا ہے۔ ہر ایک اپنی باری سے پانی پلایا کرے۔ پھر انہوں نے اپنے رفیق کو بلایا تب اس نے ہاتھ بڑھایا اور (اس کی) کھوچیں کاٹ ڈالیں۔ پھر (دیکھا) ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا۔ بے شک ہم نے ان پر اور زور کی چیخ کا عذاب بھیجا۔ پھر وہ ایسے ہو گئے کہ جیسا کانٹوں کی باڑ کا چورا

عبرت

اے قرآن مجید سے روگردانی کرنے والو اور قرآن مجید کی اشاعت کرنے والے علماء دین کی توہین کرنے والو اور ان علماء کرام کو ذلیل کرنے والے الفاظ (مثلاً مسیٹر بیکار۔ ان کا وجود قوم پر ایک بار گراں کہہ کر اپنے دل کو خوش کر لینے والو) قوم ثمود کے واقعات اور نتائج کو آنکھیں کھول کھول بار بار پڑھو اور ان واقعات سے عبرت حاصل کرو اور قرآن مجید کے ارشادات کو سر آنکھوں پر رکھ لو تو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جاؤ گے۔ ورنہ پھر جو تمہارے حق میں مہلک نتائج نکلیں گے وہ ناقابل برداشت ہوں گے اور تمہیں سوائے دست حسرت ملنے کے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ وما علینا الا البلاغ

چوتھا

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ۝ نِعْمَةً مِنْ عِنْدِنَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ۝ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ) ۔ سورۃ القمر ع ۲ پ ۲۷۔

(ترجمہ۔ قوم لوطؑ نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تھا۔ بیشک ہم نے ان پر پتھر برسائے سوائے لوطؑ کے گھر والوں کے ہم نے اس پچھلی رات کو نجات دی۔ یہ ہماری طرف سے فضل ہے جو شکر کرتا ہے۔ ہم اسے ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں اور وہ انہیں ہماری پکڑ سے ڈرا چکا تھا۔ پس وہ ڈرانے میں شک کرنے لگے اور البتہ اس سے اس کے مہمانوں کا مطالبہ کرنے لگے تو ہم نے اُن کی آنکھیں مٹا دیں۔ پس (کہا) میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو اور بے شک صبح کو ان پر ایک عذاب نہ ٹلنے والا آ پڑا۔ پس میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو فاعتبروا یا اولی الابصار

حاصل

یہ ہے کہ ہادی کی آواز کو کالعدم قرار دینے والے اور اپنے لہو و لعب کے دنیاوی مشاغل میں محو رہنے والو۔ کا یہی تباہ کن نتیجہ نکلتا رہا ہے اور آئندہ بھی ایسے لوگوں کا یہی نتیجہ نکلتا رہیگا۔ و ما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

پانچواں

(وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝) سورہ الاعراف ع ۱۱۔ پ ۸)

ترجمہ۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے۔ پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا۔ اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔

شعیب علیہ السلام کی قوم کے کافروں کے سرداروں کا جواب

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا ذکر اوپر کی آیتوں میں آ چکا ہے اب اس قوم کے کافروں کے سرداروں کا جواب سنئے۔

(وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ۝ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۱۔ پ ۹

ترجمہ۔ اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے۔ انہوں نے کہا اگر تم شعیبؑ کی تابعداری کرو گے تو بے شک نقصان اٹھاؤ گے۔ پھر انہیں زلزلے نے آ پکڑا پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا۔ گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔ پھر ان سے منہ پھیرا اور کہا۔ اے میری قوم تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیئے اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی کی۔ پھر کافروں کی قوم پر میں کیونکر غم کھاؤں۔

نتیجہ

برادران اسلام آپ نے شعیب علیہ السلام کی قوم کا نتیجہ دیکھ لیا۔ اسی طرح اگر ہم مسلمانوں نے اپنے پیغمبر سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمائے ہوئے احکام کی مخالفت کی تو ہم بھی ویسے ہی مجرم اور اسی قسم کی سزاؤں کے مستحق ہوں گے جو پہلی امتوں کو ملی ہیں۔ اللھم وفقنا لاتباع نبیک الکریم صلی اللہ علیہ وسلم آمین یا الہ العالمین۔

دوسری مہلک بیماری

انبیاء علیہم السلام کی توہین ہے

اس کے متعدد شواہد ملاحظہ ہوں

پہلا

حضرت نوح علیہ السلام کی توہین

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۝ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝) سورۃ الشعراء ع ۶۔ پ ۱۹۔ (ترجمہ۔ کہنے لگے اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا۔ کہا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے۔ پس تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ ہی کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں نجات دے پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے بچا لیا۔ پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں۔

ہود علیہ السلام کی توہین

(قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۝ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝) سورہ الشعراء ع ۷۔ پ ۱۹)۔ ترجمہ۔ کہنے لگے تو نصیحت کر یا نہ کر ہمارے لئے سب برابر ہے۔ یہ تو بس پہلے لوگوں کی ایک عادت ہے اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا۔ تب ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں۔

جرم کیا تھا اور سزا کیا ملی

جرم یہ تھا کہ پیغمبر خدا کی توہین اور تکذیب کی اور سزا یہ ملی کہ سوائے چند افراد کے باقی سب لوگ ہلاک ہو گئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے متبعین کی توہین

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۝ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۝ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۝ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۝ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۱ پ ۹۔ ترجمہ۔ اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا۔ اے شعیبؑ ہم تجھے اور انہیں جو تم پر ایمان لائے ہیں۔ اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ فرمایا۔ کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں۔ بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے اور ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام متکبرین قوم کی دھمکی سہ گئے

مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تبلیغ دین کا فریضہ تھا اس سے دست بردار نہیں ہوئے۔ بالآخر اس کشمکش کا

نتیجہ

یہ نکلا فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۱۔ پ ۹۔ پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا۔ گویا کہ وہ کبھی وہاں بسے ہی نہیں تھے۔ جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۝ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۳۔ پ ۹)

ترجمہ۔ اور موسےٰؑ نے کہا اے فرعون بے شک میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔ میرے لئے یہی مناسب ہے کہ سوائے سچ کے کوئی بات خدا کی طرف منسوب نہ کروں۔ میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک بڑی دلیل لایا ہوں۔ پس بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے کہا اگر تو کوئی نشانی لے کر آیا ہے تو وہ لا اگر تو سچا ہے۔ پھر اس نے اپنا عصا ڈال دیا۔ وہ اسی وقت صریح اژدہا ہو گیا اور اپنا ہاتھ نکالا۔ تو اسی وقت دیکھنے والوں کے لئے سفید نظر آنے لگا۔ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ بیشک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے

یہی حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی زبردست توہین ہے کہ اولوالعزم پیغمبر خدا کو جادوگر کہنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو سچا کر دکھایا اور فرعون کو مع اپنے لشکر کے بحیرہ قلزم میں غرق کر دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

تیسری روحانی مہلک بیماری

انبیاء علیہم السلام پر مذاق اڑانا کفر ہے اس کا ثبوت

یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (سورہ یٰسین رکوع ۲ پ ۲۳۔ ترجمہ۔ کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا۔ جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو۔

اس سے معلوم ہوا

کہ ہمیشہ بد قسمت اور بد نصیب انسانوں نے انبیاء علیہم السلام پر مذاق اڑایا اور پھر عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوتے رہے اس کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی دیکھتے اور سنتے ہیں کہ دنیا میں کتنی قومیں پہلے پیغمبروں سے ٹھٹھا کرکے غارت ہو چکی ہیں۔ جن کا نام و نشان مٹ چکا۔ کوئی ان میں سے لوٹ کر ادھر واپس نہیں آئی۔ عذاب کی چکی میں سب پس کر برابر ہو گئیں۔ اس پر بھی عبرت نہیں ہوتی۔ جب کوئی رسول آتا ہے۔ وہی تمسخر اور استہزاء شروع کر دیتے ہیں جو پچھلے کفار کی عادت تھی۔ چنانچہ آج خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار مکہ کا یہی معاملہ ہے اور بالآخر نتیجہ بھی وہی نکلا جو پہلی قوموں کے حق میں نکلا تھا۔ اللھم لا تجعلنا منھم یا ارحم الراحمین۔

سلام میں پہل کرنے کے اصول

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہدایت فرمائی کہ: چھوٹا بڑے کو سلام کیا کرے اور راستہ سے گزرنے والا چلنے والا بیٹھے ہوؤں کو سلام کیا کرے، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کی جماعت کو سلام کریں۔ صحیح بخاری

مجلس میں ایک آدمی سلام کا جواب دے دے تو سب کی طرف سے کافی ہے

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف نسبت کر کے بیان فرمایا کہ گزرنے والی جماعت میں سے اگر کوئی ایک سلام کر لے تو پوری جماعت کی طرف سے کافی ہے، اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک جواب دے دے تو سب کی طرف سے کافی ہے۔ شعب الایمان

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۱ ربیع الاوّل ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بہشت میں فقط اُن لوگوں کو داخل کرے گا۔ جو اس کی اصطلاح میں عقلمند ہونگے

تمہید

برادران اسلام! میں کئی مرتبہ درس قرآن مجید میں عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ جس عقل سے دنیا میں کام لیتے ہو۔ اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں بھی اسی عقل سے کام لیا کرو۔ تو انشاء اللہ ہدایت پاؤ گے اور قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جاؤ گے۔ اور اگر خدا نخواستہ دنیا کے کاموں میں تو عقل خداداد سے کام لیا۔ اور اللہ تعالےٰ کے تعلق میں عقل خداداد کو تہ کر کے رکھ دیا۔ تو مارے جاؤ گے۔ نعوذ باللہ پھر دوزخ کا مُنہ دیکھنا پڑے گا۔

مثلاً

دنیا کے معاملہ میں آپ چاہتے ہیں کہ بیٹا عقلمند عطا ہو۔ بیوقوف نہ ہو۔ بیٹی عقل مند ہو۔ بیوقوف نہ ہو۔ بیوی عقلمند ہو۔ بیوقوف نہ ہو۔ (یعنی جسے اولاد کے پالنے کا سلیقہ نہ آئے۔ کھانا پکانا نہ آئے۔ کپڑا سینا نہ آئے۔ گھر میں جھاڑو دینا نہ آئے۔ ایک شریف عورت کی طرح مہذب طریقہ پر بات چیت نہ کر سکے۔ اپنی بیوقوفی کے باعث نہ خاوند کا ادب کرے۔ نہ ساس اور سُسر کا احترام کرنے کا سلیقہ اسے آئے) نوکر عقلمند ہو۔ بیوقوف نہ ہو۔ ہمارے کپڑے سینے والا درزی عقلمند ہو بیوقوف نہ ہو۔ تاکہ کہیں کپڑے کی کتر و بیونت کرنے میں کپڑا ضائع نہ کر دے حجام ایسا ہو جو ٹھیک حجامت کرے۔ اور بیوقوف نہ ہو۔ تاکہ کہیں سر مونڈتے مونڈتے سر میں زخم نہ کر دے۔ ناخن اتارتے وقت اُنگلی کو زخمی نہ کر دے (جیسا کہ بعض نو آموز حجام ایسی تکلیفیں پہنچا دیا کرتے ہیں) حاصل یہ ہے کہ اگر ہمارے متعلقہ تمام متعلقین عقلمند اور سلیقہ شعار چاہئیں۔

تو کیا اللہ تعالےٰ کو بہشت میں داخل کرنے کے لئے

اس کی منشا کے مطابق ایسے آدمی نہیں چاہئیں جو عقلمند۔ دُور اندیش اور اس کی اصطلاح کے مطابق جن کی زندگی کا ہر لمحہ رضائے الٰہی کا طالب اور ان کا ہر عمل حیات رضائے الٰہی کے سانچے میں بالکل ٹھیک بیٹھنے والا اور ان کے ہر لمحہ زندگی میں رضاء الٰہی مقصود و محبوب ہو اور کیا ایسے نہیں چاہئیں جو ہر کام کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کلام پاک (قرآن مجید) یا حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استصواب رائے کر لیں۔ اگر اجازت معلوم ہو تو کام کریں ورنہ اس کے کرنے سے فوراً ہاتھ روک لیں۔ کیا

اللہ جل شانہٗ کو مذکورۃ الصفات والے

انسانوں کو بہشت میں لے جانے کی ضرورت ہے۔ جن کے ہر عمل کا ظاہر رضاء الٰہی سے رنگین اور جن کا باطن رضاء الٰہی کے نور سے منوّر ہو اور جو لوگ ساری دنیا و مافیہا کی نعمتوں کو دے کر فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کا تمغہ حاصل کرنے کو نہایت ہی ارزاں سودا خیال کریں۔ یا اللہ تعالیٰ کو ان صفات حمیدہ والوں کے مقابلہ میں اپنی بہشت میں بسانے کیلئے کیا ایسے ایسے انسان چاہئیں جو مثلاً پنجوقتہ دربار الٰہی (مساجد) میں حاضری کے لئے بلائے جائیں۔ مرد ہوں تو پانچوں وقتوں کے بلاوے پر ایک وقت بھی اللہ تعالےٰ کے دربار میں حاضر ہو کر مُنہ نہ دکھائیں اور عورتیں ہوں تو پردہ داری کے باعث مسجدوں میں نہ سہی۔ گھروں میں وضو کر کے مصلّے پر بارگاہ الٰہی میں ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو جائیں۔ اس کے علاوہ وہ ہر کاروبار میں اپنی ہوا و ہوس کی پابندی کریں۔ ان کے دل میں نہ خدا تعالیٰ کا خوف اور نہ اس کے عذاب سے بچنے کی کوئی تمنا پائی جائے۔ بس ان لوگوں کی نظر میں دنیا کا ساز و سامان جمع کرنا مقصود ہو اور عیش و عشرت سے دنیا کی زندگی بسر کرنا مطلوب اور محبوب ہو۔

غور کیجئے

کیا اللہ تعالےٰ نے ایسے ناعاقبت اندیش اور ایسے اللہ تعالےٰ کے باغیوں کے لئے بہشت کی وہ نعمتیں تیار کی ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ "مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ رَجُلٍ" (جو آنکھوں نے کبھی دیکھی نہیں اور کانوں نے کبھی سنی نہیں اور کسی شخص کے دل میں ان کا خیال بھی نہیں گذرا۔)

ایسے ناعاقبت اندیشوں کے لئے

بہشت کی نعمتیں ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ نعمتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جن کا ذکر

مندرجہ ذیل آیات

میں ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ

وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون ع ۱ پ ۱۸) ۔ ترجمہ۔ بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں ۔ پس جو شخص اسکے علاوہ طلبگار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔ وہی وارث ہیں ۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے ۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ۔ جن لوگوں کو

بہشت میں داخل ہونے کی تمنا

دل میں ہے ۔ وہ مذکورۃ الصدر آیات کو غور سے پڑھیں اور اپنی حالت پر منطبق کرکے دیکھیں کہ کیا ہم میں بہشت میں داخل ہونے والوں کیلئے جو لازمی صفات تجویز کی گئی ہیں ۔ کیا وہ ہم میں پائی جاتی ہیں ۔ اگر پائی جاتی ہیں تو اللہ تعالےٰ کا شکر کریں ۔ البتہ مرتے دم تک ان صفات پر ہمت سے پابند رہیں ۔ کیونکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان پہلے ان صفات کا پابند ہو اور امید ہو جائے کہ یہ شخص بہشت میں جائے گا ۔ اور یہ یاد رکھئے ۔ کہ بعض ایسے بدنصیب بھی ہوتے ہیں کہ پہلے بہشتیوں کی صفتوں سے متصف تھے ۔ پھر دنیا کے معاملات میں کسی ایسے چکمہ میں پھنسے کہ ایمان کھو بیٹھے ۔ اللھم لاتجعلنا منھم

مثلاً

بعض مسلمانوں کے مسلمان ہونے کے بعد بے ایمان ہو جانے کی ایک مثال ملاحظہ ہو کہ ایک شخص فوت ہو گیا اور اس کی اولاد میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہیں اب شریعت اسلامی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ دو بہنوں کو ایک بھائی کے برابر حصہ ملتا ہے ۔ اب مذکورۃ الصدر صورت میں شریعت اسلامی کے مطابق فیصلہ کیا جائے تو ان لوگوں کے باپ کی جائداد میں سے

حصوں میں تقسیم کی جائے گی ۔ ایک حصہ (جو کل جائداد کا ایک تہائی ہے) بھائی کو دیا جائے گا اور دوسرا دو بہنوں کو اور تیسرا حصہ بھی دو بہنوں کو دیا جائیگا

اب وہ بھائی بے ایمان یوں ہوگا

کہ عدالت میں جا کر بیان دیتا ہے کہ ہمارے خاندان میں اسلامی قانون پر جائداد کی تقسیم نہیں ہوا کرتی ۔ بلکہ رواج پر ہوا کرتی ہے ۔ یعنی جس طرح ہندوانہ میں باپ کی جائداد فقط بیٹوں پر تقسیم ہوتی ہے اور لڑکیاں محروم رکھی جاتی ہیں اور اپنے اس دعوے پر عدالت میں چند گواہ بھگتا دیتا ہے کہ جب میرے دادا کا انتقال ہوا تھا تو میرے باپ اور میرے چچا نے میری پھوپھی کو جائداد میں سے حصہ نہیں دیا تھا ۔ لہٰذا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے خاندان میں باپ کی جائداد میں سے لڑکیوں کو حصہ نہیں دیا جاتا اور عدالت اس شخص کے اس ثبوت بہم پہنچانے پر اسکی بہنوں کو محروم کر دیتی ہے اور ساری جائداد اس شخص کو دے دیتی ہے اور اس کی بہنوں کو محروم کر دیتی ہے قرآن مجید کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ شخص مومنوں کی فہرست سے خارج کر دیا گیا ہے ۔ جب قرآن مجید نے اسے مومنوں کی فہرست سے خارج کر دیا ہے تو پھر یہ شخص اگرچہ بظاہر مسلمانوں میں شمار ہوتا ہے ۔ مگر بارگاہ الٰہی سے مومنوں کی فہرست سے خارج کر دیا گیا ہے ۔

اس خارج ہونے کا ثبوت ملاحظہ ہو

وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (سورۃ النور ع ۶ ۔ پ ۱۸)

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے ۔ پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے ۔ اور وہ لوگ ایمان نہیں ہیں اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں فیصلہ کرے ۔ تبھی ایک گروہ ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں ۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں ۔ اس سے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کرے گا ۔ بلکہ وہی ظالم ہیں ۔

حاصل

یہی نکلا کہ مسلمانوں میں بعض ایسے آدمی بھی ہیں کہ پہلے مومن تھے اور پھر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے فیصلہ سے سرتابی کے باعث مومن نہیں رہے ۔

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں عقلمند کون ہیں

قرآن مجید کے مختلف مقامات سے متعدد شواہد

پہلا

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ؕ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ (سورۃ الرعد ع ۳ پ ۱۳)

ترجمہ۔ بھلا جو شخص جانتا ہے کہ تیرے رب سے تجھ پر جو کچھ اترا ہے حق ہے ۔ اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھا ہے ۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں ۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں ۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب

کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لیے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے۔ پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے (جو ان کے لئے ہوگا)

شیخ الاسلام کے حواشی

مذکورۃ الصدر آیات پر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی ملاحظہ ہوں تاکہ قارئین کرام کو مزید بصیرت حاصل ہو۔ فرماتے ہیں مومن اور کافر کا الگ الگ انجام ذکر فرمانے کے بعد متنبہ کرتے ہیں۔ کہ ایسا ہونا عین عقل و حکمت کے موافق ہے۔ کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک پنٹ اندھا جسے کچھ نظر نہ آئے یوں ہی اناپ شناپ اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھا رہا ہو۔ اس شخص کی برابری کر سکتا ہے۔ جس کے دل کی آنکھیں کھلی ہیں اور پوری بصیرت کے ساتھ حق کی روشنی سے مستفید ہو رہا ہے۔ یعنی اللہ سے جو عہد ازل میں ہو چکا ہے (عہد الست) جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے اور جو انبیاءؑ کی زبانی عہد لئے گئے۔ ان سب کو پورا کرتے ہیں۔ کسی کو توڑتے نہیں۔ نیز بذات خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے جو عہد و پیمان باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت نہ ہو) اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ صلہ رحمی کرتے ہیں (یا یہ معنی کہ) ایمان کو عمل کے ساتھ۔ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں۔ یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں۔ یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں کسی کو نہ مانیں۔ (اور) حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور کر کے لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا کیا صورت پیش آئے گی۔ اور (ان لوگوں نے) مصائب و شدائد اور دنیا کی مکروہات پر صبر کیا (اور) کسی سختی سے گھبرا کر اطاعت کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا۔ نہ معصیت کی طرف جھکے اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا۔ اس لئے نہیں کہ دنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا تھا۔ مجبور ہو گئے تو صبر کر کے بیٹھ رہے۔

دوسرا شاہد

اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب (قرآن مجید) سے عقلمندوں کی صفات پر دوسرا شاہد پیش کیا جاتا ہے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۲۰۔ پ ۴) ترجمہ۔ بے شک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں (عقلمند) وہ (ہیں) جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو سب عیبوں سے پاک ہے سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا۔ سو تو نے اسے ذلیل کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

غور کیجئے

برادران اسلام۔ مذکورۃ الصدر آیات میں عقلمندوں کی جو علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ غور کر کے دیکھئے کہ ہم میں وہ علامتیں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ اگر پائی جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے اور اگر پائی نہیں جاتیں تو ان آیات کے آئینے میں اپنے خیالات کے خال و خط درست کر لیجئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ عقلمندی کے معیار پر پورے اتریں۔ اور قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچ کر بہشت کا داخلہ نصیب ہو جائے

وما علینا الا البلاغ۔

تیسرا شاہد

وَكَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِیْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ (سورۃ الطلاق ع ۲۔ پ ۲۸) ترجمہ اور کتنی ہی بستیاں اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکش ہو گئیں۔ پھر ہم نے بھی ان سے سخت حساب لیا اور ان کو یہ بری سزا دی پس ان بستیوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کا انجام کار بربادی ہوئی۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر اے عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو جو ایمان لا چکے ہو۔ بے شک اللہ نے تمہاری طرف نصیحت نازل فرمائی ہے۔ یعنی ایک رسول جو تمہیں اللہ کی واضح

آئینیں پڑھ کر سناتا ہے تاکہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کئے انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جائے۔ اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اس نے نیک کام بھی کئے تو اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں سدا رہیں گے۔ اللہ نے اس کو بہت اچھی روزی دی ہے۔

مذکورۃ الصدر چار آیتوں میں متعدد عبرتیں

پہلی تذکیر بایام اللہ

حضرت مولانا ومقتدانا الشاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں انسانوں کے لئے تین قسم کی تذکیروں کا ذکر آتا ہے

نمبر۱۔ تذکیر بآلاء اللہ

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلا کر بندوں کو اپنے احکام کی تعمیل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ چونکہ میں تمہارا محسن ہوں۔ اس لئے میرے احسانات کا صلہ یہ دینا چاہیئے کہ میرے احکام کی تعمیل کرو۔ اور یہ مطالبہ ایک فطری چیز ہے کہ ہر انسان اپنے محسن کے حکم کی تعمیل اس کے محسن ہونے کے لحاظ سے کرتا ہے

نمبر۲۔ تذکیر بایام اللہ

اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گذشتہ قوموں کے وہ واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سناتا ہے۔ جن میں ان قوموں کی اللہ تعالیٰ کے احکام سے بغاوت اور اپنے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلانے کے باعث ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا اور وہ صفحہ ہستی سے طرح طرح کے عذابوں سے ذلت اور لعنت کی موت سے فنا ہوئیں

اور ان کے حالات

اللہ تعالیٰ اس لئے سناتا ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے اس آئینے میں منہ دیکھیں کہ کہیں ہم بھی ان ہلاک ہونے والی قوموں کے راستے پر تو نہیں جا رہے۔

کہ جس طرح وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماننے سے انکار کیا کرتے تھے کہیں ہم بھی تو انکار نہیں کر رہے۔ اور جس طرح وہ ہلاک ہونے والی قومیں اپنے اپنے وقت کے پیغمبر کی تکذیب (جھٹلانا) تو ہین (بے عزتی کرنا) اور تمسخر (مذاق اڑانا) اس قسم کی ناشائستہ حرکتیں کیا کرتی تھیں۔ کیا ہم بھی کہیں ان تباہ ہونے والی قوموں کی طرح انہیں لوگوں جیسی ناشائستہ حرکتیں تو نہیں کر رہے۔

فائدہ

تذکیر بایام اللہ سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ قوم خوش قسمت ہے۔ تو ان قوموں کی تباہی کے واقعات سن کر اپنی ان شرارتوں سے باز آ جاتی ہے اور غلط راستے سے ہٹ کر سیدھے راستہ پر چل نکلتی ہے۔ ورنہ گذشتہ قوموں کی طرح یہ بھی صفحہ ہستی سے ذلت اور لعنت کی موت سے نیست و نابود کر دی جاتی ہے۔

نمبر۳۔ تذکیر بما بعد الموت

اگر کوئی قوم پیغمبر وقت کی مخالفت کرنا شروع کر دیتی تھی تو اس قسم کی قوم کے سامنے ان کی بد اعمالیوں کے موت کے بعد جو نتائج نکلنے والے تھے وہ ان کے سامنے لائے جاتے تھے تاکہ ان مہلک نتائج ہی کو دیکھ کر اپنی اصلاح کر لیں اور عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔

پہلی دو آیتوں میں

تذکیر بایام اللہ ہے جو کہ "وکاین من قریۃ" سے شروع ہو کر "فصدا" تک ہے۔

دوسری عبرت

اور وہ عجیب ہے کہ فقط مومن ہی عقلمند ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ ثابت ہوا کہ کافر عقل سے کورے اور بیوقوف ہوتے ہیں اور

یہ نکتہ فقط عربی دان حضرات ہی سمجھ سکتے ہیں

اور غیر عربی دان مسلمانوں کو ان حضرات سے حسن عقیدت کے باعث اس پر یقین آ جائے گا۔ اس نکتہ کا ثبوت یہ ہے کہ "یا اُولِی الْاَلْبَابِ" کی نحوی ترکیب یہ ہے یا حرف ندا اُولِیْ مضاف الْاَلْبَابِ مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مبدل منہ ہے اور الذین موصول اور اٰمنوا فعل اور واؤ ضمیر فاعل۔ فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہے موصول کا۔ موصول اور صلہ مل کر بدل ہے مبدل منہ کا۔ اس ترکیب (نحوی) کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں عقلمند فقط وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشادات (جن کا مجموعہ قرآن مجید ہے) اور قرآن مجید کی تشریحات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں۔ (جن کا نام حدیث شریف ہے)۔ کو مانتے ہیں اور جو شخص بھی دنیا میں خواہ کتنا بڑا ادیب ہو۔ کتنا بڑا سحر بیان ہو۔ علوم دنیاوی کا خواہ کتنا بڑا ماہر ہو بایں ہمہ وہ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں پرلے درجے کا احمق اور بیوقوف ہوگا۔

اس کی ایک عقلی دلیل سنئے

مثلاً ایک ماں باپ اپنے بیٹے کو سکول میں اس لئے بھیجتے ہیں کہ تعلیم پا کر علمی کمال حاصل کرے۔ اسی بنا پر وہ کتابیں بھی خرید کر دیتے ہیں۔ فیس بھی ادا کرتے ہیں۔ مگر وہ لڑکا اپنی بدبختی کے باعث ہر سال فیل ہی ہوتا رہتا ہے یا کی کھیلنے میں یا فٹ بال کھیلنے میں۔ یا دوڑنے میں یا مکہ بازی میں ہر سال کلاس میں اول نمبر آتا ہے۔ کیا اس لڑکے کے ماں باپ یا دوسرے سمجھدار آدمی یہ کہہ سکیں گے کہ یہ لڑکا بڑا سمجھدار ہے یا کامیاب ہے یا فتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اصلی کمال تو علم کا کمال ہے۔ علم کے امتحان میں تو ہر سال فیل ہو کر اپنے آپ کو ثابت کر دیتا ہے کہ میں نالائق ہوں۔ اس لئے امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتا باقی رہی مکہ بازی تو یہ کوئی انسان کا کمال نہیں ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ دو بھینسے آپس میں ٹکریں مارتے ہیں۔ بالآخر ایک تھک کر بھاگ نکلتا ہے تو کیا پھر مکہ بازی میں کمال انسانی کمال ہے یا بھاگنے میں وہ لڑکا سب سے اول آتا ہے۔ تو کیا یہ انسانی کمال سمجھا جائے گا انسانی کمال علم ہے یا دوڑنا۔ دوڑنے میں تو اکثر کتا بھی انسان سے تیز دوڑتا ہے تو کیا پھر کہا جائے گا۔ کہ یہ کتا بڑا باکمال ہے۔

آج کل کی مادی ترقیات کو

اسی مثال پر قیاس کر لیجئے اللہ تعالیٰ نے جو انسان کا پیدا کرنے والا ہے قرآن مجید میں اعلان فرمایا ہوا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ (سورۃ الذاریات ع ۳ پ ۲۷)

ترجمہ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا ہے زبردست طاقت والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندگی کا آخری دستور العمل قرآن مجید ہے اور کلام الٰہی کی مزید تفصیل اور تشریح حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے۔ اکثر انسانوں کو ادھر تو توجہ ہی نہیں ہے۔ بجائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ کو بیش از بیش یاد کریں۔ اور فقط اسی کے تجویز کردہ نظام العمل (قرآن مجید) کو دستور العمل بنائیں۔

بجائے اس کے

کوئی ایٹم بم بنانے میں مصروف ہے۔ کوئی راکٹ بنانے میں مصروف ہے کیا اللہ تعالیٰ نے اسی قسم کے کاموں کے لئے انسان کو پیدا کیا تھا۔ اور کیا ان قوموں میں جو پیغمبر آئے تھے کیا انہوں نے ان قوموں کو بھی مادی ترقی کی تعلیم دی تھی۔ ان حالات میں ہر عقلمند اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ کیا ایسے لوگوں سے اللہ تعالےٰ راضی ہو سکتا ہے اور کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ انسانیت کا صحیح فرض بحالات موجودہ ادا کر رہے ہیں ہرگز نہیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی اصطلاح میں صحیح معنی میں (عقلمند) ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

قضائے حاجت کے وقت سلام کا جواب نہ دیا جائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں سلام کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کے لیے بیٹھے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ جامع ترمذی

کچھ لوگ سوئے ہوئے ہوں تو جاگنے والوں کو سلام کرنے کا طریقہ

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اصحاب صفہ کے پاس تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح آہستہ اور احتیاط سے سلام کرتے کہ سونے والے نہ جاگتے اور جاگنے والے سن لیتے۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کی مغفرۃ (بخشش) کے مختلف پہلوؤں پر

اللہ تعالیٰ کے اعلانات

پہلا اعلان

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی گناہ بخش نہیں سکتا

(وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۫ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝) سورہ آل عمران ع ۱۴ پ ۴ ۔ ترجمہ ۔ اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں ۔ یا اپنے حق میں ظلم کریں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے ۔ اور اپنے کئے پر وہ اڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں یہ لوگ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں سے بخشش ہے اور باغ ہیں ۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے اور کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مزدوری ہے ۔

دوسرا اعلان

اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز نہیں بخشیگا

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْھًا فَنَرُدَّھَا عَلٰٓی اَدْبَارِھَآ اَوْ نَلْعَنَھُمْ کَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝) سورۃ النساء ع ۷ پ ۵ ۔ ترجمہ ۔ اے کتاب والو (یہودیو) اس پر ایمان لے آؤ ۔ جو ہم نے نازل کیا ہے ۔ اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے کہ ہم بہت سے چہروں کو مٹا ڈالیں ۔ پھر انہیں پیٹھ کی طرف الٹ دیں ۔ یا ان پر لعنت کریں ۔ جس طرح ہم نے ہفتہ کے دن والوں پر لعنت کی تھی ۔ اور اللہ کا حکم تو نافذ ہو کر ہی رہتا ہے ۔ بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا ۔ جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ما سوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا ۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا ۔

حاصل

اس اعلان خداوندی کا حاصل یہ نکلا ۔ کہ اللہ تعالےٰ شرک کا گناہ ہرگز نہیں بخشے گا ۔ اور شرک کے سوا جو گناہ جس کو چاہے بخش دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا یہ بہت بڑا افترا ہے "یعنی اس سے بڑا اور کوئی گناہ نہیں ہو سکتا" ۔

ایک خطرناک غلطی

اکثر آدمی ایک نہایت ہی خطرناک غلطی کرتے ہیں اور وہ اس غلطی کو نہیں سمجھتے بلکہ ثواب خیال کرتے ہیں ۔ وہ یہ کہ قرآن کی روشنی میں وہ چیزیں صریح شرک ہیں ۔ مگر اکثر مسلمان ان چیزوں کو شرک نہیں سمجھتے برادران اسلام یاد رکھئے اللہ تعالےٰ نے اپنے قانون کے مطابق قیامت کے دن انسانوں کے اعمال کو دیکھنا ہے ۔ نہ ہمارے خیال کے نقطۂ نگاہ سے ۔ بالفرض اگر قاتل عدالت میں پیش ہوتے وقت عدالت میں یہ عذر پیش کرے کہ حضور مجھے اس کا علم نہیں تھا ۔ کہ آپ کے قانون میں قتل کی سزا پھانسی ہے اگر یہ علم ہوتا تو میں کبھی بھی مقتول کو قتل نہ کرتا ۔ کیا عدالت اس قاتل کی بے علمی کے عذر کو سن کر اس کو معاف کر دے گی ۔ ہرگز نہیں ۔ عدالت اس قاتل کے جواب میں یہ کہے گی کہ حکومت کے قانون سے عدم واقفیت تمہارا قصور ہے ۔ اس لئے تمہیں انصاف کے قانون کے لحاظ سے پھانسی دینا ضروری ہے ۔ لہذا قانون سے ناواقفیت اس مجرم کے بری ہو جانے کا باعث نہیں بنیگی اور اسے ضرور پھانسی دے دی جائے گی ۔ شاہنشاہ حقیقی عزاسمہٗ و جل مجدہٗ کے قانون کا بھی یہی حال ہے کہ جو اس کی مخالفت کرے گا ۔ وہ سزا پائے گا ۔

شرک کی چند مثالیں

پہلی

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ میرے سوا اور کوئی بھی اولاد نہیں دے سکتا ۔ لہذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے اولاد مانگے گا تو شرک کا مرتکب ہوگا اور مشرک کہلائے گا ۔

دوسری

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ رزق کی تنگی اور کشادگی فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے ۔ لہذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رزق کی تنگی یا کشادگی کرنے والا خیال کرے گا وہ مشرک کہلائیگا ۔

تیسری

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ عزت دینا یا ذلیل کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ۔ لہذا اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو عزت دینے یا ذلیل کرنے والا خیال کرے گا تو وہ قرآن مجید کی اصطلاح میں مشرک کہلائے گا ۔

چوتھی

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ زندہ کرنا اور مارنا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے ۔ لہذا اگر کوئی شخص زندہ کرنے یا مارنے کا عقیدہ کسی اور کے ساتھ رکھے گا ۔ تو وہ قرآن مجید کی اصطلاح میں مشرک ہو جائے گا ۔

تیسرا اعلان

اللہ تعالےٰ جس کو چاہے بخش دیتا ہے

(لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۴۰ - پ ۳۔

ترجمہ۔ جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اللہ ہی کا ہے۔ اور اگر تم اپنے دل کی بات ظاہر کروگے یا چھپاؤ گے اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر جس کو چاہے بخشے گا۔ اور جسے چاہے عذاب کرے گا۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حاصل

جس عنوان کے ثابت کرنے کے لئے میں نے یہ آیت پیش کی ہے۔ وہ تو یقیناً ثابت ہو گیا کہ حساب و کتاب لینے کے بعد بخش دینا یا سزا دینا فقط ایک اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ لہذا یہ اختیار کسی اور کے قبضہ میں خیال کرنا شرک ہوگا۔

چوتھا اعلان

اللہ تعالیٰ چاہے تو سب گناہ معاف فرمادے

(قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝) سورۃ الزمر ع ۶ پ ۲۴ ۔ ترجمہ۔ کہدو۔ اے میرے بندو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بیشک اللہ سب گناہ بخش دے گا۔ بیشک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

حاصل

جس عنوان پر میں نے یہ آیت پیش کی ہے۔ وہ بالکل صاف طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ چاہے تو سب گناہ معاف فرما دے۔ اللھم اجعلنا منھم آمین یا الہ العالمین

پانچواں اعلان

اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو نہیں بخشتا

(اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ۝) سورۃ النساء ع ۲۰ - پ ۵ ترجمہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے۔ پھر کفر کیا۔ پھر ایمان لائے پھر کفر کیا۔ پھر کفر میں بڑھتے رہے تو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشیگا۔ اور نہ انہیں راہ دکھائیگا۔

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایمان کو ایک کھلونا اور ایک مذاق بنا رکھا ہے۔ جب چاہا تو ایمان کے دائرہ میں آ گئے۔ اور جب چاہا تو دائرہ اسلام سے نکل گئے۔ ان ایمان پر مذاق کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ نہیں بخشیگا اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے کیا ہے۔ نہ تو ان کو بخشیگا اور نہ ان کی راہ نمائی فرمائے گا۔ راہ نمائی تو اس کی فرمائے جو راہ نمائی کا خواہاں ہو۔ جب وہ خود طالب نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو مجبور کرکے جنت میں پہنچائے۔

چھٹا اعلان

بعض بدنصیبوں کے متعلق اعلان ہے کہ انہیں اللہ تعالےٰ ہرگز نہیں بخشے گا۔

(وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَ تَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ۝ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝) سورۃ التوبہ ع ۱۰ پ ۱۔ ترجمہ اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے دے تو ہم ضرور خیرات کیا کرینگے اور نیکوں میں سے ہو جائینگے۔ پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ موڑ کر پھر بیٹھے تو نتیجہ یہ ہوا کہ اس دن تک کہ اللہ سے ملیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا۔ اس لئے کہ انہوں نے جو اللہ سے وعدہ کیا تھا اسے پورا نہ کیا اور اس لئے کہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کا بھید اور ان کا مشورہ جانتا ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے۔ وہ لوگ جو ان مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی محنت کے سوا طاقت نہیں رکھتے۔ پھر ان پر ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشیگا یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیات پر جو حواشی تحریر فرمائے ہیں۔ وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ تاکہ ان آیات کے متعلقہ مضامین پر مزید بصیرت حاصل ہو۔ فرماتے ہیں "ایک شخص ثعلبہ بن حاطب انصاری نے حضرت سے عرض کیا کہ میرے حق میں دولتمند ہونے کی دعا فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ثعلبہ تھوڑی چیز جس پر خدا کا شکر ادا کرے۔ اس بہت چیز سے اچھی ہے۔ جس کے حقوق ادا نہ کر سکے۔ اس نے پھر وہی درخواست کی آپؐ نے فرمایا کہ اے ثعلبہ کیا تجھے پسند نہیں کہ میرے نقش قدم پر چلے۔ آپؐ کے انکار پر اس کا اصرار بڑھتا رہا۔ اس نے وعدہ کیا کہ اگر خدا مجھ کو مال دے گا میں پوری طرح حقوق ادا کروں گا۔ آخر حضورؐ نے دعا فرمائی اس کی بکریوں میں اس قدر برکت ہوئی کہ مدینے سے باہر ایک گاؤں میں رہنے کی ضرورت پڑی۔ اور اتنا پھیلاوا ہوا کہ ان میں مشغول ہو کر رفتہ رفتہ جمعہ و جماعات بھی ترک کرنے لگا۔ کچھ دنوں بعد حضورؐ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے محصّل پہنچے تو کہنے لگا۔ زکوٰۃ تو جزیہ کی بہن معلوم ہوتی ہے۔ دو ایک دفعہ ٹلا کر زکوٰۃ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ حضورؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ "وَیْحَ ثَعْلَبَہ" اور یہ آیات نازل ہوئیں۔ جب

اس کے بعض اقارب نے اس کی خبر پہنچائی تو با دلِ نخواستہ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تیری زکوٰۃ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ یہ سُن کر اس نے بہت ہائے واویلا کی۔ کیونکہ حضورؐ کا زکوٰۃ قبول نہ کرنا اس کے لئے بڑی عار کی بات تھی۔ بدنامی کے تصور سے سر پر خاک ڈالتا تھا۔ مگر دل میں نفاق چھپا ہوا تھا۔ پھر حضورؐ کے بعد ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا۔ انھوں نے بھی قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ پھر حضرت عمرؓ اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پیش کی۔ دونوں نے انکار فرمایا۔ ہر ایک یہی کہتے تھے کہ جو چیز نبی کریمؐ نے رد کر دی۔ ہم اس کو قبول نہیں کر سکتے۔ آخر اسی حالت نفاق پر حضرت عثمانؓ کے عہد میں اس کا خاتمہ ہوا خدا تعالیٰ سے صریح وعدہ خلافی کرنے اور جھوٹ بولتے رہنے کی سزا میں انکے بخل اور اعراض کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ کے لئے نفاق کی جڑ ان کے دلوں میں قائم ہوگئی جو موت تک نکلنے والی نہیں اور یہ ہی سنت اللہ ہے کہ جب کوئی شخص اچھی یا بُری خصلت خود اختیار کر لیتا ہے تو کثرت مزاولت و ممارست سے وہ دائمی بن جاتی ہے۔ بری خصلت کے اسی دوام و استحکام کو کبھی ختم وطبع (مہر لگانے) سے تعبیر کر دیتے ہیں۔ (ایسے آدمی) خواہ کیسے ہی وعدے کریں۔ باتیں بنائیں یا مجبور ہو کر مال پیش کریں۔ خدا ان کے ارادوں اور نیتوں کو خوب جانتا ہے اور (وہ لوگ) اپنے ہم مشربوں کے ساتھ بیٹھ کر جو مشورے کرتے ہیں۔ ان سے پوری طرح آگاہ ہے وہ جانتا ہے کہ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ کا وعدہ اور گھبرا کر زکوٰۃ حاضر کرنا کس دل اور کیسی نیت سے تھا۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے چار ہزار (دینار یا درہم) حاضر کر دیئے۔ عاصم بن عدیؓ نے ایک سو وسق کھجوریں (جنکی قیمت چار ہزار درہم ہوتی تھی) پیش کیں۔ منافقین کہنے لگے کہ ان دونوں نے دکھلاوے اور نام و نمود کو اتنا دیا ہے۔ ایک غریب صحابی ابوعقیل حباب نے جو محنت و مشقت سے تھوڑا سا کما کر لائے اس میں سے ایک صاع تمر صدقہ کیا تو (منافق) مذاق اڑانے لگے کہ یہ خواہ مخواہ زور آوری سے لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ بھلا اس کی ایک صاع کھجوریں کیا پکار کریگی غرض تھوڑا دینے والا اور بہت خرچ کرنے والا کوئی ان کی زبان سے بچتا نہ تھا۔ کسی پر طعن کسی سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ یعنی ان کے طعن و تمسخر کا بدلہ دیا۔ بظاہر تو وہ چند روز کے لئے مسخراپن کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیئے گئے ہیں لیکن فی الحقیقت شُگھ کی جڑیں کٹتی چلی جا رہی ہیں۔ اور عذاب الیم ان کے لئے تیار ہے۔ منافقین کے لئے آپ کتنی ہی مرتبہ استغفار کیجئے۔ ان کے حق میں بالکل بیکار اور بیفائدہ ہے۔ خدا ان بدبخت کافروں اور نافرمانوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا۔ آپؐ نے قمیص مبارک کفن میں دیا۔ لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا۔ نماز جنازہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔ حضرت عمرؓ اس معاملہ میں آڑے آتے تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہؐ یہ وہ ہی خبیث تو ہے۔ جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی نالائق حرکات کیں۔ ہمیشہ کفر و نفاق کا علمبردار رہا۔ کیا حق تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ آپؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ مجھ کو استغفار سے منع نہیں کیا گیا۔ بلکہ آزاد رکھا گیا ہے۔ کہ استغفار کروں یا نہ کروں۔ یہ خدا کا فعل ہے کہ ان کو معاف نہ کرے۔ یعنی ان کے حق میں میرا استغفار نافع نہ ہو۔ (سو ان کے حق میں نہ سہی) ممکن ہے دوسروں کے حق میں میرا یہ طرز عمل نافع ہو جائے۔ دوسرے لوگ سب سے بڑے موذی دشمن کے حق میں نبیؐ کے اس وسعت اخلاق اور وفور رحمت و شفقت کو دیکھ کر اسلام و پیغمبرؐ اسلام کے گرویدہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں ستر مرتبہ سے زائد استغفار کرتا۔ گویا اس جملہ میں حضورؐ نے متنبہ فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی طرح آپ بھی اس کے حق میں استغفار کو غیر مفید تصور فرما رہے تھے۔ فرق اس قدر ہے کہ حضرت عمرؓ کی نظر بغض فی اللہ کے جوش میں صرف اسی نقطہ پر مقصور تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میت کے فائدے سے قطع نظر فرما کر عام پیغمبرانہ شفقت کا اظہار اور احیا کے فائدہ کا خیال فرما رہے تھے۔ لیکن آخرکار وحی الٰہی "ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابدًا ولا تقم علیٰ قبرہ" نے صریح طور پر منافقین کا جنازہ پڑھنے یا ان کے اہتمام دفن و کفن وغیرہ میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی کیونکہ اس طرز عمل سے منافقین کی ہمت افزائی اور مومنین کی دل شکنی کا احتمال تھا اس وقت سے حضورؐ نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

ساتواں اعلان

اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالوں کیلئے بڑا ہی بخشنے والا ہے

(وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى) سورہ طٰہٰ ع ۴۔ پ ۱۶

ترجمہ۔ اور بیشک میں بڑا بخشنے والا ہوں اسکو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے۔ پھر ہدایت پر قائم رہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص ایمان لائے اور حسب توفیق احکام الٰہی کی تعمیل کرے اور اللہ تعالیٰ کی ارشاد کردہ رہنمائی کا ہر حال میں پابند رہے۔ اگر ایسے انسان سے بے ساختہ کوئی غلطی ہو جائے (بقول شخصے اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِّنَ النِّسْيَانِ وَالسَّهْوِ) ترجمہ۔ انسان کے خمیر میں بھول چوک فطرتاً رکھی گئی ہے۔ لہٰذا سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کوئی انسان معصوم نہیں ہے۔ اس لئے مذکورۃ الصدر صفات سے متصف ہونیوالے انسانوں سے بھی غلطی کا ہو جانا بعیدانہ قیاس نہیں ہے۔ پھر ایسے مخلصین حضرات کی دلجوئی کے لئے اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں ایسے لوگوں کے حق میں غفار (بڑا ہی بخشنے والا) ہوں "تاکہ ایسے حضرات سے اگر کوئی غلطی ہو جائے تو مایوس نہ ہوں اور ان کی مخلصانہ ہمت مردانہ پر اس غلطی کا اثر باقی نہ رہنے پائے۔ بلکہ ان کے ذہن میں یہ بات قائم رہے کہ جب بھی غلطی ہوگی تو غفار الذنوب اس کو معاف فرما دیگا۔ اللھم اجعلنا منھم

آٹھواں اعلان

اگر کام کرنے میں انسان کی نیت بالکل ٹھیک تھی

مگر کام کرنے میں کوئی کوتاہی ہوگئی تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا

(رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ۚ إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا) سورہ بنی اسرائیل ع ۳- پ ۱۵ - ترجمہ- جو تمہارے دلوں میں ہے تمہارا رب خوب جانتا ہے - اگر تم نیک ہوگے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے -

اس اعلان میں

ایک بہت بڑی تسلی دی گئی ہے - وہ یہ کہ اگر انسان سے غلطی ہو جائے - اس کے بعد اس کے دل میں ندامت پیدا ہو - اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرکے اس سے معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے -

نواں اعلان

بعض انسانوں کو مغفرۃ کے علاوہ اجر عظیم ملنے کا وعدہ

(وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝) سورۃ المائدہ ع ۲- پ ۶- ترجمہ- اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں - بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی نہ صرف یہ کہ ان کوتاہیوں کو معاف کر دیں گے جو بمقتضائے بشریت رہ جاتی ہیں - بلکہ عظیم الشان اجر و ثواب بھی عطا فرمائیں گے"

بڑے ہی بد نصیب

ہیں وہ انسان جو اس قدر عفو عام کے اعلانات کے ہوتے ہوئے بھی دنیا کی زندگی میں گناہ کرتے جائیں اور بارگاہ الٰہی سے معافی نہ مانگیں اور مرنیکے بعد ان تمام جمع شدہ گناہوں کے انبار کے سبب سے اپنی قبروں کو دوزخ کا گڑھا بنوائیں - اللھم لا تجعلنا منھم

اس لاپرواہی کا بہت بڑا سبب

یہ بھی ہے کہ عام طور پر مسلمان اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس (قرآن مجید) کی تعلیم سے بے بہرہ ہیں - قرآن مجید کے اعلانات عام طور پر ان کے کانوں میں بھی نہیں پڑتے - اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے ان اعلانات سے بے خبر رہتے ہیں اور اس بے خبری کے باعث عام طور پر انہیں گناہ کا احساس بھی نہیں ہوتا اور کرتے رہتے ہیں - تا آنکہ قبر کے دروازہ پر جا پہنچتے ہیں - قبر میں داخل ہونے کے بعد احساس تو ہوتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی کے ایام غلط طریقہ پر گزارے ہیں - اس لئے عذاب قبر میں مبتلا کیا گیا ہوں - مگر اب اس احساس سے کیا ہو سکتا ہے -

مثلاً

عام طور پر مسلمان مرد ہوں یا عورتیں نماز نہیں پڑھتے حالانکہ تارک نماز کی قبر جہنم کا گڑھا بنے گی -

دوسری مثال

عام طور پر مسلمان رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتے - حالانکہ رمضان شریف کے روزے نہ رکھنے والوں کے لئے قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی -

تیسری مثال

مسلمانوں میں بے شمار عورتیں اور مرد ایسے ہیں - باوجودیکہ ان پر زکوٰۃ فرض ہے مثلاً عورتوں پر زیورات کی زکوٰۃ فرض ہے بشرطیکہ نصاب زکوٰۃ تک وہ زیورات پہنچ جائیں - اب جو عورتیں زیورات کی زکوٰۃ ادا نہیں کرینگی - اس جرم کے باعث ان کی قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی - مگر یہ احساس انہیں قبر میں جانے کے بعد ہوگا - اس وقت اس احساس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا -

علیٰ ہذا القیاس

کئی مرد ایسے ہیں کہ ان کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ ان کے ذمہ زکوٰۃ دینا فرض ہے مگر وہ نہیں دیتے - ایسے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی مگر اب اس احساس کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے -

عام طور پر مسلمان جانتے بھی نہیں

ایک اور مصیبت ہے کہ عام طور پر مسلمان ان گناہوں کی ان سزاؤں کو جانتے بھی نہیں انہوں نے عام طور پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کیلئے فقط اپنے آپ کو مسلمان کہنا ہی کافی سمجھ رکھا ہے - حالانکہ یہ چیز بالکل غلط ہے اور غور کیا جائے تو

مسلمان کے لفظ

میں سارا دین آ جاتا ہے - کیونکہ اسلام کی معنی فرمانبرداری کرنا ہے اور دراصل مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرنے والے کا نام ہے -

اگر احکام کی فرمانبرداری

تو نہ کرے اور اپنا نام مسلمان رکھ لے یہ تو جعل سازی ہے - جس طرح کہ سیاہ فام حبشی کا نام چاند خاں رکھ دیا ہے - تو کیا وہ چاند کی طرح روشن ہے - اسی طرح اگر ہم لوگ خدا تعالیٰ کے نافرمان کا نام مسلمان رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں تو غلط ہی ہوگا - کہ نافرمان کو ہم نے فرمانبردار ہونے کا لقب دے دیا -

برادران اسلام

یاد رکھئے اللہ تعالیٰ ہماری اصطلاحوں کا پابند نہیں ہے - وہ تو اپنے نقطۂ نگاہ سے ہر انسان کے اعمال کا فیصلہ کرے گا - لہذا جو لوگ احکام الٰہی کی تعمیل کرنے سے بے بہرہ ہیں - وہ ہماری اصطلاح میں خواہ مسلمان کہلاتے ہیں - مگر اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں وہ مسلمان نہیں ہیں -

اللہ تعالیٰ کا اعلان

ملاحظہ ہو جو میری سابقہ سطور کی تائید کرتا ہے - ارشاد ہے -

اعلان

(وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝) سورۃ البقرہ ع ۱۳- پ ۱- ترجمہ- اور کہتے ہیں کہ سوائے یہود یا نصاریٰ کے اور کوئی جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا - یہ ان کے ڈھکوسلے ہیں - کہدو اپنی دلیل لاؤ - اگر تم سچے ہو - ہاں جسنے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہو (یعنی فقط دعوے کافی نہیں - بلکہ عمل بھی نیک کرتا ہو - تو اس کیلئے اس کا بدلہ اسکے رب کے ہاں ہے - اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے -

بے عمل مسلمانوں کو

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کو بار بار غور سے پڑھنا چاہیئے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں اصلی سچا اور کھرا مسلمان کون ہے - وما علینا الا البلاغ +

خطبہ یوم الجمعہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۹ر اکتوبر ۱۹۵۹ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ امّا بعد

(۱) اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے کا حکم

(۲) اور اس کے نتائج

اس پر متعدد شواہد

پہلا

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝) سورۃ الاحزاب ع ۶ پ ۲۲۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔

دوسرا

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝) سورۃ الاحزاب ع ۵۔ پ ۲۲ ترجمہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں اور سچے مردوں اور سچی عورتوں اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں اور عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں اور خیرات کرنیوالے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں اور روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں اور پاکدامن مردوں اور پاکدامن عورتوں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنیوالی عورتوں کے لیئے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بخشش اور بہت بڑے اجر کا تمغہ لینا چاہتے ہیں۔ انہیں یہ دس صفتیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں

ورنہ

اگر ان دس صفتوں سے خالی اور کورے ہو کر مرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں پیش ہوئے تو پھر قانونی طور پر تم بخشش اور اجر عظیم کے مستحق نہیں ہوگے دیدے تو اس کا فضل ہوگا اور اگر نہ دے تو اس پر کوئی الزام نہیں ہوگا۔

مغفرت کے خواہشمند

مردوں اور عورتوں کو مذکورۃ الصدر آیت کو آنکھیں کھول کر اور عقل خداداد کو بیدار کرکے اس آیت کو پڑھنا چاہیئے کہ آیا ہم اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اجر عظیم پانے کے قانوناً مستحق ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ اگر اپنے قانون کو بالائے طاق رکھ کر محض اپنے فضل سے ہمیں دوزخ سے بچا کر جنت میں پہنچا دے۔ تو قادر مطلق ہے۔

ہاں کوئی قاتل

اس خیال سے کسی شخص کو قتل نہیں کر سکتا کہ چونکہ بادشاہ کے اختیارات میں یہ چیز بھی ہے کہ اگر چاہے تو قاتل پر رحم کھا کر اسے قتل نہ کرے بلکہ بری کر دے۔ اگرچہ بادشاہ رحم کرکے چھوڑ سکتا ہے۔ مگر یہ بھی ممکن ہے کہ اس قاتل کے حق میں اس کے رحم کا جذبہ جوش میں نہ آئے۔ بعینہٖ یہی

(حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی بغرض عمرہ لاہور سے روانہ ہونے سے پہلے جمعہ کے خطبات تحریر فرما کر دے گئے ہیں۔ آج ہم ان میں سے پہلا خطبہ شائع کر رہے ہیں جو حضرت قبلہ کی غیر حاضری میں مولانا عبیداللہ صاحب انور نے پڑھ کر سنایا) (ادارہ)

حال اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس مجرم کو چاہے معاف فرما دے۔ مگر یہ بھی تو ممکن ہے۔ کہ اس شخص کے حق میں وہ رحمت کا جذبہ (اس کے دوسرے گناہوں کے سبب سے) جوش میں نہ آئے۔ وما علینا الا البلاغ۔

تیسرا (شاہد)

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝) سورۃ الانفال ع ۶ پ ۱۰۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ جب کسی فوج سے ملو۔ تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ اے مسلمانو۔ اگر تم میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں اپنے قدم جمائے رکھوگے اور اللہ تعالیٰ کو اس وقت بھی بہت یاد کروگے تو اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ تم دشمن پر فتح پاؤگے اور یہ فتح دراصل اللہ تعالیٰ کے ذکر خیر کی برکت کے باعث ہوگی۔

چوتھا (شاہد)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝) سورۃ الجمعہ ع ۲۔ پ ۲۸) ترجمہ۔ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ تمہارے لئے یہی بات بہتر ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو

پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حاصل

یہی نکلا۔ کہ نماز کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی امداد شامل حال ہو اور تم دشمنان اسلام پر فتح پا لو۔ بہرحال ذکر الٰہی کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ ذکر الٰہی کی برکت سے رحمت الٰہی جوش میں آئے گی۔ اور تم میدانِ جنگ میں فتح پاؤ گے۔ وماعلینا الا البلاغ

برادران اسلام آپ نے دیکھا

کہ گذشتہ پیش کردہ شواہد میں اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والوں کو مغفرۃ اور اجر عظیم اور فلاح (نجات) کے تین وعدے دیئے گئے ہیں۔ مغفرت کی معنی بخشش ہے یعنی سارے گناہ بخشے جانے کا وعدہ۔ اور فلاح کی معنی نجات یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جانا۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ جب شاہنشاہ حقیقی بکثرت ذکر الٰہی کرنے والوں کے لئے اعلان فرما رہے ہیں تو پھر اس مغفور و مرحوم کو قیامت کے دن کے عذاب کا کوئی کھٹکا رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں البتہ یہ ضروری ہے کہ انسان بکثرت ذکر الٰہی کرنے والی عادت کو مرتے دم تک نباہے۔ پھر یقیناً یہی نتائج برآمد ہونگے۔ اس کی شہادت قرآن مجید سے ملاحظہ ہو۔

(وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ) سورۃ الحجر ع ۶ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ یہاں تک کہ تمہیں موت آئے۔

میرا مطلب یہ ہے

کہ کثرت ذکر الٰہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدے اپنے ذاکر بندوں سے کئے ہیں۔ وہ یقیناً پورے ہو کر رہیں گے بشرطیکہ ذاکرین اپنے اس فرض منصبی کو مرتے دم تک نباہیں۔ اللھم اجعلنا منھم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکتوں کا ذکر

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنْ عِنْدَهٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ اور ابو سعیدؓ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم اللہ کے ذکر کے لئے نہیں بیٹھتی۔ مگر یہ کہ اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اطمینان قلب اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان شخصوں میں کرتا ہے جو اس کے قریب ہیں یعنی مقرب فرشتے۔

انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا فخر ہو سکتا ہے

کہ دنیا میں بسنے والے انسانوں کا ذکر اللہ تعالےٰ ان فرشتوں میں کرے۔ جو اس کے مقرب ہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابو موسےٰؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ جو (اللہ تعالیٰ کو) یاد نہیں کرتا مثل زندہ اور مُردہ کے ہے۔

یعنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ وہ زندہ ہے اور جو ذکر نہ کرے وہ مُردہ ہے۔

حضورؐ انور کے نقطۂ نگاہ سے دیکھو

تو یہ کہنا پڑے گا کہ دنیا میں چلنے پھرنے والوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں اکثریت مردوں کی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی نعمتیں تو استعمال کرتے ہیں اور مردوں کی طرح عبادت سے محروم ہیں۔ وماعلینا الا البلاغ

تیسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میری نسبت جو خیال و گمان رکھتا ہے۔ میں اس کے لئے ایسا ہی ہوں (یعنی اس سے اس کے گمان کے مناسب معاملہ کرتا ہوں) اور جب میرا بندہ ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان لوگوں سے بہتر ہوتی ہے۔

چوتھی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَّطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْئَلُوْنَ قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ

لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ (رواہ البخاری) وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَاُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَى السَّمَاءِ قَالَ فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْاَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيُهَلِّلُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيَسْاَلُوْنَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْاَلُوْنِيْ قَالُوْا يَسْاَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْ جَنَّتِيْ قَالُوْا لَا اَيْ رَبِّ قَالَ وَكَيْفَ لَوْ رَاَوْ جَنَّتِيْ قَالُوْا وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَمِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنَ قَالُوْا مِنْ نَّارِكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْ نَارِيْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْ نَارِيْ قَالُوْا وَيَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَاَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا وَاَجَرْتَهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ وَاِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پالیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی اللہ کے ذکر کو سننے اور اللہ کا ذکر کرنے والوں سے ملنے) اس کے بعد وہ فرشتے آ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا (کہ جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو) ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت اور بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے۔ اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ خدا کی قسم انہوں نے تجھے دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے پھر اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں خدا کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی۔ جنت کی طلب ان میں زیادہ ہو جاتی۔ اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی پھر اللہ (تعالےٰ) پوچھتا ہے اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں دوزخ کی آگ سے۔ اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں خدا کی قسم۔ اے پروردگار اس کو انہوں نے دیکھا نہیں ہے۔ اللہ (تعالےٰ) فرماتا ہے۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے اللہ (تعالےٰ) فرماتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ (یہ سُن کر) ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ ان لوگوں میں ایک ایسا بھی شخص تھا۔ جو ان میں شامل نہ تھا۔ راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے۔ وہ (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ محروم نہیں رکھا جاتا۔ ان کے پاس بیٹھنے والا (مذکور الصدر بیان بخاری شریف میں آیا ہے۔ اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ (تعالےٰ) کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے۔ زیادہ پھرنے — اور گشت لگانے والی۔ یہ جماعت ذکر الٰہی کی مجلسوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ پس جب یہ فرشتے کسی ایسی مجلس کو پاتے ہیں۔ جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہے۔ تو یہ فرشتے بھی اس مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ساری فضا جو آسمان اور اس مجلس کے درمیان ہے۔ فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔ پھر جب ذکر کرنے والوں کی یہ مجلس منتشر ہو جاتی ہے (یعنی اس مجلس سے اُٹھ کر سب چلے جاتے ہیں) تو یہ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور (ساتویں) آسمان تک پہنچتے ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ حالانکہ اللہ (تعالیٰ) ان سے زیادہ ذکر الٰہی کرنے والوں کے حال سے واقف ہوتا ہے۔ تم کہاں سے آ رہے ہو۔ فرشتے کہتے ہیں ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آ رہے ہیں جو زمین میں ہیں اور جو تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیری عظمت کا ذکر کرتے ہیں۔ تیرا کلمہ پڑھتے ہیں اور تجھ کو تیری بزرگی کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ (تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں۔ اے پروردگار نہیں اللہ (تعالےٰ) فرماتا ہے اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ پھر فرشتے کہتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ (تعالےٰ) پوچھتا ہے وہ کس چیز سے میرے ذریعہ پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تیری دوزخ کی آگ سے۔ اللہ (تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے میری دوزخ کی آگ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ میری دوزخ کی آگ

کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا فرشتے کہتے ہیں اور وہ تجھ سے بخشش بھی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے ان کو بخش دیا اور وہ چیز بھی دی۔ جو انہوں نے مانگی۔ یعنی جنت اور اس چیز سے پناہ بھی دی۔ جس سے انہوں نے پناہ مانگی یعنی دوزخ سے۔ فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار۔ ان میں فلاں بندہ بھی تھا جو بڑا گنہگار ہے۔ وہ کہیں جا رہا تھا کہ راستہ میں ان لوگوں کے پاس بیٹھ گیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ وہ ایسی جماعت ہے۔ جس کے پاس بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔

پانچویں حدیث

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَ اَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ رواہ مالک و احمد والترمذی وابن ماجۃ اِلَّا اَنَّ مَالِکًا وَقَفَہٗ عَلٰی اَبِی الدَّرْدَاءِ ۔ ترجمہ۔ ابو الدرداءؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تم کو آگاہ نہ کروں تمہارے اعمال میں سے بہترین اعمال پر اور تمہارے بادشاہ کے خیال میں بہت پاکیزہ اعمال ہیں اور تمہارے درجات میں وہ اعمال بہت بلند ہیں۔ اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہیں اور تمہارے لئے اس سے بہتر ہیں کہ تم اپنے دشمن سے ملو۔ (یعنی لڑائی میں) اور تم ان کی گردنوں کو مارو اور وہ تمہاری گردنوں کو ماریں۔ صحابہؓ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا وہ اللہ (تعالیٰ) کا ذکر ہے۔

چھٹی حدیث

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ وَاَرْفَعُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذَّاکِرَاتِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ مَنِ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِہٖ فِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَ وَیَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاکِرَ لِلّٰہِ اَفْضَلُ مِنْہُ دَرَجَۃً (رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب) ترجمہ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک درجہ میں کونسا بندہ افضل اور ارفع (سب سے بلند مرتبہ والا) ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ (تعالیٰ) کو بہت یاد کرنے والے اور بہت یاد کرنے والیاں (یعنی عورتیں) پھر سوال کیا گیا یا رسول اللہؐ کیا ذکر الٰہی کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر (جہاد کرنے والا) اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں میں چلائے۔ یہاں تک کہ اسکی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خود (یعنی جہاد کرنے والا) یا تلوار خون سے رنگین ہو جائے۔ (یعنی وہ شہید ہو جائے) پھر بھی خدا کا ذکر کرنیوالا مرتبہ میں اس سے بہتر ہے۔

ساتویں حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلشَّیْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ (رواہ البخاری) ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے دل (کی ناک) میں لگا ہوا ہے۔ پس جس وقت آدمی خدا کا ذکر (دل سے) کرتا ہے۔ شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے وسوسے پیدا کرتا ہے۔

آٹھویں حدیث

عَنْ مَالِکٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّیْنَ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِیْ شَجَرٍ یَابِسٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَثَلُ الشَّجَرَۃِ الْخَضْرَاءِ فِیْ وَسْطِ الشَّجَرِ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِیْ بَیْتٍ مُظْلِمٍ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ یُغْفَرُ لَہٗ بِعَدَدِ کُلِّ نَصِیْحٍ وَّاَعْجَمَ وَالْفَصِیْحُ بَنُوْ اٰدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَھَائِمُ رواہ رزین ۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹۰۔

امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کا ذکر کرنیوالا غافل لوگوں میں ایسا ہوگا جو بھاگنے والوں کے پیچھے دشمن سے لڑتا رہے۔ اور غافل لوگوں میں ذکر الٰہی کرنے والا سبز ٹہنی کی مانند ہے جو خشک درخت میں ہو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ (ذکر کرنے والا) اس سبز درخت کی مانند ہے۔ دوسرے درختوں کے درمیان جو سارے خشک ہو چکے ہیں اور غافل انسانوں میں خدا کا ذکر کرنیوالا چراغ کے مانند ہے جو اندھیرے گھر میں ہو اور غافلوں میں ذکر الٰہی کرنے والے کو اللہ (تعالیٰ) اسکی زندگی ہی میں دکھا دیتا ہے جو جگہ اس کی جنت میں ہے۔ اور غافل انسانوں میں خدا کا ذکر کرنے والے کی بخشش کی جاتی ہے۔ اس کے گناہوں کی بمقدار شمار ہر فصیح اور عربی کے۔ اور فصیح سے مراد انسان ہیں اور عجم سے مراد جانور ہیں۔

نویں حدیث

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلًا اَنْجٰی لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (رواہ مالک والترمذی و ابن ماجہ) ۔ ترجمہ۔ معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے۔ بندہ جو عمل کرتا ہے۔ اس میں ذکر الٰہی سے بہتر اور عذاب الٰہی سے نجات دینے والا کوئی عمل نہیں ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔

دُعا

اللھم وفقنا لما تحب وترضی واجعل اخرتنا خیرا من الاولےٰ۔

ترجمہ۔ اے اللہ جن کاموں کو تو پسند کرتا ہے اور جن کاموں کے کرنیسے تو راضی ہوتا ہے۔ ہمیں ان کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ہماری پچھلی زندگی کو پہلی سے بہتر بنا۔ آمین یا الٰہ العالمین

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۶ر اکتوبر ۱۹۵۹ء

محررہ جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ اَمَّا بَعْدُ

(۱) عبادت فقط اللہ تعالےٰ کی کی جائے
(۲) اور راہ نما فقط قرآن مجید کو بنایا جائے
(۳) اور ان دونوں مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے اپنے سامنے نمونہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رکھا جائے

پہلا مضمون
اللہ تعالیٰ کا تعارف

میں نے نمبر اول میں عرض کی ہے کہ عبادت فقط اللہ تعالیٰ کی کی جائے اب اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعارف کرانا چاہتا ہوں جو اس نے خود اپنا تعارف قرآن مجید میں کرایا ہے ۔ (ارشاد ہے ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝) پارہ عم ربع اخیر

ترجمہ۔ کہدو ۔ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے ۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے اگر انسان

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان

کو سمجھ لے اور ہر وقت یاد رکھے تو کبھی کوئی انسان شرک میں مبتلا نہیں ہو سکتا اور عبادت کرے گا تو فقط ایک اللہ تعالیٰ کی کرے گا۔

کیونکہ

اگر اللہ تعالےٰ کے سوا زمین اور آسمان میں بسنے والوں میں سے کوئی بھی عبادت کے قابل ہو سکتے تھے تو فقط انبیاء علیہم السلام یا ملائکہ عظام ہو سکتے تھے ۔ مگر وہ حضرات بھی الوہیت کی معنی کے سانچے میں پورے نہیں آسکتے۔ کیونکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام ماں باپ یا فقط والدہ محترمہ (مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے ذریعہ ہی سے دنیا میں آئے ہیں۔ اس لئے ان حضرات میں کوئی بھی خدا بننے کے قابل نہیں ہے ۔ ان کے بعد ملائکہ عظام کو دیکھئے ان میں ایک دوسرے کے ساتھ برابری پائی جاتی ہے۔ (اگرچہ ملائکہ عظام کی تعداد سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ باوجود اس کے ہمیں معلوم ہے۔ کہ چار فرشتوں کا مرتبہ دوسرے ملائکہ عظام سے بہت بلند ہے اور چاروں کی ذمہ داریاں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں سے فلاں فرشتہ کا درجہ اعلےٰ ہے ۔ اور فلاں کا ادنےٰ ہے)

لہذا ثابت ہوا

کہ معبود بننے کا حق فقط اللہ تعالےٰ کی ذات ہی کو حاصل ہے۔ کیونکہ الٰہ بننے کی شرائط فقط اسی کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔

فقط اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنیکا حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان ملاحظہ ہو۔ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ (سورۃ الزمر ع ۲ ۔ پ ۲۳)

ترجمہ ۔ کہدو مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کیلئے خاص رکھوں اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار بنوں ۔ کہدو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں ۔ کہدو میں خالص اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اسکی عبادت کرتا ہوں

قطعی فیصلہ ہو گیا

کہ معبود فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے جب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ پھر اور کون ایسا ہو سکتا ہے ۔ جس کو معبود بنایا جا سکے

قیامت کے دن میں خسارہ

غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کو قیامت کے دن خسارہ اٹھانا پڑیگا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا جن کے ساتھ بندگی کا تعلق دنیا میں قائم کیا تھا وہ تو کام نہیں آئیں گے اور اس دن حکومت فقط اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہوگی ۔ اور وہ ان لوگوں سے پہلے ہی بیزار ہے ۔ لہذا ان لوگوں کا داخلہ یقیناً دوزخ میں ہوگا اور وہاں سے نکل نہیں سکیں گے۔

نہ نکلنے کا ثبوت

(فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝) سورۃ الزمر ع ۲ ۔ پ ۲۳

ترجمہ ۔ پھر تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو۔ کہدو خسارہ اٹھانے والے وہ ہیں۔ جنہوں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارہ میں ڈال دیا۔ یاد رکھو یہ صریح خسارہ ہے ۔ ان کے اوپر بھی آگ کے بادل ہونگے اور ان کے نیچے بھی بادل ہوں گے۔ یہی بات ہے

جس کا اللہ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے۔ اے میرے بندو۔ مجھ سے ڈرتے رہو

فرشتے بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں

(وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (الزمر ع ۸ پ ۲۴) ترجمہ۔ اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھینگے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں۔

اب بتلایئے

اور بچا ہی کون ہے۔ جس کو خدا تعالےٰ کا درجہ دیا جائے۔ جب ملائکہ عظام بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر بسجود ہوں تو پھر اور کس کو مجال ہے کہ زمین اور آسمان کی مملکت الٰہی میں کوئی دم مار سکتے

تحریر سابق

سے یہ چیز صاف ہو گئی ہے کہ ایک اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی زمین و آسمان میں ایسا نہیں ہے۔ جس کو معبود بنایا جا سکے۔ وما علینا الا البلاغ

دوسرا مضمون

راہ نما فقط قرآن مجید کو بنایا جائے

اس کے متعدد شواہد

(اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۔ پ ۸۔ ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے۔ اس کا اتباع کرو۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ مسلمانوں کو فقط قرآن مجید کے احکام کی تابعداری کرنی چاہیئے اور اس کے سوا اور کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔

دوسرا

(اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پ ۱۵ ترجمہ۔ بے شک۔ یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید بالکل سیدھا راستہ بتلاتا ہے (جو اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر جا پہنچائے) اور اس قرآن مجید پر عمل کرنے والوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں سے انہیں بہت بڑا اجر ملے گا۔

تیسرا

(وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۹۔ پ ۱۵۔ ترجمہ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفاء اور رحمت ہیں۔ اور ظالموں کو اس سے اور زیادہ نقصان پہنچتا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید میں ایمانداروں کے لئے روحانی بیماریوں (مثلاً شرک۔ کفر۔ نفاق وغیرہ) سے شفا حاصل ہوتی ہے اور اس پر عمل کرنے کی برکت سے ان پر رحمت نازل ہوتی ہے اور وہ ظالم جو اس پر عمل نہیں کرتے۔ ان کے لئے گھاٹا ہے۔ ان کی دنیا بھی برباد ہوگی اور آخرت بھی برباد ہوگی۔

چوتھا

(وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝) سورۃ النمل۔ ع ۱۔ پ ۱۹ ترجمہ۔ اور تجھے بڑے حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن دیا جا رہا ہے۔

حاصل

اللہ تعالیٰ جو حکمت والا ہے۔ اسکی طرف سے جو چیز بھی نازل ہوگی۔ اس میں حکمت یعنی دانشمندی کا نور ہوگا اور اس پر عمل کرنے والوں کا مسلک یقیناً دانشمندانہ ہو جائے گا۔ جس کی برکت سے نہ دنیا میں ذلیل ہوں گے اور نہ آخرت میں جہنم رسید ہونگے۔ اور حکیم ہونے کے ساتھ ہی وہ علیم بھی ہے۔ یعنی وہ ہر ایک معاملے کے ظاہر اور باطن اور حال میں اور مستقبل میں جو نتائج نکلنے والے ہوتے ہیں۔ ان سے پورے طور پر آگاہ ہوتا ہے۔ لہذا جو شخص اس علیم کے ارشاد کردہ اصول پر عمل کرے گا۔ وہ کبھی نقصان نہیں اٹھائے گا۔ اللھم اجعلنا منھم۔

پانچواں

(اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۱ پ ۱۲ ترجمہ۔ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں تمہارے سمجھنے کے لئے نازل کیا ہے) چونکہ قرآن شریف عرب میں نازل ہوا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے مخاطب عرب کے باشندے تھے۔ جن کی مادری زبان عربی تھی۔ اس لئے ان عربوں کو اللہ تعالےٰ خطاب فرما رہا ہے کہ میں نے اپنا قرآن عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ تاکہ تم اسے بآسانی سمجھ سکو۔ اور دنیا اور دین کے ہر معاملہ میں قرآن مجید کی راہ نمائی کے مطابق فیصلہ کرو۔

دوسرے ممالک کے باشندوں کیلئے

عرب کے باشندے چونکہ عربی زبان سمجھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے مخاطب عرب ہی تھے اس لئے قرآن مجید بھی عربی زباں میں نازل کیا گیا اور قرآن مجید سمجھانے والا پیغمبر بھی عرب کا باشندہ ہی تجویز فرمایا چونکہ قرآن مجید تمام اقوام عالم کی اصلاح کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ اس لئے دنیا کے کسی خطے اور کسی قوم کے لئے بھی اللہ تعالےٰ مصلح بھجوائے گا۔ تو وہ اسی زبان کا بولنے والا ہوگا۔ تاکہ ہم زبان ہونے کے لحاظ سے ان لوگوں کو بآسانی قرآن مجید کا مطلب سمجھا سکے۔

اسی قاعدے کے مطابق

آپ جس ملک یا جس قوم کے پاس جائیں گے۔ وہاں قرآن مجید کی

تبلیغ کرنے والے اسی مُلک کی زبان بولنے والے ہوں گے تاکہ قرآن مجید کا مفہوم سمجھ کر لوگوں کے ذہن نشین کرا سکیں۔ مثلاً افغانستان میں جائیں گے تو قرآن مجید کو پشتو میں سمجھانیوالے عالم آپ کو ملیں گے۔ ایران میں جائینگے تو ایرانی زبان میں سمجھانے والے عالم آپ کو ملیں گے۔ بنگال میں جائیں گے تو بنگالی زبان میں قرآن مجید کا مفہوم سمجھانے والے علماء کرام آپ کو ملینگے غرضیکہ دنیا کا کوئی خطہ آپ کو ایسا نہیں ملے گا۔ جہاں قرآن مجید کی تبلیغ کرنے والے نہ گذرے ہوں یا آج کل موجود نہ ہوں۔

اسکی شہادت میں ایک عجیب واقعہ

میرے ایک دوست خاں صاحب احمدالدین صاحب مرحوم لاہور کے باشندے تھے۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میں انگریزوں کے دورِ حکومت میں ایگریمنٹ (معاہدہ) کرکے افریقہ میں ریلوے لائن بنانے کے سلسلہ میں افریقہ گیا تھا۔ اور ہمارا قیام جنگل میں ایسی جگہ تھا۔ جہاں کہ وہاں کے سب باشندے ننگے رہتے تھے۔ بالکل مادر زاد ننگے ہوتے تھے۔ کہنے لگے میں ایک دن فجر کی نماز کے بعد اپنی چھولداری میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ میرا منہ قبلہ کی طرف تھا اور چھولداری کا دروازہ میری پیٹھ کی طرف تھا۔ مجھے کسی آدمی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ میں نے جو مڑ کر دیکھا تو میرے دروازے پر ایک ننگا کھڑا تھا۔ جب اس کی نظر قرآن مجید پر پڑی۔ تو وہ بھاگ گیا۔ کچھ دیر کے بعد ایک دُنبہ اٹھا کر میرے پاس لایا اور دنبہ میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ دنبہ کیسے لائے ہو۔ کہنے لگا کہ یہ قرآن (جو تم پڑھ رہے تھے) ہمارا ہے۔ تمہیں اپنا مسلمان بھائی سمجھ کر تمہاری دعوت کے لئے یہ دُنبہ لایا ہوں۔

غور کیجئے

برادران اسلام غور کیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے یہ آخری پیغام حق (قرآن مجید) دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچانے کے لئے کیسا انتظام کیا ہوا ہے کہ افریقہ کے ننگوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے مبلغین نے ان لوگوں کو قرآن مجید سے روشناس کرایا ہوا ہے۔ کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

نتیجہ ملاحظہ ہو

جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کی مخالفت کرنے والوں کو آئندہ ذکر ہونے والا طعنہ دیا جائے گا۔ اسی طرح حضور انورؐ کی بعثت کے بعد قرآن مجید کی مخالفت کرنے والوں کو بھی یہ طعنہ دیا جائے گا۔ كُلَّمَآ أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَٰلٍ كَبِيرٍ ۝ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيٓ أَصْحَٰبِ السَّعِيرِ ۝) سورۃ الملک ع ۱۔ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تھا وہ کہیں گے۔ ہاں۔ بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پر ہم نے جھٹلا دیا اور کہدیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

اے قرآن مجید کی مخالفت کرنیوالے انسانو

قرآن مجید کی مذکورۃ الصدر آیتوں کو آنکھیں کھول کر پڑھو اور قرآن مجید کا پیغام حق پہنچانے والوں کی مخالفت سے باز آجاؤ۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ ورنہ یاد رکھو اللہ تعالےٰ نے تمہاری راہ نمائی کا حق بذریعہ قرآن مجید ادا کر دیا ہے اور مبلغ قرآن مجید بھی اپنا فرض منصبی ادا کر ہی جائے گا۔ تم مانو یا نہ مانو اس کا فیصلہ تم خود کر لو۔ وما علینا الا البلاغ

اتباع قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش رکھنا ضروری ہے۔

ثبوت

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝) سورۃ الاحزاب ع ۳۔ پ ۲۱۔ ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید پر عمل کرنے کا دعوےٰ کرے۔ مگر اس کا طرز عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل کے مخالف ہے تو وہ شخص بھی گمراہ ہے۔ اس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا اور اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔ کیونکہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ بعض اوقات متکلم کی کلام کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح کئی آیتیں قرآن مجید میں ایسی نکلیں گی۔ جن کے مختلف مطلب لئے جا سکتے ہیں ان متعدد احتمالوں میں سے جو مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجویز فرمائینگے اللہ تعالےٰ کی مراد وہی ہوگی۔ جو شخص حضور انورؐ کی بیان کردہ صورت پر عمل کرے گا۔ وہ نجات پائے گا۔ اور دوسرا عذاب الٰہی میں مبتلا کیا جائے گا۔

کیونکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالےٰ نے اعلان فرمایا ہوا ہے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝) سورۃ النجم۔ ع ۱۔ پ ۲۷ ترجمہ۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

لہٰذا

قرآن مجید سے ثابت ہو گیا کہ دین کے معاملہ میں جو کچھ بھی آپ کی زبان مبارک سے نکلتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے آپ کے دل پر القا ہوتا ہے

حضور انورؐ کے نمونہ کی مخالفت کرنے والوں کی سزا

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝) سورۃ النساء۔ ع ۱۷۔ پ ۵۔ ترجمہ۔ اور جو کوئی رسولؐ کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو

اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی جب کسی کو حق بات واضح ہو چکے۔ پھر اس کے بعد بھی رسولؐ کے حکم کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنی جدی راہ اختیار کرے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

فائدہ۔ اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا کہ اجماع اُمت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے۔ یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ہاتھ ہے۔ مسلمانوں کی جماعت پر۔ جس نے جُدی راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔

و ما علینا الا البلاغ

مصافحہ سلام کی تکمیل کا ذریعہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سلام کا تکملہ مصافحہ ہے۔ جامع ترمذی مصافحہ کرنے کی فضیلت حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہو اور وہ مصافحہ کریں اور اس کے ساتھ اللہ کی حمد اور اپنے لئے مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت ہو ہی جائے گی۔ سنن ابی داؤد

مصافحہ سے دل کے کینے کی صفائی ہو جاتی ہے

عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم باہم مصافحہ کرو اس سے کینہ کی صفائی ہوتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اس سے تم میں باہم محبت پیدا ہوگی اور دلوں سے دشمنی دور ہوگی۔ موطا امام مالک

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۳ر اکتوبر ۱۹۵۹ء

محررہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

کئی انسان حُسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتے ہیں

یہ بالکل ٹھیک ہے

کہ خالق الخلق عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ نے انسان کے اندر ہر خوبصورت چیز سے محبت اور ہر بدصورت سے نفرت کا جذبہ رکھا ہوا ہے۔ اسی کا نام میں نے حسن پرستی رکھا ہے۔

حتیٰ کہ

گھٹنوں کے بل چلنے والے بچے میں بھی آپ دیکھیں گے کہ اس سے ذرا دور دو چیزیں رکھی ہوئی ہوں۔ ایک ان میں سے بدشکل ہو۔ مثلاً بالکل سیاہ اور علاوہ اس کے اس پر مٹی کے گرد کی تہ چڑھی ہوئی ہو اور اسکے بالمقابل ایک سبز یا سنہری پالش شدہ چمک دار کھلونا پڑا ہوا ہو۔ وہ بچہ یقیناً اس چمکیلے کھلونے کی طرف جائے گا۔ اور اسے اُٹھا کر لائے گا۔ یہی ہے میری دلیل اس چیز کی کہ انسان کی فطرت کے اندر حسن پرستی کا جذبہ رکھا ہوا ہے۔ البتہ وہ بچہ حسن پرست ہونے کے باوجود

اپنے متعلق مفید اور مضر

کی تمیز نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک مختلف رنگوں کا خوبصورت سانپ اس کے سامنے سے آہستہ آہستہ گزر کر جا رہا ہے۔ وہ گھٹنوں کے بل چلنے والا اپنے حسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت اسے بھی پکڑنے کی کوشش کرے گا۔ اور اسے یہ علم نہیں ہے کہ اگر میں نے اس خوبصورت چیز کو ہاتھ لگایا تو یہ سانپ ہے۔ مجھے ڈسیگا اور میری موت کا باعث بن جائے گا۔

اس لئے

اس بچے کی خوش قسمتی یہ ہوگی کہ جب یہ اس سانپ کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ وہاں کوئی سمجھدار انسان بیٹھا ہوا ہو جو اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ہٹا دے اور اس سانپ کو پکڑنے نہ دے اور اسکی زندگی بچ جائے

بعینہٖ

یہی حال انسان کا ہے کہ یہ اپنے حسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت بعض کام کرنا چاہتا ہے۔ اگر بحیثیت مسلمان ہونے کے اس نے اپنی باگ ڈور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں رکھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے کاموں سے روک دے گا جو انکے ظاہری حسن کے باعث انسان کو بھلے اور مفید نظر آتے ہیں۔ مگر نتیجہ کے لحاظ سے اس کے مستقبل کی ہلاکت بلکہ ابدالاباد تک کی ہلاکت کا موجب بن جائیں۔ یعنی اگر دنیا کی زندگی میں اس نے وہ خوبصورت اور خوشنما کام کئے تو ابدآلاباد دوزخ میں جانے کا مستحق ہو جائے گا۔

دُعا

اے اللہ ہم سب مسلمانوں کو اس نقطہ کے سمجھنے اور تیری راہ نمائی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی حُسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت کوئی کام کر بیٹھیں اور وہ ہمارے دوزخ میں پہنچ جانیکا باعث بن جائے۔

مثلاً

یہ واقع ہے کہ اللہ تعالےٰ نے طبعی طور پر مرد کے دل میں عورت کی طرف اُنس اور رغبت کا جذبہ پیدا کیا ہوا ہے۔ اور عورت کے دل میں مرد کی طرف اُنس اور رغبت کا جذبہ پیدا کیا ہوا ہے۔ مرد کو خوبصورت عورت کا چہرہ دیکھتے ہی لطف آتا ہے اور عورت کو خوبصورت مرد کا چہرہ دیکھنے سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ انسان کی فطرت کو جانتا ہے کہ اگر دونوں کو دید بازی کی کثرت سے نہ روکا گیا تو کوئی بعید نہیں کہ مرد اور عورت کے انتہائی تعلقات تک یہ دید بازی نوبت پہنچا دے۔ اس لئے جس طرح عقلمند آدمی بچے کو سانپ کو ہاتھ ڈالنے سے روکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے مرد اور عورت دونوں کو اس خوش آنے والی دیدہ بازی سے روکا ہے تاکہ یہ دونوں انتہا تک پہنچ کر اپنے کو دوزخ میں نہ پہنچاویں۔ جیسا کہ یہ واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دوزخ کی سیر کی ہے تو اس میں دیکھا ہے کہ ایک جگہ تنور کی طرح نیچے سے کشادہ اور اوپر سے تنگ ہے۔ اس جگہ ننگے مرد اور ننگی عورتیں جل رہی ہیں آپؐ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ یہ زانی ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس

اللہ جل شانہٗ نے اپنے فرمانبردار بندوں کو قرآن شریف میں بہت سی ایسی چیزوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ جو بظاہر تو خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔ مگر بالآخر انسان کے حق میں مہلک ہیں۔ ایسی چیزوں کے چند حوالہ جات قرآن مجید سے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے مسلمان بھائی بہنوں کو بظاہر خوشنما اور حقیقت میں دوزخ کے گڑھے میں پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین اور وہ خوشنما اور مہلک چیزیں قرآن مجید ہی کے متعدد مقامات سے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہر کلمہ گو مسلمان ان سے عبرت حاصل کرے۔

پہلا مقام

وَ جَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا ھٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِھِمْ وَ ھٰذَا لِشُرَکَآئِنَا ۚ فَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِھِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰہِ ۚ وَ مَا کَانَ لِلّٰہِ فَھُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَکَآئِھِمْ ۭ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝

وَ كَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۱۶۔ پ۸۔

ترجمہ۔ اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ اس کے لئے مقرر کرتے ہیں اور اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔ سو جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے۔ وہ اللہ کی طرف نہیں جا سکتا اور جو اللہ کا ہے وہ انکے شریکوں کی طرف جا سکتا ہے۔ کیسا برا فیصلہ کرتے ہیں اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کے خیال میں ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو خوشنما بنا دیا ہے "تاکہ انہیں ہلاکت میں مبتلا کر دیں اور ان پر ان کے دین کو مشتبہ بنا دیں۔ اگر اللہ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے سو انہیں چھوڑ دو اور جو وہ افترا کرتے ہیں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں "حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ" کافر اپنی کھیتی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے۔ پھر بعضا جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا۔ تو بتوں کی طرف بدل دیا۔ مگر بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے۔ اس سے زیادہ ڈرتے"۔ اسی طرح غلہ وغیرہ میں سے اگر بتوں کے نام کا اتفاقاً اللہ کے حصہ میں مل گیا تو پھر جلد کر کے بتوں کی طرف لوٹا دیتے اور اللہ کے نام کا بتوں کے حصہ میں جا پڑا تو اسے نہ لوٹاتے۔ بہانہ یہ کرتے تھے کہ اللہ تو غنی ہے۔ اس کا کم ہو جائے تو کیا پرواہ ہے۔ بخلاف بتوں کے کہ وہ ایسے نہیں۔ تماشہ یہ ہے کہ یہ کہہ بھی شرماتے نہ تھے کہ جو ایسے محتاج ہوں ان کو معبود و مستعان ٹھیرانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ بہرحال ان آیات میں ساء ما یحکمون سے مشرکین کی اس تقسیم کا رد کیا گیا ہے۔ یعنی خدا کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی وغیرہ میں سے اول تو اس کے مقابل غیر اللہ کا حصہ لگانا۔ پھر بری اور ناقص چیز خدا کی طرف رکھنا کس قدر ظلم اور بے انصافی ہے۔

بظاہر آراستہ اور حقیقت میں مہلک تھیں

اوپر والی آیات کا جو ترجمہ آپ نے پڑھا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ کافروں کی نظر میں دو چیزیں شیطان نے آراستہ کر کے دکھائی ہوئی تھیں۔ پہلی اللہ تعالےٰ کے پیدا کردہ رزق میں سے ایک حصہ خود ساختہ معبودوں کے لئے نکالنا اور پھر اگر معبودوں کے حصہ میں سے کوئی چیز اللہ تعالےٰ والے حصے میں مل جائے تو فوراً علیحدہ کر دینا اور اگر اللہ تعالےٰ کے حصہ میں سے کوئی چیز معبودوں کے حصہ میں مل جائے۔ تو پرواہ نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر معبودوں سے ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ناراض ہو کر کوئی نقصان نہ پہنچا دیں اور دوسری چیز جو شیطان نے ان کی نظر میں آراستہ کر کے دکھائی ہوئی تھی۔ وہ لڑکیوں کا قتل کرنا ہے۔

حالانکہ

یہ دونوں چیزیں جو کفار کی نظر میں آراستہ اور خوشنما تھیں۔ نتیجہ کے لحاظ سے ان کے حق میں مہلک تھیں۔ لہذا اگر فقط انسان کی پسندیدگی اور اس کی نظر میں آراستہ چیزوں کی آراستگی کے لحاظ سے اسے دنیا میں مطلق العنان (جسے اردو میں شتر بے مہار کہتے ہیں) چھوڑ دیا جائے۔ تو بہت کم آدمی جہنم رسید ہونے سے بچیں گے۔ ورنہ اکثر دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ وما علینا الا البلاغ

دوسرا مقام

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

سورۃ الانفال ع ۶۔ پ۱۰۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ جب کسی فوج سے ملو۔ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اترائے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں۔ اللہ اس پر احاطہ کرنے والا ہے۔ اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو انکی نظروں میں خوشنما کر دیا اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا حمائتی ہوں۔ پھر جب دونوں فوجیں سامنے ہوئیں تو وہ اپنی ایڑیوں پر الٹا پھرا۔ اور کہا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں۔ میں ایسی چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب کرنیوالا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

ابوجہل لشکر لے کر بڑی دھوم دھام اور باجے گاجے کے ساتھ نکلا تھا۔ تاکہ مسلمان مرعوب ہو جائیں اور دوسرے قبائل عرب پر مشرکین کی دھاک بیٹھ جائے۔ راستہ میں اس کو ابوسفیان کا پیام پہنچا کہ قافلہ سخت خطرے سے بچ نکلا ہے۔ اب تم مکہ کو لوٹ جاؤ۔ ابوجہل نے نہایت غرور سے کہا کہ ہم اس وقت واپس جا سکتے ہیں۔ جبکہ بدر کے چشمہ پر پہنچ کر مجلس طرب و نشاط منعقد کر لیں گے۔ گانے والی عورتیں کامیابی اور خوشی کے گیت گائیں۔ شرابیں پئیں۔ مزے اڑائیں۔ اور تین روز تک اونٹ ذبح کر کے قبائل عرب کی ضیافت کا انتظام کریں۔ تاکہ یہ دن عرب میں ہمیشہ کے لئے ہماری یادگار رہے اور آئندہ کے لئے ان مٹھی بھر مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جائیں کہ پھر کبھی ہمارے مقابلے کی جرأت نہ کریں۔ اسے کیا خبر تھی کہ جو منصوبے باندھ رہے ہیں اور تجویزیں سوچ رہے

ہیں۔ وہ سب خدا کے قابو میں ہیں۔ چلنے دے یا نہ چلنے دے۔ بلکہ چاہے تو انہی پر اُلٹ دے۔ چنانچہ یہ ہی ہوا بدر کے پانی اور جام شراب کی جگہ انہیں موت کا پیالہ پینا پڑا۔ محفل سرود و نشاط تو منعقد نہ کر سکے۔ ہاں نوحہ و ماتم کی صفیں بدر سے مکہ تک بچھ گئیں جو مال تفاخر و نمائش میں خرچ کرنا چاہتے تھے۔ وہ مسلمانوں کے لئے لقمۂ غنیمت بنا۔ ایمان و توحید کے دائمی غلبہ کا بنیادی پتھر بدر کے میدان میں نصب ہو گیا۔ گویا ایک طرح ایک چھوٹے سے قطع زمین میں خدا تعالےٰ نے روئے زمین کی ملل و اقوام کی قسمتوں کا فیصلہ فرما دیا۔ بہرحال اس آیت میں مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ جہاد محض ہنگامۂ کشت و خون کا نام نہیں۔ بلکہ عظیم الشان عبادت ہے عبادت پر اتراوے یا دکھانے کو کرے تو قبول نہیں۔ لہذا تم فخر و غرور اور نمود و نمائش میں کفار کی چال مت چلو۔

"حاشیہ نمبر دوم" قریش اپنی قوت و جمعیت پر مغرور تھے۔ لیکن بنی کنانہ سے ان کی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ خطرہ یہ ہوا کہ کہیں بنی کنانہ کامیابی کے راستہ میں آڑے نہ آ جائیں۔ فوراً شیطان ان کی پیٹھ ٹھونکنے اور ہمت بڑھانے کے لئے کنانہ کے سردار اعظم سراقہ بن مالک کی صورت میں اپنی فریبیت کی فوج لے کر نمودار ہوا اور ابوجہل وغیرہ کو اطمینان دلایا کہ ہم سب تمہاری مدد و حمایت پر ہیں کنانہ کی طرف سے بے فکر رہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب بدر میں زور کا رن پڑا اور شیطان کو جبرئیلؑ وغیرہ فرشتے نظر آئے تو ابوجہل کے ہاتھ میں سے ہاتھ چھڑا کر اُلٹے پاؤں بھاگا۔۔ ابوجہل نے کہا۔ سراقہ۔ عین وقت پر دغا دے کر کہاں جاتے ہو۔ کہنے لگا۔ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ مجھے وہ چیزیں دکھائی دے رہی ہیں جو تم کو نظر نہیں آتیں (یعنی فرشتے) خدا کے (یعنی اس خدائی فوج کے) ڈر سے میرا دل بیٹھا جاتا ہے۔ اب ٹھہرنے کی ہمت نہیں۔ کہیں کسی سخت عذاب اور آفت میں نہ پکڑا جاؤں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ملعون نے جھوٹ بولا۔ اس کے دل میں خدا کا ڈر نہ تھا۔ ہاں وہ جانتا تھا کہ اب قریش کا لشکر ہلاکت میں گھر چکا ہے۔ کوئی قوت بچا نہیں سکتی۔ یہ اس کی قدیم عادت ہے۔ کہ اپنے متبعین کو دھوکہ دے کر ہلاکت میں پھنسا کر عین وقت پر کھسک جایا کرتا ہے اسی کے موافق یہاں بھی کیا۔

تیسرا مقام

(تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝) سورۃ النحل ع ۸۔ پ ۱۴ ترجمہ۔ اللہ کی قسم ہے۔ ہم نے تجھ سے پہلے بھی قوموں میں رسول بھیجے تھے۔ پھر شیطان نے لوگوں کو انکی بد اعمالیاں اچھی کر دکھائیں۔ سو آج بھی ان کا وہی دوست ہے۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے تو حضور انورؐ سے پہلے بھی ہمیشہ دنیا میں بسنے والی قوموں کی طرف انبیاء علیہم السلام بھجوائے۔ مگر شیطان نے ان کی بد اعمالیاں ان کو آراستہ دکھلائیں۔ اس لئے بجز معدودے چند افراد کے اکثریت نے اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔

بالآخر

ان قوموں کی اکثریت نے شیطان کی آراستہ کر کے دکھائی ہوئی چیزوں کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے رکھا۔ بالآخر اکثریت کی احکام الٰہی سے بغاوت کے باعث اللہ تعالےٰ کا غضب جوش میں آیا اور مختلفوں عذابوں سے ہلاک کر دی گئیں۔ کوئی قوم بے پناہ بارش سے ہلاک کی گئی۔ جیسے نوح علیہ السلام کی قوم کوئی تیز و تند آندھی سے جیسے قوم عاد اور کوئی زلزلے سے جیسے قوم ثمود جن کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام تھے۔ کسی پر پتھروں کا مینہ برسایا گیا۔ جیسے قوم لوط علیہ السلام۔ کسی کو سمندر میں غرق کیا گیا۔ جیسے مصر کی قبطی قوم اور ان کا بادشاہ فرعون۔

عبرت

کا مقام ہے کہ آج بھی کافر تو بجائے خود رہے۔ مسلمان قوم کی اکثریت کو شیطان نے پہلی قوموں کی طرح قرآن مجید کی تعلیم کو نظر انداز کر کے بے شمار ایسی چیزیں ان کے ذہن میں ڈال رکھی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کی رضا سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً کسی کے دل میں شوق ہے۔ کہ سب سے بڑا دولتمند بن جاؤں۔ کوئی زیادہ سے زیادہ جائداد کا مالک ہونا چاہتا ہے۔ اور پہلی قوموں کی طرح ان لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ پیغام حق ان کو سناتے ہیں مثلاً کئی ناعاقبت اندیش آپ ایسے دیکھیں گے کہ اپنی مجلسوں میں علماء دین کی توہین کر کے بڑے خوش ہوتے ہیں

چوتھا مقام

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاْذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ سورۃ النمل۔ ع ۲۔ پ ۱۹)۔ ترجمہ۔ اور (حضرت سلیمان علیہ السلام نے) پرندوں کی حاضری لی تو کہا۔ کیا بات ہے۔ جو میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ کیا وہ غیر حاضر ہے۔ میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دونگا۔ یا وہ میرے پاس کوئی صاف دلیل بیان کرے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ہدہد حاضر ہوا اور کہا کہ میں حضور کے پاس وہ خبر لایا ہوں۔ جو حضور کو معلوم نہیں اور (قوم) سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت کو پایا جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اسے ہر چیز دی گئی ہے (یعنی ہر وہ چیز جو اسکی ذاتی ضروریات سے تعلق رکھتی ہو۔ یا اسے نظام سلطنت کے چلانے کے لئے جس جس چیز کی ضرورت پیش آ سکتی ہے) اور اس کا ایک بڑا تخت ہے۔ میں نے پایا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو انہیں آراستہ کر

دکھایا ہے اور انہیں راستہ سے روک دیا ہے۔ سو وہ راہ پر نہیں چلتے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

مذکورۃ الصدر پیش کردہ آیات پر حضرت شیخ الاسلامؒ کے تحریر کردہ حواشی ملاحظہ ہوں "کسی ضرورت سے سلیمان ؑ نے اڑنے والی فوج کا جائزہ لیا۔ ہدہد ان میں نظر نہ پڑا۔ فرمایا کیا بات ہے۔ ہدہد کو میں نہیں دیکھتا۔ آیا پرندوں کے جھنڈ میں مجھے نظر نہیں آیا یا حقیقت میں غیر حاضر ہے (تنبیہ) پرندوں سے حضرت سلیمانؑ مختلف کام لیتے تھے۔ مثلاً ہوائی سفر میں ان کا پر سے باندھ کر اوپر سایہ کرتے ہوئے جانا یا ضرورت کے وقت پانی وغیرہ کا کھوج لگانا یا نامہ بری کرنا وغیرہ۔ ممکن ہے اس وقت ہدہد کی کوئی خاص ضرورت پیش آئی ہو۔ مشہور ہے کہ جس جگہ زمین کے نیچے پانی قریب ہو ہدہد کو محسوس ہو جاتا ہے اور کچھ مستبعد نہیں کہ حق تعالےٰ کسی جانور کو کوئی خاص حاسہ انسانوں اور دوسرے جانوروں سے تیز عنایت فرما دے۔ اسی ہدہد کی نسبت نہایت معتبر ثقات نے بیان کیا کہ زمین میں جس جگہ مٹی کے نیچے کینچوا ہو اسے محسوس کرکے فوراً نکال لیتا ہے۔ حتیٰ کہ کبھی کبھی ایک دو بالشت زمین کھودتا ہے تب وہاں سے کینچوا نکلتا ہے (عذاب شدید کیا) مثلاً اس کے بال و پر نوچ ڈالوں گا۔ (یا) اپنی غیر حاضری کا واضح عذر پیش کرے (اس سے پہلے) حضرت سلیمانؑ کو اس ملک کا حال مفصل نہ پہنچا تھا۔ اب پہنچا۔ سبا ایک قوم کا نام ہے۔ ان کا وطن عرب میں تھا یمن کی طرف (موضح القرآن) گویا ہدہد کے ذریعہ سے حق تعالےٰ نے متنبہ فرما دیا کہ بڑے سے بڑے انسان کا علم بھی محیط نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جن کی بابت خود فرمایا تھا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ان کو ایک جزئی کی اطلاع ہدہد نے کی (ہر ایک چیز کے دیئے جانے سے مراد) مال۔ اسباب۔ فوج۔ اسلحہ اور حسن و جمال سب آ گیا۔ اس ملکہ کے بیٹھنے کا تخت ایسا مکلف اور مرصع اور بیش قیمت تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ کے پاس نہ تھا۔ مفسرین ملکہ کا نام بلقیس لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ وہ قوم مشرک آفتاب پرست ہے۔ شیطان نے ان کی راہ مار دی اور مشرکانہ رسوم و طور کو ان کی نظر میں خوبصورت بنا دیا اسی لیئے وہ راہ ہدایت نہیں پاتے۔ ہدہد نے یہ کہہ کر گویا سلیمان علیہ السلام کو اس قوم پر جہاد کرنے کی ترغیب دی"

ہر مسلمان کا فرض عین

ہے کہ قرآن مجید سے جو چیز صراحۃً ثابت ہو جائے اس پر ایمان لائے (اور اگر پہلے اس چیز کے خلاف دل میں عقیدہ تھا) اور اپنے عقیدہ اور خیال کو قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق بنائے۔

مثلاً

مذکور الصدر ہدہد کے واقعہ میں بعض چیزیں بالکل واضح ہیں۔ یہ یاد رہے کہ اللہ جل شانہٗ کی ذات بابرکات کے بعد اگر مخلوقات میں سے اللہ تعالےٰ نے کسی کو سب سے زیادہ علم دیا ہے تو وہ حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ باوجود سب سے زیادہ ذی علم ہونے کے جب ہدہد لشکر سے غائب ہو جاتا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کا علم نہیں ہو سکتا کہ وہ کہاں گیا ہے اور غصہ میں آکر فرماتے ہیں۔ یا تو اس کو اس بلا اجازت لشکر سے غیر حاضری کی سخت سزا دونگا یا اسے ذبح کر دونگا۔ یا اپنی غیر حاضری کی واضح دلیل لائے۔ اے مسلمان

قرآن مجید کے آئینے

میں دیکھ کر اپنے ایمان کے خد و خال درست کر لے

باوجودیکہ

ہدہد اپنی غیر حاضری کی ایک معقول وجہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک ایسی قوم کا کھوج لایا ہوں۔ جس کا حضورؑ کو بھی علم نہیں ہے اور وہ قوم سبا ہے اور اس قوم کا وہ سارا قصہ ابھی آپ سن چکے ہیں لیکن اس بیان سننے کے

باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام

کو یقین نہیں آتا مذ قرآن مجید میں آگے چل کر یہ آیت آتی ہے۔ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ سورۃ النمل ع ۲ - پ ۱۹ - عنقریب ہم (تحقیق کرکے) دیکھ لینگے کہ تم سچ کہتے ہو یا جھوٹ بولتے ہو

اے میرے بھائی

اس بیان سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے علم میں سے جتنا علم دے وہی اس کو حاصل ہوتا ہے۔ خواہ پیغمبر ہی کیوں نہ ہو اور ساری مخلوقات کے متعلق سارے کا سارا علم فقط اللہ جل شانہٗ کے پاس ہے۔ اس لیئے "عالم الغیب والشہادۃ" پوشیدہ اور ظاہر سب چیزوں کا جاننے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

پانچواں مقام

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

سورۃ آل عمران ع ۲ - پ ۳ - ترجمہ - لوگوں کو مرغوب طبع چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیئے ہوئے خزانے اور نشان کیئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے

مختصر سا تبصر

فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے مثلاً جیسے عورتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ" (کہ میرے بعد مردوں کے لیئے کوئی ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں) ہاں اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرت اولاد ہو تو وہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب و مندوب ہے۔ چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے کہ اگر اس کی طرف دیکھے تو خوش ہو۔ حکم دے تو فرمانبردار پائے۔ کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کے معاملہ میں اسکی حفاظت کرے اسی طرح جتنی چیزیں آگے متاع دنیا کے سلسلہ میں بیان ہوئیں سب کا محمود و مذموم ہونا نیت اور طریق کار کے تفاوت سے متفاوت ہوتا رہے گا۔ مگر چونکہ دنیا میں کثرت ایسے افراد کی ہے جو عیش و عشرت کے سامانوں میں پھنس کر خدا تعالےٰ کو اور اپنے انجام کو بھول جاتے ہیں۔ اس لیئے زُيِّنَ لِلنَّاسِ میں سطحی کلام کی عام رکھی گئی ہے (ماخوذ از حواشی شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عام طور پر مصافحہ فرماتے، معانقہ صرف مخصوص مواقع پر فرماتے

ایوب بن بشیر قبیلہ بنو عنزہ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ملاقات کے وقت آپ لوگوں سے مصافحہ بھی کیا کرتے تھے؟ توانہوں نے فرمایا: میں جب بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ملا تو آپ نے ہمیشہ مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور ایک دفعہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے گھر سے بلوایا میں اس وقت اپنے گھر پر نہیں تھا، جب میں گھر آیا اور مجھے بتایا گیا تو میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے سریر پر تشریف فرما تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (اس سے اٹھ کر) مجھ سے لپٹ گئے اور گلے لگایا، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ معانقہ بہت خوب اور بہت ہی خوبصورت تھا۔ سنن ابی داؤد

پانچوں مقامات کا خلاصہ

یہ ہے کہ بعض آدمی تو دنیاوی لذات اور خواہشات میں پھنس کر اپنے پیدا کرنے والے کے تجویز کردہ مقصد حیات کو بھلا دیتے ہیں اور انہیں لذات کے نشہ میں مخمور رہتے ہوئے دنیا سے خائب و خاسر اور نامراد ہو کر جاتے ہیں اور قبر میں قدم رکھتے ہی اپنی اس غلط روی کا ان کو احساس ہونا شروع ہو جائے گا۔ مگر بقول شخصے

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

اور انسانوں کی ایک بہت بڑی جماعت ایسی بھی ہے کہ جن کو شیطان لعین دنیا کے سبز باغ دکھا کر اور انسان کے اعمال کے مرنے کے بعد نکلنے والے نتائج سے باوجود ہادی کی آواز سننے کے بے پرواہ کرکے دنیاوی زندگی کی راحت کو مقصد حیات (شیطان) بنا دیتا ہے۔ اس قسم کے لوگ بھی بڑے ہی بدنصیب ہیں۔ مرنے کے بعد ان کے ساتھ بھی وہی (عذاب کا سلوک ہوگا۔ جو پہلی قسم کے لوگوں کے) ساتھ ہوگا۔ یہ لوگ یہ عذر نہیں پیش کر سکیں گے کہ ہمیں شیطان نے گمراہ کیا تھا۔ اس کا جواب ایک تو یہ ہوگا کہ کیا اللہ تعالےٰ نے تمہیں دنیا کی زندگی میں اپنے نفع اور نقصان سمجھنے کی عقل نہیں دی تھی اور علاوہ اس کے کیا تمہارے پاس ہادی نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں مرنے کے بعد پیش آنیوالے حالات سے مطلع کیا کرتے تھے۔ وہ ہادی حضورؐ انور کی بعثت سے پہلے انبیاء علیہم السلام ہوتے تھے اور آپ کی بعثت کے بعد آپ کی امت میں قرآن مجید اور اسکی شرح میں سنت حضورانورؐ پیش کرنیوالے کیا نہیں آیا کرتے تھے۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۹ء

محررہ از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

کئی ایسی چیزیں جو دنیا میں ہماری دوست ہیں قیامت کے دن دشمن ہو جائینگی

اس عنوان کے متعلق قرآن مجید سے متعدد شہادتیں

پہلی

کانوں اور آنکھوں اور کھالوں کا انسان کے خلاف شہادت دینا

وَ يَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۝ (سورۃ حٰمٓ السجدۃ ع ۳ - پ ۲۴)

ترجمہ - اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس آپہنچیں گے تو ان پر ان کے کان اور انکی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دینگی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی - وہ کہیں گی - کہ ہمیں اللہ نے گویائی دی - جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے اور اسی نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگے اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے - لیکن تم نے یہ گمان کیا تھا جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے بہت سی چیزوں کو اللہ نہیں جانتا اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے حق میں کیا تھا - تمہیں برباد کیا - پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے - پس اگر وہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا آگ ہی ہے اور اگر وہ معافی چاہیں گے تو انہیں معافی نہیں دی جائے گی -

غور کریں

برادران اسلام اور خواتین سے عرض کرتا ہوں - کہ قرآن مجید کی گزشتہ آیات کا جو ترجمہ کیا گیا ہے - اسے غور سے پڑھیں اور اس ترجمہ کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھیں اور غور کریں کہ کہیں ہماری حالت ہی کا نقشہ تو ہمیں نہیں دکھایا جا رہا ؟ اللھم وفقنا لاصلاح حالنا - آمین یا الہ العالمین -

دوسری شہادت

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا ۙ اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۱۲ پ ۲ -)

ترجمہ - اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں - جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیئے - اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور کاش دیکھتے وہ لوگ جو ظالم ہیں - جب عذاب دیکھیں گے کہ سب قوت اللہ ہی کے لئے ہے - اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے - جب وہ بیزار ہو جائینگے جن کی پیروی کی گئی تھی ان لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی تھی - اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی تھی - کاش ہمیں دوبارہ جانا ہوتا تو ہم بھی ان سے بیزار ہو جاتے - جیسے یہ ہم سے بیزار ہوئے ہیں - اسی طرح اللہ انہیں ان کے اعمال حسرت دلانے کے لئے دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں -

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں نے دُنیا میں اللہ تعالےٰ کا ساتعلق جو فقط اسی سے رکھنا چاہیئے تھا - وہ اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں سے بھی رکھا تھا اور ان کے ساتھ ان کو محبت بھی ایسی تھی - جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہی ہونی چاہیئے تھی - قیامت کے دن ان لوگوں کو جب پتہ چلے گا کہ پکڑنے یا چھوڑنے کی طاقت تو ساری اللہ تعالےٰ کے قبضہ ہی میں ہے اور کسی کو اس معاملہ میں دخل ہی نہیں ہے - اور جن لوگوں سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کا سا تعلق رکھا تھا - وہ خود بھی ان سے بیزار ہو جائیں گے - اور اس دن کے عذاب سے چھڑانے کے لئے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے - اس وقت

یہ مشرک لوگ (جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے ساتھ جہنم ویسا تعلق رکھا تھا) کہیں گے۔ کاش کہ ہمیں دنیا میں دوبارہ جانا ہوتا تو ہم وہاں جا کر ان سے ایسے ہی بیزار ہو جاتے۔ جیسے یہ ہم سے آج بیزار ہو گئے ہیں۔

اب کیا ہو سکتا ہے

دنیا کی وہ باتیں یاد کر کر کے سوائے افسوس کے انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ اور وہ باوجود اس حسرت اور افسوس کے دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے۔

اگر مسلمان مذکور الصدر

مصیبت سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا فقط ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو ماں کے پیٹ میں بنانے والا۔ وہاں سے باہر لانے والا ماں کی چھاتی سے دودھ پلانے والا بیمار کرنے والا۔ صحت بخشنے والا روزی میں تنگی کرنے والا۔ کشادگی کرنے والا زندہ رکھنے والا۔ مارنے والا۔ غرض ہر طرح نفع یا نقصان کا مالک فقط اسی ایک اللہ جل شانہ کو سمجھنا چاہیئے۔ اس ایک اللہ تعالیٰ کو سب سے بے نیاز اور باقی سب مخلوقات کو اس کا محتاج سمجھنا چاہیئے۔

غرضیکہ

اس سارے جہان کی چیزوں کا خالق اور مالک فقط اس ایک اللہ تعالیٰ کو سمجھنا چاہیئے۔ ہر نفع اور ضرر کی باگ اسی کے ہاتھ میں ہے اور اس جہان کا باقی رکھنا یا فنا کرنا اسی کی مرضی پر موقوف ہے۔ ان عقائد کا معتقد توحید پرست کہلائے گا۔ اور اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی کسی غیر کے سپرد کر دی تو مشرک ہو جائے گا اور یہ یاد رہے کہ مشرک کے لئے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہے اور نہ دوزخ سے نجات ہے۔

تیسری شہادت

وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

سورۃ ابراہیم۔ رکوع ۳ و ۴ پ ۱۳۔ ترجمہ اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہونگے تب کمزور متکبروں سے کہیں گے۔ ہم تو تمہارے تابع تھے۔ سو ہمیں اللہ کے عذاب سے کچھ بچاؤ گے۔ وہ کہیں گے اگر ہمیں اللہ ہدایت کرتا تو ہم تمہیں ہدایت کرتے۔ اب ہمارے لئے برابر ہے کہ ہم چیخیں چلائیں یا صبر کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہیگا کہ بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی۔ اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا کہ میں نے تمہیں بلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آپ نے دیکھا

وہی شیطان لعین جس نے دنیا میں لاکھوں کیا بلکہ کروڑہا بلکہ اس سے زیادہ انسانوں کو سبز باغ دکھا کر دوست بن کر اللہ تعالیٰ سے باغی بنایا تھا کہ وہ بدقسمت لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر یا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آسمانی کتاب کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور جس طرح انسان اونٹ کی نکیل میں رسی ڈال کر اونٹ کو جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ اسی طرح شیطان نے انسانوں کو خواہشات نفسانی کے سبز باغ دکھا کر کروڑہا انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ اپنے ضمیر کے خلاف اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف چلایا تھا۔ آج وہ لعین پلا جھاڑ کر الگ ہو گیا ہے۔ الٹا اپنے متبعین کو ڈانٹ رہا ہے کہ میرا تم پر کوئی زور تھوڑا ہی تھا۔ بلکہ میں نے تو فقط معمولی توجہ دلائی تھی اور تم نے فوراً میری بات مان لی۔ پہلے دنیا میں دوست بن کر گمراہ کیا اور آج قیامت کے دن الٹا ان لوگوں کو ذلیل کر رہا ہے۔ اللھم لاتجعلنا من حزب الشیطن آمین یا الہ العالمین

چوتھی شہادت

(ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝) سورۃ التحریم ع ۲۔ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ اللہ کافروں کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے۔ نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی۔ وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی۔ سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور کہا جائے گا دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

قابل عبرت

یہ چیز ہے کہ باوجودیکہ دونوں پیغمبروں کی بیویاں دین کے معاملہ میں ان کے ہمخیال نہیں تھیں۔ پھر بھی ان حضرات انبیاء علیہما السلام کی فراخ حوصلگی ہے ہے کہ انہیں اپنے گھروں میں بحیثیت بیویوں کے رکھا اور دنیاوی نقطۂ نگاہ سے نان و نفقہ کے جو حقوق خاوند پر لازم ہوتے ہیں۔ وہ آخر دم تک انجام دیتے رہے ہوں گے۔ مگر قیامت کے دن دونوں حضرات انبیاء علیہما السلام بیویوں سے کوئی ہمدردی نہیں کریں گے۔ ان بیویوں کے حق میں بارگاہ الٰہی میں شفاعت کے لئے لب کشائی بھی نہیں کرینگے۔

پانچویں شہادت

(وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝) سورہ حم السجدہ ع ۴ پ ۲۴
ترجمہ۔ اور قیامت کے دن کافر کہینگے اے ہمارے رب ہمیں جنوں اور انسانوں میں سے وہ لوگ دکھا۔ جنہوں نے ہمیں (دنیا میں) گمراہ کیا تھا (جس کے سبب سے آج ہم دوزخ میں جا رہے ہیں) ہم (ان جنوں اور انسانوں کو) اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔

عبرت

یہ ہے کہ یہی لوگ دنیا میں تو ان جنوں اور انسانوں کے مخلص یار تھے انبیاء علیہم السلام یا ان حضرات کے مخلص متبعین جو انہیں دین کی طرف دعوت دیتے تھے۔ وہ ان کو بُرے معلوم ہوتے تھے۔ آج انہیں اپنے یاروں کے متعلق مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہمیں ان کے باز و حوالے کر دیئے جائیں۔ تاکہ دوزخ میں انہیں اپنے قدموں کے نیچے روندیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اے موجودہ دور کے مسلمان

گوش ہوش سے سُن۔ آج تیرا عموماً یہی حال نظر آتا ہے۔ کہ انسانوں میں سے جو تمہیں خلاف شریعت اسلامی کام کرانے والے یار ہیں۔ وہ تمہارے پیارے ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کتاب و سنت کی روشنی میں سیدھے راستہ پر لانا چاہتے ہیں اور تمہاری زندگی کو اللہ تعالیٰ کے قانون قرآن مجید اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ اے مسلمان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف چلانے والے لوگوں کو اپنا دوست سمجھتا ہے اور ان حق پرست حضرات دین الٰہی کی حمایت کرنے والوں کی مخالفت کرتا ہے۔ بلکہ ان حضرات کے حق میں ہتک آمیز الفاظ استعمال کر کے اپنے دل کو خوش کر لیتا ہے۔ اے مسلمان ہوش میں آ اور اپنے رویئے کو بدل۔ خدا پرستوں کا ساتھ دے اور قانون الٰہی کی مخالفت کرنے والوں سے قطع تعلق کر لے۔ یہی تیرے لئے نجات کی راہ ہے۔

دونوں سے

بے دین مردوں اور بے دین عورتوں دونوں سے اپیل کرتا ہوں کہ میرا سابقہ سطور کا مشورہ مان لو۔ تو عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے۔ وما علینا الا البلاغ

چھٹی شہادت

(هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝) سورہ یٰسٓ ع ۴ پ ۲۳
ترجمہ۔ یہی دوزخ ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بدلے میں جو تم کفر کیا کرتے تھے۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مُہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے اس پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

عبرت

یہ ہاتھ اور پاؤں وہی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے یہ بے دین لوگ عیاشیاں اور بدمعاشیاں کیا کرتے تھے اور یہی ان کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے۔ یہی ان کے مونس اور ہمراز تھے۔ وہی آج ان بدنصیبوں کے خلاف شہادت دے رہے ہیں سورۃ حم السجدہ میں آ چکا ہے کہ بے دین لوگ قیامت کے دن اپنے کانوں اور آنکھوں اور کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ نے یہ حالات اپنے حکم سے کہلائے ہیں جو ہمیں معلوم تھے اور ہم حکم الٰہی کے باعث ان حالات کے بیان کرنے میں مجبور اور معذور تھے

ہاں ایک قسم کے دوست ایسے بھی ہیں جو قیامت کے دن بھی دوست ہی رہینگے

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف ع ۶ و ۷ پ ۲۵۔
ترجمہ۔ اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے۔ مگر پرہیزگار لوگ (کہا جائے گا) اے میرے بندو تم پر آج نہ کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے (یہ کون لوگ ہوں گے) جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار تھے تم اور تمہاری بیویاں خوشیاں کرتے ہوئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ان لوگوں کو جنّت میں کیا ملے گا۔

(يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف ع ۷ پ ۲۵۔
ترجمہ۔ ان کے سامنے سونے کے پیالے پیش کئے جائیں گے اور آبخورے بھی۔ اور وہاں جس چیز کو دل چاہے گا۔ اور جس سے آنکھیں خوش ہونگی موجود ہو گی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

یہ بہشت تمہیں کس بنا پر دیا گیا ہے۔

(وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف ع ۷۔ پ ۲۵۔ ترجمہ۔ اور یہی وہ جنت ہے۔ جس کے تم وارث بنائے گئے ہو۔ ان اعمال کے بدلہ جو تم کرتے تھے (یعنی دنیا میں جو نیکیاں تم کیا کرتے تھے)

مذکور الصدر دوستوں کی دوستی کا مدار تقویٰ (پرہیزگاری) پر تھا۔

جس طرح ایک شعر مشہور ہے ؎

کبوتر با کبوتر باز با باز
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

ترجمہ۔ پرندوں میں سے ہر پرندہ اپنی جنس کے ساتھ اُڑتا ہے۔ کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ۔

واقعہ بھی یہی ہے

کہ دنیا میں ہر انسان اپنے ہم رنگ انسانوں ہی میں بیٹھنے کو پسند کرتا ہے۔ تاکہ یکجہتی کے خیال سے اپنے مسلک کے متعلق ایک دوسرے کے ساتھ دل بہلانے کی باتیں کریں۔ مثلاً ایک طبیب کو ایسے شخص کی مجلس پسند آئے گی۔ جو اسی کی طرح

باقی صفحہ ۱۲ پر

اس شخص کی طرح ہے۔ جس سے کوئی گناہ بھی سرزد نہ ہوا ہو۔

مناسب ہے یہاں ایک مشہور غلطی کا بھی ازالہ کر دیا جائے۔ عوام کسی غلطی پر ٹوکنے کی صورت میں یہ کہہ کر گلو خلاصی کرنا چاہتے ہیں "ارے صاحب! چھوڑیئے بھی خدا تعالےٰ تو غفور الرحیم ہے وہ معاف فرما دے گا"۔ ارے بھئی! یہ تسلیم کہ خدا غفور الرحیم بلکہ بے انتہا اور بے حد نہایت بخشنے والا ہے۔ لیکن اوّل تو موت کا وقت معین کسے معلوم ہے؟ نہ معلوم موت کس وقت اور کس حالت میں آ جائے اور انسان یہ حسرت دل ہی دل میں لئے اس دنیا سے سدھار جائے کہ میاں خدا تو غفور الرحیم ہے۔ یہ درست۔ لیکن موت کا وقت تو کسی کو بھی معلوم نہیں۔

اور دوسرے یہ کہ اس ذات والا صفات نے اپنے غفار ہونے کی چند شرائط بھی تو بیان کی ہیں نا — ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہی اس کی مغفرت کی توقع ہو سکتی ہے۔

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (پ ۱۶ سورہ طٰہٰ۔ رکوع ۴) — اور میں بے انتہا بخشنے والا ہوں۔ لیکن اُس شخص کے لئے جو توبہ کرے اور مومن بھی ہو۔ اور عمل صالح بھی کئے ہوں۔ پھر ہدایت پر بھی قائم ہو۔

لام تاکید یہ لا کر اپنے غفار ہونے کی اللہ تعالےٰ نے خوب تاکید کی کہ بیشک میں بے انتہا بخشنے والا ہوں۔ لیکن اس کے لئے کچھ شرائط بھی ہیں جو ان شرائط پر عمل پیرا ہوگا اس کیلئے غفار ثابت ہونگا۔

پہلی شرط یہ کہ وہ شخص اپنے سابقہ گناہوں غلطیوں اور لغزشوں پر نادم و شرمسار ہو کر اللہ رب العزت کی درگاہ میں معافی کا طلبگار ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مومن بھی ہو۔ اللہ رب العزت کے وحدہٗ لاشریک لہٗ فی الذات والصفات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور انکی تعلیمات کو اور یوم آخرت کو برحق تسلیم کرتا ہو اور ان پر پوری طرح یقین رکھتا ہو تیسری شرط عمل صالح کی ہے کہ اس طالب مغفرت نے کچھ نیک عمل کئے ہوں۔ اور مزید نیک عمل کرنے کا خواہشمند ہو —

باقی صفحہ ۱۸ پر

بقیہ خطبہ صفحہ ۷ سے آگے:-

تجربہ کار حکیم ہو۔ دونوں میں سے ہر ایک کا دل چاہے گا کہ ممکن ہے کہ باہمی گفتگو کرنے سے کسی نئے مجرّب نسخے کا پتہ لگ جائے۔

متقی (پرہیزگار)

کا طبعی تقاضا یہ ہوگا کہ میں ایسے آدمیوں کی صحبت میں بیٹھوں جو نیک ہوں جن کی صحبت میں بیٹھنے سے وہ باتیں میرے کان میں پڑیں جو اللہ تعالےٰ نے فرمائی ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہوں۔ جن پر عمل کرنے سے اللہ تعالےٰ راضی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں۔ اور ایسے پرہیزگاروں کو یقیناً ایسے لوگوں کی صحبت سے نفرت ہوتی ہے جو اپنی مجلسوں میں رات کے سینماؤں میں سُنے ہوئے بیہودہ گیت گائیں اور گانے والیوں کو آپس میں گھر بیٹھ کر گانے کے نمبر دینے شروع کر دیں۔ ایک پرہیزگار انسان کو ایسی مجلس سے یقیناً نفرت ہوگی اور جس وقت بھی موقعہ پائے گا۔ اس مجلس سے نفرت بھرے دل سے اُٹھ کر جائے گا۔

قیامت کے دن بھی یہی ہوگا

کہ جس شخص کو جس قسم کے لوگوں کے ساتھ دلی محبت تھی اور دنیا میں انہی کی جماعت میں زندگی کے ایام بسر کئے تھے قیامت کے دن میدان محشر میں انہیں لوگوں کے ساتھ مل کر آئے گا۔

اس کا ثبوت

(یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝) سورۃ الزلزال پ ۳۰

ترجمہ۔ اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے۔ تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہونگے۔ ایک گروہ شرابیوں کا ہوگا۔ ایک زانیوں کا ایک ظالموں کا۔ ایک چوروں کا۔ علیٰ ہذا القیاس یا یہ مطلب ہے کہ لوگ حساب سے فارغ ہو کر جو لوٹینگے تو کچھ جماعتیں جنتی اور کچھ دوزخی ہو کر جنت اور دوزخ کی طرف چلی جائینگی ۴۳

بقیہ اصول ہزیمت صفحہ ۱۰ سے آگے:-

اطاعت الٰہی سے خالی کر دے گا۔ آئندہ اس کے مددگار و معاونوں کو الگ کر دے گا۔ پھر وہ کسی کو اپنا مددگار و معاون نہ پائے گا۔ غرضیکہ تمام نیکی اور بھلائی کے کاموں سے اس کو محروم کر دے گا۔ اگر وہ کوئی کام نیکی کا کرے گا۔ تو بھی اسے لذتِ ایمانی نہیں آئے گی۔

کامیابی سیّد المرسلین و خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام

مشتے نمونہ از خروار

۱۔ آپ کو کوثر (خیر کثیر) عطا فرمایا۔
۲۔ آپ کی ہر موقعہ پر مدد کی۔
۳۔ آنکھوں میں ٹھنڈک دی۔
۴۔ دل کو اطمینان عطا فرمایا۔
۵۔ شرح صدر کیا۔
۶۔ آپ کے دل میں اپنی محبت کا ذوق بھر دیا
۷۔ آخرت میں وسیلہ اور مقام محمود عطا فرمایا۔
۸۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کے دروازوں کو کھولنے کا شرف آپ ہی کو عطا فرمایا۔
۹۔ لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) قیامت میں آپ ہی کو عطا فرمایا۔
۱۰۔ وہ حوض کوثر جس سے مومن محشر میں پانی پئیں گے۔ عطا فرمایا۔
۱۱۔ تمام مومنین کو آپ کی روحانی اولاد بنایا

آخری عرضداشت

مسلمانوں کا فرض ہے کہ حضور سراپا نور فداہ ابی و امی کی معرفت احکم الحاکمین نے جو کچھ عطا فرمایا ہے۔ اس میں سے کسی چیز کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھیں اور کسی چیز کو خواہشات نفسانی کی بنا پر ردّ نہ کریں۔ اگر بالفرض ساری دنیا بھی مخالف ہو جائے تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا اتباع نہ چھوڑیں۔ اور دربار نبوی سے ناراضگی مول لے کر اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں داخل نہ ہوں۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ واجعل اٰخرتنا خیرا من الاولیٰ واللھم لا الٰہ الا انت استغفرك واتوب الیك ۞

۴۴ اللھم اجعلنا من اھل الجنۃ یا حنان یا منان برحمتك استغیث یا ارحم الراحمین ۞

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۵۹ء

محررہ از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

اسلام میں بچوں کی تعلیم و تربیت

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝

(سورہ آل عمران ع ۴) ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

برادران اسلام جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے۔ وہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا ہے۔ اولاد کا معاملہ جس قدر توجہ چاہتا ہے۔ عموماً مسلمان اس سے غافل ہیں۔ حضرت زکریاؑ کی دُعا کہ اے اللہ مجھے پاک اولاد عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد غیر طیب بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں یہ ضرب المثل ہے۔ پوت۔ سپوت۔ کپوت۔ پوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت قائم رکھے۔ سپوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت بڑھائے کپوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت کو بٹا لگائے۔ اس سے مطلق اولاد کی دُعا نہ کیا کیجئے۔ بلکہ ذریتہ طیبہ پاک اولاد کی دعا کیا کیجئے۔ بعض اولاد موجب رحمت ہوتی ہے۔ اولاد کی نالائقی میں ۹۹ فیصدی غلط تربیت کو دخل ہوتا ہے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے جتنا اولاد کی تربیت کا فرض مسلمان پر عاید ہوتا ہے اتنا ہی مسلمان اس سے غافل ہے۔ ایک غیر مسلم ہندو یا سکھ اپنی اولاد کی جس طریقہ سے تربیت کرتا ہے۔ مسلمان بھی اپنی اولاد کی اتنی ہی اور ویسے ہی تربیت کرتا ہے۔ میں اپنی بہنوں سے عرض کروں گا تربیت کے معاملہ میں۔ جس طرح باپ مجرم ہے۔ اسی طرح ماں بھی مجرم ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ اسے صرف وعظ نہ سمجھا کیجئے۔ پنجابی کہتے ہیں کہ جمعہ پڑھنے گئے تھے۔ وعظ بھی سن آئے۔ وہ محض ثواب کی خاطر وعظ سنتے ہیں۔ ساری عمر وعظ سنتے رہتے ہیں ذرا بھر اصلاح نہیں ہوتی جب ذرا طبیعت کے خلاف کوئی بات ہوئی۔ ساری عمر کا سنا سنایا وعظ ختم ہو جاتا ہے۔ صرف ثواب کی خاطر وعظ سننے نہ آیا کیجئے۔ بلکہ اپنی اصلاح اور عمل کرنے کے خیال سے سنا کیجئے۔ میں اسی واسطے مخنت کر کے آتا ہوں۔ جمعہ کی صبح کو میں کسی سے نہیں ملتا۔ کوئی صاحب تعویذ لینے آجاتے ہیں۔ کوئی مسئلہ پوچھنے آجاتے ہیں۔ کوئی صاحب یونہی ملنے آجاتے ہیں۔ لیکن میں کسی سے نہیں ملتا کیونکہ مجھے اپنی ذمہ داری کا احساس ہے آپ لوگ بھی اپنی ذمہ داری محسوس کیجئے ہاں تو آپ لوگوں کی تربیت کا معیار یہ ہے کہ بچوں کو کھلا پلا کر بڑا کر دیا جائے کوئی بیمار ہو جائے تو اس کا علاج کرایا جائے۔ لڑکا ہے تو کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش سکھایا جائے تاکہ روٹی کما سکے۔ اگر لڑکی ہے تو لوگ جس قسم کے اوصاف پسند کرتے ہیں۔ انہیں اوصاف سے لڑکی کو آراستہ کر دیا جائے۔ مثلاً فیشن ایبل رشتہ پسند کیا جاتا ہے تو اسے فیشن ایبل بنانا۔ گانے والی پسند کی جاتی ہے تو اُسے گانا سکھانا اور اگر جدید تعلیم یافتہ پسند کی جاتی ہے تو اسے جدید تعلیم کی حتی الامکان اعلےٰ سے اعلےٰ ڈگری دلانا۔ بے پروا لڑکی پسند کی جاتی ہے تو اسے بے پردا رہنے کا عادی بنانا۔ بہن کو پتہ ہے کہ میرا بھائی بے پردا عورت کو پسند کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میری بیوی دوستوں کی محفل میں بے تکلف شریک ہو تاکہ وہ اس کی بیوی اور یہ ان کی بیویوں کو دیکھ سکے اور آپس میں باتیں ہو سکیں۔ تو بہن بھی ویسی ہی بھاوج تلاش کریگی بہن کو معلوم ہے کہ بھائی اونچی آستینوں والا قمیص اور غرارہ پسند کرتا ہے۔ اسکے دل کو دو چوٹیاں بھاتی ہیں اور وہ ایسی عورت کو چاہتا ہے جو آزادانہ اس کے ساتھ سیر و تفریح کر سکے۔ اور سینما جا سکے

حضرت مولانا عمرہ کے لئے روانہ ہونیسے پہلے جو چار خطبہ جات تحریر کر کے ہمیں دے گئے تھے۔ وہ سب شائع ہو چکے ہیں۔ خیال تھا کہ ۶ نومبر ۱۹۵۹ء کے لئے آپ خطبہ وہاں سے ارسال کر دینگے لیکن خطبہ موصول نہ ہونیکے باعث ہمیں مجبوراً پرانا خطبہ ہدیہ قارئین کرنا پڑا۔ موضوع کے انتخاب میں وقت کی ایک اہم ضرورت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ (مدیر)

چنانچہ وہ اس کے لئے ویسی ہی دلہن لائیگی چنانچہ لوگ اسی طرح پر تربیت کرتے ہیں۔ جیسا اس کو پسند کرتے ہیں۔ اور اگر وہ گانا پسند کریں تو غیر محرموں سے گانا سکھاتے ہیں تقسیم سے پہلے ہندو مرد اونچے گھرانے کی مسلمان لڑکیوں کو گانا سکھاتے تھے۔

بارگاہ الٰہی میں جوابدہی

میرے بھائیو! لڑکوں اور لڑکیوں کی اس قسم کی تربیت تو کافر بھی کرتے ہیں۔ آپ نے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں کیا امتیاز دکھایا۔ اگر قیامت کے دن اللہ تعالےٰ آپ سے یہ سوال کریں۔ کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ نے اپنے بچوں کو کیا تعلیم دی تھی۔ کیا میری الوہیت میری معبودیت اور میری بندگی کے متعلق انہیں کچھ پڑھایا تھا اور تم مجھے مالک الملک شاہنشاہ حقیقی مانتے تھے اور تمہیں علم تھا کہ میرا قانون۔ میرا پیغام اور میرا فرمان قرآن مجید ہے تو کیا بال بچوں کی تعلیم میں قرآن مجید کی تعلیم بھی لازمی قرار دی تھی؟ پھر سوچ لو کہ اس سوال کا کیا جواب دو گے؟ بے شک تم نے پنجاب یونیورسٹی کا بی اے اور ایم اے کا کورس پڑھایا۔ لیکن پرائمری سے لے کر ایم اے کے کورس تک قرآن مجید ناظرہ بھی اس میں پڑھایا جاتا ہے؟ نہ پاکستان بننے سے پہلے پڑھایا جاتا تھا۔ نہ اب پڑھایا جاتا ہے۔ جو پاکستان بننے سے پہلے کورس تھا۔ وہی کورس اب بھی ہے۔ تم کو آخر خدا کے ہاں جانا ہے پھر بتاؤ اس کا کیا جواب دو گے؟

اولاد دل کا پھل ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

بِمَلَائِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ

رواہ احمد والترمذی۔ ترجمہ۔ ابو موسےٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسی آدمی کا بچہ مر جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر کے آئے ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں۔ ہاں (لے آئے ہیں) پھر فرماتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا۔ پھر عرض کرتے ہیں۔ تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ تب (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے۔ میرے بندے کے لئے بہشت میں ایک گھر تیار کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکریئے کا گھر) رکھ دو۔

عورتوں کی عادت ہے کہ جہاں کوئی مریض قریب المرگ ہو۔ وہاں ضرور پہنچتی ہیں۔ ان کو مردوں سے زیادہ پتہ ہوتا ہے کہ اب یہ شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ عورتیں گھروں میں رہتی ہیں۔ مرد باہر ہوتے ہیں۔ انہیں تب پتہ چلتا ہے جب کوئی مر جاتا ہے۔ یہ اس معاملہ میں ایکسپرٹ ہوتی ہیں کہ جی اسکی ناک کی گھوڑی ٹیڑھی ہو گئی ہے۔ فلاں کے پاؤں منورم ہو گئے ہیں۔ بس فلاں دو تین دن کا مہمان ہے۔ فلاں کا دو گھنٹہ میں کام ہو جائے گا۔ اس لئے فوراً وہاں پہنچ کر رونا دھونا اور بین کرنا شروع کر دیتی ہیں کہ ہائے یوں تھا تو ایسا تھا تو ویسا تھا۔ یاد رکھو یہ رونے دھونے میت کے حق میں سخت مضر ہیں۔ آپ سمجھ گئے ہونگے کہ اللہ جل شانہٗ نے انسان کی اولاد کو دل کے پھل سے تعبیر فرمایا ہے اور پھلوں میں اچھا پھل وہ ہوتا ہے۔ جس کا رنگ خوشنما ہو۔ سونگھنے میں خوشبودار ہو۔ کھانے میں خوش ذائقہ ہو اور آسانی سے ہضم ہو کر جزو بدن ہو جائے۔ اسی طرح آپ اپنے دل کے پھل اپنی اولاد کو ہمہ صفت موصوف بنائیں۔ دنیاوی مفاد کی خاطر چاہے ان کو ڈاکٹر بنائیں۔ انجینئر بنائیں وکیل بنائیں بیرسٹر بنائیں۔ پی۔ ایچ ڈی بنائیں۔ ڈی ایس پی بنائیں۔ لیکن ساتھ ان کو مسلمان بھی بنائیں۔ اگر آپ سچا اور کھرا مسلمان بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے نصاب تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنئے۔ عَنْ مَالِكٍ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِیْكُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ رواہ فی المؤطا۔

مالک بن انسؓ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک ان دونوں چیزوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے (وہ چیزیں کونسی ہیں) اللہ تعالےٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔ اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جب تک مسلمان قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے رہیں گے۔ اور اس پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش نظر رکھیں گے اس وقت تک گمراہ نہیں ہوں گے۔

میں چالیس بتالیس سال سے یہاں پر درس قرآن دے رہا ہوں۔ اور جمعہ پڑھا رہا ہوں۔ میں ہمیشہ سے کہتا رہا ہوں۔ کہ ہم عصری تعلیم کے مخالف نہیں۔ تقسیم سے قبل انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں کہا کرتا تھا کہ ہمارا مقابلہ ہندوؤں سے ہے اگر ایک ہندو ڈاکٹر آئے تو مقابلہ میں مسلمان ڈاکٹر آئے۔ اگر ادھر سے ایل۔ ایل۔ بی آئے تو ادھر سے بھی ایل ایل۔ بی آئے۔ ادھر سے ایم ایس سی آئے تو ادھر سے بھی ایم ایس سی آئے۔ لیکن میرے بھائیو۔ اس دنیاوی تعلیم کو کافی وافی نہ سمجھو اگر اللہ کی بارگاہ میں مردود نہیں بلکہ مرحوم ہونا ہے تو کچھ نہ کچھ دین بھی سیکھ۔ تمہاری بڑی سے بڑی دنیاوی تعلیم ایل۔ ایل۔ ڈی اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی اللہ کے دربار میں کوئی پوچھ نہیں اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِیْهَا۔ اگر ملعون بننا نہیں چاہتے تو دینی تعلیم ضرور حاصل کرو۔ یاد رکھو اگر قال اللہ اور قال الرسول کا نور سینے میں نہیں۔ تو یہ سب کچھ بے کار ہے۔ یہ بڑی بڑی کوٹھیوں میں رہنے والے جنہوں نے صرف کسی یونیورسٹی میں تعلیم پائی ہے۔ کیا ان کو کلمہ طیبہ بھی آتا ہے؟ جب کلمہ بھی نہیں آتا تو نماز اور قرآن تو کہیں رہا۔ یہ بڑے لوگ ہیں۔ کیونکہ ساٹھ ہزار کی کوٹھی میں رہتے ہیں۔ یہ بڑے اس لئے ہیں کہ پچاس ہزار کی موٹر پر سوار ہوتے ہیں۔ یہ بڑے ہیں کیونکہ بڑا قیمتی سوٹ پہنتے ہیں۔ یاد رکھو کوئی بھی بڑا ہو۔ خواہ وزیر اعظم ہو یا گورنر۔ اگر وہ ذاکر نہیں بلکہ غافل ہے تو پھر اس کوٹھی اس موٹر اس چھپر کھٹ پر خدا کی رحمت برسے گی یا لعنت برسے گی۔

ایک سوال

برادران اسلام! کیا پاکستان کی بارہ سالہ زندگی میں اسلامی نصاب تعلیم رائج کرنے کے لئے آج تک کوئی موثر قدم اٹھایا گیا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ نے مذہبی نصاب بنانے کے لئے سنی شیعہ علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا تھا۔ جس کا ایک رکن میں بھی تھا۔ لیکن اب تک کوئی تسلی بخش نصاب تجویز نہیں ہو سکا۔ حالانکہ جس دن پاکستان بنا تھا۔ اگر کوئی دیندار حاکم ہوتا تو اسی دن اسلامی نصاب تعلیم رائج کر دیتا۔ اگر ہماری حکومت اسلامی نصاب تعلیم رائج کر دے۔ تو پھر ہمارے بچے جو ہمارے دلوں کا پھل ہیں۔ خداشناس۔ خدا پرست خداترس اصلی اور کھرے مسلمان نظر آنے لگیں گے اس لئے کہ جب ان کی گھٹی میں یہ ڈالا جائے گا۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ۔ رواہ فی شرح السنۃ وقال نووی ہذا حدیث صحیح۔ عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی شخص تم میں سے سچا مومن نہیں ہو سکتا۔ تاآنکہ اس کے دل کی ہر خواہش اس تعلیم کے تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔ جب مسلمان بچے کو ابتدا سے ہی یہ تعلیم دی جائے گی جو اس کے دل میں خلاف شریعت کوئی خواہش پیدا ہی ہونے نہ پائیگی۔ لیکن یہاں تو نقشہ ہی دوسرا ہے۔ دولت تختواہیں اور گریڈ یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہونے کی علامت ہیں۔ لیکن جب اسلامی تعلیمات سے دماغ روشن اور دل منور ہو جائیں گے تو پھر یہ نتائج ظہور پذیر ہونگے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ طَیِّبًا وَعَمِلَ فِیْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْیَوْمَ لَكَثِیْرٌ فِی النَّاسِ قَالَ وَ

اپنے ماتحتوں کو مت مارئیے!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی اپنے غلامکو ناحق مارے گاقیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔

شعب الایمان للبیہقی

غلام کومارنے کا کفارہ

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس کسی نے اپنے غلام کو کسی ایسے جرم پر سزا دی جو اس نے نہیں کیا تھا، یا اس کو طمانچہ مارا، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے۔ صحیح مسلم

سَيَكُوْنُ فِيْ قُرُوْنٍ بَعْدِيْ ۔ رواہ الترمذی

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے پاکیزہ رزق کھایا (یعنی حلال کھایا اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کی ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رہے (یعنی کسی انسان کو کسی طرح کا کوئی دکھ نہیں پہنچا ۔ وہ شخص بہشت میں داخل ہوگا ۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ آج کل تو اس قسم کے آدمی بہت ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میرے بعد آنے والے زمانوں میں بھی ہوں گے ۔ انشاءاللہ تعالیٰ آج بھی ایسے لوگ ہوں گے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خالی نہیں ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ باقی جن کے منہ کو حرام لگ چکا ہے ۔ ان سے چھڑانا مشکل ضرور ہے ۔ لیکن ناممکن نہیں۔ جن جن بچوں کو ابتداء عمر ہی سے بہشت میں داخل ہونے کا یہ مختصر سا پروگرام بنا دیا جائے گا۔ انشاءاللہ سلیم الفطرت ہونے کے لحاظ سے ان کے دل پر یہ پروگرام نقش برسنگ ہو جائے گا ۔ اور مخلوق خدا کے لئے ان کا وجود باعث صد رحمت ہوگا۔ اس قسم کے دیندار اور خدا ترس نوجوانوں کا وجود مملکت کے حق میں بھی مفید ہوگا۔ وہ نہ اسلام سے غداری کرینگے نہ عوام سے غداری کریں گے اور نہ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر حکومت پاکستان سے غداری کرینگے ۔ لیکن یاد رکھو اگر تم نے اسلام کا طریقہ تعلیم و تربیت رائج نہ کیا تو اس ناتربیت یافتہ گمراہ اولاد کے نتائج سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا۔ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۠ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۠ (سورۃ الاحزاب ع ۸)

جس دن ان کے منہ آگ میں الٹے دیئے جائینگے ۔ کہینگے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور کہیں گے ۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا ۔ اے رب ہمارے انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

آخری عرضداشت ۔ دینی تعلیم

۱۴ کی برکت سے ان نتائج حسنہ کا ظہور تب ہوگا۔ جب تعلیم دینے والے ایسے اساتذہ ہوں جو خود اس تعلیم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوں ۔ جن کا قال بھی یہی تعلیم ہو اور حال بھی یہی تعلیم ہو نہ کہ موجودہ ماسٹر اور پروفیسر صاحبان جو اس تعلیم سے خود نا آشنا اور اسکے عملی رنگ سے خود بے بہرہ ہوں۔ حکومت پاکستان سے عرض کرتا ہوں ۔ اگر آپ چاہیں تو ایسے اساتذہ کی فراہمی کی خدمت انجام دینے کے لئے حاضر ہوں۔ وما علینا الا البلاغ۔

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۱۱ر جمادی الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۳ر نومبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

آج دنیا بھر میں مکی و مدنی اسلام بہترین اور پاکیزہ ترین مذہب ہے

مکی و مدنی کیوں

میں نے مذہب اسلام کا نام مکی و مدنی اس لئے رکھا ہے کہ اسلام کا سنگ بنیاد اس وقت رکھا گیا تھا جبکہ سید الانبیا شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین علیہ الصلاۃ والسلام مکہ معظمہ تشریف فرما تھے اور اس کی تکمیل مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے دس سال بعد ہوئی ہے۔ جبکہ یہ آیت حجۃ الوداع میں میدان عرفات میں نازل ہوئی تھی۔ ملاحظہ ہو۔ وہ آیت یہ ہے:۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ ۵) سورۃ المائدہ رکوع ۱۔ پ ۶۔

ترجمہ۔ تم پر مردار اور لہو اور سؤر کا گوشت حرام کیا گیا ہے اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور وہ جو گلا گھٹ کر یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ مارنے سے مر گیا ہو اور وہ جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو۔ مگر جسے تم نے ذبح کر لیا ہو اور وہ جو کسی تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ جوئے کے تیروں سے تقسیم کرو یہ سب گناہ ہیں۔ آج تمہارے دین سے کافر نا امید ہو گئے سو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔ پھر جو کوئی بھوک سے بیتاب ہو جائے۔ لیکن گناہ پر مائل نہ ہو۔ تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

اس آیت پر شیخ الاسلام کے حواشی

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ زندگی کے ہر شعبہ اور علوم ہدایت کے ہر باب کے متعلق اصول و قواعد ایسی طرح ممہد ہو چکے تھے (یعنی انکی ایسی بنیاد رکھی جا چکی تھی) اور فروع و جزئیات کا بیان بھی اتنی کافی تفصیل اور جامعیت سے کیا جا چکا تھا۔ کہ پیروان اسلام کے لئے قیامت تک قانون الٰہی کے سوا کوئی دوسرا قانون قابل التفات نہیں رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے ہزاروں سے متجاوز خدا پرست جانباز اور سرفروش ہادیوں اور معلموں کی ایسی عظیم الشان جماعت تیار ہو چکی تھی۔ جس کو قرآنی تعلیم کا مجسم نمونہ کہا جا سکتا تھا۔ مکہ معظمہ فتح ہو چکا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کامل وفاداری کے ساتھ خدا سے عہد و پیمان پورے کر رہے تھے۔ نہایت گندی غذائیں اور مردار کھانے والی قوم مادی اور روحانی طیبات کے ذائقہ سے لذت اندوز ہو رہی تھی۔ شعار الٰہیہ کا ادب و احترام قلوب میں راسخ ہو چکا تھا۔ ظنون و اوہام اور انصاب و ازلام کا تار پود بکھر چکا تھا۔ شیطان جزیرۃ العرب کی طرف سے ہمیشہ کے لئے مایوس کر دیا گیا تھا۔ کہ دوبارہ وہاں اسکی پرستش نہو سکے۔ ان حالات میں ارشاد ہوا اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۝ یعنی آج کفار اس بات سے مایوس ہو گئے ہیں۔ کہ تم کو تمہارے دین قیم سے ہٹا کر پھر انصاب و ازلام وغیرہ کی طرف لے جائیں۔ یا دین اسلام کو مغلوب کر لینے کی توقعات باندھیں یا احکام دینیہ میں کسی تحریف و تبدیل کی امید قائم کر سکیں۔ آج تم کو کامل و مکمل مذہب مل چکا۔ جس میں کسی ترمیم کا آئندہ امکان نہیں۔ خدا کا انعام تم پر پورا ہو چکا۔ جس کے بعد تمہاری جانب سے اس کے ضائع کر دینے کا کوئی اندیشہ نہیں خدا نے ابدی طور پر اسی دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔ اس لئے اب کسی ناسخ کے آنے کا بھی احتمال نہیں۔ ایسے حالات میں تم کو کفار سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں۔ وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ البتہ اس محسن جلیل اور منعم حقیقی کی ناراضی سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ جس کے ہاتھ میں تمہاری ساری نجاح و فلاح اور کل سود و زیاں ہے۔ گویا "فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ" میں اس پر متنبہ فرما دیا گیا۔ کہ آئندہ مسلم قوم کو کفار سے اس وقت تک کوئی اندیشہ نہیں۔ جبتک ان میں خشیۃ الٰہی اور تقویٰ کی شان موجود ہے۔

اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

شیخ الاسلام کا حاشیہ "یعنی اس کے اخبار و قصص میں پوری سچائی۔ بیان میں پوری تاثیر اور قوانین و احکام میں پورا توسط و اعتدال موجود ہے جو حقائق کتب سابقہ اور دوسرے ادیان سماویہ میں محدود و ناتمام تھیں ان کی تکمیل و تعمیم اس دین قیم سے کر دیگئی قرآن و سنت نے "حلت" "حرمت" کے متعلق تنصیصاً یا تعلیلاً جو احکام دیئے ان کا اظہار و ایضاح تو ہمیشہ ہوتا رہے گا لیکن اضافہ یا ترمیم کی مطلق گنجائش نہیں چھوڑی

اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي پر شیخ الاسلام کا حاشیہ

سب سے بڑا احسان تو یہی ہے کہ اسلام جیسا مکمل اور ابدی قانون اور خاتم الانبیاء جیسا نبی تم کو مرحمت فرمایا۔ مزید براں اطاعت و استقامت کی توفیق بخشی۔ روحانی غذاؤں اور دنیوی نعمتوں کا دسترخوان تمہارے لئے بچھا دیا۔ حفاظت قرآن، غلبۂ اسلام

اور اصلاح عالم کے اسباب مہیا فرما دیئے۔

رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا پر شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی اس عالمگیر اور مکمل دین کے بعد کسی اور دین کا انتظار کرنا سفاہت ہے۔ اسلام جو تفویض و تسلیم کا مرادف ہے اسکے سوا مقبولیت اور نجات کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔ (تنبیہ) اس آیت اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ کا نازل فرمانا منجملہ نعمہائے عظیمہ کے ایک نعمت ہے۔ اس لئے بعض یہود نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ امیر المومنین اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اسکے یوم نزول کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ جس روز ہم پر یہ نازل کی گئی۔ مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہو گئی تھیں۔ یہ آیت سنہ ۱۰ھ میں "حجۃ الوداع" کے موقعہ پر عرفہ کے روز "جمعہ" کے دن "عصر" کے وقت نازل ہوئی۔ جبکہ میدان عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے گرد چالیس ہزار سے زائد اتقیا و ابرار رضی اللہ عنہم کا مجمع کثیر تھا۔ اس کے بعد صرف اکیاسی روز آپؐ اس دنیا میں جلوہ افروز رہے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پر شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی حلال و حرام کا قانون تو مکمل ہو چکا۔ اس میں اب کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ البتہ جو مضطر بھوک و پیاس کی شدت سے بیتاب اور لاچار ہو۔ وہ اگر حرام چیز کھا پی کر جان بچائے۔ بشرطیکہ مقدار ضرورت سے تجاوز نہ کرے اور لذت مقصود نہ ہو "غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ" تو حق تعالیٰ اس تناول محرم کو اپنی بخشش اور مہربانی سے معاف فرما دے گا۔ گویا وہ چیز تو حرام ہی رہی۔ مگر اسے کھا پی کر جان بچانے والا خدا کے نزدیک مجرم نہ رہا۔ یہ بھی اتمام نعمت کا ایک شعبہ ہے۔

ظہور اسلام کے بعد دنیا میں اسلام ہی کے بہترین اور پاکیزہ ترین مذہب ہونیکے دلائل

پہلی دلیل

دنیا کے تمام مذاہب میں مذہب کا سنگ بنیاد خدا تعالیٰ کے تصور پر ہے۔ اگرچہ مختلف زبانوں میں اس پاک ذات کو مختلف الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً عربی زبان میں اسے اللہ (تعالیٰ) کہا جاتا ہے اور فارسی زبان میں خدا کہا جاتا ہے۔ اور ہندوستان کے ہندو اسے پرمیشر اور پرماتما کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور انگریزی زبان میں اسے گاڈ کہا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دنیا میں بیسیوں زبانیں ہیں اور ہر زبان کے بولنے والے اسے اپنی زبان کے نام سے یاد کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں کی مثال

میری سابقہ دلیل کے مطالعہ کرنیوالوں کے دل میں شاید یہ خیال آئے کہ تم تو یہ کہتے ہو کہ دنیا میں تمام مذاہب اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں۔ حالانکہ دنیا میں بعض انسان ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو خدا کی ہستی کے قائل نہیں ہیں۔ میں اس اعتراض کو تسلیم کرتے ہوئے عرض کرونگا۔ اگر آپ میری پیش کردہ مثال کو غور سے سنیں گے تو یہ شبہ بفضلہ تعالیٰ یقیناً دل سے رفع ہو جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دو آنکھیں دے رکھی ہیں۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ تو کیا اس شخص پر کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ بھائی ہم نے تو بعض اوقات ایسے انسان بھی دیکھے جو بالکل اندھے ہوتے ہیں تو پہلا شخص یہ جواب دے گا کہ بھائی صاحب تمہارا یہ کہنا ٹھیک ہے۔ مگر جب کبھی کوئی انسان کوئی قاعدہ کلیہ استعمال کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسانوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ اگر انسانوں میں کوئی شاذ و نادر اس کے خلاف نظر آئے تو اس سے قاعدہ کلیہ نہیں ٹوٹتا۔ یہ یاد رکھو کہ ہر قاعدہ کلیہ میں کوئی نہ کوئی استثناء ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہر انسان سنتا ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا میں بہرہ کوئی نہیں۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہر انسان اپنی دو ٹانگوں پر چلتا ہے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا میں اپاہج (دونوں ٹانگوں سے شل ہونے والا) کوئی نہیں

بعینہٖ اسی طرح جب ہم یہ کہتے ہیں کہ دنیا کی تمام اقوام اپنے ہاں اپنی اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کا نام لیتی ہیں اور اسی نام سے اسے پہچانتی ہیں اور اسی نام سے اسے پکارتی ہیں تو ایسے موقعہ پر ان لوگوں کو جو خدا تعالیٰ کے منکر ہیں۔ یہی خطاب دیا جائے گا جیسے انسانوں میں بعض اندھے یا انسانوں میں بعض بہرے اور انسانوں میں بعض اپاہج بھی ہیں۔ ایسے لوگوں کی وجہ سے وہ قاعدہ کلیہ نہیں ٹوٹ سکتا۔

لہٰذا

ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ تمام اقوام خدا تعالیٰ کو جانتی اور پہچانتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق پاکیزہ ترین تصور فقط مذہب اسلام میں ہے

اسلام کا پیش کردہ تصور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کی کسی بھی شکل میں متشکل (یعنے اپنی مخلوقات کے بھیس میں) ظاہر نہیں ہوتا اسی لئے قرآن مجید میں اعلان آیا ہے۔ (لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ) سورۃ الشوریٰ ع ۲۔ ترجمہ۔ کوئی چیز اسکی مثل نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین انبیاء علیہم السلام کی امتوں کا گمراہ ہونا

ایک لاکھ تیئیس ہزار امتوں میں سے قریب ترین دو امتیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امتیں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت جبکہ بحیرہ قلزم سے پار ہو کر اور فرعون کے پنجہ سے نجات پاتی ہیں۔ تو حضرت موسےٰ علیہ السلام سے درخواست کرتی ہیں۔ (وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّھُمْ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْھَلُوْنَ) سورۃ الاعراف ع ۱۶ پ ۹۔ ترجمہ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتارا تو ایک ایسی قوم پر پہنچے جو اپنے بتوں کے پوجنے میں لگے ہوئے تھے۔ کہا اے موسیٰ ہمیں بھی ایک ایسا معبود بنا دے۔ جیسے ان کے معبود ہیں۔ فرمایا بے شک تم لوگ جاہل ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں اس فرمائش پر ڈانٹتے ہیں۔

(قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۱۶ پ ۹۔ ترجمہ (موسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا۔ کیا اللہ کے سوا تمہارے لئے اور معبود بنا دُوں۔ حالانکہ اس نے تمہیں سارے جہان پر فضیلت دی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانیکے بعد

پھر اپنی ہوس اس طرح پوری کرتے ہیں کہ سونے چاندی کا بچھڑا بنا کر اسے خدا بنا کر پوج رہے ہیں۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۸۔ پ ۹۔ ترجمہ۔ اور موسےٰ کی قوم نے اس کے (کوہ طور پر) جانے کے بعد اپنے زیوروں سے بچھڑا بنا لیا۔ وہ ایک جسم تھا۔ جس میں گائے کی آواز تھی۔ کیا۔ انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرتا۔ اور نہ ہی راہ بتاتا ہے۔ اسے معبود بنا لیا اور وہ ظالم تھے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آکر انہیں ڈانٹتے ہیں

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ) (سورۃ الاعراف ع ۱۸۔ پ ۹۔ ترجمہ اور جب موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے واپس آئے۔ تو فرمایا تم نے یہ میرے بعد بڑی نامعقول حرکت کی۔ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی جلد بازی کر لی اور غصہ میں آ کر توراۃ کی جو تختیاں لائے تھے وہ پھینک دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کا آپ کے بعد مسئلہ توحید باری تعالیٰ میں ٹھوکر کھانا

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی اُمت نے آپ کے انتقال کے بعد تیسری مرتبہ ٹھوکر کھائی ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں آیا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ سورۃ التوبہ ع ۵ پ ۱۰۔ اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیحؑ اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے مُنہ کی باتیں ہیں۔ ان ہی کافروں کی سی باتیں بنانے لگے ہیں۔ جو ان سے پہلے گذرے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے کہ یہ کدھر اُلٹے جا رہے ہیں انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی۔ حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ان لوگوں کے شریک کرنے سے پاک ہے

یعنے

جو ایک رب العالمین سے۔ ان کا تعلق ہونا چاہیئے تھا۔ وہ تعلق انقیاد و تابعداری کا اپنے وقت کے علمائے کرام اور صوفیائے عظام سے قائم کر رکھا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالےٰ کا فرمان معلوم ہونے کے بعد پھر دنیا بھر میں کسی کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ تاکہ فقط اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ اور کوئی راضی ہو یا نہ۔ اسی طرح جو کچھ ان کے علماء کرام یا صوفیائے عظام کے منہ سے نکل جائے اسی کو پلے باندھ لیتا ہے اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ خواہ اس وقت کی توراۃ کے خلاف ہو۔ اگرچہ توراۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب تھی۔ مگر علماء کرام کے فتاوےٰ اور صدیقے کے ارشاد کے موافق چلنا اپنا فرض عین خیال کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا مسئلہ توحید میں ایک اور ٹھوکر کھانا

ایک حدیث شریف کی شہادت

(لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

لعنت کا سبب

یہ ہے کہ سجدہ فقط ایک محبوب حقیقی اللہ تعالےٰ ہی کو کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے (لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ) الایہ۔ سورہ حٰمٓ السجدہ پ ۲۴ ترجمہ نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو۔ جس نے سورج اور چاند بنائے ہیں۔

نتیجہ

اس ارشاد باری تعالیٰ سے نتیجہ یہ نکلا کہ سجدہ کا مستحق فقط اللہ تعالےٰ ہے۔ جسنے اپنے فضل اور کرم سے سورج اور چاند کو یہ نور عطا فرمایا۔ اگرچہ یہ دونوں بظاہر یہ فیاض عالم نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کا فیض (عنیا پاشی) ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ خداداد ہے۔ لہٰذا اصلی سجدہ اور شکریہ کا مستحق وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے ان دونوں (سورج اور چاند) کو فیض عطا فرمایا۔

رہتی دنیا تک ایک عجیب قانون

نکل آیا کہ دنیا میں کوئی شخص خواہ کتنا ہی فیضرساں ہو کہ اس کے فیض عام سے لاکھوں بلکہ کروڑوں نے فیض پایا ہو۔ اور گمراہی کے راستہ سے ہٹ کر صراطِ مستقیم پر چل نکلے ہوں۔ پھر بھی انہیں دنیا کی زندگی میں سجدہ کیا جائے اور نہ ہی وفات کے بعد انکی قبروں پر سجدہ کیا جائے۔ ورنہ نعوذ باللہ جس طرح انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر سجدہ کرنے سے اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے سخت ناراض ہوا ہے۔ اسی طرح اولیائے کرام کی قبروں پر سجدہ کرنے کا بھی وہی نتیجہ نکلے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

اولیائے کرام کا ادب

یہ ہے کہ ان حضرات کے تعلیم کردہ مسلک پر چلا جائے۔ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے جو طریقے وہ فرما گئے ہوں یا جو طریقے وہ حضرات سکھا گئے ہوں۔ ان پر عمل کیا جائے اور مرتے دم تک ان چیزوں پر عمل جاری رکھا جائے۔ تاکہ ان وظائف کے پڑھنے اور ان طریقوں پر چلنے کا ثواب ان حضرات کو بھی پہنچتا رہے۔ اسلام میں یہ قاعدہ مسلم ہے۔ (اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ) ترجمہ۔ نیکی کی رہنمائی کرنے والے کو وہی ثواب ملتا ہے جو نیکی کرنے والوں کو ملتا ہے۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے بزرگوں کے ارشادات

کو عملی جامہ تا دم زیست پہنانے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ قیامت کے دن ہمیں انکے متبع ہونے کے لحاظ سے اکٹھا کرکے اٹھائے اور ان کی معیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچائے۔ اللھم اجعلنا منھم

الحمد للہ ثم الحمد للہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اور ان کے تابعین اور تبع تابعین حضرات اس گناہ سے یقیناً محفوظ رہے ہیں۔ ان حضرات نے کبھی بھی قرآن مجید کے ارشاد صریح کے مقابلہ میں کسی دوسرے شخص کی رائے کو ترجیح نہیں دی۔ اللھم اجعلنا من اتباعھم

ہاں یہ ہوتا رہا ہے

کہ اگر کسی معاملہ میں قرآن مجید کی کوئی نص صریح نہ ہو اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی اس چیز کے متعلق کوئی فیصلہ کن چیز نظر نہ آئے تو پھر اپنے سے کسی بڑے جید عالم سے دریافت کرکے عمل کر لیا جائے اس شرط پر کہ اگر خدا نخواستہ بعد میں معلوم ہو گیا کہ یہ فیصلہ کتاب و سنتہ کے خلاف تھا تو اس فیصلہ کو نظر انداز کرکے کتاب و سنتہ کے فیصلہ پر عمل کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی حق پرست کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہو سکتا۔

اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں

کہ آج تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے (ما انا علیہ واصحابی) ترجمہ۔ بہشت میں جانے والی وہ جماعت ہو گی۔ جس کا طریق کار دنیا میں وہ رہا ہو جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔

قیامت تک رہیگی

انشاء اللہ تعالیٰ حضورؐ کی امت میں اس قسم کی جماعت ہمیشہ رہیگی اور جب یہ جماعت نہ رہیگی تو اس وقت قیامت آجائے گی۔

اس کی شہادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت تب آئے گی۔ جب زمین میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی بھی نہیں رہے گا۔

اس ارشاد نبویؐ سے ثابت ہو گیا

کہ قیامت تک توحید کا نور فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی برکت سے رہے گا۔

حاصل یہ نکلا

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت نے خود اپنے پیغمبر ہی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق دو مرتبہ ٹھوکر کھائی ہے کہ اس ذات پاک کے سوا مخلوق خدا کو خدا بنانا چاہتی ہے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلا واسطہ امت (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے کبھی ایسی ٹھوکر نہیں کھائی۔ لہذا یہ چیز یقیناً دلیل سے ثابت ہو گئی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ کے صحابہ کرام کو جو بصیرت اللہ تعالیٰ کی پہچان کے متعلق حاصل ہوئی تھی۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو توحید باری تعالیٰ کا وہ نور دلوں میں عطا فرمائے جو صحابۂ کرامؓ کو حاصل ہوا تھا۔ اور سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی مخلوق کو اس کی ذات پاک کا مظہر بنا کر خدا تعالیٰ کی طرح اس کی عبادت کرنے نہ لگ جائیں آمین یا الہ العالمین۔

ایک سخت خطرناک اور وحشتناک پیشینگوئی

برادران اسلام۔ ذرا غور سے سنئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث شریف میں اپنی امت کے متعلق سخت خطرناک پیشینگوئی کی۔ ملاحظہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ ضرور میری امت پر بھی ایک ایسا دور آئے گا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جوتی کے ایک تلے کے برابر (جس طرح) دوسرا تلہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا تھا۔ البتہ میری امت میں بھی ایسا ہوگا۔ جو ایسا کرے گا۔ اور تحقیق بنی اسرائیل بہتر[۷۲] جماعتوں میں بٹے تھے اور میری اُمت تہتر[۷۳] فرقوں میں بٹیگی سوائے ایک جماعت کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں۔

حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ آپؐ کی امت میں تہتر[۷۳] فرقے ہوں گے۔ بہتر[۷۲] تو ویسے گمراہ ہوں گے۔ جیسے کہ یہود و نصاریٰ میں بہتر فرقے گمراہ تھے اور مسلمانوں کے وہ بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے اور فقط ایک فرقہ آپ کی امت میں سے بہشت میں جائے گا اور وہ ہوگا جو رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلیگا۔ اللھم اجعلنا منھم

یہ فرقے تو خیر القرون کے بعد پیدا ہونگے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام امتوں پر صحابہ کرامؓ کی فوقیت کا اعلان اس کا ثبوت

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۱۱۔ پ ۴ ترجمہ۔ تم سب امتوں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ کچھ ان میں سے ایمان دار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی امتوں میں سے قیامت تک توحید خداوندی کی حفاظت کا تمغہ فقط رسول اللہؐ

کی اُمت کو نصیب ہوئی۔

اور

امت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ شرف اس فرقہ کی برکت سے نصیب ہوا جو (ما انا علیہ واصحابی) والے حضرات ہوں گے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

موجودہ دور میں اسلام کے بہترین اور پاکیزہ ترین ہونے کی دوسری دلیل

گذشتہ تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں نے اپنے وقت کے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ یا ان کے ارشادات کی تعمیل سے انکار کرتے تھے۔

جھٹلانے کا ثبوت

نمبر ۱

(کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ۝) سورۃ ق ع ۱۔ ترجمہ۔ اور ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا وعدہ عذاب ثابت ہوا۔

نمبر ۲

یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ۝ سورہ یٰسین ع ۲ پ ۲۳۔ ترجمہ۔ کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس پر انہوں نے ہنسی نہ کی ہو۔

جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی

(قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَھَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْھَا فَاذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَآ اِنَّا ھٰھُنَا قٰعِدُوْنَ ۝) سورۃ المائدہ ع ۴۔ پ ۶۔ ترجمہ۔ موسیٰ علیہ السلام (کی قوم) نے کہا۔ اے موسےٰ ہم کبھی بھی وہاں داخل نہ ہوں گے۔ جب تک کہ وہ (دشمن) اس (شہر) میں ہیں سو تو اور تیرا رب جائے اور تم لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اطاعت اور جرأت اور جان قربان کرنے کا جذبہ ملاحظہ ہو

بدر کی جنگ بلا ارادہ اور مکمل تیاری کے سوا لڑنی پڑی

تمام اقوام میں یہ قاعدہ چلا آ رہا ہے کہ جب دشمن اعلان جنگ کر دے تو پھر اس کو ہر ممکن نقصان پہنچانا جائز سمجھا جاتا ہے تاکہ وہ کمزور ہو جائے اور لڑائی سے باز آ جائے

صحابہ کرامؓ کے متعلق ایک عجیب شہادت

قرآن مجید کی دوسری سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع ہی میں صحابہ کرامؓ کی صفات حمیدہ بیان فرمائی ہیں۔ (تقویٰ۔ ایمان بالغیب (بن دیکھے اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کے ارشاد کو مان لینا) اقامۃ صلوٰۃ (یعنی ہر طرح کی پوری پابندی سے نماز ادا کرنا) انفاق فی سبیل اللہ (اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا) صحابہ کرامؓ کا قرآن مجید اور اس سے پہلی تمام نازل شدہ کتابوں (مثلاً توراۃ انجیل۔ زبور وغیرہ) پر ایمان لانا۔ اور آخرۃ (یعنی قیامت) پر ایمان لانا۔

مذکورۃ الصدر صفات

کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں دو تمغے عطا فرمائے ہیں۔ صحابہؓ کرام ہدایت یافتہ ہیں۔ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی۔ ترجمہ۔ یہ لوگ راہ راست پر ہیں) اور یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ایک پیغمبر کی اُمت کیلئے اور کون سی کامیابی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سے دنیا میں رہتے ہوئے بھی راضی ہے۔ اور قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچنے کی خوشخبری انہیں دُنیا ہی میں دی ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اللہ ذوالفضل العظیم

یہودیوں پر لعنت کا اعلان

موسیٰ علیہ السلام کی امت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا اعلان ملاحظہ ہو وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ ط غُلَّتْ اَیْدِیْھِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ یَدٰہُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ ط الایہ سورۃ المائدہ ع ۹ پ ۶۔ ترجمہ۔ اور یہود کہتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے۔ انہیں کے ہاتھ بند ہوں اور انہیں اس کہنے پر لعنت ہے۔ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت پر کفر کا اعلان

(لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ط وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ط اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ط) سورۃ المائدہ ع ۱۰۔ پ ۶۔ ترجمہ البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے۔ جنہوں نے کہا بیشک اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہی ہے حالانکہ مسیح نے کہا ہے۔ اے بنی اسرائیل اس اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ سو اللہ نے اس پر جنت حرام کی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ

میرے مذکورۃ الصدر بیان سے یہ چیز ثابت ہو گئی کہ اس دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو امت نصیب ہوئی ہے۔ وہ کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی اور اس خوش نصیب امت کو جو پیغمبر نصیب ہوا ہے۔ اس پایہ کا پیغمبر بھی کسی امت کو نصیب نہیں ہوا۔ میرے اس اعلان کی شہادتیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ملاحظہ ہوں۔

اس امت کو جو پیغمبر نصیب ہوا ہے اس شان کا پیغمبر کسی اُمت کو نصیب نہیں ہوا۔

اس دعویٰ کی شہادتیں۔ پہلی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں قیامت کے دن آدمؑ کی اولاد کا سردار ہوں گا اور میں (وہ ہوں گا) جس سے سب سے پہلے قبر کھلے گی (اور باہر آؤں گا) اور سب سے پہلے (میں) شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ اور (میں وہ ہوں گا) (جسکی) سب سے پہلے شفاعت قبول کی جائیگی)

دوسری شہادت

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے تابعدار قیامت کے دن سب پیغمبروں سے زیادہ ہوں گے اور میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا جو بہشت کے دروازہ کو (کھولنے کیلئے) کھٹکھٹاؤں گا۔

تیسری شہادت

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ

فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ خَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَا اَحِدَ قَبْلَكَ۔

(رواہ مسلم) — ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں بہشت کے دروازہ پر جاؤں گا۔ پھر (دروازہ) کھولنے کے لئے کہونگا پھر خازن (بہشت کا دربان) کہے گا تم کون ہو پھر میں کہوں گا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر وہ دربان کہے گا۔ مجھے تیرے متعلق حکم دیا گیا تھا کہ تجھ سے پہلے کسی کے لئے بہشت کا دروازہ نہ کھولوں۔

تینوں شہادتیں بذریعہ وحی

کے ثابت ہیں۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔ (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝) سورۃ النجم ع ۱ پ ۲۷

ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے (جو کہتا ہے) یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

البتہ اتنا فرق ہے

قرآن مجید کی مذکورۃ الصدر دو آیتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے جو کچھ بھی برآمد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا ہوتا ہے

ہاں یہ فرق

ہے کہ اگر معانی پر الفاظ کا جامہ چڑھا کر اللہ تعالیٰ بھجوائے تو اسے وحی جلی یا قرآن مجید کہا جاتا ہے اور اگر حضور انورؐ کے دل پر معانی کا القاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ اور الفاظ کا جامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنائیں تو وہ وحی خفی یا حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے تعبیر کی جاتی ہے۔ در اصل دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بصورت وحی آتی ہیں۔

لہذا یہ کہنا

بالکل ٹھیک ہے۔ جس طرح کہ گزشتہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور سید الانبیاء ہیں حضور انور قرب الی اللہ میں۔ سب سے بلند مقام پر ہیں

علیٰ ہذا القیاس آپؐ کی اُمت

کا درجہ قرب الی اللہ میں تمام امتوں میں بلند تر ہے۔

اس کا ثبوت

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ اَنْتُمْ تَتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَ اَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى (رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی وقال الترمذی ہذا)

حدیث حسن

ترجمہ۔ بہز بن حکیم سے روایت ہے۔ وہ اپنے باپ سے اور ان کا باپ بھز کے دادا سے یعنی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ تحقیق بھز کے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ کے متعلق فرمایا کہ تم (اے امت نبی آخرالزمان) ستر امتوں میں سے آخری امت ہو (یعنی تم سے ستر امتوں کی تعداد ختم ہوئی ہے) تم ان (ستر امتوں) میں سے سب سے بہتر ہو۔ اور ان ستر امتوں میں تمہارا سب سے عزت میں بلند مرتبہ ہے

حاصل

اس حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ آپ کی اُمت جیسی امت بھی آپ سے پہلے کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی۔ (ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

اُمت محمدیہ کے اجمالی فضائل

پہلی فضیلت

قیامت تک آسمانی کتاب (قرآن مجید) فقط اس امت کی برکت سے دنیا میں محفوظ رہیگی۔ اس کے سوا کوئی آسمانی کتاب دنیا میں نہیں پائی جائے گی۔

دوسری فضیلت

توحید خداوندی کا خالص نور جو کتاب اللہ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ بھی دنیا کی سطح پر فقط اسی اُمت کی برکت سے باقی رہے گا۔

تیسری فضیلت

سوائے امت محمدیہ کے کسی امت کے پاس اپنے پیغمبر کا مکمل طرزِ عمل۔ جس کو دین کی اصطلاح میں سنت پیغمبر کہا جاتا ہے سوائے مسلمانوں کے کسی امت کے ہاں وہ یعنی سنت نبوی نہیں پائی جائے گی۔

چوتھی فضیلت

ہر شعبہ حیات میں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکمل راہ نمائی حاصل کرنا چاہے تو سوائے مذہب اسلام کے دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

دُعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

آمین یا الہ العالمین

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۸ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۰ر نومبر سنہ ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ اما بعد

دنیا میں ہمیشہ سے انسانوں کی دو ہی قسمیں رہی ہیں

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ان کے یہ نام ہیں

حزب اللہ ۱ - حزب الشیطٰن ۲

پتہ چل جاتا ہے

واقعہ یہ ہے کہ دونوں کے ناموں ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ دونوں جماعتیں کس وضع اور کس قماش کی ہیں کیونکہ ہر انسان خواہ کسی بھی تمدن اور مذہب قوم کا فرد ہو - وہ اپنی زبان میں ان دو ہستیوں کو ضرور جانتا ہوگا - چونکہ قرآن مجید میں اعلان ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ سورہ فاطر ع ۳ - پ ۲۲ - ترجمہ - اور کوئی امت نہیں گذری - مگر اس میں ایک ڈرانے والا گذر چکا ہے -

لہٰذا

جب دنیا کی ہر قوم میں پیغمبر آ چکا ہے - اس لئے یہ یقینی چیز ہے کہ ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ سے روشناس کرایا ہوگا - اور اسی کی بندگی کرنے کا سبق پڑھایا ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی ضرور اطلاع دی ہوگی - کہ اللہ تعالیٰ کا ایک باغی بھی روز اوّل سے دنیا میں چلا آ رہا ہے اور اس کا کام ہی یہی ہے کہ انسانوں کی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف رہنمائی کرنا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا باغی بنانا اور اس کا نام شیطان ہے -

حاصل

گذشتہ سطور کا حاصل یہ نکلا - کہ دنیا میں دو ہی جماعتیں چلی آ رہی ہیں ایک جماعت کا راہ نما خود اللہ تعالیٰ ہے اس کا نام حزب اللہ ہے اور دوسری جماعت کا لیڈر شیطان ہے - اس لئے اسے حزب الشیطٰن کے نام سے پکارا جاتا ہے -

دونوں جماعتوں کے انجام کا اعلان

حزب الشیطٰن کا انجام

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ المجادلہ - ع ۳ - پ ۲۸

ترجمہ - کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے اس قوم سے دوستی کر رکھی ہے - جن پر اللہ کا غضب ہے نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں - اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے - بیشک وہ بہت ہی برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں - انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے - پس وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں تو ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے اللہ کے مقابلہ میں - نہ تو ان کے مال ہی کچھ کام آئیں گے اور نہ انکی اولاد کچھ کام آئے گی - یہ دوزخی لوگ ہیں - وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں - جس دن اللہ ان سب کو قبروں سے اٹھائے گا تو اس کے سامنے بھی ایسی ہی قسمیں کھائیں گے - جیسی کہ تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم راستے پر ہیں - خبردار بیشک وہی جھوٹے ہیں - ان پر شیطان نے غلبہ پا لیا ہے پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے - یہی شیطان کا گروہ ہے - خبردار بیشک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے -

قرآن مجید نے حزب الشیطٰن کے جن نقائص پر روشنی ڈالی ہے وہ ملاحظہ ہوں

پہلا

جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے - ان کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں - (حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے ناراض ہے تو ان کو بھی ان سے تعلق توڑ لینا چاہیئے تھا)

دوسرا

یہ (حزب الشیطٰن والے) نہ بہ صحیح معنی میں مسلمانوں میں شامل ہونے کے قابل ہیں اور نہ ہی پکے کافروں میں شامل ہو سکتے ہیں (کیونکہ ان کا ظاہر کچھ اور ہے اور باطن کچھ اور ہے - بظاہر مسلمانوں کے ساتھ شامل ہیں اور دل میں کافروں کے ساتھ ہیں)

تیسرا

چونکہ ان کی حالت مخدوش ہے اس لئے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل رکھنا چاہتے ہیں (اگر یہ لوگ سچے مسلمانوں کی طرح کھرے مسلمان ہوتے تو قسمیں کھانیکی کیا ضرورت تھی)

چوتھا

یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل رکھتے ہوئے آرہے ہیں۔ (ورنہ ظاہر اور باطن میں کھرے مسلمان ہوتے تو قسمیں کھانے کی کیا ضرورت تھی)

پانچواں

قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ لوگ ویسی ہی جھوٹی قسمیں کھائیں گے (کہ ہم مسلمان ہیں) جس طرح اب تمہارے سامنے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

چھٹا

اس دو رنگی جماعت پر شیطان نے غلبہ پایا ہوا ہے۔

مذکورۃ الصدر نقائص کا نتیجہ

یہ نکلے گا۔ (اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝) سورۃ المجادلہ ع ۳ - پ ۲۸ - ترجمہ۔ یہ دوزخی لوگ ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

قرآن مجید نے حزب اللہ کے جن اوصاف حمیدہ پر روشنی ڈالی ہے وہ ملاحظہ ہوں

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ المجادلہ ع ۳ - پ ۲۸

ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائینگے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔ اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہینگے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی اللہ کا گروہ ہے۔ خبردار بے شک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

اس طویل آیت میں حزب اللہ کی تین صفات ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا

یہ یاد رہے کہ ایمان کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہی معنی بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے (قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ) الآیۃ۔ سورۃ الحجرات ع ۲ - پ ۲۶ - ترجمہ۔ بدویوں نے کہا۔ ہم ایمان لے آئے ہیں کہدیجئے تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اس اعلان خداوندی

سے نتیجہ یہ نکلا کہ احکام الٰہی کے تہ دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے اور ظاہری طور پر احکام الٰہی کی تعمیل کا نام اسلام ہے۔

قرآن مجید کی بیان کردہ

ایمان کی معنی کے آئینہ میں مسلمانوں کو دیکھا جائے تو ایک بہت زیادہ تعداد موجودہ دور کے مسلمانوں کی ایسی نکلے گی۔ جن کے دل میں ایمان نہیں ہے اور ان کے دل میں ایمان نہ ہونے کی شہادت خود انکے اقوال سے ملتی ہے۔

وہ کس طرح

یہ قاعدہ ہے کہ انسان کے دل میں جس چیز کی عزت اور اس سے محبت ہو۔ جس شخص کے اندر وہ چیز پائی جائے اس خوبی اور کمال کا حامل ہونے کے لحاظ سے اس شخص کی بھی قدر کرتا ہے اس خوبی کے باعث اس شخص کا احترام کرتا ہے اور اس شخص کا نام لیتے وقت بھی ایسا لہجہ اختیار کرتا ہے۔ جس میں احترام پایا جائے۔ مثلاً پرنسپل صاحب آگئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب آگئے ہیں۔ والد صاحب آگئے ہیں۔ ہمارے پیر صاحب آگئے ہیں۔

اور قرآن مجید اور حدیث شریف کے فاضل علماء کرام کو

مسلمانوں کا ایک معتدبہ طبقہ ملّا۔ ملنڈے کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اور دین الٰہی کے ان علمبرداروں کے پیش کردہ احکام دینیہ کو ملّا ازم کے نام سے یاد کرتا ہے اور بلکہ بہت سے ایسے بھی دریدہ دہن پائے جاتے ہیں کہ علماء دین کو اس فقرہ سے یاد کرتے ہیں۔ "مولوی بڑے بے ایمان ہوتے ہیں"

ایسے ہی لوگوں پر یہ اشعار صادق آتے ہیں۔

رنگی کو نارنگی کہیں دودھ کڑھے کو کھویا
چلتی ہوئی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا

میرے غلط کار عزیزو

علماء دین (جنہیں بے ایمان کہتے ہو) ان کا اس کے سوا اور کیا قصور ہے کہ ان حضرات نے کسب معاش کے لئے دنیاوی علوم حاصل نہیں کئے۔ بلکہ اللہ کا دین (جس کا متن قرآن مجید ہے اور اس کی شرح حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے) اپنی زندگی کا ایک طویل حصہ خرچ کرکے پڑھا۔ اور دن رات مساجد ہیں۔ مدارس عربیہ میں منبروں پر اسلامی سٹیجوں پر اسی کی نشر و اشاعت کر رہے ہیں اور انہیں حضرات کے دم سے دین زندہ اور تابندہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ انہیں حضرات کی برکت سے قیامت تک زندہ اور تابندہ رہے گا۔ نہ کہ تمہارے دم سے جن کو ابتداء سے لے کر انتہا تک ناظرہ قرآن مجید بھی نہیں پڑھایا گیا۔ بلکہ (اگر معاف فرمائیں تو صاف کہدوں کہ نوے سال گورنمنٹ برطانیہ نے ہندوستان میں راج کیا اور تمہیں اور تمہارے بزرگوں کو تعلیم دی۔ مگر کیا پرائمری سے لے کر بی۔ اے اور ایم تک کی تعلیم میں کہیں

کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی تھا۔ یا کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بھی تھا)

میرے عزیز نوجوان

پھر سوچ کہ کیا تیرا اسلام ان ہائی سکولوں اور کالجوں کی برکت سے زندہ رہا ہے اور ہے۔ اگر تیرے دل میں ایمان ہے۔ اور اسلام کا درد ہے تو تمہیں ان موجودہ دور کے علماء دین اور ان کے اسلاف کا ممنون احسان ہونا چاہیئے کہ ان علماء کرام کی برکت سے تیرا اسلام زندہ۔ تابندہ۔ اور درخشندہ رہا ہے اور اب بھی ہے۔

دوسری

حزب اللہ کی دوسری صفت قیامت کے دن پر ایمان لانا ہے۔ قیامت کے دن کی گرفت سے بچنے کے لئے انہوں نے دنیاوی زندگی میں مندرجہ ذیل پروگرام تیار کر رکھے ہیں۔

پہلا

(یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ۝ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝) سورۃ الدھر رکوع ۱۔ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں (یعنی جو منتیں اللہ تعالیٰ کے نام سے مانتے ہیں کہ اے اللہ اگر تو مجھے فلاں کام میں کامیاب فرما دے تو میں تیرے لئے اتنے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا) اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوگی اور وہ اسکی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (انہیں کہتے یہ ہیں) ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لئے۔ نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے باعث اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں مندرجہ ذیل انعامات دے گا

(فَوَقٰھُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰھُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰھُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّۃً وَّحَرِیْرًا ۝ مُّتَّکِـِٕیْنَ فِیْھَا عَلَی الْاَرَآئِکِ ۚ لَا یَرَوْنَ فِیْھَا شَمْسًا وَّلَا زَمْھَرِیْرًا ۝ وَدَانِیَۃً عَلَیْھِمْ ظِلٰلُھَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُھَا تَذْلِیْلًا ۝ وَیُطَافُ عَلَیْھِمْ بِاٰنِیَۃٍ مِّنْ فِضَّۃٍ وَّاَکْوَابٍ کَانَتْ قَوَارِیْرَا ۝ قَوَارِیْرَا مِنْ فِضَّۃٍ قَدَّرُوْھَا تَقْدِیْرًا ۝ وَیُسْقَوْنَ فِیْھَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُھَا زَنْجَبِیْلًا ۝ عَیْنًا فِیْھَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا ۝ وَیَطُوْفُ عَلَیْھِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَیْتَھُمْ حَسِبْتَھُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا ۝ عٰلِیَھُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫ وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّۃٍ ۚ وَسَقٰھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا ۝ اِنَّ ھٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَآءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا ۝ (سورۃ الدھر رکوع ۱ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ پس اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچائے گا۔ اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا اور ان کے صبر (جو تکلیفیں انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اٹھائی تھیں) کے بدلے ان کو جنت اور ریشمی پوشاکیں دے گا۔ اس میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی اور ان پر ان کے سائے جھک رہے ہوں گے۔ اور پھلوں کے گچھے بہت ہی قریب لٹک رہے ہوں گے۔ اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آبخوروں کا دور چل رہا ہوگا۔ شیشے بھی چاندی کے شیشے جو ایک خاص انداز پر ڈھالے گئے ہوں گے اور انہیں وہاں ایسی شراب کا پیالہ پلایا جائے گا۔ جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ وہ وہاں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے اور ان کے پاس سدا رہنے والے لڑکے (خادم) گھومتے ہوں گے۔ جب تو ان کو دیکھے گا۔ تو خیال کرے گا کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں اور جب تو وہاں دیکھیگا تو نعمت اور بڑی سلطنت دیکھے گا۔ ان پر باریک سبز اور موٹے ریشم کے لباس ہونگے۔ اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں ان کا رب پاک شراب پلائیگا بے شک یہ تمہارے (نیک) اعمال کا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہمیں قیامت کے دن پر یقین کرتے ہوئے ایسے اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ جن کے نتیجہ میں ہمیں اللہ تعالےٰ مذکورۃ الصدر نعمتوں سے مالامال فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

حزب اللہ کی جماعتوں کی صفوں میں صف اول میں حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں حضرات انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت میں سے ایک پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جذبات ملاحظہ ہوں

(وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّا ھُدْنَآ اِلَیْکَ ؕ قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۚ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۹۔ پ ۹۔

ترجمہ۔ (حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں درخواست کی) اے رب ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا۔ میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے پس وہ رحمت ان کیلئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی اُمی ہے۔ جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا

ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس کے نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے (یعنی قرآنمجید) یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

اصل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

اپنی امت کے لئے رحمت کا مطالبہ کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کی امت پر رحمت الٰہی نازل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل صفات کا پایا جانا لازمی قرار دیا ہے پہلی۔ تقوےٰ۔ دوسری۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا۔ تیسری احکام الٰہی کو دل سے ماننا چوتھی ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنا۔ پانچویں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لانا۔ چھٹی۔ ہر معاملہ میں حضور انورؐ کا ساتھ دینا۔ ساتویں۔ اور اس نور کی پوری تابعداری کرنا۔ جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے (اور وہ قرآن مجید ہے)

برادران اسلام

مذکورۃ الصدر سات صفات کے آئینہ میں

اپنے اسلام کا منہ دیکھئے۔ آیا ہم لوگ اصلی سچے اور کھرے مسلمان ہیں یا نقلی۔ جھوٹے اور کھوٹے مسلمان ہیں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجودہ دور کے مسلمانوں کے متعلق یہ رائے ظاہر فرما گئے ہیں

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اس خطبہ کا مقصد

ہی یہ تھا کہ برادران اسلام کو حزب اللہ (اللہ والی جماعت) اور حزب الشیطان (شیطان والی جماعت) میں امتیاز کر کے دکھا دیا جائے کہ حزب اللہ کی یہ صفات ہیں اور حزب الشیطان کی یہ صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں حزب اللہ کی جماعت کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ وہ آپ کے سامنے گذشتہ سطور میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

برادران اسلام

حزب اللہ (اللہ والی جماعت) کے اوصاف تو قرآن مجید اور حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غور و خوض سے پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے ان نیک بندوں کی صحبت میں بیٹھنے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن پر ان صفات حمیدہ کا عملاً رنگ چڑھا ہوا ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ مصرعہ

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

ہمارے بچوں پر یہ رنگ کس طرح چڑھ سکتا ہے۔ نہ وہ تعلیم اور نہ صحبت

ملک الشعراء ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم و مغفور کے ارشادات متعلقہ تعلیم جدید کی متعدد شہادتیں

ملاحظہ ہوں۔

پہلی

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق صفحہ ۶۵

ایں غلام ابن غلام ابن غلام
حریّت اندیشۂ اورا حرام
مکتب از وے جذبۂ دیں در ربود
از وجودش ایں قدر دانم کہ بود
ایں نہ خود بیگانہ ایں مست فرنگ
نان جو میخواہد از دست فرنگ

دوسری

پیام مشرق صفحہ ۱۶۹

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب و دانش و ذوق
نخرد بادہ کس از کارگہ شیشہ گراں

تیسری

بال جبریل صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں
ساحر افرنگ را صید زبوں
مرغ پر نارستہ چوں پرّاں شود
طعمۂ ہر گربۂ دراں شود

بال جبریل صفحہ ۱۸۰

چشمِ بینا سے ہے جاری جوئے خوں
علم حاضر سے ہے دیں زار و زبوں

چوتھی

بال جبریل صفحہ ۶۹

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ
خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب صلاح کار کی راہ

لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادیؒ کا فیصلہ تعلیم جدید کے متعلق

وضع و روش اطفال کی ہے قوم پر بار گراں
رسموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے مگر کالج سے فرصت ہے کہاں
یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف
پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اس جا کہ آوازِ اذاں بھی آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانو اس طریقہ پر
میری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

اس تعلیم جدید کی مہارت تامہ رکھنے والے حضرات کی جب یہ رائے ہے

تو کیا پھر اس تعلیم سے حزب اللہ والی صفات کے آدمی پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

ایک مفید مشورہ

برادران اسلام آپ کو میری چالیس سالہ لاہور کی بود و باش سے یہ اندازہ ہو چکا ہوگا کہ میں انگریز کے وقت میں بھی اسکولوں اور کالجوں کی اس تعلیم جدید کا مخالف نہیں تھا۔ ہاں ایک مفید مشورہ ہمیشہ سے اپنے بھائیوں کو دیتا رہا ہوں اور اب بھی وہی چالیس سالہ مشورہ پھر پیش کرتا ہوں کہ اس تعلیم جدید کو ذریعہ معاش سمجھیں اور ذریعہ نجات آخرت نہ سمجھیں۔ تعلیم جدید تو بچے سکولوں اور

کالجوں میں پائیں اور نجات آخرت کے لئے انہیں روزانہ ایک آدھ گھنٹہ کسی کتاب و سنت کے عالم باعمل کی صحبت میں ضرور بھجوائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان حضرات کی آدھ گھنٹہ کی روزانہ صحبت بھی ہمارے بچوں کو صحیح معنی میں مسلمان بنانے کے لئے کافی ہوگی۔

اور اگر بالفرض

کتاب و سنّت کے عالم باعمل کی صحبت میں روزانہ انہیں نہ بھیجا جاسکے تو کم از کم ہفتہ میں ایک دن جس دن سکول اور کالج کی چھٹی ہو۔ بچوں کو ایسے عالم کے درس قرآن مجید سننے کے لئے ضرور بھیج دیا جائے اور نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے اُس منشرع اور باعمل عالم کی مسجد میں ضرور بھیج دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس تجویز پر عمل کرنے سے بچوں کے دل و دماغ پر اسلام کا اثر پڑتا رہے گا اور ایسے بے دین نہیں ہوں گے۔ جن سے ہر دو مذکورۃ الصدر بزرگ جن کا ذکر خیر ابھی ہو چکا ہے۔ شاکی ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

ماتحتوں کو مارنے کا وبال

حضرت ابو مسعود انصاری فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے پیچھے سے آواز سنی اے ابو مسعود! تجھے معلوم رہنا چاہیے کہ اللہ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت اور قابو حاصل ہے جتنا تجھے اس غلام پر ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ فرمانے والے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اب یہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تمہیں جلا ڈالتی یا فرمایا جہنم کی آگ تمہیں لپیٹ میں لے لیتی۔ صحیح مسلم

ماتحتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (وفات سے پہلے) جو آخری کلام فرمایا وہ یہ تھا: نماز کی پابندی کرو نماز کا پورا اہتمام کرو اور اپنے غلاموں میں ماتحتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ سنن ابی داؤد

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۲۵ر جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۷ر نومبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ

آج کے خطبہ کے مندرجہ ذیل چھ عنوان ہیں :-

(۱) دنیا میں انسان ایک امتحان دینے کیلئے پیدا کیا گیا ہے

(۲) امتحان دینے والوں کا نصاب تعلیم قرآن مجید ہے۔

(۳) قرآن مجید کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے

(۴) اس امتحان میں دستور عام کی طرح کوئی پاس ہوگا اور کوئی فیل ہوگا

(۵) پاس ہونے والوں کے انعامات کی تفصیل ۔

(۶) اور فیل ہونے والوں کی سزا کا ذکر ۔

مذکورۃ الصدر چھ نمبروں کے متعلق قرآن مجید کی روشنی میں ثبوت پیش کیا جائے گا

پہلا نمبر

دنیا میں انسان ایک امتحان دینے کیلئے آیا ہے

اس کے متعدد شواہد

پہلا شاہد

(وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ) الایہ - سورۃ ھود ع ۱- پ ۱۲- ترجمہ اور وہی (اللہ) ہے۔ جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے اور اس کا تخت پانی پر تھا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے۔

نتیجہ صاف ہے

مذکورۃ الصدر آیت سے یہ نتیجہ صاف طور پر برآمد ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اس جہان میں اس امتحان لینے کیلئے بھیجا ہے کہ انسانوں میں سے کون اچھے کام کرتا ہے

اچھے کام کا مطلب

برادران اسلام اچھے کام کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام کئے جائیں۔ جن کے کرنے میں اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ مثلاً زبان سے کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) ورد کیا جائے۔ پانچ وقت باقاعدہ نماز ادا کی جائے۔ رمضان مبارک کے روزے باقاعدہ رکھے جائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی حاجت سے زائد روپیہ دے اور ایک سال تک وہ روپیہ محفوظ رکھا جائے اور اسے صرف نہ کیا جائے تو اس میں زکوٰۃ سال کے بعد ادا کی جائے اور اگر حرمین شریفین جانے کی توفیق ہو تو عمر بھر میں ایک مرتبہ ضرور حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے جائے۔

دوسرا شاہد

(وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝) سورۃ الانعام ع ۲۰- پ ۸- ترجمہ- اور اس (اللہ) نے تمہیں زمین میں نائب بنایا ہے۔ اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے ہیں تاکہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں آزمائے۔ بے شک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک البتہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل یہی نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے دیئے ہوئے حکموں پر آزمانے کے لئے انسان کو اس جہان میں بھیجا ہے کہ کیا یہ احکام الٰہی کی تعمیل کرتا ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کے احکام کی اس کے منشاء کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

تیسرا شاہد

(كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝) سورۃ الانبیاء رکوع ۳- پ ۱۷- ہر ایک جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی سے آزمانے کے لیے جانچتے ہیں۔ اور ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی دنیا میں سختی نرمی۔ تندرستی بیماری تنگی فراخی اور مصیبت و عیش وغیرہ مختلف احوال بھیج کر تم کو جانچا جاتا ہے تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہو جائے اور علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون سختی پر صبر اور نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے اور کتنے لوگ ہیں جو مایوسی یا شکوہ شکایت اور ناشکری کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں (و الینا ترجعون) اور ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔ جہاں تمہارے صبر و شکر اور نیک و بد عمل کا پھل دیا جائے گا۔

وہی ثابت ہوا

جو چیز پہلے دو شاہدوں سے ثابت ہوئی تھی۔ وہی اس تیسرے شاہد سے بھی ثابت ہوئی کہ انسان اس دنیا میں دراصل ایک امتحان دینے کے لئے آیا ہوا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

چوتھا شاہد

(تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝) سورۃ الملک ع ۱- پ ۲۹- ترجمہ- وہ ذات با برکت ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

حاصل وہی نکلا جو پہلے تین شواہد

سے برآمد ہوا تھا کہ انسان اس جہان میں اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اسے اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں رہنے سہنے کے لئے ایک ضابطہ حیات (جو امت محمدیہ کے لئے) بصورت قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔ اب انسان کا اس ضابطہ حیات میں امتحان ہوگا کہ کس انسان نے اسے بدل و جان تسلیم کیا اور اسی کے مطابق زندگی بسر کی اور کس نے اس دستور العمل کو نظر انداز کرکے اپنے نفس کی من مانی خواہشات کے ماتحت زندگی بسر کی۔ اللھم لاتجعلنا منھم۔

پانچواں شاہد

(وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ۝) سورۃ المائدہ رکوع ۶ پ ۶

ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر سچی کتاب اتاری جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے۔ سو تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور جو حق تیرے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر انکی خواہشات کی پیروی نہ کر۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک واضح راہ مقرر کر دی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت کر دیتا۔ لیکن وہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں سے آزمانا چاہتا ہے۔

پانچ سچے گواہ

مدعی کے جس دعوے پر پانچ سچے گواہ مدعی کے دعوے کی سچائی پر گواہی دیدیں۔ وہ دعوے ہر صداقت پسند عدالت میں محقق اور ثابت سمجھا جاتا ہے۔ اسی قاعدے کے مطابق جب اس عاجز (احمد علی) نے پانچ شہادتیں قرآن مجید میں سے پیش کر دی ہیں۔ اب میری پیش کردہ شہادتوں کے معلوم ہونے کے بعد اس پرچہ (خدام الدین) کے پڑھنے والوں کے لئے قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر پیش کرنیکی مجال نہیں ہوگی کہ اے اللہ مجھے اس کا علم نہیں تھا کہ آپ نے مجھے دنیا میں ایک امتحان دینے کے لئے پیدا کیا تھا۔

ایک شیطانی وسوسہ

ممکن ہے کہ شیطان کسی کے دل میں یہ خیال ڈال دے کہ اس گرفت سے بچنے کے لئے پھر یہی بہتر تھا کہ ہم "خدام الدین" ہی کو نہ پڑھتے اور نہ مجرم بنتے۔

اس وسوسہ کا جواب

اے مسلمان اگر تو "خدام الدین" کو نہ پڑھتا تو بھی تم پر فرد جرم لگ ہی جاتا۔ مثلاً اللہ تعالےٰ تم سے یہ پوچھ لیتے۔ کہ قرآن مجید کے متعلق تیرا عقیدہ تھا۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کلام پاک ہے۔ تم کہتے کہ ہاں اس کو اللہ تعالےٰ کی کلام سمجھتا تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا میں بسنے والوں کی ہدایت کے لئے آپ نے نازل فرمائی تھی پھر تم پر ممکن ہے کہ یہ جرح ہو کہ جب تمہارا عقیدہ تھا کہ قرآن مجید دنیا میں بسنے والوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے تو تم بتلاؤ کہ اس قرآن مجید کے احکام کے سمجھنے کے لئے کسی عالم قرآن کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا تھا۔ جب اے انسان تم اس بات کو مان لوگے کہ میں نے کسی عالم سے اس کتاب پاک کا مطلب سمجھنے کیلئے کوشش ہی نہیں کی تھی۔ اسی لئے میں اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے کہتا ہوں کہ شکر کرو کہ بفضلہ تعالیٰ "خدام الدین" کے ذریعہ سے آپ کو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے اللہ تعالےٰ کا پیغام اس زبان میں ترجمہ ہو کر پہنچ رہا ہے۔ جس کو آپ بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

خدام الدّین کا مقصد

برادران اسلام "خدام الدین" کے جاری کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ مسلمانوں کو قرآن مجید سے اخذ کرکے ان کے فرائض حیات جو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ وہ آسان اردو میں ترجمہ کرکے ان کے گھروں میں پہنچا دیئے جائیں۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے

کہ خدام الدین کی آواز خالی نہیں جا رہی۔ بلکہ اللہ جل شانہٗ کی عنایات سے مسلمانوں میں (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) قبولیت کا درجہ پا رہی ہے۔ اور الحمد للہ ثم الحمد للہ ہر طرف سے اس کی برکت سے مردوں اور عورتوں کی اصلاح ہو جانے کی اطلاعات آتی ہی رہتی ہیں۔

دُوسرا نمبر

امتحان دینے والوں کا نصاب تعلیم قرآن مجید ہے۔

اس کے متعدد شواہد

پہلا

(قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِیْعًا ۚ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰى ۝ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پ ۱۶ ۔ ترجمہ۔ فرمایا تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ۔ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر اگر تمہیں میری طرف سے ہدایت پہنچے۔ پھر جو میری ہدایت پر چلیگا تو گمراہ نہیں ہوگا اور نہ تکلیف اٹھائے گا۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اسکی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بھلایا تھا اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

گذشتہ آیات کے بعض مضامین کی تفصیل ملاحظہ ہو

عبارت

تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ۔ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

اگر یہ خطاب صرف آدم و حوا کو ہے تو

یہ مراد ہوگی کہ ان کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کی دشمن رہے گی۔ جیسا رفاقت کر کے گناہ کیا تھا۔ اس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی۔ اور اگر خطاب آدمؑ و ابلیس کو ہے تو یہ مطلب ہوگا کہ دونوں کی ذریۃ میں دشمنی برابر قائم رہیگی۔ شیاطین ہمیشہ بنی آدم کو ضرر پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ (عبارت)

تو گمراہ نہیں ہوگا اور نہ تکلیف اُٹھائے گا۔ (یعنی)

نہ جنت کے راستہ سے بھٹکیگا۔ نہ اس سے محروم ہو کر تکلیف اٹھائے گا۔ (یعنی یقیناً جنت میں پہنچ جائے گا۔ اللھم اجعلنا منھم۔

جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔

اس کے متعلق شیخ الاسلام کا حاشیہ

جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی کو ہی قبلۂ مقصود سمجھ بیٹھا ہے۔ اسکی گذران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا۔ موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان روح رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متنعمین کو دیکھ لیجئے کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دنیا کے ہموں سے تنگ آ کر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدون یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ "اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ"۔ لیکن ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی

بعض مفسرین نے معیشۃ ضنک کے معنی لئے ہیں۔ وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہو گئی ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دنیا کے نشہ میں بدمست ہے۔ اس کا سارا مال و دولت اور سامان عیش و تنعم آخر کار اس کے حق میں وبال بننے والا ہے۔ جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو۔ اسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے۔ بعض مفسرین نے معیشۃً ضنکاً سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے۔ یعنی قیامت سے پہلے اس پر سخت تنگی کا ایک دور آئے گا۔ جبکہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کر دی جائے گی۔ معیشۃً ضنکاً کی تفسیر عذاب قبر سے بعض صحابہؓ نے کی ہے۔ بلکہ بزار نے باسناد جید ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بہر حال معیشۃً ضنکاً کے تحت میں یہ سب صورتیں داخل ہو سکتی ہیں واللہ اعلم۔ (عبارت)

اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اُٹھائیں گے۔

اس پر حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی آنکھوں سے اندھا کر کے محشر کی طرف لایا جائے گا۔ اور دل کا بھی اندھا ہوگا۔ کہ کسی حجت کی طرف راستہ نہیں پائے گا۔ یہ ابتدائے حشر کا ذکر ہے پھر آنکھیں کھول دی جائینگی تاکہ دوزخ وغیرہ احوال محشر کا معائنہ کرے۔ (عبارت)

اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے

یعنی دنیا میں ہماری آیات سن کر یقین نہ لایا۔ نہ ان پر عمل کیا۔ ایسا بھولا رہا کہ سب سنی ان سنی کر دی۔ آج اسی طرح تجھ کو بھلایا جا رہا ہے۔ جیسے وہاں اندھا بنا رہا تھا۔ یہاں اسی کے مناسب سزا ملنے اور اندھا کر کے اٹھائے جانے پر تعجب کیوں ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دوسرا شاہد

(وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّکُمْ لَتَشْھَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِھَۃً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْھَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۝)

سورۃ الانعام رکوع ۲۔ پ ۷۔ ترجمہ۔ اور مجھ پر یہ قرآن اُتارا گیا ہے کہ تمہیں اس کے ذریعے ڈراؤں۔ اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں۔ کہدو میں تو گواہی نہیں دیتا۔ کہدو وہی ایک معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

حاصل

وہی نکلا جس کے لئے یہ دوسری شہادت پیش کی گئی ہے کہ امتحان دینے والوں کا نصاب تعلیم قرآن ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے یہ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے نازل فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ آپ کے مبارک زمانہ میں موجود تھے۔ ان کو یہ خدائی پیغام پہنچا کر اللہ تعالےٰ کی مخالفت کرنے سے ڈرائیں بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والے نسل کو اسی قرآن مجید کے ذریعہ سے ڈرایا جائے تاکہ ان کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو جائے اور اس خوف کی برکت سے قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے اور وہ آخرت کی زندگی کے عذاب سے بچ جائیں۔ اللھم اجعلنا منھم

تیسرا نمبر

قرآن مجید کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔

اس کے شواھد

پہلا

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝)

سورۃ الحشر ع ۱۔ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اس اعلان کا مطلب

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو حکم صادر ہو۔ اس کی تعمیل کرو۔ اور آپ جس چیز سے منع فرمائیں اس سے باز آ جاؤ۔ اس اعلان میں یہ شرط نہیں لگائی گئی کہ آپ کے فرمان سے پہلے وہی حکم قرآن مجید میں بھی آ چکا ہو۔ تب آپ کا فرمان مانو بلکہ اس اعلان سے یہ چیز صاف معلوم ہوتی ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان امت کے لئے واجب الاذعان (یعنی اس کو دل سے ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان جو دین کے معاملہ میں ہو وحی الٰہی پر مبنی ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا هُوَ وَحْيٌ يُّوْحٰى (۵) سورہ النجم ع ۱ پ ۲۷ ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو (اس کا ہر فرمان) وحی ہے۔ جو اس پر آتی ہے۔

لہذا ثابت ہو گیا

کہ وحی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو جبرئیلؑ نے حاضر ہو کر آپ کو پڑھ کر سنائی۔ اس وحی کو اہل السنتہ والجماعت کی اصطلاح میں وحی جلی یا وحی مَتْلُوّ یا قرآن مجید کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دوسری وحی خفی۔ جسے اہل السنتہ والجماعت کی اصطلاح میں وحی خفی یا وحی غیر مَتْلُوّ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب یہ چیز میری سابقہ تحریر سے بالکل واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو کچھ بھی برآمد ہو اس کو دل سے ماننا اور عمل میں لانا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ اب یہ

فیصلہ بآسانی ہر سمجھدار مسلمان

کر سکے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے تسلیم کرنے سے انکار کرنا دراصل قرآن مجید کے حکم کے تسلیم کرنے سے انکار کرنا ہو گا۔ اللھم لا تجعلنا منہم وما علینا الا البلاغ۔ اب ان دونوں چیزوں کے ایسے نام علیحدہ علیحدہ رکھے جائیں گے۔ جن سے ایک سادہ سے سادہ لوح مسلمان بھی بآسانی فرق کر سکے۔ اور دونوں کو علیحدہ علیحدہ جانتے ہوئے دونوں پر ایمان بھی لائے اور واجب العمل بھی قرار دے۔

اور وہ دو نام یہ ہیں

اللہ تعالےٰ کے دین کا متن قرآن مجید ہے اور اس کی شرح اور تفصیل حدیث شریف میں ہے اور یہی ثابت کرنا میرا مدعا تھا۔

قرآن مجید کے متن ہونے اور حدیث شریف کا اسکی شرح ہونے کی ایک اور زبردست عقلی دلیل

پہلے ایک اور دلیل سن لیجئے۔ حدیث شریف کے متعلق پھر عرض کروں گا۔ اگر کسی فن کا کوئی قابل اور بلند پایہ انسان اس فن میں کوئی کتاب تصنیف کرے تو کیا اس فن کے بہت ہی اونچے درجہ کے مسائل جو اس کتاب میں اس نے درج کئے ہیں ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ بلکہ اس چیز کی ضرورت رہتی ہے کہ اس باکمال انسان سے اسکی کتاب کے بعض حصوں کی تشریح اسی سے معلوم کی جائے۔ اس کتاب کے دشوار مقامات کی جو تفصیل وہ بیان کریگا اسی تفصیل کو عام محاورے میں اس کتاب کی شرح کہا جائے گا۔

بعینہٖ اسی طرح

اللہ تعالیٰ کی کلام پاک اگرچہ واضح کیوں نہ ہو۔ لیکن پھر بھی بہت سے مقامات پر ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس کلام سے مراد کے سمجھنے کی ضرورت رہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مراد سمجھنے کے لئے ہمیں ایک ضابطہ فرما دیا ہے۔ جس سے ہم ہر موقعہ پر اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی مراد بآسانی معلوم کر سکتے ہیں۔ اور وہ ذریعہ کلام الٰہی کی مندرجہ ذیل آیت میں موجود ہے۔

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا)

یہ آیت سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱ میں ہے۔ اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو

البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اختیار کرو۔ بالفاظ دیگر حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل رسول اللہ کی سنت کے مطابق کرو۔ لہذا یہ چیز بالکل ثابت اور واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرآن مجید کی شرح ہے اور قرآن مجید کی آیتوں کی اصلی مراد وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا جو عمل کر کے دکھایا

نمبر ۴

اس امتحان الٰہی میں حسب دستور عام کوئی پاس ہو گا اور کوئی فیل ہو گا۔

اس کے شواہد

پہلا

(اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (۲) اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (۵)۔

سورہ الدہر رکوع ۱ پ ۲۹۔ ترجمہ:۔ بے شک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا۔ ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے۔ پس ہم نے اسے سننے دیکھنے والا بنا دیا۔ بے شک ہم نے اسے راستہ دکھایا۔ یا تو وہ شکر گزار ہے اور یا ناشکرا۔

نتیجہ بالکل صاف ہے

کہ بعض انسان اللہ تعالےٰ کے شکر گذار ہوتے ہیں اور بعض ناشکر گزار ہوتے ہیں۔

دوسرا شاہد

(وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (۵) سورہ البقرہ ع ۳۳۔ پ ۳۔ ترجمہ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ جو ان پیغمبروں کے بعد آئے۔ وہ آپس میں نہ لڑتے۔ بعد اس کے کہ ان کے پاس صاف حکم پہنچ چکے تھے۔ لیکن ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ پھر کوئی ان میں سے ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

حاصل

اس شاہد سے بھی حاصل یہی نکلا کہ بعض انسان اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کر کے پاس ہو گئے۔ جن کو بارگاہ الٰہی سے ایماندار ہونے کا تمغہ ملا۔ اور بعض ناشکری اور نافرمانی کر کے فیل ہو گئے۔ جن کو کافر کا لقب ملا۔ اللھم لا تجعلنا منہم۔

میرے معزز بھائیو اور میری بیٹیو اور بہنو

اس مذکورۃ الصدر آیت میں غور کر کے

دیکھو اور اپنے متعلق خود فیصلہ کرو کہ آپ لوگ کس کھاتے میں داخل ہونے کے قابل اپنے آپ کو بنا رہے ہو۔ وما علینا الا البلاغ

اس طرح سوچئے

کہ مسلمانوں میں نمازی زیادہ ہیں یا بے نماز زیادہ ہیں ۔ رمضان کے روزے رکھنے والے زیادہ ہیں یا روزے نہ رکھنے والے زیادہ ہیں ۔ مسلمانوں میں عورتیں ہوں یا مرد زکوٰۃ دینے والے زیادہ ہیں۔ یا زکوٰۃ نہ دینے والے زیادہ ہیں۔

نمبر۵

پاس ہونے والوں کے انعامات کا ذکر

(وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝) سورۃ النساء ع ۸ پ ۵ ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ۔ انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے ۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے ان کے لئے وہاں ستھری عورتیں ہونگی اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے

ع ۲

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۵ پارہ ۷ ۔ ترجمہ ۔ اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈراویں پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کر لے سو ان پر کوئی ڈر نہ ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے ۔ اللھم اجعلنا منھم

نمبر۶

فیل ہونے والوں کی سزا کی چند شہادتیں

پہلی

(اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝) سورۃ النساء ع ۸ ۔ پ ۵ ۔ ترجمہ ۔ بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا ۔ انہیں ہم آگ میں ڈال دیں گے ۔ جس وقت انکی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان کو اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں ۔ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے ۔

دوسری شہادت

(وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۵ ۔ پ ۷ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انہیں عذاب پہنچے گا اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

تیسری شہادت

(وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝) سورۃ النساء ع ۲۴ پ ۶ ۔ ترجمہ ۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا اور تکبر کیا ۔ انہیں (اللہ تعالیٰ) درد دینے والا عذاب دیگا۔ اور وہ اللہ کے سوا اپنے واسطے کوئی دوست اور مددگار نہیں پائیں گے ۔

اللھم لا تجعلنا منھم
وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

بہترین ماتحت کون ہے؟

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی غلام کے لئے بڑی اچھی اور کامیابی کی بات ہے کہ اللہ اس کو ایسی حالت میں اٹھائے کہ وہ اپنے پروردگار کا عبادت گزار ہو اور اپنے سید و آقا کا فرمانبردار ہو۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۳ رجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ر دسمبر ۱۹۵۹ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہ سیالوی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

تقویٰ (پرہیزگاری) کی برکتیں

پرہیز کس چیز سے؟

ہر اس چیز سے بچنا۔ جس سے بندے کا اللہ تعالےٰ سے جو تعلق ہے۔ اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ خواہ اس چیز کا تعلق اعتقاد سے ہو۔ مثلاً شرک یا کفر یا نفاق کا عقیدہ میں پایا جانا۔ عقاید میں ان عقائد باطلہ سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ اعمال میں مثلاً نماز نہ پڑھنا۔ روزہ نہ رکھنا۔ زکوٰۃ فرض ہے تو نہ دینا حج فرض ہے تو نہ کرنا۔ اللہ تعالےٰ کے خوف کے سبب سے ان عبادتوں کے ادا نہ کرنے سے بچنا (تاکہ اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو جائے) اور ہمیشہ ادا کرتے رہنا۔ یہ اعمال میں تقوےٰ ہے اب یوں کہا جائے گا کہ اللہ تعالےٰ کے وہ بندے جو متقی ہوتے ہیں۔ وہ نہ کبھی نماز چھوڑتے ہیں۔ نہ روزہ چھوڑتے ہیں۔ اور زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے ہیں اور حج فرض ہو جائے تو ضرور کرتے ہیں۔

شادی کی رسموں میں تقوےٰ

مثلاً شادی میں جو رسمیں خلاف شرع کی جاتی ہیں۔ ان سے بچنے کا نام تقوےٰ ہے۔ مثلاً شادی سے کئی روز پہلے لڑکیوں یا عورتوں کا رات کو ڈھولک بجانا۔ تاکہ معلوم ہو کہ اس گھر میں شادی ہونے والی ہے۔ اس رسم سے بچنے کا نام تقوےٰ ہے۔ شادی کے دن دولھا کے سر پر سہرا باندھنا۔ یہ دراصل ہندوؤں کی رسم ہے۔ اس رسم کو نہ کرنے کا نام تقوےٰ ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف شادی میں ہندوانہ رسمیں بجا لانے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا۔ کہ انہوں نے میرے بھیجے ہوئے ہادی یعنی میرے پیغمبرؐ کی تابعداری تو نہ کی اور ہندوؤں کی رسموں کو شادی میں اجاگر کر دکھایا۔ لہذا اس سہرا باندھنے سے بچنے کا نام تقوےٰ ہے۔ یا مثلاً برات کے ساتھ باجوں کا لے جانا۔ یہ رسم بھی اسلامی نہیں ہے بلکہ کافروں کی ہے۔ اس لئے برات میں باجے نہ لے جانا تقوےٰ ہے۔ چند سالوں سے لاہور میں برات کے ساتھ آتشبازی چھوڑنیکی رسم ہے۔ یہ رسم بھی خلاف شرع ہے۔ اس سے بچنے کا نام تقوےٰ ہے۔ کیونکہ یہ رسم اسلامی شریعت میں ثابت نہیں اور اس رسم میں حلال کے کمائے ہوئے مال کو آگ لگا کر جلا دینا یہ اسراف (فضول خرچی) ہے اور اسراف شریعت میں حرام ہے۔ کیونکہ خلاف شرع بے جا خرچ کیا ہوا نہ اپنے کام آیا۔ نہ ماں باپ یا بیٹے بیٹی یا بھائی بہن اور نہ کسی اللہ تعالےٰ کے عاجز۔ بیکس اور بے بس انسان کے کام میں آیا۔ بلکہ گاڑھے پسینے سے کمائے ہوئے مال کو آگ لگا کر لوگوں کو تماشا دکھایا یہ بھی اسراف ہے اور تقوےٰ (پرہیزگاری) کے خلاف ہے۔

غمی کی رسموں میں تقوےٰ

جب کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اس وقت بھی مسلمان بعض ایسی رسمیں کرتے ہیں۔ جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے وقت میں کوئی پتہ نہیں لگتا۔ خدا جانے یہ خلاف شرع رسمیں کب سے ایجاد ہوئی ہیں۔ اب وہ عین اسلام بن گئی ہیں۔ جو شخص ان رسموں کو ادا نہ کرے۔ اس پر طعن وتشنیع کی جاتی ہے کہ اس شخص نے مذہب اسلام کے خلاف کیا ہے۔ حالانکہ وہ رسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ کے طریقہ کے بالکل خلاف ہوتی ہیں۔

تمہید

پہلے ایک تمہید سن لیجئے۔ مثال بعد میں بیان کروں گا۔ شریعت اسلامی کے نقطہ نگاہ سے یہ جائز ہے کہ کسی میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے خیرات کی جائے۔ جس میں مال حلال کا ہو نیت میں دکھلاوا نہ ہو۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو اور مستحقین کو وہ چیز دی جائے اور نیت یہ کی جائے کہ اے اللہ میری اس نیکی کا ثواب فلاں شخص کی روح کو پہنچا دے۔ شریعت میں میت کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے کوئی تاریخ مقرر نہیں ہے۔ آپ جب چاہیں اس قسم کی خیرات کر سکتے ہیں۔ اب دیکھئے میت کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے جو عام طور پر لاہور میں رواج ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرنیکے بعد عام طور پر

سات جمعراتیں

میت کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے جمعرات کو نان یا فلیجے۔ حلوا اور کچھ پھل لایا جاتا ہے اور وہ چیزیں میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے تقسیم کی جاتی ہیں اور مذکورۃ الصدر تمام چیزوں کے لئے میت کی بیوہ بیوی سے پیسے لے کر لائی جاتی ہیں۔ اگرچہ بیوہ کے پاس تین نابالغ بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ مثلاً اس میت کے تین بچے ہیں۔ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں۔ میت کے مال میں سے شریعت کے قاعدے کے مطابق فقط آٹھواں حصہ بیوی کا ہے اور باقی مال آدھا لڑکے کا ہے اور آدھا دو لڑکیوں کا ہے۔ اب خیرات کے لئے جو پیسے بیوہ سے لئے جاتے ہیں۔ ان میں اگرچہ بیوہ کا حصہ بھی ہے۔ مگر تین یتیم بچوں کا حصہ بھی ہے اور وہ بیوہ اس مشترک مال میں سے خیرات کرنے کے لئے چیزیں منگواتی ہے اب غور کیجئے کہ

یہ سب رسمیں

نتیجہ۔ سارا۔ چالیسواں ان یتیموں کے مال سے کی گئی ہیں اور یتیموں کا مال ناحق کھانے والوں کے لئے قرآن مجید میں دوزخ کے عذاب کا اعلان کیا گیا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝) سورۃ النساء ع ۱ پ ۴

شک جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے) برادرانِ اسلام

غور کیجئے

جن لوگوں کو آپ تیجے اور ساتے اور چالیسویں میں میت کی نابالغ اولاد یعنی یتیموں کا مال کھلاتے ہیں۔ ان لوگوں نے یتیموں کا کون سا کام سنوارا ہے۔ جس کے معاوضے میں ان کا مال کھا رہے ہیں۔ کیا ان یتیموں کا مال یہ لوگ ناحق نہیں کھا رہے؟ اور اگر ناحق کھا رہے ہیں تو کیا پھر یہ لوگ اس عذاب کے مستحق نہیں ہوں گے۔ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

ہاں اگر بیوی

اپنے ذاتی زیور بیچ کر یا اپنا حصہ میت کے مال سے الگ کر کے خیرات کر کے مستحقین کو کھلا دے تو اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ یا میت کا بھائی یا اس کا باپ اپنے مال میں سے خیرات کرے تو پھر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ نیت میں ریاء (یعنی لوگوں کا دکھلاوا) نہ ہو

اب اس آئینے میں منہ دیکھئے کہ

میت کے متعلق جو خیراتیں کی جاتی ہیں۔ ان میں سے کتنی میتوں کی بیویاں یا ان کے بھائی یا باپ اپنے مال میں سے کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جانتک میرا خیال ہے کہ سو میں سے پانچ بھی اس قسم کی مثالیں نہیں ملیں گی۔ جو چالیسویں تک اپنی گرہ سے خرچ کریں اور میت کی روح کو ثواب پہنچائیں۔ اور جو شخص ان ناجائز خیراتوں کے خلاف آواز اٹھائے تو یہ دنیا دار اپنے آپ کو الزام سے بری کرنے کیلئے الٹا اس حق گو کو وہابی کا لقب دے کر اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔ حق گو اور حق پرست کو وہابی کا لقب دے کر اپنے دل کو خوش کرنیوالوں کو

چیلنج دیتا ہوں

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ مبارکاً علیہ میں (احمد علی) پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کی طرف حسب توفیق متوجہ ہو کر مسئلہ کا حل تلاش کرتا ہوں۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ ان حضرات کا عملدرآمد اس معاملہ میں کیا تھا۔ اس کے بعد

بحیثیت حنفی ہونے کے

حضرت امام اعظمؒ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو ارشد تلامذہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے اقوال میں مسئلہ کا حل تلاش کرتا ہوں۔ اسی مبارک اتباع کے باعث میں اپنے آپ کو (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے) حنفی کہتا ہوں۔

مذکورۃ الصدر خلاف شرع

رسمیں کرنے والوں سے مجھے پوچھنے کا یہ حق ہے کہ کیا ہمارے حنفیوں کے ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہؒ۔ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ) یہ رسمیں جو آپ کروا رہے ہیں۔ کیا کرتے تھے۔ اگر وہ حضرات نہیں کیا کرتے تھے (اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے یقین کامل ہے کہ آپ قیامت تک ان خود ساختہ رسموں کو اپنے تینوں بزرگوں سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں کر سکتے) جب ثابت نہیں کر سکتے تو پھر ان رسموں کو حنفیت کا جزو کیوں بناتے ہو۔ اے میرے بھائیو۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اور امام ابوحنیفہؒ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر کے امام صاحبؒ کو تو بدنام نہ کرو۔ یہ بدنامی کا داغ اپنے تک محدود رکھو اور اپنی غلطیوں پر اصرار کر کے ان حضرات کے متبعین میں انتشار پیدا نہ کرو۔ وما علینا الا البلاغ

کیا یہ قادریت کا جزو ہیں

برادران اسلام جس طرح میں گنہگار ائمہ اربعہ (حضرت امام ابوحنیفہؒ۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ) اور ان ائمہ اربعہ حضرات کے متبعین میں سے سب کو حق پر سمجھتا ہوں اور خود حنفی ہوں۔ بعینہ اسی طرح میرا روحانی

تعلق قادری خاندان کے حضرات

سے ہے اور صوفیائے کرام کے چاروں طریقوں (قادری۔ نقشبندی۔ چشتی۔ سہروردی) کو حق پر سمجھتا ہوں۔ اور چاروں طریقوں کے حضرات کا مقصد وصول الی اللہ ہی ہے۔ جس طرح محیط الدائرہ سے مرکزی نقطہ کی طرف خطوط چاروں طرف سے آتے ہیں۔ کوئی مشرق سے مغرب کی طرف آ رہا ہے۔ کوئی مغرب سے مشرق کی طرف آ رہا ہے کوئی شمال سے جنوب کی طرف آ رہا ہے۔ کوئی جنوب سے شمال کی طرف آ رہا ہے۔ اسی طرح صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالےٰ

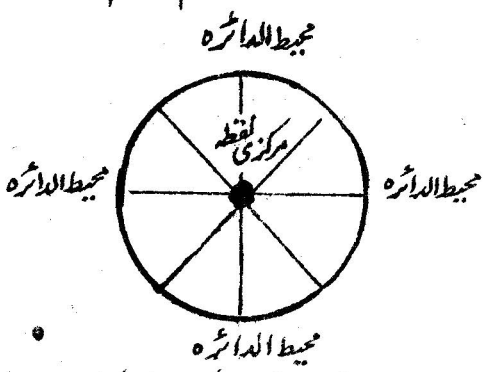

کا مقصد انسان کو بارگاہ الٰہی تک پہنچانا مقصود ہے۔ اگرچہ بظاہر اوراد و اشغال میں جدا جدا نظر آئیں۔ میں نے تو آج تک

شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ

کے مسلک میں کہیں ان رسموں کو جو میت کے لئے پنجاب میں تیجہ۔ ساتا۔ چالیسواں یتیموں کے مال میں کرنے کا رواج ہے کہیں نہیں دیکھا۔ اگر میرے کسی بھائی (عالم) نے دیکھا ہے تو مجھے انکی کتاب کا حوالہ دیدے۔ اگر ثابت ہو جائے۔ تو بحیثیت قادری ہونے کے مجھے ماننا پڑے گا۔ اور اگر کوئی صاحب بھی ثابت نہ کر سکیں تو پھر میں ان حضرات سے بادب درخواست کروں گا کہ جو لوگ ان خلاف شرع رسموں کے قائل نہوں جو حضرت شیخ عبدالقادر محبوب سبحانی رحؒ سے بھی ثابت نہیں تو پھر قادری برادری میں انتشار پیدا کرنے سے اپنے آپ کو بچائیں وما علینا الا البلاغ۔

لباس میں تقوےٰ

یہ ہے کہ چونکہ مردوں کے لئے ریشمی لباس پہننا حرام ہے۔ اس لئے مردوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ریشمی کپڑا پہننے سے پرہیز کریں اور لباس کی وضعداری کے لحاظ سے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ پاجامہ یا تہبند ٹخنوں کے اوپر رکھیں اور کرتے کی آستینیں اتنی لمبی نہ ہوں کہ انگلیاں بھی آستینوں میں چھپ جائیں

عورتوں کے لباس اور سنگار کے متعلق

خصوصی ہدایات

(وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝) سورۃ النور ع ۴ پ ۱۸

ترجمہ۔ اور ایمان والیوں سے کہدو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے۔ اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں (تاکہ سینے کے ابھار کی مقدار معلوم ہی نہ ہو سکے) اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔ مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمتگاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں۔ اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

اگر عورتیں

مذکورۃ الصدر ہدایات خداوندی کی پابندی کریں تو میرا خیال ہے کہ ان فتنوں کا یقیناً دروازہ بند ہو سکتا ہے۔ جو عورتوں کے بار سینگار کر کے گھر سے باہر نکلنے اور بازاروں میں چلنے پھرنے سے پیدا ہو رہے ہیں (ادھر عورتیں تو یہ پابندیاں اختیار کریں اور مرد بھی اپنی نظر کو اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق زمین پر ڈال کر چلیں)

وما علینا الا البلاغ

تمہید سابق کے بعد اب تقوے کی برکات عرض کی جاتی ہیں اسکی متعدد شہادتیں ہیں

پہلی شہادت

(وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝) سورہ آل عمران ع ۱۴۔ پ ۴۔

اور اللہ اور رسولؐ کی تابعداری کرو۔ تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

پرہیزگاروں کیلئے اپنے رب کی طرف سے بخشش اور بہشت کا وعدہ

مذکورۃ الصدر دونوں آیتوں کو غور سے پڑھیئے۔ پرہیزگاروں کے لئے جن مدلولوں کا میں نے ذکر کیا ہے وہ بآسانی معلوم ہو سکتی ہیں ایک ایماندار کے لئے ان دو چیزوں سے بڑھ کر اور کون سی چیز عجوب اور مقصود ہو سکتی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

دوسری شہادت

(وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۝ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۝ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝) سورۃ الطلاق۔ ع ۱۔ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے سو وہی اس کو کافی ہے۔ بے شک اللہ اپنا حکم پورا کرنے والا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

مذکورہ بالا آیات پر شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ ملاحظہ ہو "یعنی اللہ سے ڈر کر اس کے احکام کی بہر حال تعمیل کرو۔ خواہ کتنی ہی مشکلات و شدائد کا سامنا کرنا پڑے۔ حق تعالےٰ تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور سختیوں میں بھی گذارہ کا سامان کر دیگا اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ بے قیاس و بے گمان روزی ملتی ہے۔ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جنت ہاتھ آتی ہے۔ اجر بڑھتا ہے اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی سختی سختی نہیں رہتی اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا۔ کہ اگر تمام دنیا کے لوگ اس آیت کو پکڑ لیں تو ان کو کافی ہو جائے یعنی اللہ پر بھروسہ رکھو۔ محض اسباب پر تکیہ مت کرو۔ اللہ کی قدرت ان اسباب کی پابند نہیں۔ جو کام اسے کرنا ہو۔ وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اسباب بھی اسی کی مشیت کے تابع ہیں۔ ہاں ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ ہے۔ اسی کے موافق وہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کسی چیز کے حاصل ہونے میں دیر ہو تو متوکل کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔

دوسری شہادت میں بارہ برکتوں کا اعلان

پرہیزگاری کی برکات میں جو دوسری شہادت قرآن مجید سے پیش کی گئی ہے اس میں مندرجہ ذیل بارہ برکتوں کا اعلان ہوا ہے اور وہ یہ ہیں (۱) حق تعالیٰ تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا۔ (۲) سختیوں میں بھی گذارہ کا سامان کر دیگا۔ (۳) اللہ کا ڈر دارین (دنیا اور آخرۃ) کے خزانوں کی کنجی ہے۔ (۴) اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ (۵) بے قیاس و بے گمان روزی ملتی ہے (۶) گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۷) جنت ہاتھ آتی ہے (۸) اجر بڑھتا ہے۔ (۹) ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے (۱۰) جس کے بعد کوئی سختی سختی نہیں رہتی (۱۱) اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں۔ (۱۲) اگر کسی چیز کے حاصل ہونے میں دیر ہو تو متوکل کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔

تیسری شہادت

(ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۝ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝) سورۃ الطلاق ع ۱۔ پ ۲۸۔ ترجمہ

یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دیتا ہے اور اسے بڑا اجر بھی دیتا ہے۔

اس تیسری شہادت میں دو برکتوں کا ذکر

(۱) جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دیتا ہے (یعنی اس کے گناہ بخش دیتا ہے)
(۲) اور اسے بڑا اجر بھی دیتا ہے۔

چوتھی شہادت

(وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۴ پ ۷
ترجمہ۔ اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے۔ البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ جو پرہیزگار ہوئے۔ کیا تم نہیں سمجھتے۔

ایک برکت

چوتھی شہادت میں ایک برکت کا ذکر کیا گیا ہے۔ "البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہوئے۔ (کیونکہ ان حضرات کو دنیا کی زندگی کے مقابلہ میں وہاں ہر قسم کا آرام ہوگا۔)

پانچویں شہادت

(وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝) سورہ الاعراف ع ۱۲ پ ۹۔
ترجمہ۔ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا۔ پھر ہم نے انہیں ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی۔

ایک برکت کا اعلان

اس پانچویں شہادت میں تقوے (پرہیزگاری) اختیار کرنے والوں کیلئے ایک نعمت کا اعلان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے "اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے"

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

"یعنی ہم کو بندوں سے کوئی ضد نہیں جو لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوتے ہیں یہ انہی کی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ لوگ ہمارے پیغمبروں کو مانتے اور حق کے سامنے گردن جھکاتے اور کفر و تکذیب وغیرہ سے بچ کر تقوے کی راہ اختیار کرتے تو ہم ان کو آسمانی اور زمینی برکات سے مالا مال کر دیتے۔ امام رازیؒ نے فرمایا کہ برکت کا لفظ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے کبھی تو خیر باقی و دائم کو برکت سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی کثرت آثار فاضلہ پر یہ لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔ لہذا آیت کی مراد یہ ہوگی۔ کہ ایمان و تقوے اختیار کرنے پر ان آسمانی و زمینی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جو دائمی اور غیر منقطع ہوں۔ یا جن کے آثار فاضلہ بہت کثرت سے ہوں۔ ایسی خوشحالی نہیں جو مکذبین کو چند روز کے لئے بطور امہال و استدراج حاصل ہوتی ہے۔ اور انجام کار دنیا میں ورنہ آخرت میں تو ضرور ہی وبال جان بنتی ہے۔"

چھٹی شہادت

(قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝) سورہ آل عمران ع ۲ پ ۳
ترجمہ۔ کہدیجئے کیا میں تمہیں اس سے بہتر بتاؤں۔ پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور پاک عورتیں ہیں اور اللہ کی رضامندی ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ وہ جو کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ہیں۔ سو ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ وہ صبر کرنے والے ہیں اور سچے ہیں اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں اور خرچ کرنے والے ہیں اور پچھلی رات میں گناہ بخشوانے والے ہیں۔

ہر مسلمان کو اپنے اندر پانچ صفتیں پیدا کرنے کے بعد متقی کا لفظ بارگاہ الٰہی سے ملتا ہے

الصّٰبِرِيْن۔ صبر کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر بھی اس کی فرمانبرداری پر جمے رہنے والے۔ الصّٰدِقِيْن۔ زبان کے۔ دل کے نیت کے معاملہ کے سچے ہیں۔ القٰنِتِيْن۔ پوری تسلیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لانے والے۔ المنفقین۔ اللہ کی دی ہوئی دولت کو اس کے بتلائے ہوئے مواقع میں خرچ کرنے والے۔ المستغفرین بالاسحار۔ پچھلی رات میں اٹھ کر اپنے رب سے گناہ اور تقصیرات معاف کرانے والے۔ اللھم اجعلنا منھم

چھٹی شہادت میں تین برکتوں کا اعلان

پہلی۔ بہشت میں داخل کئے جانے کا اعلان۔ دوسری۔ ہر عیب (جو دنیا میں عورتوں کے اندر ہوتے ہیں۔ مثلاً غیبت کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ غصہ میں آکر خاوندوں کی بے عزتی کرنا۔ غصہ میں آکر بددعائیں دینا وغیرہ وغیرہ) سے پاک ہونے والیاں تیسری۔ اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا تمغہ ملنا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ وَمَنِّكَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الدَّاعِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ ۝

ساتویں شہادت

(اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝) سورۃ النحل۔ ع ۱۶ پ ۱۴
ترجمہ۔ بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں۔

ایک برکت

تقویٰ (پرہیزگاری) اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ کی معیت کا شرف حاصل ہوتا ہے

آٹھویں شہادت

(وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝) سورہ مریم ع ۵ پ ۱۶۔ ترجمہ

اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اس (دوزخ) پر گذر نہ ہو۔ (یعنی ہر ایک کو دوزخ کو اوپر سے ضرور گذرنا پڑے گا) یہ تیرے رب پر لازم مقرر کیا ہوا ہے۔ (یعنی اللہ تعالےٰ نے جو یہ اعلان کیا ہوا ہے۔ ضرور اس پر عمل ہو کر رہیگا پھر ہم انہیں بچا لیں گے۔ (یعنی دوزخ کے اوپر سے صحیح و سلامت گذر جائیں گے اور اس میں گریں گے نہیں۔ اللھم اجعلنا منھم) جو ڈرتے ہیں۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

تقویٰ کی ایک برکت

اس آٹھویں شہادت میں پرہیزگاروں کے لئے ایک برکت کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ پلصراط سے گذرتے وقت صحیح و سلامت گزر جائیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم

نویں شہادت

(وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝) سورۃ الزمر ع ۸ - پ ۲۴

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے۔ جنت کی طرف گروہ گروہ لے جائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور اسکے دروازے کھلے ہوئے ہونگے اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے: تم پر سلام ہو تم اچھے لوگ ہو۔ بس اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا۔ کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں۔ پھر کیا خوب بدلہ ہے (اللہ تعالےٰ کے حکموں پر) عمل کرنے کا اللھم اجعلنا منھم۔

ایک برکت

نویں شہادت میں ایک برکت کا ان الفاظ میں اعلان کیا گیا ہے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝

دسویں شہادت

أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۖ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۹ پ ۹

ترجمہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں۔ جو نبی امی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اسکی حمایت کی اور اسے مدد دی۔ اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

بہشت میں جانے کی طمع رکھنے والے

مسلمان کو (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) گذشتہ سطور کو غور سے پڑھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری پر کتنا زور دیا گیا ہے۔ مسلمان تو بجائے خود رہے۔ یہود اور نصاریٰ کی نجات کا مدار بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری پر ہی موقوف رکھا گیا ہے۔

کیا

ایک بدصورت انسان کو آپ کہدیں کہ یہ شخص بڑا ہی خوبصورت ہے تو وہ واقعی خوبصورت ہو جائے گا۔ یا اگر آپ کسی دس نمبریئے بدمعاش کو یہ کہدیں کہ جی یہ بڑا بھلا مانس مرنجاں مرنج انسان ہے تو وہ واقعی وہی ہوگا

بعلیم

اسی طرح اپنے آپ کو قیاس کر لیجئے کہ اللہ تعالےٰ تو آخرت کی نجات کا مدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر موقوف کر دیں۔ اس اعلان کے بعد بھی عبادات اور اسکے علاوہ دوسری نیکیوں کے کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے جی چرائیں اور ہر معاملہ میں اپنے نفس کی من مانی بات پر عمل کریں۔ اور پھر دعوےٰ یہ کریں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار ہیں تو اپنی عقل سے خود فیصلہ کر لیجئے۔ کیا آپ کے دعوےٰ کو مان کر تمام ان آخرت کی برکتوں سے مالا مال کر دے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے تابعداروں اور جان نثاروں (مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے لئے اعلان کی ہوئی ہیں۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو زندگی کے ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ صحیح معنی میں حضورؐ انور کے متبع ہو جائیں اور حضورؐ انور کے تابعداروں کے لئے آخرت میں جن انعامات کا اعلان کیا گیا ہے۔ ہمیں بھی وہ نصیب ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین

دو برکتیں

دسویں شہادت میں متقیوں کے لئے دو برکتوں کا اعلان کیا گیا ہے۔ دنیا کی بہتری کا وعدہ اور آخرت کی بہتری کا وعدہ کیا گیا ہے۔

گیارھویں شہادت

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّیُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ سورۃ الانفال ع ۴ - پ ۹ - اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے۔ تو اللہ تمہیں ایک فیصلہ کی چیز دے گا۔ اور تم سے تمہارے گناہ دُور کر دے گا۔ اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

تین برکتیں

پہلی۔ اللہ تمہیں ایک فیصلہ کی چیز دے گا دوسری۔ تم سے تمہارے گناہ دور کر دیگا تیسری۔ اور تمہیں بخش دے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

"یعنی اگر خدا سے ڈر کر راہ تقوے اختیار کروگے تو خدا تم میں اور تمہارے مخالفوں میں فیصلہ کر دے گا۔ دنیا میں بھی کہ تم کو عزت دے گا اور ان کو ذلیل یا ہلاک کرے گا۔ جیسے بدر میں کیا اور آخرت میں بھی کہ تم نعیم دائم میں رہو گے۔ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ (یٰسٓ رکوع ۴) هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ (المرسلٰت ع ۱) ۔ دُوسری بات یہ ہے کہ تقوے کی برکت سے حق تعالےٰ تمہارے دل میں ایک نور ڈال دے گا جس سے تم ذوقاً و وجداناً حق و باطل اور نیک و بد کا فیصلہ کرسکو گے

بارہویں شہادت

(وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) (سورۃ الانعام ع ۴ - پ ۷) - اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے۔ البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہوئے کیا تم نہیں سمجھتے

تشریح

اگر غور سے دیکھا جائے تو واقعی اللہ تعالےٰ کا فرمان بالکل ٹھیک ہے۔ مثلاً جس طرح کھلاڑی جب کھیل رہے ہوتے ہیں تو ایک عجیب سماں نظر آتا ہے۔ کھیل کے میدان کھلاڑیوں کی دوڑ بھاگ کا ایک عجیب دل لبھانے والا منظر پیش کر رہا ہے۔ کھلاڑیوں کی قلابازیوں اور ان کی ہار جیت کے خیال سے دوڑ بھاگ دیکھنے والوں کے دلوں کو موہ رہی ہے اور بعض اوقات بیسیوں اور بعض اوقات سینکڑوں اور بعض اوقات ہزاروں کی تعداد میں تماشہ دیکھنے والوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ (جس طرح آج کل کھلاڑیوں کے میدان کے گرداگرد) نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد جب کھیل ختم ہو جاتا ہے۔ وہ کھیل کا میدان سنسان ہو جاتا ہے نہ کھلاڑی نہ دیکھنے والے رہتے بعینہٖ اسی طرح دنیا کی زندگی کی چہل پہل کا حال ہے۔ مثلاً ایک شخص کے چار بیٹے تھے۔ ان کے باعث ان کی چار بیویاں آئیں۔ اللہ تعالےٰ نے ایک ایک بیٹے کو چار چار بچے دیئے۔ اب اس گھر میں ۲۶ آدمیوں کی نفری جمع ہو گئی۔ اب اس گھر کے اندر دن رات کے چوبیس گھنٹے ایک عجیب چہل پہل نظر آئے گی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب ماں باپ فوت ہو جائیں گے تو سب بیٹے اپنے اپنے عیال کو لے کر الگ ہو جائیں گے۔ اگر بالفرض ماں باپ کا مکان کرایہ کا تھا تو کوئی کہیں اور کوئی کہیں جا کر آباد ہوگا۔ اکٹھے ہونے کے باعث جو اس گھر میں برکت اور چہل پہل تھی سب ختم ہو جائے گی اور وہ چہل پہل والا مکان سنسان ہونیکے باعث زبان حال سے اپنی بربادی کا مرثیہ پڑھ رہا ہوگا کہ یا میرا چپہ چپہ بسنے والوں سے معمور تھا اور یا ایک انسان کو بھی اپنے اندر دیکھنے کے لئے میری آنکھیں ترستی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ واقعی دنیا میں یہی ہو رہا ہے۔ کبھی تو اس گھر میں خوشی کے باعث تہوار سے بج رہے تھے۔ اور کبھی صف ماتم بچھی ہوئی ہے اور مرنے والا تو مر گیا۔ جو زندہ ہیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو موسلا دھار بارش کی طرح گر رہے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کی چہل پہل کو زندگی کا مقصود بنانا اپنے آپ کو سراسر خسارے میں ڈالنا ہے۔ کیونکہ دنیا کی زندگی فانی ہے اور اسکی نعمتیں بھی کچھ عرصہ کے بعد چھن جانیوالی ہیں۔

عقلمند اور دور اندیش

وہ انسان ہے جو آخرت کی زندگی کے عیش و آرام کے حاصل کرنے کو اپنی دنیاوی زندگی کا نصب العین بنائے اور اپنے اعتقادات صحیحہ اور اعمال صالحہ کی برکت سے دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی نعمتوں کے حاصل کرنے کیلئے پوری کوشش کرے۔ اس قسم کے آدمیوں (مرد ہوں یا عورتیں) کے حق میں میں صاف طور پر کہونگا کہ یہ لوگ عقلمند اور دور اندیش اور خوش نصیب ہیں اللّٰھم اجعلنا منھم۔

بارہ شہادتوں میں

اٹھائیس برکتیں عرض کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے سب بھائی بہنوں کو "خدام الدین" کی اٹھائیس پیش کردہ برکتوں کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما کر دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۱ جمادی الاخری ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ر دسمبر ۱۹۵۹ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ امابعد

قیامت کے دن کے نظاروں کے کئی نقشے

ہر مسلمان مرد ہو یا عورت) کو مشورہ دیتا ہوں کہ قرآن مجید سے پیش کردہ نقشوں میں غور کر کے دیکھے کہ میرا شمار بہشتیوں میں ہے یا دوزخیوں میں

نمبر ۱ بہشتیوں کے اوصاف

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝) سورۃ الفرقان ع ۶ پ ۱۹ ۔ ترجمہ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں۔ سلام ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے۔ بے شک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ بے شک وہ برا ٹھکانہ اور بری قیامگاہ ہے۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے۔ جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جس شخص نے یہ کیا۔ وہ گناہ میں جا پڑا۔ قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا۔ اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے۔ اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں تو شریفانہ طور پر گزرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالا خانے دیئے جائیں گے۔ اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ٹھیرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے۔

بارہ صفتیں

مذکورۃ الصدر آیات میں بہشتیوں کی بارہ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان کے متعلق کچھ تفصیل پیش کی جاتی ہے جو شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی سے اخذ کی گئی ہے۔ پہلی جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ یعنی ان کی چال ڈھال سے تواضع۔ متانت۔ خاکساری اور بے تکلفی ٹپکتی ہے۔ متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ یہ مطلب نہیں کہ ریا و تصنع سے بیماروں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں۔ دوسری اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں۔ سلام ہے ۔ یعنی کم عقل اور بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفو و صفح (یعنی درگذر کرنے) سے دیتے ہیں۔ تیسری اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں۔ یہ خدا کے آگے کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں۔ چوتھی اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے۔ یعنی اتنی عبادت پر اتنا خوف بھی ہے۔ یہ نہیں کہ تہجد کی آٹھ رکعت پڑھ کر خدا کے عذاب و قہر سے بے فکر ہو گئے۔ پانچویں اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔ یعنی موقعہ دیکھ بھال کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں (یعنی جو ضروری خرچ ہیں وہ تو ہر موقع پر کرتے ہیں۔ لیکن نام و نمود اور دکھلاوے اور دنیاداروں سے واہ واہ کرانے کے خیال سے ہرگز خرچ نہیں کرتے

جس طرح کہ عام طور پر دنیا دار لوگوں ہیں ناک رکھنے کی خاطر کرتے ہیں۔ چھوٹے۔ اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا کسی اور محبوب کو نہیں پکارتے۔ جس طرح کہ آج کل جاہل لوگ جو مسلمان تو کہلاتے ہیں اور قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ سے بے خبر ہوتے ہیں۔ وہ مصیبت کے وقت بعض اولیائے کرام کو اپنی مصیبت کے وقت پکارتے ہیں حالانکہ ان اولیائے کرام حضرات نے یہ کبھی نہیں فرمایا تھا کہ میرے مرنیکے بعد مصیبت کے وقت مجھے پکارنا۔ ہیں تمہاری مصیبت کو ہٹا دوں گا۔ اولیائے کرام کا دامن ان چیزوں سے یقیناً پاک ہے۔ اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گھیر گھار کر اللہ تعالےٰ کے دروازے پر لاتے ہیں۔ نہ کہ اللہ تعالےٰ کے دروازے سے ہٹا کر اپنے دروازے پر لاتے ہیں۔ ساتویں اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اس شخص کا قتل کرنا حرام قرار دیا ہے۔ ہاں بعض اوقات اللہ تعالےٰ نے بعض انسانوں کے قتل کرنے کا خود حکم دیا ہے۔ مثلاً شادی شدہ (مرد ہو یا عورت) زنا کرے۔ یا کوئی مسلمان کسی مسلمان کو قتل کر دے۔ ان حالات میں بھی فقط حکومت وقت تحقیق کرکے مجرم کے قتل کا حکم دے گی۔ ہر شخص کو قانون الٰہی کو اپنے ہاتھ میں لینے کا حق نہیں ہے۔ آٹھویں اور زنا نہیں کرتے۔ یعنی زنا کے مرتکب ہونیوالے بہشت میں نہیں جا سکیں گے۔ ہاں اگر دنیا میں اس جرم کی سزا پا لی ہے۔ تو پھر جا سکیں گے۔ اور یا اگر ایمان تو سلامت تھا مگر یہ جرم کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے معاف نہیں فرمایا۔ اور اپنے انصاف کے تقاضے کے مطابق ایسے شخص کو دوزخ میں ڈال دیا۔ تو بالآخر یہ شخص سزا بھگتنے کے بعد جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ کیونکہ زانی کے لئے مشرک اور کافر اور اعتقادی منافق کی طرح ابدی جہنم کی سزا نہیں ہے۔ نویں اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں۔ تو شریفانہ طور سے گزرتے ہیں۔ مثلاً کسی جگہ کنجری کا مجرا ہو رہا تھا اور ان کا گزر اس طرف سے ہوا تو اس جگہ سے چپکے سے گزر جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہاں کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں۔ دسویں اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سنتے ہیں۔ اور سن کر متاثر ہوتے ہیں۔ گیارہویں اور وہ جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ یعنی بیوی بچے ایسے عطا فرما۔ جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہو۔ اور ظاہر ہے کہ مومن کامل کا دل اسی وقت ٹھنڈا ہوگا۔ جب اپنے اہل و عیال کو اطاعت الٰہی کے راستہ پر گامزن اور علم نافع کی تحصیل میں مشغول پائے۔ دنیا کی سب نعمتیں اور مسرتیں اس کے بعد ہیں۔ بارھویں اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے کہ لوگ ہماری اقتدا کرکے متقی بن جایا کریں۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نہ صرف بذات خود ہدایت یافتہ ہوں۔ بلکہ دوسروں کے لئے ہادی بن جائیں۔ دوسرے لوگ ہمیں اور ہمارے بیوی بچوں کو دیکھ کر راہ راست پر آ جائیں۔ اللھم اجعلنا منھم

ان بارہ صفتوں کا نتیجہ

یہی لوگ ہیں۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ وہ ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے۔ اللھم اجعلنا من اھلھا۔

دوزخیوں کے اوصاف

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝

سورۃ الفرقان ع ۳۔ پ ۱۹۔ ترجمہ۔ اور اس دن (یعنی قیامت کے دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا۔ کہے گا۔ ہائے افسوس میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا۔ ہائے میری شامت کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اسی نے تو نصیحت کے آنے کے بعد مجھے بہکا دیا اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہی ہے۔ اور رسول کہے گا۔ اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا

دوزخیوں کی تین صفتیں

مذکورہ بالا آیتوں میں دوزخیوں کی تین صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی قیامت کے دن دنیا میں گمراہ رہنے کے باعث اپنی بدبختی پر غصہ میں آکر اپنی انگلیوں کو دانتوں سے کاٹنا۔ دوسری۔ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں ساتھ نہ دینے پر افسوس کرنا کہ میں نے کیوں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ دستور العمل کو اپنایا۔ یعنی نہ قرآن مجید پر عمل کیا اور نہ اس کی شرح احادیث نبویؐ کو عمل میں لایا۔ تیسری جن بے دینوں کی دوستی اور پارٹی میں رہ کر دین کے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے دنیا میں بے بہرہ رہا تھا۔ وہ دوستیاں اور یاریاں یاد کرکے افسوس کریگا کہ میں انکے ساتھ یاری نہ رکھتا تو آج یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔ مگر اس احساس سے کیا ہوسکتا ہے۔ مصرعہ۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ سب مردوں اور عورتوں سے کہتا ہوں کہ ان سطروں کو غور سے پڑھیئے اور اپنے بے دین بھائی بہنوں یا دوسرے رشتہ داروں کو سنایئے۔ شاید آپ کے سمجھانے سے کسی کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائے اور وہ اپنی اصلاح کرکے دوزخ سے بچ جائے۔ و ما علینا الا البلاغ۔

بہشتیوں کے اوصاف

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ

ثَابِتُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ سورۃ المعارج ع ۱۔ پ ۲۹۔ ترجمہ۔ مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں (یعنی باقاعدہ التزام سے پڑھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کوئی پڑھی اور کوئی نہ پڑھی) اور وہ جن کے مالوں میں حصّہ معین ہے۔ سائل اور غیر سائل کے لئے (یعنی سائل مستحق کو تو دیتے ہی ہیں۔ بلکہ جو لوگ واقع میں مستحق ہیں مگر وہ کسی سے سوال نہیں کرتے۔ ان کو بھی وہ لوگ بن مانگے دیتے ہیں)۔ اور وہ جو قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہیں (اسی لئے وہ دنیا میں ایسے طریقہ سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ کہ آخرت میں دوزخ میں نہ جائیں) اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ (اسی لئے اللہ تعالےٰ کے احکام کو بجا لاتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم) بیشک ان کے رب کے عذاب کا خطرہ لگا ہوا ہے (یعنی اللہ تعالےٰ کے عذاب کے خطرہ سے کوئی شخص دنیا میں خالی نہیں ہو سکتا) اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا میں زنا کریں اور قیامت کے دن جہنم میں جھونک دیئے جائیں) مگر فقط اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے تعلقات قائم رکھتے ہیں)

ایسی صورت میں بیشک ان پر کوئی ملامت نہیں۔ پس جو کوئی اس کے سوا چاہے۔ سو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں (یعنی لوگوں کی امانت میں خیانت نہیں کرتے اور اگر کسی سے کوئی وعدہ کریں تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں (یعنی کسی کے کہنے سننے پر جھوٹی گواہی نہیں دیتے) اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں (یعنی باقاعدہ ساری نمازیں التزام سے پڑھتے۔ کوئی نماز قضا نہیں کرتے) وہی لوگ بہشت کے باغوں میں عزت سے رہینگے

آٹھ صفتیں

مذکورۃ الصدر آیات میں بہشتیوں کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ جن پر میں نے نمبر لگا دیئے ہیں۔ غور کر کے دیکھ لیجئے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرٌ مِّنَ الْاُوْلٰى يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَمَنِّكَ اٰمِيْنَ يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ

دوزخیوں کے اوصاف

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۝ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۝ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝ سورۃ المعارج پارہ ۲۹ ترجمہ۔ ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لئے ہونے والا ہے۔ اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں۔ جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا۔ جو سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے۔ جن سیڑھیوں سے فرشتے اور (اہل ایمان کی) روحیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں (اور وہ عذاب) اس دن ہوگا۔ جسکی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔ آپ اچھی طرح سے صبر کئے رہیں (یعنی ان دوزخیوں کی دل آزاری کرنے پر صبر کریں) بیشک وہ اسے (یعنی قیامت کے دن کو) دور دیکھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں (قیامت کا دن وہ ہے) جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا۔ اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگدار اون کی طرح ہونگے اور کوئی دوست کسی دوست کو نہیں پوچھے گا۔ سب ان کو نظر آ جائیں گے۔ مجرم چاہے گا۔ کہ کاش اس دن کے عذاب کے بدلہ میں اپنے بیٹوں کو دیدے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو اور اپنے اس کنبہ کو جو اسے پناہ دیتا تھا اور ان سب کو جو زمین میں ہیں (یہ سب کچھ دے کر) پھر اپنے آپ کو (اللہ کے عذاب سے) بچا لے (یہ) ہرگز نہیں ہو سکیگا) بے شک وہ تو ایک آگ ہے کھالوں کو اُتارنے والی اس کو بلائے گی۔ جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے سے) پیٹھ پھیری اور منہ موڑا اور (مال) جمع کیا اور گن گن کر رکھا۔

دوزخیوں کے اوصاف

قرآن مجید کے مذکور الصدر اعلان میں دوزخیوں کے متعلق تین چیزیں ذکر کی گئی ہیں۔ دراصل وہ ان کی صفات ہیں اور تیسری ان کی صفات کا نتیجہ ہے۔ پہلی دوزخیوں کے خیال میں قیامت کا آنا امکان سے دور اور ان کی عقل سے بالاتر ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس قدر قریب نظر آ رہی ہے۔ گویا کہ آ ہی گئی ہے دوسری جب قیامت آئے گی۔ اس دن یہ دوزخی یہ چاہیں گے کہ اس دن کے عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے اپنے بیٹے (اپنی بیوی۔ اپنے بھائی اپنا سارا کنبہ اور دنیا میں تمام بسنے والوں کو بھی اگر ہو سکے) تو فدیہ میں دے کر اپنی جان بچا لیں۔ مگر یہ کیسے ہو سکیگا۔ مصرعہ

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

تیسری۔ دوزخ کی وہ آگ ان دوزخیوں کو ضرور ہی اپنی لپیٹ میں لے لیگی۔ جنہوں نے دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے دین کے تسلیم کرنے سے پیٹھ پھیری تھی اور منہ موڑ لیا تھا۔

تنبیہ

غفلت شعار اور دین سے لاپرواہی کرنے والے مسلمانوں کو مذکور الصدر نقشہ میں غور کر کے دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہم بھی تو اس دین سے لاپرواہی نہیں کر رہے جس دین کا سنگ بنیاد قرآن مجید ہے۔ اور اس کے احکام کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ بصیر بالعباد۔

واقعہ یہ ہے

کہ موجودہ دور کے اکثر مسلمانوں کو (مرد ہوں یا عورتیں) نہ موت یاد ہے نہ قیامت کے دن کی گرفت۔ اگر یہ دو چیزیں ان لوگوں کے پیش نظر ہوتیں تو معاملات میں فریب کاری۔ دھوکہ بازی اور جھوٹ بولنے میں اتنے دلیر نہ ہوتے اور لہو و لعب کے اس قدر دلدادہ نہ ہوتے۔ معاملات میں بد دیانتی کی مثالیں ملاحظہ ہوں

دودھ میں پانی ملانا۔ اور پھر گاہک کو خالص کہہ کر دینا۔ یہ بھی ملاوٹ۔ میرے ایک دوست گلے زئی برادری کے ایک شریف اور بہت ہی نیک آدمی تھے۔ گگی کی تجارت کرتے تھے۔ جس بازار میں ان کی دکان تھی۔ میں کئی مرتبہ ان کی دکان کے سامنے سے گذرا اور دکان کو بند پایا۔ ایک دفعہ اتفاقاً وہ مجھے بازار میں ملے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ عرصے سے آپ کی دکان بند ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہنے لگے جی کیا کہیں۔ آج کل گاہک کو اصلی گگی کی تمیز نہیں رہی۔ وہ اصلی کو نقلی سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ اور نقلی کو اصلی سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس میں خوشبو تیز ہوتی ہے۔ اس لئے میں نے دکان بند کر دی ہے (یہ اس نے اس لئے کیا تاکہ گاہک کو نقلی گگی اصلی کر کے نہ دے) میرے مسلمان بھائیو اسی کا نام ایمانداری ہے کہ خود تکلیف اٹھائی۔ مگر گاہک کو دھوکہ نہیں دینا۔ مسلمانوں میں خوف خدا نہ ہونے کی ایک دوسری مثال سنئے۔

مسجدوں سے جوتے چرانا

ہماری مسجد لائن جہاں خاں والی میں شاید ہی کوئی دن خالی ہوگا۔ جس دن صبح کی نماز کے وقت جوتے چوری نہ ہوتے ہوں۔ چور اول نمبر کا بد دیانت ہے کہ مسلمان ہو کر مسلمان کی چوری کرتا ہے۔ دوسرے نمبر کے بد دیانت وہ دکاندار ہیں جو روزانہ اس سے خرید لیتے ہیں۔ اگر دکانداروں کے دل میں موت کا ڈر اور قیامت کے دن ان گناہوں کے سبب سے دوزخ میں جانے کا یقین ہوتا تو کیا چوروں سے روزانہ سستے داموں جوتے خرید سکتے تھے۔ اور کیا دکاندار جو کہ آج کل فقط مسلمان ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ یہ نیا جوتا سات آٹھ روپے کا ہے۔ یہ جو بوٹ ہیں روپے کا ہے۔ وہ جوتا ڈیڑھ دو روپے کو کیسے بیچ سکتا ہے۔ اور بیس روپے کا بوٹ چار پانچ روپے پر کیسے فروخت کر سکتا ہے

اس حرام خوری کا نتیجہ

معاملات میں بد دیانتی اور حرام خوری کا نتیجہ بھی سن لیجئے کہ چونکہ حرام کا مال کھانے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ اس لئے انسان کو نیکی کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ ہاں حرامخوری کے باعث برائیوں کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ عمر رسیدہ مسلمانوں سے دریافت کر کے دیکھئے کہ آج سے چالیس پچاس سال پہلے خاندانوں میں جو اپنے خاندان کے بزرگوں کا ادب اور عورتوں میں جو شرم اور حیا نظر آتا تھا۔ کیا آج کل کے اندر میں زمین اور آسمان کا سا فرق نہیں ہو گیا ہے۔ لسان العصر اکبر الہ آبادی مرحوم نے جو زمانے کی ہوا کا رخ بھانپ کر فرمایا تھا۔ وہ ٹھیک نکلا یا نہ

فرماتے ہیں

حرامخوروں میں رہ جائیگی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہونگے
بدل جائیگا معیار شرافت چشم دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہونگے

پھر فرماتے ہیں

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

اے مسلمان تیرے مشاغل

دن کو روٹی کمانے کی فکر ہے۔ طرح طرح کے فروع رزق کے کمانے میں سرگردان رہتے ہو۔ رات کو یا سینما گھر کی سیر (مع بال بچوں کے۔ الا ماشاء اللہ) اور یا گھر میں ریڈیو لگا کر بھانڈوں اور کنجریوں کے گانے سننا اسی شغل میں کافی حصہ رات کا بسر کرنا

احساس نہیں رہا

پھر دل کو دکھ دینے والی ایک اور چیز ہے کہ مسلمان کو اپنی اس بے راہ روی اور اس کے مہلک نتائج کا احساس نہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اے موجودہ دور کے مسلمان تیری اس حالت پر

یہ شعر صادق آتا ہے

رہے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وما علینا الا البلاغ

بہشتیوں کے اوصاف

(۱) اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۙ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ؕ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۙ (سورۃ الرعد۔ ع ۳۔ پ ۱۳۔

ترجمہ۔ بھلا جو شخص جانتا ہے کہ تیرے رب سے تجھ پر اترا ہے۔ حق ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھا ہے۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور اس عہد کو نہیں توڑتے۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور میرے حساب کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے معاملہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کی وجہ سے۔ پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

اوصاف کی فہرست

(۱) پہلی۔ جن لوگوں کا قرآن مجید پر ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ (۲) دوسری اللہ تعالیٰ سے عہد (الست) میں ہو چکا ہے۔ جس پر انسان کی فطرۃ خود گواہ ہے۔ اسی فطرتی عہد کے سبب سے ہر مرد اور عورت بن دیکھے اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور اس کو اپنا معبود تسلیم کرتے ہیں۔ (۳) تیسری اور کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے یا انسانوں سے عہد کرتے ہیں۔ اس کو توڑتے نہیں۔ بلکہ نباہتے ہیں (بشرطیکہ وہ عہد گناہ نہ ہو۔) (۴) چوتھی۔ رشتہ داروں کے حقوق باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ کسی کی حق تلفی نہیں کرتے۔ (۵) پانچویں۔ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہمیشہ ان کے دل میں رہتا ہے۔ کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آ جائیں۔ چھٹی اور ان کے دل میں یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ قیامت کے دن جب ذرّہ ذرّہ کا حساب ہوگا تو وہاں کیا صورت پیش آئے گی ساتویں دنیا میں جو مصیبتیں آئیں۔ ان پر صبر کیا کسی مصیبت سے گھبرا کر اللہ تعالیٰ کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا اور صبر اور استقلال محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اختیار کیا۔ نہ اس لئے کہ دنیا اسے صابر کہے۔ آٹھویں اور نماز باقاعدہ ادا کرتے رہے۔ یہ نہیں کہ کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی۔ نویں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکی کے کاموں میں مال صرف کرتے ہیں۔ دسویں اگر پوشیدہ خرچ کرنا مناسب ہو پوشیدہ خرچ کرتے ہیں اور اگر مناسب یہ ہو کہ ظاہر کر کے خرچ کریں تاکہ دوسروں کو بھی اس نیک کام میں حصہ لینے کی رغبت ہو تو علی الاعلان خرچ کرتے ہیں گیارھویں۔ برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں۔ سختی کے مقابلہ میں نرمی کرتے ہیں۔ کوئی ان پر ظلم کرے تو معاف کر دیتے ہیں۔

غور کی دعوت

تمام مسلمانوں کو (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) مذکورۃ الصدر صفات کے آئینہ میں اپنی زندگی کے حالات دیکھنے اور غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر اس آئینہ میں زندگی کے حالات درست ہوں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے کہ اس کی توفیق سے سیدھے راستہ پر چلے جا رہے ہیں۔ اور اگر بالفرض خال و خط بگڑے ہوئے نظر آئیں تو اس آئینے کو سامنے رکھ کر اپنے خال و خط دنیا کی زندگی ہی میں درست کر لیجئے۔

ورنہ

اگر مذکورۃ الصدر صفات کے خلاف اپنے اندر ان کے خلاف دوسری صفات پیدا کر کے دنیا سے رخصت ہوئے تو پھر قاعدہ تو یہی ہے کہ ان گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ مثلاً قبر کے عذاب میں مبتلا ہونا۔ یا خدانخواستہ اس کے بعد دوزخ میں جانا۔ ہاں یہ الگ چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے کسی کو معاف فرما دے تو اس پر قادر ہے۔ میرے ذمہ تو اللہ تعالیٰ کا قانون مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کا حق ہے۔ و ما علینا الا البلاغ۔

بڑوں اور بزرگوں کا احترام کیجیے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بوڑھے بزرگ آئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنا چاہتے تھے۔ لوگوں نے ان کے لئے گنجائش پیدا کرنے میں دیر کی (ایسا نہیں کیا کہ ان کے بڑھاپے کے احترام میں جلدی سے ان کو راستہ دے دیتے اور جگہ خالی کر دیتے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو آدمی ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جامع ترمذی

بڑوں کا احترام کرنے والے کے لیے دنیا میں انعام

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جوان کسی بوڑھے بزرگ کا اس کے بڑھاپے ہی کی وجہ سے ادب و احترام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس جوان کے لیے بوڑھے ہونے کے وقت ایسے بندے مقرر کر دے گا جو اس وقت اس کا ادب و احترام کریں گے۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۷ر جمادی الاخریٰ مطابق ۱۸ر دسمبر ۱۹۵۹ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اندھے کون ہیں

اور

اللہ تعالیٰ سے تعلق کے معاملہ میں وہ اندھے کس کس قسم کے کام کرتے ہیں

ان اندھوں کی کارکردگی کے نمونے ملاحظہ ہوں

پہلا نمونہ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَکُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَکَذَّبُوْہُ فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ فِی الْفُلْکِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝) ۔ سورۃ الاعراف ع ۸ ۔ پ ۸ ۔ ترجمہ ۔ البتہ تحقیق ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۔ پس اس نے کہا ۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو ۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا ۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں ۔ فرمایا ۔ اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں ۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں ۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں ۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے ۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ ۔ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ ۔ پھر انہوں نے اُسے جھٹلایا ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ۔ انہیں غرق کر دیا ۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے ۔

اس بدنصیب عقل کے اندھوں کی قوم

کے پاس حضرت نوح علیہ السلام پورے ساڑھے نو سو سال رہے اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ بنانے کے لئے دن اور رات برابر کوشش کرتے رہے مگر اس بدنصیب عقل کی اندھی قوم کی پھر بھی اصلاح نہ ہوئی ۔ بالآخر وہ لوگ دوزخ کا ٹکٹ لے کر دنیا سے رخصت ہوئے

دونوں چیزوں کا ثبوت ملاحظہ ہو

پہلی

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْھِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ط فَاَخَذَھُمُ الطُّوْفَانُ وَھُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝) سورۃ العنکبوت ع ۲ ۔ پ ۲۰ ۔ ترجمہ ۔ اور ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۔ پھر وہ ان میں پچاس برس کم ہزار برس رہے ۔ پھر انہیں طوفان نے آ پکڑا ۔ اور وہ ظالم تھے ۔

دوسری

(قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَھَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْھُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ لِتَغْفِرَ لَھُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَھُمْ فِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَھُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُھُمْ جِھَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّیْٓ اَعْلَنْتُ لَھُمْ وَاَسْرَرْتُ لَھُمْ اِسْرَارًا ۝) سورۃ نوح ع ۱ پ ۲۹ ۔ ترجمہ ۔ (نوح علیہ السلام نے) کہا ۔ اے میرے رب ۔ میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا ۔ پھر وہ میرے بلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے اور بے شک جب کبھی میں نے انہیں بلایا تاکہ تو انہیں معاف کر دے ۔ تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیں اور انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور ضد کی اور بہت بڑا تکبر کیا ۔ پھر میں نے انہیں کھلم کھلا بھی بلایا ۔ پھر میں نے انہیں علانیہ بھی کہا اور مخفی طور پر بھی کہا ۔

حضرت نوح علیہ السلام کے دکھی دل سے یہ بددعا نکلی

حضرت نوح علیہ السلام کے صبر اور استقلال کا اندازہ لگایئے کہ ساڑھے نو سو سال کے دن اور رات قوم کی اصلاح اور ان کی دنیا اور آخرت کی بہتری کے لئے انہیں پیغام حق پہنچاتے رہے ۔ مگر ان عقل کے اندھوں نے نہ پیغمبر خدا کا کہا مانا ۔ نہ خدا تعالیٰ کو راضی کیا ۔ پھر اس مظلوم کے دل سے

یہ آہ نکلی

(قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰہُ وَمَنْ مَّعَہٗ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ۝ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ط وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝) سورۃ الشعراء ع ۶ پ ۱۹ ۔ ترجمہ ۔ (نوح علیہ السلام نے) کہا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے پس تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ ہی کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں نجات دے ۔ پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے بچا لیا ۔

پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے (یعنی نوحؑ کی قوم میں سے) اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے اندھوں

نے جب انہیں نوح علیہ السلام دعوت الی اللہ دیا کرتے تھے تو وہ مندرجہ ذیل حرکتیں کرتے تھے۔

(۱) حضرت نوح علیہ السلام سے کہتے کہ تم گمراہ ہو (۲) جب انہیں نصیحت فرماتے تو کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے۔ تاکہ نوح علیہ السلام کی آواز ان کے کان میں نہ پڑے (۳) اور اپنے اوپر کپڑے اوڑھ لیتے "تاکہ ان کی آواز کان میں نہ پڑے واقعی اگر آدمی ایک بڑا لحاف اپنے سر اور کانوں پر ڈال کر لیٹ جائے تو اس طریقے سے آواز کے کان تک پہنچنے میں یقیناً رکاوٹ ہوگی۔ (۴) اور ضد پر اڑ جاتے کہ تیری بات نہ سننی ہے اور نہ ماننی ہے۔ (۵) اور نوح علیہ السلام کو نعوذ باللہ حقیر سمجھتے اور اپنے آپ کو بڑا خیال کرتے۔ تب ہی تو اس کی بات سننا بھی نہیں چاہتے تھے۔

دوسرا نمونہ

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ یُؤْمِنْۢ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى ۝) سورہ طٰہٰ ع ۷ پ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیریگا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائینگے کہیگا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں (دنیا میں) بینا تھا۔ فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے ذکر

سے مراد قرآن مجید ہے۔ جس سے منہ موڑنے کے باعث دنیا کی زندگی میں طرح طرح کی تنگی آئے گی اور قیامت کے دن ایسے شخص کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

اس کا ثبوت

میں نے سطور بالا میں عرض کیا ہے کہ ذکر سے مراد قرآن مجید ہے۔ اس کا ثبوت خود قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝) سورۃ الحجر ع ۱ - پ ۱۴۔ ترجمہ ہم نے یہ نصیحت (یعنی قرآن مجید) اتاری ہے اور بے شک ہم اسکے نگہبان ہیں۔

نتیجہ

جو پہلا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے بالکل واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ جو لوگ قرآن مجید کے پڑھنے اور سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں دنیا میں بے توجہی اور لاپرواہی برتیں گے اللہ جلشانہٗ کا اعلان ہے کہ انہیں دنیا میں بھی چین نصیب نہیں ہوگا اور قیامت کے دن میدان محشر میں اندھے کر کے اٹھائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے اعلان پر میرا یقین

میں اللہ تعالےٰ کے مذکور الصدر اعلان کی تصدیق کے لئے درس میں کہا کرتا ہوں کہ میرا اللہ سچا ہے اور اس کا اعلان بالکل ٹھیک ہے۔ اس کا ثبوت سنئے لاہور میں ایک ایسے شخص کی مثال لیجئے جسکی کوٹھی اڑھائی لاکھ روپے کے خرچ سے تعمیر ہوئی ہو اور اس کو اللہ تعالےٰ نے سواری کے لئے موٹر بھی دے رکھی ہو۔ اور گھر میں بیوی بھی زندہ ہو۔ اور آج کل کی ترقی کے لحاظ سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوں اور چاروں ہی گریجویٹ ہوں۔ مگر بایں ہمہ اس کوٹھی میں وضو کرنے کے لئے لوٹا نہ ہو اور نماز پڑھنے کیلئے مصلیٰ نہ ہو۔ میں اللہ تعالےٰ کے اعلان کے بھروسہ پر قسم کھا کر کہا کرتا ہوں۔ کہ وہاں کے رہنے والوں کو ایسی تکلیفوں کا سامنا ہوگا کہ نہ دن کو چین اور رات کو آرام کی نیند سوتے ہونگے۔ اگر کسی مسلمان کی بیوی کوٹھی والی بیگم صاحبہ کی سہیلی بن جائے اور اس عورت کا شوہر میاں صاحب کا یار غار بن جائے۔ اور یہ دونوں میاں بیوی میاں صاحب اور بیگم صاحبہ سے اندرونی حالات دریافت کریں۔ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ بظاہر تو وہ شان و شوکت تھی۔ لیکن اندر دونوں کے دل سورج کے سامنے جس طرح موم پگھلتی ہے۔ اس طرح پگھل رہے ہیں ناسور کی طرح جو اندر ہی اندر رستا رہتا ہے۔ اسی طرح میاں صاحب اور بیگم صاحبہ کے دل اندر ہی اندر غموں سے پگھل رہے ہیں۔ اور علی الاعلان کسی پر ان غموں کا اظہار بھی نہیں کر سکتے۔ اور یہ بیان حتمی اور قطعی دے رہا ہوں۔ اس سے آگے تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ ورنہ آگے جانا چاہوں تو جا سکتا ہوں۔ دنیا میں مسلمان کہلا کر قرآن مجید سے لاپرواہی کی یہ سزا ملتی ہے اور آخرت کے متعلق میرا ایمان ہے اور ہر مسلمان کا اس پر ایمان ہونا لازمی ہے۔ کہ ایسے لوگ قیامت کے دن اندھے کر کے میدان محشر میں لائے جائیں گے اور جب اس کا سبب پوچھیں گے تو یہی جواب ملیگا کہ چونکہ تمنے دنیا میں میرے نازل کردہ قرآن مجید کو نظر انداز کیا ہوا تھا۔ آج اس جرم کی پاداش میں اندھا کر کے اٹھایا گیا ہے۔

تیسرا نمونہ

(وَ مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۸ - پ ۱۵۔ ترجمہ اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا۔ (یعنی قرآن مجید کے نور سے اپنے دل کو روشن نہ کیا۔ اس کے دل میں نہ اللہ تعالےٰ کی کلام پاک (قرآن مجید) کی عظمت کا نور ہوگا۔ اور نہ اس کے شارح (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات (جو قرآن مجید کی ایک طرح پر تفسیر ہیں) کا نور ہوگا۔ ان دونوں نوروں سے دنیا میں بے بہرہ ہونے کے باعث قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔ (و اَضَلُّ سَبِیْلًا) اور راستہ سے بہت دور ہٹا ہوا (ہوگا) بعض حضرات نے (اضل سبیلا) کا یہ مطلب لیا ہے کہ دنیا میں تو تلافی مافات (یعنی غلطی کی اصلاح) کا امکان تھا۔ آخرت میں اس سے بھی دور جا پڑا۔

کیونکہ اب توبہ کا دروازہ بھی بند ہو چکا ہے

حاصل

یہ نکلا۔ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں جو مرد یا عورتیں اندھے ہیں۔ ان کی ایک نشانی یہ ہے کہ قرآن مجید اور ارشادات پیغمبر کا نور ان کے دلوں میں نہیں ہوتا۔ یہ لوگ قیامت کے دن اندھے کرکے اٹھائے جائیں گے۔

نور حاصل کرنیکے دو طریقے

نمبر اول تو یہ ہے کہ کسی کتاب وسنتہ کے ماہر عالم سے سبقاً سبقاً یہ علوم پڑھے جائیں۔ جس طرح دوسرے دنیاوی علوم قابل استادوں سے پڑھے جاتے ہیں۔ نمبر دوم یہ ہے کہ کسی مسلمانوں کے معتمد عالم کا ترجمہ کیا ہوا قرآن مجید خرید کر گھر میں رکھا جائے اور قرآن مجید کی ایک ایک آیت پڑھ کر ساتھ ہی ساتھ اس کا ترجمہ بھی پڑھتے جائیں اور اگر اس آیت پر کوئی حاشیہ ہو تو وہ بھی دیکھتے جائیں جیسے آج کل حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ کے ترجمہ اور شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ والا قرآن مجید خرید لیں جو تاج کمپنی والوں نے کراچی سے شائع کیا ہے۔ اس مترجم قرآن مجید کے پڑھنے سے بھی قرآن مجید کے ارشادات کی کافی سے زیادہ سمجھ آجائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے یقین کامل ہے کہ ہر پڑھا لکھا (مرد ہو یا عورت) اس قرآن مجید سے اتنا ضرور فائدہ اٹھالے گا کہ دنیا میں نیکوں کی فہرست میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے اور قیامت کے دن اندھا ہو کر اٹھنے سے نجات پا جائے وما علینا الا البلاغ۔

چوتھا طریقہ

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ سورۃ الحج ع ۶۔ پ ۱۷

ترجمہ۔ سو کئی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں اور وہ گنہگار تھیں۔ اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں نکمے اور کتنے پکے محل اجڑے ہوئے ہیں۔ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی۔ پھر ان کے ایسے دل ہو جاتے۔ جن سے سمجھتے یا ایسے کان ہو جاتے۔ جن سے سنتے۔ پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔

ان لوگوں کے اندھے ہونیکی دلیل

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں اندھے ہونے کا جو تیسرا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے اندھے ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ یہ لوگ کئی برباد شدہ بستیوں کو دیکھتے ہیں۔ جنکی چھتیں گری ہوئی ہیں (نہ ان بستیوں کے بنانے والوں کا نام ونشان ملتا ہے اور چھتوں پر گرنیکے بعد کوئی ان کی مرمت کرنے والا نہیں ہے یعنی ان سب لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اب ان کے محلات میں الو بول رہے ہیں۔ اور کتنے کنوئیں نکمے پڑے ہوئے ہیں۔ نہ ان کے بنانے والوں کا نشان ملتا ہے اور نہ اب ان سے کوئی فائدہ اٹھاتا ہے۔ اب سوائے اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ان غیر آباد محلات اور ان کنوؤں کے بنانے والے اللہ تعالیٰ کے غضب کے باعث تباہ و برباد ہو گئے۔ اور اب وہاں ان کا نام لیوا بھی کوئی نہیں اور نہ ان کی نشان دہی کرنے والا ہی باقی ہے ان کے بعد کے آنے والے اندھے ان برباد شدہ محلات اور بیکار پڑے ہوئے کنوؤں سے یہ عبرت حاصل نہیں کرتے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ان لوگوں کی طرح یاد الٰہی سے غافل ہو جائیں آخرت کو بھلا دیں اور دنیا کے ساز وسامان اور مال ومتاع کے جمع کرنے کو زندگی کا نصب العین بنائیں اور انہیں لوگوں کی طرح ہم بھی غضب الٰہی کی مار کھائیں۔ دنیا سے انکی طرح لعنت کی موت سے مریں اور آخرت میں اندھے کرکے اٹھائے جائیں اور پیغمبر خدا کی اطلاع کے مطابق دوزخ میں دھکیل دیئے جائیں۔ جس طرح اندھا کوئی چیز نہیں دیکھتا اسیطرح ان باطن کے اندھوں نے مذکور الصدر سنیا ناسی کا منظر دیکھا۔ مگر اپنے باطن کے اندھاپن کے باعث کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

پانچواں نمونہ

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۚ قَدْ جَاۗءَكُمْ بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ سورۃ الانعام ع ۱۲ و ۱۳ پ ۷۔

ترجمہ۔ اور اللہ کے شریک جنوں کو ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ اس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اور جہالت سے اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔ وہ پاک ہے اور ان باتوں سے بہت بلند ہے جو وہ بیان کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کو از سر نو پیدا کرنیوالا ہے اس کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اسکی کوئی بیوی نہیں اور اس نے ہر چیز کو بنایا ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے پس اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین اور خبردار ہے۔ تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں آچکیں۔ پھر جس نے دیکھ لیا تو خود ہی نفع اٹھایا۔ اور جو اندھا رہا سو اپنا نقصان کیا اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی اگرچہ خدا ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ مگر اس کے بصیرت افروز نشانات و دلائل ہمارے سامنے ہیں جو آنکھ کھول کر دیکھیگا خدا کو پالیگا اور جو اندھا بن گیا۔ اس نے اپنا نقصان کیا۔ میرے ذمہ یہ نہیں کہ کسی کو دیکھنے پر مجبور کر دوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ بصیرت افروز نشانات اور دلائل دیکھ کر بھی جو باطن کے اندھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار نہیں کرتے اور یہ ان کی بدنصیبی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشموں کو دیکھ کر اسکی توحید کا اقرار کرتے اور اس محسن حقیقی سے عقیدت تامہ رکھتے اور اس کے ہر حکم کو دل وجان سے قبول کرتے۔ دنیا کی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مالا مال ہوتے اور آخرت میں

دوزخ سے بچ کر اپنا ٹھکانا بنا لیتے۔ ایسے لوگوں کی یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ باطن میں حق و باطل میں تمیز کرنے کیلئے جو اللہ فطرت اللہ تعالیٰ نے مادر زاد عطا فرمایا تھا۔ اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور ہادی (پیغمبر خدا) کے جھنجھوڑنے پر بھی آنکھ نہ کھولی۔ بلکہ الٹا جگانے والے (یعنی پیغمبر) کو اپنا دشمن سمجھتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بجائے رحمت کے لعنت کی موت سے مرے اور قبر کو دوزخ کا گڑھا اور آخرت میں جہنم کے داخلے کا ٹکٹ دنیا ہی سے لے کر رخصت ہوئے۔ اللھم برحمتک استغیث یا ارحم الراحمین

چھٹا نمونہ

باطن کے اندھوں کا یہ چھٹا نمبر پیش کیا جاتا ہے

(لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝)

سورۃ المائدہ ع ۱۰۔ پ ۶۔ ترجمہ۔ ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا تھا اور انکی طرف کئی رسول بھیجے تھے۔ جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس وہ حکم لایا جو انکے نفس نہیں چاہتے تھے تو ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کر ڈالا اور یہی گمان کیا کہ کوئی فتنہ نہیں ہوگا۔ پھر اندھے اور بہرے ہوئے۔ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی۔ پھر ان میں سے اکثر اندھے اور بہرے ہو گئے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اللہ دیکھتا ہے۔

باطن کے اندھوں

نے انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کے بعد ایسی حرکتیں کیں جو انہیں سیدھا دوزخ میں پہنچانے والی تھیں اور وہ حرکتیں یہ تھیں کہ بلحاظ اعلان قرآن مجید کے انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت کو علی الاعلان جھٹلایا کہ وہ حضرات تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو پیغام حق پہنچائیں اور بنی اسرائیل کے دادے پڑدادے ان کو جھٹلائیں۔ حالانکہ ایک معمولی سچے آدمی کو جھٹلانے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک پیغمبر خدا کو جھٹلایا جائے۔ اس کا نتیجہ پھر یہی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی انسان پر بجائے رحمت الٰہی کے اس بدنصیب انسان پر لعنت الٰہی نازل کرنے کا باعث بن جائے اور سنئے بنی اسرائیل کے دادوں پڑدادوں نے انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت کو قتل بھی کیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک معمولی انسان کے ناحق قتل کرنے پر اللہ تعالیٰ قاتل سے ناراض ہو جاتا ہے اور قاتل پر بجائے رحمت الٰہی کے اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ چہ جائیکہ ایک اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر کو قتل کرنا۔ جتنے افراد اس پیغمبر کے قتل کرنے میں شریک ہونگے یا اس کے قتل کے مشورہ میں تائید کرنے والے ہوں گے سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بجائے لعنت نازل ہوگی اور پھر یہ غضب دیکھئے کہ ایک پیغمبر کو نہیں۔ بلکہ پیغمبروں کی ایک جماعت کو ان کے دادوں پڑدادوں نے قتل کیا تھا۔ پھر اندازہ لگائیے کہ ان باطن کے اندھوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنتوں کے کتنے تہ بر تہ انبار چڑھے ہونگے

حاصل

یہ نکلا کہ باطن کے اندھوں کا دنیا میں ایک طرز عمل یہ بھی رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا کرتے تھے۔ جن کے باعث ان اندھوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں برسا کرتی تھیں اور آپ کو معلوم ہے کہ ان نمونوں میں جو یکے بعد دیگرے پیش کر رہا ہوں۔ یہی چیز دکھانی تھی کہ باطن کے اندھے کیا کیا حرکتیں کرتے رہے ہیں۔

ساتواں نمونہ

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۭ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۣ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ) سورہ محمد ع ۳۔ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں جو ایمان لائے۔ کوئی سورت کیوں نہیں نازل ہوئی سو جس وقت کوئی صاف (مضمون کی) سورت نازل ہوتی ہے اور اس میں جہاد کا بھی ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں بیماری (نفاق کی) ہے۔ آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں۔ جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو بس ایسے لوگوں کے لئے تباہی ہے۔ حکم ماننا اور نیک بات کہنا (لازم ہے) پس جب بات قرار پا جائے تو اگر وہ اللہ سے سچے رہے تو ان کیلئے بہتر ہے۔ پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم ملک کے حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچانے اور قطع رحمی کرنے لگو۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن پر اللہ تعالےٰ نے لعنت کی ہے۔ پھر انہیں بہرہ اور اندھا بھی کر دیا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منہم

ان آیات پر حضرت شیخ الاسلام کے حواشی

ملاحظہ ہوں "یعنی ایسی سورت جس میں جہاد کی اجازت ہو (یعنی مسلمان تو ایسی سورت کے نازل ہونے کے آرزومند ہیں تاکہ جس طرح کافر انہیں طرح طرح کے ایذاء پہنچاتے ہیں۔ مسلمان بھی جہاد کی اجازت کے بعد ان سے بدلہ لیں۔ پھر جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے) جو پچھلے احکام پر مشتمل ہے جو غیر منسوخ ہیں اور ٹھیک اپنے وقت پر اترتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ مسلمان سورت مانگتے تھے۔ یعنی کافروں کی ایذا سے عاجز ہو کر آرزو کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ جہاد کا حکم دے تو جو ہم سے ہو سکے کر گذریں۔ جب جہاد کا حکم آیا تو منافق اور کچے لوگوں پر بھاری ہوا۔ خوفزدہ اور بے رونق آنکھوں سے پیغمبر کی طرف دیکھنے لگے کہ کاش ہم کو اس حکم سے معاف رکھیں۔ بے حد خوف میں بھی آنکھ کی رونق نہیں رہتی۔ جیسے مرتے وقت آنکھوں کا نور جاتا رہتا ہے۔ یعنی ظاہر میں یہ لوگ فرمانبرداری کا اظہار اور زبان سے اسلام و احکام اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر کام کی بات یہ ہے کہ عملاً خدا اور رسول کا حکم مانیں اور بات اچھی اور معقول کہیں۔ پھر جب جہاد وغیرہ میں کام کی تاکید اور زور آ پڑے۔ اس وقت اللہ کے سامنے سچے ثابت ہوں تو یہ صورت انکی بہتری اور بھلائی کی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہر طرح جاننا ہی چاہیئے۔ پھر رسول بھی جانتا ہے کہ نامردوں کو کیوں لڑوائے ہاں جب بہت ہی تاکید آ پڑے۔ اسی وقت لڑنا ضروری ہوگا۔ نہیں تو لڑنے والے بہت ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ جہاد سے جی چرانے

والے۔ اصلی۔ کھرے اور سچے مسلمان نہیں اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو اندھا کر دیا ہے کہ اسلام کی حفاظت اور بقا اور کفار کو لڑائی کرکے نیچا دکھائے بغیر جہاں چارۂ کار نہ ہو۔ تو اصلی کھرے اور سچے مسلمان تو اسلام کے جھنڈے کے نیچے خوشی سے آ جمع ہوتے ہیں۔ مگر باطن کے اندھے جو برائے نام مسلمان ہیں وہ جہاد میں شامل ہونے سے جی چراتے ہیں۔ حالانکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس جہاد کا جھنڈا ہاتھ میں اٹھا کر میدان جہاد میں آ کھڑے ہوتے ہیں۔ انہیں اس جھنڈے کے نیچے شمع پر پروانے کی طرح آ جانا چاہیئے تھا۔ مگر ان دل کے اندھوں نے موقعہ شناسی سے کام نہ لیا اور اپنی جان کو بچانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھی ترجیح دی۔ اسی لئے ان پر اللہ تعالےٰ نے اپنی لعنت کا اعلان فرمایا علاوہ اس کے ان کے باطن کے کانوں کے بہرے اور باطن کی آنکھوں کے اندھے ہونے کا اعلان فرمایا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک

آٹھواں نمونہ

وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ سورۃ حٰمٓ السجدہ رکوع ۲ پ ۲۴۔ ترجمہ اور وہ قوم جو ثمود تھی۔ ہم نے انہیں ہدایت کی۔ سو انہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا۔ پھر انہیں ذلیل کرنے والے عذاب نے آ لیا انکے اعمال کے سبب سے

حاصل

قوم ثمود کے باطن کے اندھوں نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو نظر انداز کیا اور باطن کا اندھا رہنا پسند کیا۔ اس جرم کی پاداش میں انہیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے آ پکڑا اور اپنی بد اعمالیوں کی سزا میں سطح دنیا سے نیست و نابود کر دیئے گئے۔ اللھم لا تجعلنا منہم۔ آمین یا الٰہ العالمین

یہ بالکل ٹھیک ہے

کہ تاریخ اپنے اوراق کو دہراتی ہے جس طرح آپ نے اس خطبہ کے مذکورۃ الصدر صفحات میں اس عنوان پر کافی تفصیل ملاحظہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالےٰ سے تعلق کے معاملہ میں اندھے کس کس قسم کے کام کرتے رہے ہیں۔ آج زمانہ کے موجودہ دور میں بھی اسی قسم کے اندھے موجود ہیں اور آج بھی اللہ تعالےٰ سے تعلق کے معاملہ میں اندھے وہی پارٹ ادا کر رہے ہیں جو ان سے پہلی قوموں کے اندھے حق کی طرف دعوت دینے والے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ادا کیا کرتے تھے۔

آج کل کے اندھوں کی گذشتہ زمانوں کے اندھوں سے

اقوال اور افعال میں تطبیق دینے کے باعث موجودہ دور کو اندھوں کو چین بجبیں نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس تطبیق کو بالکل خیر خواہی پر محمول کرنا چاہیئے۔

اس خیر خواہی کی مثال

بعینہٖ اسی طرح ہے۔ کہ جس طرح ایک طبیب یا ڈاکٹر مریض کو اس کے وجود کے باطنی امراض پر مطلع کرتا ہے۔ وہ مریض کو کہتا ہے کہ بھائی تیرا جگر خراب ہے اور تیرا پھیپھڑا بھی خراب ہے۔ اور تیرے چہرے کی رنگت بالکل خراب ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عزت ہے۔ میں کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر آپ کی تہذیب یا تمدن یا معاشرت پر تنقید کرتا ہوں۔ اسکی غرض فقط آپ کی خیر خواہی ہے تاکہ آپ کا تعلق اللہ تعالےٰ سے اور اس کے رسول سے درست ہو جائے۔ تاکہ مرنے کے بعد میری اور آپ کی قبریں بہشت کا باغ بن جائیں اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو اور دوزخ سے بچ کر جنت میں پہنچ جائیں۔

اب تطبیق ملاحظہ ہو

۱ ہادیوں پر تمسخر اڑانا

(یعنی ہادیوں پر مذاق اڑانا) وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝) سورۃ المومنون ع ۶ پ ۱۸۔ ترجمہ۔ اور جن کا (نیکیوں کا) پلہ ہلکا ہوگا تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہوں گے ان کے مونہوں کو آگ جھلسے گی اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنیوالا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہانتک انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

کیا آج لاہور میں بے دینوں کا ایک طبقہ ایسا موجود نہیں

جو حاملین دین پر مذاق اڑاتے ہیں۔ کیا لاہور کے ایک بے دینوں کا طبقہ یہ الفاظ منہ سے نہیں نکالتا کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں؟ ان حاملین دین علمائے کرام کی ذاتی توہین کے علاوہ ملازم کا لفظ کہہ کر علماء دین کے پاکیزہ خیالات کی توہین نہیں کرتا؟ کیا علماء دین کو ملازم کہتے ہوئے اس بے دین کے دل میں علماء کرام کی توہین پیش نظر ہوتی ہے یا نہیں۔ اے بے دین مسلمان۔ اگر تیرے روبرو پیغمبر خدا کوئی

تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت کا سا ہے اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا۔ صحیح مسلم

آتا۔ تو تم اس کی بھی ویسی ہی توہین کرتے جیسی کہ تم سے پہلے ناعاقبت اندیش بے دینوں نے کی تھی۔

اے ناعاقبت اندیش بے دین

تو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ کیا علماء کرام تجھ سے زیادہ شراب پیتے ہیں۔ اس لئے وہ تیری نظر میں توہین کے مستحق ہیں۔ کیا تم سے زیادہ زنڈیوں کے گانے سنتے ہیں جو تمہاری نظر میں حقیر ہیں کیا تم سے زیادہ رات کو لہو و لعب کی مجلس سینما میں گزارتے ہیں۔ اس لئے تمہاری نظر میں حقیر ہیں۔ کیا تم سے زیادہ آپس میں بیویوں کا تبادلہ کر کے (یعنی ڈانس کرتے ہوئے) ناچتے ہیں۔ کیا تم حی علی الصلوٰۃ (نماز کے لئے آ جاؤ) کی آواز سنتے ہی کوٹھیوں اور بنگلوں سے نکل کر مسجد کی طرف اٹھ دوڑتے ہو اور علماء کرام گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور کیا جب ماہ رمضان کا چاند نظر آتا ہے تو تم تو باقاعدہ روزے رکھنے شروع کر دیتے ہو۔ اور علماء کرام یا تو روزہ رکھتے ہی نہیں اور یا رکھتے ہیں تو کسی دن رکھا۔ کسی دن چھوڑ دیا۔ سردست اتنی ہی چیزوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ پھر

اے ناعاقبت اندیش بے دین

مسلمان۔ پھر تو ہی فیصلہ کر۔ کیا تم نے وہی سماں نہیں بنا رکھا جو گزشتہ زمانوں کے بے دین۔ ناعاقبت اندیش اور تل کے اندھے انسان انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں خم ٹھوک کر اس قسم کی ناشائستہ حرکتیں کرتے تھے اور وہ حضرات صبر سے کام لیتے تھے۔

ان حضرات کی طرح

آج علماء دین تیرے طعنے اور توہین آمیز الفاظ سن کر صبر سے کام لے رہے ہیں اور تمہارے توہین آمیز الفاظ کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے لکھ رہے ہیں۔

اور اے بے دین ناعاقبت اندیش مسلمان

قیامت کے دن احکم الحاکمین یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہ کی عدالت عالیہ میں علمبرداران قرآن مجید اور حدیث نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام اور تیرے درمیان جو اختلاف ہے۔ وہ مقدمہ پیش ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ

فیصلہ یہ ہوگا

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ ان آیات کا ترجمہ پہلے آ چکا ہے۔ وہیں سے دیکھ لینا۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم ٭